سبیل الرشاد

جلد چہارم

(حصہ دوم)

انصار اللہ کے متعلق ارشادات وفرمودات

حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

(جنوری 2014ء تا دسمبر 2024ء)

ISLAM INTERNATIONAL PUBLICATIONS LTD

سبیل الرشاد

(جلد چہارم۔ حصّہ دوم)

Sabeel-ur-Rashaad – Volume 4 Part 2
A compilation of addresses and directives of Hazrat Khalifatul Masih V (may Allah strengthen his hands) about Majlis Ansarullah, from January 2014 to December 2024.

First published in the UK in 2025

© Islam International Publications Limited

Published by:
Ansarullah Markaziyyah
Islamabad
2 Sheephatch Lane
Tilford, Surrey, GU10 2AQ
United Kingdom

Printed at:
Pelikan Basim, Turkey

For more information please visit
www.alislam.org

ISBN: 978-1-83596-052-3

پیش لفظ

مجلس انصاراللہ کے بانی سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انصار کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

”یاد رکھو تمہارا نام انصاراللہ ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے مددگار۔ گویا تمہیں اللہ تعالیٰ کے نام کی طرف منسوب کیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ ازلی اور ابدی ہے۔ اس لئے تم کو بھی کوشش کرنی چاہیے کہ ابدیت کے مظہر ہو جاؤ۔ تم اپنے انصار ہونے کی علامت یعنی خلافت کو ہمیشہ ہمیش کے لئے قائم رکھتے چلے جاؤ اور کوشش کرو کہ یہ کام نسلاً بعد نسل چلتا چلا جاوے...... اگر تم نے خلافت کو قائم رکھا تو دنیا کی کوئی طاقت تمہیں تباہ نہیں کر سکے گی۔“

(افتتاحی خطاب سالانہ اجتماع مجلس انصاراللہ مرکزیہ 1956ء)

مذکورہ بالا ارشاد اس جانب توجہ دلا رہا ہے کہ مجلس انصاراللہ کے قیام کا حقیقی اور اولین مقصد خدا تعالیٰ کی توحید کا قیام اور اس کے لئے خلافت سے تعلق کو قائم کرنا ہے۔

ہمارے پیارے امام حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک موقع پر فرمایا:

”انصاراللہ کا ایک اور اہم کام خلافت سے وابستگی اور اُس کے استحکام کیلئے کوشش کرنا ہے۔ جماعت اور خلافت ایک وجود کی طرح ہیں۔ افراد جماعت اس کے اعضاء ہیں تو خلیفۂ وقت دل و دماغ کے طور پر ہیں۔ کیا کبھی ایسا ممکن ہوا ہے کہ انسانی دماغ ہاتھ کو کوئی حکم دے اور ہاتھ اُسے ردّ کر کے اپنی مرضی کے مطابق حرکت کرے۔ اگر آپ اس تعلق کو سمجھ جائیں اور اگر یہ سوچ ہر ایک میں پیدا ہو جائے تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ کوئی فرد جماعت اپنے فیصلوں اور اپنے علمی نکتوں اور اپنے عملوں پر اصرار کریں۔ پس **آپ کی ہر حرکت و سکون خلیفۂ وقت کے تابع**

ہونی چاہیے۔“

(حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا خصوصی پیغام، بحوالہ ماہنامہ انصار اللہ ربوہ اکتوبر 2010ء صفحہ 8-9)

یہ امر روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ بحیثیت فردِ جماعت اور ممبر مجلس انصاراللہ ہمارا حقیقی لائحہ عمل حضرت خلیفۃ المسیح کی زبانِ مبارک سے جاری فرمودہ نصائح ہیں۔ ہم خوش قسمت ہیں کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مختلف مواقع پر مجلس انصاراللہ کو ہر شعبہ سے متعلق نہایت عمیق اور اہم نصائح سے نوازا ہے۔

حضورِ اقدس کی مجلس انصاراللہ کو ارشاد فرمودہ ہدایات و نصائح پر مشتمل سبیل الرشاد کی جلد چہارم حصہ دوم طبع کرنے کی سعادت حاصل کی جارہی ہے۔ زیرِ نظر جلد میں سال 2014ء تا 2024ء تک کے جملہ زرّیں ارشادات و ہدایات کو جمع کر دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ مجلس انصاراللہ کی اس کاوش کو قبول فرمائے اور اس جلد کی تیاری میں شامل جملہ احباب کو جزائے خیر سے نوازے۔ آمین

ناشر

فہرست مضامین

2014ء

خدمتِ دین کو اک فضلِ الٰہی سمجھیں 3

بندے کا خدا تعالیٰ سے تعلق جوڑنا اور اعمال کی اصلاح کرنا بھی ضروری ہے 4

یاد رکھو کہ صرف لفّاظی اور لسّانی کام نہیں آسکتی جب تک کہ عمل نہ ہو............4

ہمارے غالب آنے کا ایک بہت بڑا ہتھیار عملی اصلاح بھی ہے............5

ہزاروں میل دُور کی برائی بھی ہر گھر میں الیکٹرانک میڈیا کے ذریعہ پہنچ گئی ہے............6

قوتِ ارادی اور قوتِ عملی ہی دو بنیادی چیزیں ہیں............7

ہمیں دیکھنا ہو گا کہ ہماری عملی کوشش میں نیک نیتی اور اخلاص و وفا کتنا ہے 9

صلاحیت اور طاقت کا استعمال صحیح ہو تو آسانی سے کام ہو جاتا ہے 10

قوتِ موازنہ انسان کو ہوشیار کرتی ہے............10

سچائی پر قائم رہنا چاہیے اور پھر خدا تعالیٰ پر توکّل بھی کرنا چاہیے 11

قوتِ عملیہ کی کمزوری دو طرح کی ہوتی ہے۔ حقیقی اور غیر حقیقی 13

صرف اپنا عملی نمونہ دکھاؤ اور اس میں ایک ایسی چمک ہو کہ دوسرے اُس کو قبول کر لیں............14

ایک اور اہم خُلق جو تمام جماعتی عہدیداروں میں ہونا چاہیے وہ شفقت اور ہمدردی ہے 16

مربیان، امراء اور عہدیداران کا کام ہے کہ میرے پروگرام بار بار جماعت کے سامنے آئیں 17

اصلاح کے ذرائع... تازہ بتازہ نشانات 17

کیوں ہماری جماعت کے اعمال میں کمزوری ہے؟............18

اللہ تعالیٰ کا قرب مستقل طور پر حاصل ہو 19

ہم دنیاوی چیزوں کی نقل کرتے ہیں...اس نقل کی کوشش نہیں کرتے جو نیکیوں...کی نقل ہے 20

اللہ تعالیٰ سے تعلق کو مضبوط کرنے کی ضرورت ہے 22

عہدیداران کو اپنے اپنے دائرے میں اصلاح کی کوشش کرنی چاہیے 24

بولنے والا خدا صرف ایک ہی ہے جو اسلام کا خدا ہے 24

عملی اصلاح کے لئے دوسری چیز علمی قوت ہے 25

کوئی گناہ بڑا اور چھوٹا نہیں ہے۔ گناہ گناہ ہے اس سے ہم نے بچنا ہے 25

غلط علم کی جگہ صحیح علم سے آگاہی کا انتظام کریں 26

اپنا نمونہ قائم کرنے کی بہت ضرورت ہے 28

عملی اصلاح کے لئے نگرانی کی ضرورت 28

اصلاح کا ایک پہلو "جبر" بھی ہے 30

اصلاح کے چار ذرائع 31

خدا ہر قدم پر ہمیں سنبھالنے والا ہو گا 32

خلافت کا صحیح فہم و ادراک پیدا کرنا مربیان اور عہدیداران کا کام ہے 33

دیانت اور امانت کے معیاروں کو اونچا کرنے کی ضرورت ہے 35

برکت ووٹوں کی وجہ سے نہیں بلکہ مخلصانہ نیت سے خلافت کی اتباع اور خلیفۂ وقت کی دعائیں حاصل کرنے سے ملتی ہے 36

برکت اسی کو ملے جو مخلصانہ نیت سے خلافت کی اتباع کرے کیونکہ ساری برکتیں اسی نظام سے وابستہ ہیں 37

اطاعت کے مضمون کو سمجھنے کی سب سے زیادہ ضرورت ہر سطح کے عہدیداروں کو ہے 39

اطاعت وہی ہے جو فوری طور پر کی جائے 40

غسّال کی طرح اپنے آپ کو امام کے ہاتھ میں دو 41

امامت اور خلافت اور ڈکٹیٹر شپ میں بڑا فرق ہے 41

خلافت کا مقصد حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف بھرپور توجہ دینا ہے 42

خلافت اور دنیاوی لیڈروں کا موازنہ ہو ہی نہیں سکتا 43

معروف فیصلہ وہ ہے جو قرآن اور سنت کے مطابق ہو 44

عہدِ بیعت پورا کرنے کیلئے اطاعت انتہائی اہم ہے 45

حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ کا ایک واقعہ 45

وحدت قائم نہیں ہو سکتی جب تک اطاعت نہ کی جاوے 46

ہر چیز پر اطاعتِ امام کو فوقیت دینی ہو گی 47

خلافت کے ساتھ جڑ کر ہی صبر کے ساتھ مشکلات میں سے گزرا جا سکتا ہے 47

اعمال کو اور اپنی عبادتوں کو وہ رنگ ہمیں دینے کی ضرورت ہے جو ہمارے لئے بہترین زادِ راہ ثابت ہوں 48

ہمارا مقصد توحید کا جھنڈا لہرانا ہے 49

اس روح کو سمجھنے کی ضرورت ہے کہ خلافت ہے کیا؟ 49

خلیفۂ وقت کے ہر لفظ کو قابل اطاعت سمجھ کر اس پر عمل کریں 50

رپورٹ کے لئے کوئی بات بھیجی جائے اس پر تحقیق کریں اور اطلاع دیں 50

نجات اُنہی کو ہے جو دنیا کے جذبات سے بیزار اور بری اور صاف دل ہیں 52

بعض عہدیدار بعض ہدایات کی تاویلیں اور توجیہیں نکالنے لگ جاتے ہیں 53

عہدیداروں کو اپنے خولوں سے باہر آنے کی ضرورت ہے 53

دین کو دنیا پر مقدم رکھنا 54

اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے کے لئے اپنے دل کی کیفیت کو ڈھالے 54

2015ء

مسجد جا کر نماز باجماعت ادا کریں........ 59
رابطوں کی مہم جاری رکھیں 60
جماعت کی علمی اور دینی ترقیات کے معیاروں کو اونچا کرنے کی کوشش کریں 61
یاد دہانی ضروری ہے........ 61
ہر طبقے کو سلام کو رواج دینا چاہیے 63
ہم نے دنیا کے علاج کا بیڑا اُٹھایا ہے 64
خلافت سے جڑنے والے فیوض سے خالی نہیں رہتے 65
برکت صرف اور صرف خلافت سے وابستگی میں ہے 65
خلیفۂ وقت کی باتوں کو سنو اور اُن پر عمل کرنے کی کوشش کرو 66
اپنے عمل کو بھی خلیفۂ وقت کے تابع کریں........ 67
اللہ تعالیٰ کے احکام تلاش کر کر کے ان پر عمل کرنا چاہیے 69
اپنی عبادتوں کے جائزے لینے کی ضرورت ہے 70
تین باتوں کے بارے میں مسلمان کا دل خیانت نہیں کر سکتا 71
صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قابلِ تقلید قربانیوں کا تذکرہ........ 73
روحانی مائدہ کھلانا بھی ڈیوٹی دینے والوں کی ذمہ داری ہے........ 74
جو عام کھانا ہے وہی عہدیدار بھی کھائیں 74
محبت اور پیار سے لوگوں کی تربیت کریں........ 76
خدا تعالیٰ سے تعلق مضبوط تر کرنے کی ضرورت ہے 77

2016ء

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی صداقت اور کامیابی آپؐ کے قول و فعل میں مطابقت تھی 81
بڑی گہرائی میں جا کر سفارش اور فیصلے کرنے چاہئیں 82
دین کی باتوں کو غور سے سننا... اور پھر اس پر عمل کرنا ایک احمدی کا مطمح نظر ہونا چاہیے 83
ایک تسبیح سے ہی ہم کہیں کے کہیں پہنچ جاتے ہیں 84
خود بھی براہِ راست ہر کام میں نگرانی رکھیں 86
سُپرد امانتوں کی صحیح طرح حفاظت کرو 88
اپنے قول و فعل کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کریں 89
انسان کی پیدائش کا مقصد... اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا ہے 90
اپنے نمونے قائم کرنے ہیں 90
شرائطِ بیعت میں ساری چیزیں شامل ہیں 91
اپنی امانتوں اور اپنے عہدوں کو پورا کرو 92
اپنے تقویٰ کے معیار کو بڑھاتے ہوئے اپنے کام سرانجام دیں 93
اللہ تعالیٰ کے حقوق میں سب سے بڑا حق عبادت کا ہے 94
جہاں مسجد یا سینٹر کی سہولت نہیں وہاں گھروں میں نمازوں کا اہتمام ہو سکتا ہے 95
حقیقی مومن... اپنی امانتوں اور اپنے عہدوں کا خیال رکھنے والے ہیں 95
قوم کا سردار قوم کا خادم ہوتا ہے 96
مومن اپنے دینی بھائیوں کو اپنے نفسوں پر ترجیح دیتے ہیں 97
ایک وصف جو خاص طور پر عہدیداروں کے اندر ہونا چاہیے وہ عاجزی ہے 98
عاجزی کے ساتھ بلند حوصلگی کا بھی اظہار ہو 99

عہدیدار قواعد وضوابط پڑھیں اور سمجھیں 99

ماتحتوں سے حسنِ سلوک کریں.. 100

ماتحتوں کو کام سکھانے کی بھی کوشش کرنی چاہیے 101

جماعت کے کاموں کو خدا تعالیٰ کا فضل چلا رہا ہے.. 101

ایک وصف عہدیداران میں جو ہونا چاہیے وہ بشاشت اور خوش اخلاقی سے پیش آنا ہے 102

آسانیاں پیدا کرنے کے طریق سوچیں.. 103

اصل مقصد تو خدا تعالیٰ کو خوش کرنا اور اس کی رضا حاصل کرنا ہے 103

ہدایات...پر فوری اور پوری توجہ سے عملدرآمد کریں.. 105

مقامی جماعتوں کے سیکرٹریان کو فعّال کریں اور ہر موصی ان کے رابطے میں ہو 105

نماز انسان کو اطمینان قلب عطا کرتی ہے.. 107

اجتماع کا مقصد اللہ تعالیٰ سے تعلق اور آپس میں محبت واخوت میں بڑھنا ہے........................ 109

انصار کی ذمہ داریوں...کا خلاصہ انصار اللہ کے عہد میں بیان ہو گیا.. 109

انصار اللہ کے معیار سب سے اعلیٰ ہونے چاہئیں 110

خلافت احمدیہ سے وفا کا تعلق اور اس کی حفاظت.. 110

جماعت احمدیہ میں اطاعت کا معیار 112

اپنی روحانی حالت اور اللہ تعالیٰ سے تعلق کو بڑھائیں.. 112

امیر جماعت سمیت ہر ایک اپنی عمر کے لحاظ سے متعلقہ ذیلی تنظیم کا ممبر ہوتا ہے 113

مسجدوں کی آبادی سب سے پہلے عہدیداروں کا فرض ہے 114

اللہ تعالیٰ سے مدد مانگیں کہ صحیح فیصلہ کی توفیق دے.. 115

ہر کارکن کا کام ہے کہ ہر آنے والے کے ساتھ عزت اور احترام سے پیش آئے 116

استغفار کرتے ہوئے اپنی اصلاح کی کوشش کرنی چاہیے 116

خالص ہو کر اللہ تعالیٰ کی خاطر ہر ایک عہدیدار کو کام کرنا چاہیے 117

جماعت کا ہر عہدیدار اپنی ذمہ داریوں کو سمجھے 118

2017ء

ہر کام کے اعلیٰ نتائج پیدا کرنے کیلئے مستقل مزاجی شرط ہے 121

ہماری عبادتوں کی ترقی ہی ہمیں کامیابیاں دلانے والی ہے 121

(نماز) بے شک بندے اور خدا کا معاملہ ہے مگر توجہ دلانا اور پوچھنا نظام کا کام ہے 122

مربیان و مبلغین اور عہدیداروں کا تعاون 123

اکٹھے ہو جاؤ، ایک بن جاؤ تاکہ طاقت پیدا ہو 124

رحم، ہمدردی اور پردہ پوشی کو ہر عادت پر حاوی کر لو 125

ایک سکیم کے تحت کام کرنا چاہیے 125

واقفین زندگی کے ساتھ رویّوں میں انتہائی عاجزی اور تعاون کے جذبے کو بڑھائیں 126

اس بات کی پابندی کرنی چاہیے کہ ان کے گھروں میں... منفی باتیں نہ ہوں 127

افرادِ جماعت کے لئے بھی ہمیشہ پیار اور محبت کے پَر پھیلائیں 127

معاملات کو نمٹانے میں جلدی کیا کریں 128

عُہدہ بڑائی پیدا کرنے کے لئے نہیں ہے بلکہ عاجزی میں بڑھانے کے لئے ہے 129

مقصد تنظیموں کے قیام کا یہ تھا کہ جماعت کا ہر طبقہ فعّال ہو جائے 130

عُہدیداروں میں سب سے زیادہ برداشت ہونی چاہیے 131

پہلے سے کاموں کی planning کی جائے 132

آپس کے تعلقات کے معیار میں بھی کمی ہے 133

منظور شدہ لائحہ عمل پر عمل درآمد کروانا ممبران مجلس شوریٰ اور ہر سطح کے جماعتی عہدیداران کی ذمہ داری ہے . 134

ہر عہدیدار کسی نہ کسی رنگ میں تبلیغ میں حصہ لے سکتا ہے 134

داعیانِ خصوصی زیادہ وقت تبلیغ کے لئے دیں 135

حکمت، موعظۃ الحسنہ اور بہترین دلیل کا استعمال..135

مخالفت تو تبلیغ کے رستے کھولتی ہے 136

انصار اللہ کا ہر ممبر نماز باجماعت کا عادی ہو..138

حقیقی رنگ میں انصار اللہ کیسے بنا جا سکتا ہے 139

دعا کے ہتھیار کو استعمال کرنے کی ضرورت ہے..139

نمازوں کو باقاعدہ التزام سے پڑھو..140

عبادت میں اعلیٰ درجہ کی لذت اور سرور بھی ہونا چاہیے 141

نماز میں لذت اور خشوع و خضوع خدا کی مدد اور استعانت کے بغیر حاصل نہیں ہوتا 143

نماز میں لذت کیونکر حاصل ہو 144

وہ نماز بدیوں کو دُور کرتی ہے جو اپنے اندر ایک سچائی کی روح رکھتی ہے 147

ارکانِ نماز دراصل روحانی نشست و برخاست ہیں..148

اُس خاص کیفیت کا نام صلوٰۃ ہے جو ربوبیت اور عبودیت کے ملنے سے پیدا ہو 150

غیر اللہ سے سوال کرنا مومنانہ غیرت کے صریح اور سخت مخالف ہے..152

غیر اللہ کی طرف جھکنا خدا سے کاٹنا ہے 154

جن لوگوں کو خدا کی طرف پورا التفات نہیں ہوتا اُنہی کو نماز میں بہت وساوس آتے ہیں 154

خدا تعالیٰ کو ہماری نمازوں کی کوئی ضرورت نہیں 155

نماز خود دعا کا نام ہے... بڑے عظیم الشان کاموں کی کنجی دعا ہے 156

غفلت کو چھوڑ دو اور تضرّع اختیار کرو 157

نماز ہی ایسی چیز ہے جو معراج کے مراتب تک پہنچا دیتی ہے 158

تہجد میں خاص کر اٹھو اور ذوق اور شوق سے ادا کرو 159

احمدیوں کو اللہ تعالیٰ نے مسیح موعودؑ کو ماننے کی وجہ سے وہ رستہ دکھا دیا 160

حقیقی توحید کس طرح پوری ہوتی ہے 160

اجتماع میں پانچوں نمازوں کا اہتمام ہونا چاہیے 161

2018ء

جس طرح شعبہ مال کام کرتا ہے اس طرح شعبہ تربیت بھی کام کرے تو بہت ترقی ہو سکتی ہے 165

نماز میں عاملہ نمونہ بنے 165

نماز باجماعت کی عادت پیدا کرنی چاہیے 165

تمام مرد و زن اور بچے تحریک جدید اور وقف جدید میں شامل ہوں 166

اگلی نسلوں کو... تبلیغی کاموں کے لئے تیار کریں 166

مجلسِ عاملہ کے اراکین کو اپنے تبلیغی رابطے بڑھانے چاہئیں 167

تمام احمدی ٹیکسی ڈرائیورز کو مختلف زبانوں میں تعارفی لٹریچر مہیا کیا جائے 167

قیدیوں سے رابطے پیدا کرنے چاہئیں 167

ایسے پمفلٹ تقسیم کئے جائیں کہ انسان کو مذہب کی ضرورت ہے 167
اُنہیں (نومبائعین کو) نماز سکھائیں اور نماز کی عادت ڈالیں............ 168
یہ احساس ہے جو ہمارے ہر عہدیدار میں پیدا ہونا چاہیے کہ کس طرح کام کرنا ہے 169
مجلسِ عاملہ کے اراکین کو سو فیصد نمازی ہونا چاہیے 170
ہر دو ماہ بعد عشرہ صلوٰۃ منایا کریں............ 170
خدام وانصار کے اراکین عاملہ کی بھی حاضری سو فیصد ہونی چاہیے 170
صدر، سیکرٹریان تربیت، ناظم تربیت اور منتظم تربیت سب نماز کی طرف توجہ دلائیں 171
تبلیغ کے لئے تدبیر اور دعا کو کتنا کتنا وقت دینا چاہیے 172
انصار کو بھی پڑھائیں اور اُن کی آمین بھی کرائیں............ 173
جتنا مالی قربانی پر زور دیتے ہیں اتنا روحانی بجٹ پورا کرنے پر بھی زور دیں 174
عاملہ کو ٹھیک کرلیں تو سب ٹھیک ہو جائیں گے 174
سب سے پہلے جماعت، انصار اور خدام کی عاملہ کو نماز باجماعت میں باقاعدہ بنائیں............ 174
سیکرٹری وصایا موصیوں کی نماز باجماعت اور تلاوت کی بھی نگرانی کریں 175
چندوں کی وصولی میں نرمی سے کام لیا جائے............ 176
وقفِ عارضی کی بھی تحریک کریں 176
جن کی داڑھی نہیں وہ رکھ لیں 176
ہر سیکرٹری کے پاس ہر وقت اپنے شعبہ کی مکمل معلومات ہونی چاہئیں............ 177
نماز کا ترجمہ بھی سکھائیں 177
اللہ تعالیٰ کی عبادت کا احساس ایک احمدی میں پیدا ہونا چاہیے 178

حقیقی مومنوں کے لئے یُقِیۡمُوۡنَ الصَّلٰوۃَ کے الفاظ کا استعمال 179

مومن جو ہیں ان کی معراج نماز ہے.. 179

اقامۃ الصلوٰۃ کا حق ادا کرنے والے بنیں 180

اللہ تعالیٰ نے عبودیت اور ربوبیت میں ایک گہرا تعلق رکھا ہے 180

انسان کی پیدائش کا مدّعا بلاشبہ خدا کی پرستش ہے 181

تم اُس کی عبادت کرو اور اُس کے لئے بن جاؤ۔ دنیا تمہاری مقصود بالذّات نہ ہو.. 182

اگر کوئی اس سے یہ مراد لے کہ دنیا کے کاروبار سے الگ ہو جائے وہ غلطی کرتا ہے 184

دنیا کے لئے کوشش کرو، لیکن... جس حد تک اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے.. 185

انسان کے دل میں خدا کے قرب کے حصول کا ایک درد ہونا چاہیے.. 185

نماز ہی صحیح عبد بننے کی طرف ہمیں لے جاتی ہے.. 186

خدا سے خدا کو مانگو پھر دنیاوی ضروریات کے لئے بھی دعا کرو.. 187

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت میں بہت سے ایسے ہیں جن کی نمازوں میں گدازش ہے 188

نماز ہزاروں خطاؤں کو دور کر دیتی ہے 189

تم لوگ دعا کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے معرفت طلب کرو 190

گناہ سے بچنے کے لئے جہاں دعا کرو وہاں ساتھ ہی تدابیر کے سلسلہ کو ہاتھ سے نہ چھوڑو.. 190

نماز کا مزا نہیں آتا جب تک حضور نہ ہو 192

اللہ تعالیٰ کا یہ منشا ہے کہ تمام انسانوں کو ایک نفسِ واحد کی طرح بنا دے 193

اللہ تعالیٰ نے چاہا ہے کہ آپس میں الفت اور انس ترقی پکڑے.. 194

نماز کا مزا دنیا کے ہر ایک مزے پر غالب ہے 195

نمونہ دکھانا انصار اللہ کا کام ہے 196

جب تم دعا کرو گے تو میں تمہاری پرواہ کروں گا 197

اللہ تعالیٰ کی کوئی کسی سے رشتہ داری نہیں ہے 199

اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا وارث بننے کے لئے ہمیں محنت کرنی پڑے گی 200

2019ء

اپنے جائزے لیتے رہیں 205

کیا ہم انصار کہلاتے ہوئے اپنی زندگیاں حضرت مسیح موعودؑ کی خواہش کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کر رہے ہیں 206

بنیادی باتوں کو بار بار ہمیں اپنے سامنے لاتے رہنا چاہیے 206

کیا جو انصار اللہ کا نام ہے ہم حقیقت میں اس نام کا پاس رکھ رہے ہیں 207

ہمارے نمونے ہی ہیں جو معاشرے میں تبدیلیاں لانے والے ہوں گے 207

صرف لفّاظی اور لسّانی کام نہیں آسکتی جب تک کہ عمل نہ ہو 208

تم اپنے نفسوں کو ایسے پاک کرو کہ قدسی قوت ان میں سرایت کرے 209

عقل سے کام لو اور کلامِ الٰہی کی ہدایات پر چلو 211

اگر دلوں پر اثر اندازی چاہتے ہو تو عملی طاقت پیدا کرو 211

عقل اور کلامِ الٰہی سے کام لو 212

اگر عمل نہیں تو وعدہ بھی پورا نہیں ہو گا 213

اللہ تعالیٰ سے خاص تعلق ہمیں پیدا کرنا ہو گا 213

تقویٰ ہی ایک ایسی چیز ہے جس کو شریعت کا خلاصہ کہہ سکتے ہیں 215

اللہ تعالیٰ اپنے وعدوں کے خلاف نہیں کرتا 215
قویٰ کی تعدیل اور جائز استعمال کرنا ہی ان کی نشوونما ہے 216
ہماری جماعت تقویٰ کا غم کُل دنیوی غموں سے بڑھ کر اپنی جان پر لگائے 216
اپنی زندگی غربت اور مسکینی میں بسر کریں 217
خدا تعالیٰ کے نزدیک بڑا وہ ہے جو متقی ہے 218
پاک عقل آسمان سے آتی ہے اور اپنے ہمراہ ایک نور لاتی ہے 220
میں وہ انسان ہوں جو اللہ تعالیٰ نے غیرت کھا کر بھیجا ہے 221
اصلی بہادر وہی ہے جو تبدیلِ اخلاق پر مقدرت پاوے 222
خدا کو ناراض کرنے والی باتوں سے توبہ کریں 222
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے بھی تدریجاً تربیت پائی 223
میرے دوست سن رکھیں کہ وہ میری باتوں کو ضائع نہ کریں 224
اپنے ممبران کو جماعت کے ساتھ مضبوطی سے جوڑدیں 226
ایک بچے کی طرح بن کر اس کے حکموں کے نیچے چلو 227
اپنے آپ کو خلافت کے ساتھ جوڑیں 227
خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ عملی راستی دکھاؤ تا وہ تمہارے ساتھ ہو 228

2020ء

رپورٹس پر تبصرہ بھی بھجوانا چاہیے 231
اگر عاملہ ممبران کام نہیں کر رہے تو باقیوں پر کیا اثر ہو گا 231
شعبہ تربیت کے لئے زرّیں نصائح 232

سکیم تو بن گئی، مجھے بتائیں کہ فائدہ کتنوں نے اٹھایا 234

واقفِ زندگی، چوبیس گھنٹے کا واقفِ زندگی ہے 235

2021ء

ہر کام جو ہے دعا سے ہونا چاہیے 239

جب ایک انسان رسالہ الوصیت پڑھتا ہے تو اس کو احساس ہوتا ہے کہ مجھے کس معیار کا احمدی ہونا چاہیے . 239

ان کو بتائیں کہ تم احمدی ہو اور احمدی کے کچھ فرائض ہیں اور کچھ اس کی ڈیوٹیز ہیں 241

ہر طرف سے ایک مشترکہ اور ایک ٹھوس کوشش ہوگی تو پھر تربیت کی طرف... توجہ پیدا ہوگی 242

شعبہ تعلیم القرآن ووقف عارضی کے لئے راہنمائی 244

انصار کو تو اپنی عاقبت کی فکر ہونی چاہیے 245

اپنے گھروں میں بھی جائزہ لیں کہ... بچے بھی نمازوں اور قرآن کی طرف توجہ دے رہے ہیں کہ نہیں 245

اللہ کا کلام ہے، سیکھنے میں کیا حرج ہے 246

پورے ملک میں وسیع پیمانے پر درخت لگانے کی مہم شروع کریں 246

سائیکل استعمال کر کے اپنے ماحول کو صاف بنانے میں بھی کردار ادا کریں 246

سب کو مل کر اپنے اپنے ماحول میں تربیت کی طرف توجہ دینی چاہیے 247

ہدایت دینا اللہ تعالیٰ کا کام ہے 249

مستقل ورزش کرنی چاہیے 252

انصار اپنے گھروں کی بھی نگرانی کریں 252

شعبہ تربیت نومبائعین کے لئے راہنمائی 252

تبلیغ کے لئے مخصوص ٹارگٹ رکھنے چاہئیں 253

خود سوچیں اور خود نئے نئے رستے نکالا کریں.. 254

ایک ناصر کو صرف اپنی فکر نہیں کرنی چاہیے، اپنی نسل کی فکر بھی کرنی چاہیے 255

ٹارگٹس مقرر کرتے ہوئے... حقائق کو سامنے رکھنا چاہیے 256

احمدی مسلمان بچوں کو انٹرنیٹ پر موجود ضرر رساں اور خطرناک مواد سے بچانے کے لئے مناسب اقدام اٹھانے چاہئیں 258

شرمانا نہیں چاہیے... تم نے قرآن کریم پڑھنا ہے تو تمہارے پڑھنے کا انتظام کر دیتے ہیں............ 258

مذہب کی ضرورت اور اسلام کی ضرورت ایسے موضوعات ہیں جن میں مجلس انصاراللہ کے ممبران کو خوب مہارت ہونی چاہیے 259

عمر بڑھنے کے اثر دماغی رویہ سے پتہ چلتے ہیں 260

قائد صاحب تعلیم کی راہنمائی 260

افریقہ کے غیر ترقی یافتہ حصوں میں واٹر پمپ اور ماڈل ویلیج۔۔ کی تعمیر کے حوالہ سے مدد کرنی چاہیے.. 261

جب خدا تعالیٰ کی خاطر کام کر رہے ہیں تو پھر کسی انسان کی تعریف یا بد تعریفی کی پرواہ ہی نہیں کرنی چاہیے 262

صرف نام کے انصار اللہ نہ ہوں 264

اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مددگار کس طرح بن سکتے ہیں 265

ہماری بیعت تو بیعتِ توبہ ہی ہے 266

جو لوگ اپنے آپ کو انصار اللہ کہتے ہیں ان کا کیا معیار ہونا چاہیے 267

پتہ ہی نہیں کہ اسلام کی حقیقت کیا ہے؟.. 267

متقی کے لئے خدا تعالیٰ ساری راحتوں کے سامان مہیا کر دیتا ہے........................ 268

ایسے بنو کہ تا تم پر خدا تعالیٰ کی برکات اور اس کی رحمت کے آثار نازل ہوں........................ 268

انصار اللہ کا کام تو باغ کی نگہداشت کرنا ہے 269
دنیاوی چیزیں اس لئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے حق ادا کئے جائیں 270
مومن شخص کا کام ہے کہ پہلے اپنی زندگی کا مقصد اصلی معلوم کرے 271
عبادت اللہ تعالیٰ کی محبتِ ذاتی سے رنگین ہو کر کرو 271
جب وہ دشمنوں کو محروم نہیں کرتا تو دوستوں کو کب ضائع کر سکتا ہے 272
خدا تعالیٰ مغز اور حقیقت کو چاہتا ہے، رسم اور نام کو پسند نہیں کرتا 274
وہ تطہیر چاہتا ہے اور ایک پاک جماعت بنانا اس کا منشاء ہے 274
قرآنِ کریم میں علمی اور عملی تکمیل کی ہدایت ہے 275
صرف باتوں کے ذریعہ سے تبلیغ نہیں کرنی بلکہ اپنے عمل سے تبلیغ کرنی ہے 276
اسلام ہی وہ حقیقی مذہب ہے جو دنیا کو راہ راست پر لا سکتا ہے 277
ہمارے کاموں میں برکت اس وقت پڑے گی جب اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے راستے پر چلیں 278
کمال ادب اور محبت اور خوف سے بھری ہوئی نماز ادا کرو 279
ہماری کامیابی دعاؤں سے ہی ہونی ہے 279
کوئی نئی نئی باتیں نکالا کریں۔ زمانے کے لحاظ سے چلیں، عمر کے لحاظ سے چلیں 281
سارے شعبوں پر بھی تبصرہ ہونا چاہیے 281
وہی قومیں ترقی کرتی ہیں جو اپنی کمزوریوں پر نظر رکھتی ہیں 283
لائحہ عمل تو ایک موٹی موٹی گائیڈ لائن ہے 284
ہمارے ہاں کام کرنے کی بھی اور دعائیں کرنے کی بھی کمزوری ہے 285

اپنی زندگی متقیانہ بنائیں تو نیک اولاد کی خواہش نتیجہ خیز ہوگی 286

خلافت کی مکمل اطاعت کی روح پیدا کریں 287

ہم تبلیغ صرف اپنی تعداد بڑھانے کے لئے نہیں کرتے 289

تبلیغ کے لئے ہر ایک سے انفرادی ملاقات اور تعلق رکھنے کی ضرورت ہے 290

کیا ہمارے عمل اور اعتقاد میں کوئی تضاد تو نہیں 291

عہدِ بیعت کا خلاصہ 292

ممبرانِ مجلس عاملہ کے اپنے مثالی نمونے کی اہمیت 294

دعا کے بغیر تو کام میں برکت نہیں پڑسکتی 294

نماز تو سو فیصد ہونی چاہیے 294

نو مسلم نو مبائعین کو سورہ فاتحہ اور اس کا ترجمہ اور نماز پڑھنی سکھائیں 295

شعبہ تبلیغ کے ٹارگٹ بہت بلند ہونے چاہئیں 295

ایسے لوگ تلاش کریں جو دین کی خدمت کا جذبہ رکھتے ہیں 295

جوانوں کے جوان بنناہے تو اس طرح بنیں کہ اپنی activities کو تازہ رکھیں 296

تبلیغ کریں اور مجالس اور جماعتیں قائم کریں 298

صفِ دوم کے انصار کو باقاعدہ ورزش کرنی چاہیے 298

نوکری کے حوالے سے پریشان احباب کی مدد کیسے کرنی ہے؟ 298

پنجوقتہ نمازیں نہ ادا کرنے والوں سے سوال 298

ہمیں اپنا پیغام پھیلانے کیلئے ہمیشہ نئے ذرائع اور طریقے تلاش کرنے چاہئیں 299

انصار کی صحت کے لئے پروگرام کی ضرورت 299

ایمان کو بڑھائیں۔ صحیح تربیت کریں 300

مجبوریوں کی وجہ سے چندہ نہ دے پانے والوں کیلئے ہدایت 301

بنیادی چیز نماز ہے 301

Consolidated کوشش سے آپ کو نتائج اچھے بہتر ملیں گے 302

2022ء

آپ کے اجتماع کا عنوان خدمت خلق ہونا چاہیے 307

ہر احمدی خلیفۂ وقت کی ہر بات کا اپنے آپ کو مخاطب سمجھے 309

انصار اللہ ہی وہ تنظیم ہونی چاہیے جو نمونے قائم کرنے والی ہو 310

جب انسان کے دل میں تقویٰ ہو، تبھی انسان کا اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا ہوتا ہے 311

تقویٰ کیا ہے؟ 312

انصار اللہ کا اصل کام 313

ہم حقیقی انصار اُس وقت بن سکتے ہیں جب عمدہ بیج بنیں 314

حضرت مسیح موعودؑ اپنے ماننے والوں کے کیا معیار دیکھنا چاہتے تھے؟ 314

اللہ تعالیٰ متقی کو نابکار ضرورتوں کا محتاج نہیں کرتا 315

بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ غلط بیانی کیے بغیر کام نہیں چل سکتا 316

جماعتی اور دین کے کاموں کو ترجیح دینے کی برکت 317

تبلیغ کے پروگرامز آرگنائز کریں 319

جس طرح وہ سٹیٹمنٹ میں اپنی انکم بتاتے ہیں، تو اس کے مطابق ان پر اعتبار کریں 319

قائد تجنید اپنا ڈیٹا اکٹھا کیا کریں 319

انصار اللہ کے کاموں میں رویہ کیا ہونا چاہیے؟ 320

ناظم اعلیٰ کو تمام مجالس میں جانا چاہیے 320

پچاس فیصد انصار کو سائیکلنگ کی طرف لگانا چاہیے 321

ماڈل ویلیج فنڈ کرنے کی تحریک 321

عاملہ کے تمام افراد کو ہر سال ایک سے دو ہفتہ کے لئے وقفِ عارضی کرنی چاہیے 321

100 فیصد انصار تحریکِ جدید میں شامل ہونے چاہئیں 322

آڈیٹر کو بجٹ کمیٹی کا حصہ ہونا چاہیے 322

کیا انہیں اس عمر میں بھی یہ احساس نہیں ہو رہا ہے کہ اب ان کی زندگی ختم ہونے والی ہے 322

کیا قائدین کا اپنے متعلقہ منتظمین سے ذاتی رابطہ ہے 323

آپ کی روحانیت میں اس دوران کیا بہتری ہوئی ہے 324

خدمت کرنے کے نئے ذرائع تلاش کریں 324

سیکرٹریان تربیت کو فعال بنائیں کہ ہر احمدی پنجوقتہ نماز کا التزام کرے 326

اپنے بچوں کی تربیت کی طرف خاص توجہ دیں... اُن کو جماعت کے ساتھ جوڑنے کی طرف توجہ دیں 328

اسلام احمدیت کے پیغام کو پھیلانے کے لئے خدام الاحمدیہ، لجنہ اماء اللہ، انصار اللہ اور نیشنل جماعت سب کو مل کر کام کرنا ہو گا 331

نمازوں کی طرف توجہ کرو 331

تبلیغ کے ساتھ ساتھ دعا بھی ضروری ہے 333

ایک ہوں، اکائی ہوں پھر کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ اس میں برکت بھی ڈالتا ہے 333

انفرادی طور پر آپ لوگ tree plantation کریں۔ درخت لگائیں 334

2023ء

سیکرٹری مال کو تمام معلومات ہونی چاہئیں 339
سارے ملک کے بچوں کی تربیت کریں تا کہ اگلی generation احمدی ماحول میں بڑھے 339
بچوں کو بتائیں کہ احمدیت کیا ہے اور کیوں ہم احمدی ہیں 339
موصیان کی تعداد کو بڑھانے کی کوشش کریں 340
سیکرٹری تربیت کا حلقے کے ہر احمدی سے رابطہ ہونا چاہیے 340
جماعتی بلیٹن کی اشاعت کی طرف توجہ 340
خلافتِ احمدیہ کے تحت ہمارے نظام میں یک جہتی ہے اور ایک وجود آپ کی راہنمائی کرتا ہے 342
یہ ہر ایک احمدی کی ذمہ داری ہے کہ وہ اسلام کے پیغام کو پھیلائے 343
جس طرح جماعت پھیل رہی ہے حسد بھی بڑھ رہا ہے 344
دہریت کے خلاف بھی تمہیں جہاد کرنا پڑے گا 346
اپنی مساجد کی حفاظت کا انتظام رکھیں 347
گلوبل وارمنگ سے آپ کو کیا فرق پڑا ہے 347
ایک درخت کاٹتے ہو تو دو درخت لگاؤ 349
ہم دنیا کو سمجھائیں اور بتائیں کہ اس کے کیا کیا بد اثرات ہو رہے ہیں 350
بہتر ہے کہ ان سے کہا کریں کہ بیٹے تم اپنے گھر جاؤ اور اپنا علیحدہ گھر لو 350
والدین کی خدمت کرنی چاہیے 350
feedback اور تجاویز لی جائیں کہ کس قسم کے پروگرام منعقد ہونے چاہئیں 351
انصار کو یہ احساس ہونا چاہیے کہ بڑھاپے میں اگلی زندگی قریب آگئی ہے 353

لوکل سائیکلنگ کلب کے ساتھ بھی رابطے کریں 354

نماز کی اہمیت کیا ہے آدھے صفحہ کے چھوٹے چھوٹے اقتباس نکال کے میسج کر دیا کریں 354

کم از کم پچیس فیصد عاملہ ممبران تو داعیان الی اللہ ہونے چاہئیں 355

ابھی تو ایک فیصد آسٹریلین لوگ بھی نہیں جانتے کہ جماعت احمدیہ کیا ہے 355

ہر دفعہ مختلف جگہوں پہ تعارف ہونا چاہیے 356

قائد ایثار اگر تبلیغ والوں کے ساتھ coordinate کریں تو بہت سارے کام ہو سکتے ہیں 357

جب چیریٹی اکٹھی کرتے ہیں تو لوکل چیریٹیز کو بھی دیں 358

سال میں کم از کم دو ہفتے وقف عارضی کیا کریں 358

کھیلا کریں۔ باقیوں کی بھی صحت اچھی کروائیں 359

نومبائعین کو اپنے سسٹم میں absorb کرنے کے لئے ان کو ساتھ ملانا ہو گا 359

دینی حالت کی بہتری اور جماعت سے اپنی نسلوں کو جوڑے رکھنے کیلئے بھی فکر ہونی چاہیے 360

نیشنل، ریجنل اور مقامی مجالس عاملہ کے ممبران کو سہ ماہی امتحانات میں حصہ لینا چاہیے 362

سہ ماہی رسالہ کو بتدریج ایک مہینہ پر لائیں 362

ٹکسالی مضامین ہوں 362

ہر ایک طبقے کے مطابق کچھ نہ کچھ مضامین آنے چاہئیں 363

انصار میں آکر بھی نماز پڑھنے کی طرف توجہ نہیں ہوئی تو پھر کب ہونی ہے 363

صدر صاحب یا قائد عمومی یا متعلقہ قائدین کی طرف سے تبصرہ جانا چاہیے 364

عاملہ کے ممبران کو تعلیم القرآن کلاسز میں شامل ہونا چاہیے 364

انصار اللہ افریقہ میں ایک ہسپتال بنائے یا کوئی اور بڑا منصوبہ شروع کرے 364

ذاتی رابطے رکھیں اور مؤاخات کا سلسلہ بنائیں 364
بچوں کے ساتھ Communication Gap کم کریں 365
بچوں کو ایک confidence ہونا چاہیے ہم جو شیئر کریں گے، ماں باپ ہماری بات پیار سے سنیں گے . 366
بچوں کے لئے ایک ماحول پیدا کریں جہاں وہ satisfied ہوں 366
آج کل کے ماحول کی خرابیاں کہانی کی صورت بنا کے بچوں سے شیئر کریں 367
وقت تو ماں باپ کو دینا پڑے گا۔ قربانی بھی کرنی پڑے گی 367
ہر سطح پر آپ کی مجلس active ہونی چاہیے 368
اپنی تنظیم کو active کرنے اور اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنے کی کوشش کریں 369
ایسے علاقوں میں جا کر تبلیغ کریں جہاں تھوڑا بہت دین کی رغبت ہو 371
فائدہ تو تب ہے جب آپ تابڑ توڑ حملہ کریں 371
ہمیشہ کامیابی اس وقت ملتی ہے جب ایک سیسہ پلائی دیوار کی طرح آپ کھڑے ہو جائیں 372
جتنی چھوٹی جماعت ہے اتنا زیادہ پیار و محبت ہونا چاہیے 372
اپنی انانیت کو چھوڑیں اور ہر ایک احمدی، احمدی بن کے رہے 373
کس طرح ہم نے تربیت کرنی ہے؟ 373
داڑھی رکھنے کی نصیحت 373
دن تو صرف عادت ڈالنے کے لئے ہوتے ہیں 374
بقایاداران کے متعلق راہنمائی 374
چندہ اصل میں ایک قربانی ہے، کوئی ٹیکس نہیں 375
عہدے امانت ہیں 377

انتخاب کے وقت خویش پروری یا رشتے داری کا خیال نہیں رکھنا چاہیے........ 377

خواہش کرنے والے کو عہدہ نہیں دیا جاتا........ 378

انتخاب کا طریق........ 379

یہ ضروری نہیں ہے کہ کثرتِ رائے والے کو ضرور منتخب کیا جائے........ 379

اپنی نظر میں بہترین شخص کی سفارش خلیفۂ وقت کو پیش کریں........ 380

کام کو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے سر انجام دینا چاہیے........ 380

آپ کو مقرر کیا گیا ہے کہ افرادِ جماعت کی خدمت کریں........ 380

اپنی بہترین مثالیں لوگوں کے سامنے قائم کریں........ 381

ہر عہدیدار کے عمل کا فرق پڑتا ہے........ 382

قوم کے سردار اُس کے خادم ہیں........ 383

تم میں سے ہر ایک نگران ہے اور اپنی رعایا کے متعلق پوچھا جائے گا........ 385

رشتہ ناطہ کے شعبے کا چیلنج........ 386

امورِ عامہ کا شعبہ........ 387

اگر شعبہ تربیت فعال ہے تو امورِ عامہ کے بہت سے مسائل حل ہو جاتے ہیں........ 387

اللہ تعالیٰ کا خوف رکھتے ہوئے لوگوں کی حاجتیں پوری کرنے میں جلدی کیا کریں........ 389

آسانی پیدا کرنا۔ مشکلیں نہ پیدا کرنا۔ محبت و خوشی پھیلانا اور نفرت نہ پنپنے دینا........ 390

انصار اللہ کا نام رکھنے کی وجہ دین کی خدمت کی طرف توجہ دلانا ہے........ 393

اپنی عبادت کے معیار کو بڑھانا ہے........ 394

ہر ایک کو اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے 394

وہ نماز بدیوں کو دُور کرتی ہے جو اپنے اندر ایک سچائی کی روح رکھتی ہے 396

نماز کی اہمیت اور حقیقت 397

تمہارے قول و فعل ایک ہونے چاہئیں 399

ہمارے ذمّہ اللہ تعالیٰ نے بہت بڑا کام لگایا ہے 400

فلاحِ دارین حاصل کرنے کے طریق 401

تم اپنے نفسوں کو ایسے پاک کرو کہ قدسی قوت ان میں سرایت کرے 402

فتح چاہتے ہو تو متقی بنو 403

اپنی ترجیح دین کو دنیا پر مقدم کرنا بنالیں 404

اسلام کا جھنڈا بلند کرنے کی ذمہ داری انصاراللہ کی بھی ذمہ داری ہے 405

عہد 405

آپ لوگوں کو ہر لحاظ سے اپنی ساری ذمہ داریوں کا احساس ہونا چاہیے 407

آپ کے تمام اراکین مجلس عاملہ موصی ہونے چاہئیں 409

اللہ کی محبت حاصل کرنے کے لئے وہ چندہ ادا کریں 409

کاموں میں نمایاں فرق نظر آنا چاہیے 409

دستور اساسی اور قواعد و ضوابط... پر عمل پیرا ہونا چاہیے 411

نومبائعین کی فہرست بنانی چاہیے... اور پھر... اُن کی تربیت کیلئے با قاعدہ لائحہ عمل بنائیں 411

ہر ایک ناصر کو وقف جدید کی سکیم میں شامل کریں 411

ہر ایک عاملہ ممبر، ناظم اعلیٰ اور ان کی لوکل عاملہ کو وقفِ عارضی کی سکیم میں شامل کرنے کی کوشش کریں... 411

آپ کو ان کی نفسیات کا علم ہو.. 412

جو لوگ پڑھے لکھے یا سمجھ دار ہیں انہیں حضرت اقدس مسیحِ موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصنیف ”اسلامی اصول کی فلاسفی“ مطالعہ کرنے کے لئے تحریک کریں 412

تبلیغ کے لئے ambitious پروگرام بنانا ہوگا 413

2024ء

بچوں کو پیار اور محبّت سے نصیحت ہوگی تو ان کا خلافت سے تعلق پیدا ہوتا رہے گا 417

اسلام کی خوبصورت تعلیم کے بارے میں بتائیں 418

ہمارا کام یہ ہے کہ ہم کوشش کرتے رہیں.. 419

اپنے اوپر افضالِ الٰہی کو یاد رکھیں اور شکر گزار بنیں 420

جب نماز کے لئے کھڑے ہوں تو اس میں ادعیۂ ماثورہ کو پوری توجہ سے پڑھیں 421

تقویٰ یہی ہے یارو کہ نخوت کو چھوڑ دو.. 422

عہدیدار جب اصلاح کر لیں گے تو باقی لوگ آپ ہی ٹھیک ہو جائیں گے 423

انصار کی تربیت کریں گے تو ان کی اگلی نسلوں کی تربیت ہوگی 426

کبھی بھی سچائی کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہیے.. 427

ہر ناصر مربی ہوتا ہے 427

گھروں میں تربیت کی طرف توجہ دیں اور اپنے نمونے قائم کریں 428

اپنے کام کے نظریے کو ذرا وسیع کریں 429

گھر کا پتہ تجنید میں درج ہونا چاہیے 431

ہم نے دوسروں کی خدمت کرنی ہے.. 432

اپنے پروگراموں کو تربیت اور تبلیغ پر فوکس کریں 432

تنظیمی چندہ جات کی اہمیت 433

آپ جماعت کے وہ ستون ہیں جن پر ہماری جماعت کی آئندہ آنے والی نسلوں کی تربیت کی ذمہ داری ہے 435

اس اجتماع سے یہ عہد کرکے اٹھیں کہ آپ اپنی ذمہ داریوں کو پوری طرح نبھائیں گے 436

قربِ الٰہی ایک ایسا سمندر ہے جس کی گہرائیوں میں بے شمار روحانی خزانے پوشیدہ ہیں 437

اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے میں کسی دنیاوی امید یا اجر کا خیال نہیں آنا چاہیے 438

جو دستورِ اساسی میں لکھا ہوا ہے اس کے مطابق کام کریں 440

نَحۡنُ اَنۡصَارُ اللّٰہِ... کا نعرہ لگاتے ہیں تو پھر حقیقی مددگار بن کر بھی دکھائیں 440

دین تو مقدّم اسی وقت ہو سکتا ہے جب پتا ہو کہ دین ہے کیا؟........................ 441

پہلے دوسروں کو دیکھنے کی بجائے اپنے نمونے قائم کرلیں........................ 442

جب تک کسی میں شوق نہ ہو تو اس وقت تک کسی سے زبردستی کام نہیں لیا جاسکتا 443

صفِ اوّل اور صفِ دوم کے... لئے علیحدہ پروگرام بنائیں........................ 443

عاجزانہ راہیں اختیار کریں گے تو کامیابیاں ملیں گی........................ 445

اللہ تعالیٰ سے جب تعلق پیدا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ دل کو تسلی بھی دے دیتا ہے 447

جس کی فِطرت نیک ہے وہ آئے گا انجام کار........................ 448

حقائق کو سامنے رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے تعلق میں بھی بڑھیں 451

ہمارے نمونے ہی ہیں جو معاشرے میں تبدیلیاں لانے والے ہوں گے 453

خلافت سے فیض اٹھانے کے لئے... اپنی حالتوں کو بدلنا ہوگا 454

انصار اللہ کی ذمہ داریاں 455

انصار اللہ... کی ذمہ داری ہے کہ باقی افراد جماعت کے لئے نمونہ بنیں 455

اپنے گھروں کے ماحول کو ایسا بناؤ جہاں محبت اور پیار نمایاں ہو 456

بچوں کے لئے دعا کرنی چاہیے 458

نیکی کرنے والوں کے ساتھ نیکی کرو اور بدی کرنے والوں کو معاف کر دو 459

وہ نمونہ دکھلاؤ کہ غیروں کے لئے کرامت ہو 461

دنیا کو مقصود بالذات نہ بناؤ بلکہ دین کو بناؤ 462

قرآن کریم کے شغل اور تدبر میں جان و دل سے مصروف ہو جائیں 464

حقیقی مسلمان بننا ہے تو اپنی زندگی میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ دکھانے کی کوشش کرو . 467

اپنی زندگی کے تمام پہلوؤں میں ایمان، دیانت داری اور ہمدردی کی عمدہ مثال بننے کی کوشش کرنی چاہیے . 471

اپنے آپ کو بدکاری کی ہر قسم کی کشش اور تمام برائیوں سے بچائیں 471

یہ ضروری ہے کہ آپ اپنے ایمان پر ثابت قدم رہیں 471

خلافت احمدیہ سے اپنے تعلق کو مضبوط کریں 472

اللہ کی عبادت اور اس کی مخلوق کی خدمت سچے ایمان کے لیے لازم و ملزوم ہیں 473

آپ کا گھر اگلی نسل کے لیے پہلی تربیت گاہ ہے 473

اعمال کا اثر آپ کے الفاظ سے زیادہ ہوتا ہے 474

خلافت احمدیہ کے ساتھ اپنے تعلق کو مضبوط کریں 474

2014م

خدمتِ دین کو اک فضلِ الٰہی سمجھیں

”بعض لوگ اس بات پر خوش ہو جاتے ہیں کہ ہمیں جماعت میں اتنے عہدوں پر کام کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔ بے شک یہ فقرہ اُن کے منہ سے نکلتا ہے کہ کام کرنے کی توفیق مل رہی ہے لیکن اس کام کی توفیق کا حق تب ادا ہو گا جب ذہن کے کسی گوشے میں بھی عہدہ کا تصور پیدا نہ ہو بلکہ خدمتِ دین کا تصور پیدا ہو۔ خدمتِ دین کو اک فضلِ الٰہی سمجھیں۔ یہ خیال دل میں رہے۔ اپنی اَنا، فخر اور رعونت اور اپنے آپ کو دوسرے سے بہتر سمجھنے کا خیال بھی دل میں پیدا نہ ہو۔ جو لوگ اس سوچ کے ساتھ کام کرتے ہیں اور عاجزی کو ہر وقت اپنے سامنے رکھتے ہیں، اُن کے کاموں میں اللہ تعالیٰ پھر بے انتہا برکت بھی ڈالتا ہے۔ اُن کے ساتھ کام کرنے والے بھی بھرپور طریق سے اُن کے مددگار بن کر جماعتی خدمات سرانجام دے رہے ہوتے ہیں اور افرادِ جماعت بھی اُن کی ہر بات کو دل کی خوشی سے قبول کر رہے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ ہمارے تمام عہدیدار یا خدمت سرانجام دینے والے بھی اپنے آپ میں یہ عاجزی، انکساری، اخلاص، محنت اور دعا کی حالت پیدا کرنے والے ہوں اور پہلے سے بڑھ کر پیدا کرنے والے ہوں اور جب یہ ہو گا تو تبھی وہ یقیناً خلیفۂ وقت کے بھی سلطانِ نصیر بننے والے ہوں گے اور افرادِ جماعت بھی وفا کے ساتھ سلسلہ کے کاموں کو ہر دوسرے کام پر مقدم کرنے والے ہوں تا کہ ہم اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے نظارے ہمیشہ دیکھتے چلے جانے والے ہوں۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 3 جنوری 2014ء بحوالہ الفضل انٹرنیشنل مؤرخہ 24 جنوری 2014ء صفحہ 5-6)

بندے کا خدا تعالیٰ سے تعلق جوڑنا اور اعمال کی اصلاح کرنا بھی ضروری ہے

’’گزشتہ دو جمعوں سے پہلے مَیں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے خطبات کی روشنی میں چند خطبے عملی اصلاح کے بارے میں دیئے تھے اور بعض اسباب بیان کئے تھے جو عملی اصلاح میں روک کا باعث بنتے ہیں اور یہ بھی ذکر ہو گیا تھا کہ اگر ہم نے من حیث الجماعت اپنی عملی اصلاح کے اعلیٰ معیار حاصل کرنے ہیں تو ان روکوں کو دُور کرنے کی ضرورت ہے۔ اور یہ بات بھی واضح کر دی گئی تھی کہ عمل کے متعلق ہماری روکیں عقائد کی روکوں سے زیادہ سخت ہیں۔ اس حوالے سے آج مَیں مزید کچھ کہوں گا۔

یاد رکھو کہ صرف لفّاظی اور لسّانی کام نہیں آسکتی جب تک کہ عمل نہ ہو

ہمیں ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مشن اور بعثت کا مقصد صرف عقائد کی اصلاح کرنا نہیں تھا۔ آپ نے واضح فرمایا ہے کہ بندے کا خدا تعالیٰ سے تعلق جوڑنا اور اعمال کی اصلاح کرنا بھی ضروری ہے اس چیز کے لئے آپ تشریف لائے ہیں۔ بندے کا ایک دوسرے کے حق ادا کرنا بھی ایک مقصد ہے اور یہ سب باتیں اعمال پر منحصر ہیں۔ نیک اعمال بجالا کر خدا تعالیٰ کا بھی حق ادا ہوتا ہے اور بندوں کا بھی حق ادا ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک موقع پر فرمایا تھا، پہلے بھی میں کئی دفعہ یہ چیزیں بیان کر چکا ہوں۔ فرمایا کہ ’’یاد رکھو کہ صرف لفّاظی اور لسّانی کام نہیں آسکتی جب تک کہ عمل نہ ہو۔‘‘ (ملفوظات جلد 1 صفحہ 48۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پھر ایک موقع پر فرمایا:

’’اپنے ایمانوں کو وزن کرو۔ عمل ایمان کا زیور ہے۔ اگر انسان کی عملی حالت درست نہیں ہے تو ایمان بھی نہیں ہے۔‘‘ (ملفوظات جلد 1 صفحہ 249۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

ہمارے غالب آنے کا ایک بہت بڑا ہتھیار عملی اصلاح بھی ہے

پس اگر ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشن میں کارآمد ہونا ہے، آپؑ کے مقصد کو پورا کرنے والا بننا ہے تو یہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے جب ہم میں سے ہر ایک اپنی عملی اصلاح کی روکوں کو دُور کرنے کی بھرپور کوشش کرے۔ کیونکہ یہ عملی اصلاح ہی دوسروں کی توجہ ہماری طرف پھیرے گی اور نتیجۃً ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشن کی تکمیل میں ممدّ و معاون بن سکیں گے۔

پس ہمیں سوچنا چاہیے کہ اس کے حصول کے لئے ہم نے کیا کرنا ہے؟ کیونکہ ہمارے غالب آنے کا ایک بہت بڑا ہتھیار عملی اصلاح بھی ہے۔ ہماری اپنی اصلاح سے ہی ہمارے اندر وہ قوت پیدا ہو گی جس سے دوسروں کی اصلاح ہم کر سکیں گے۔ ہمارے غالب آنے کا مقصد کسی کو ماتحت کرنا اور دنیاوی مقاصد حاصل کرنا تو نہیں ہے۔ بلکہ دنیا کے دل اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں لا کر ڈالنا ہے۔ لیکن اگر ہمارے اور دوسروں میں کوئی فرق نہیں ہے تو دنیا کو کیا ضرورت پڑی ہے کہ ہماری باتیں سنے۔ پس ہمیں اپنی عملی قوتوں کو مضبوط کرنے کی ضرورت ہے اور پھر مضبوطی کے ساتھ اس پر قائم رہنے کی ضرورت ہے۔ خود دوسروں سے مرعوب ہونے کی بجائے دنیا کو مرعوب کرنے کی ضرورت ہے آجکل جبکہ دنیا میں لوگ دنیاداری اور مادیت سے مرعوب ہو رہے ہیں، ہمیں پہلے سے بڑھ کر اپنی حالتوں پر نظر رکھنے کی ضرورت ہے۔ اور یہ نظریں رکھتے ہوئے اپنے آپ کو دنیا کے رعب سے نکالنے کی ضرورت ہے۔ اور دنیا کو بھی ان شیطانی حالتوں سے نکالنے کی ضرورت ہے تا کہ اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرنے والے ہم بن سکیں اور دنیا کی اکثر آبادی بن سکے۔ لیکن اس کے راستے میں بہت سی روکیں ہیں۔ اس کے لئے ہم نے اپنے اندر ایسی طاقت پیدا کرنی ہے کہ ان روکوں کو دُور کر سکیں۔ ہمیں دنیا کے مقابلے کے لئے بعض قواعد تجویز کرنے ہوں گے جو ہم میں سے ہر ایک اپنے اوپر لاگو کرے اور پھر اُس کی پابندی کرے۔ اس کے لئے ہمیں اپنے نفسوں کی قربانی دینی ہو گی اور ایک ماحول پیدا کرنا ہو گا۔ جب تک ہمیں یہ حاصل نہیں ہوتا، ہم کامیاب نہیں ہو سکتے۔

ہزاروں میل دُور کی برائی بھی ہر گھر میں الیکٹرانک میڈیا کے ذریعہ پہنچ گئی ہے

جیسا کہ مَیں گزشتہ ایک خطبہ میں بتا چکا ہوں، آجکل دنیا سمٹ کر قریب تر ہو گئی ہے، گویا ایک شہر بن گئی ہے بلکہ یہ کہنا چاہیے ایک محلہ بن گئی ہے، ہزاروں میل دُور کی برائی بھی ہر گھر میں الیکٹرانک میڈیا کے ذریعہ پہنچ گئی ہے اور ہر ملک کی جو خواہ ہزاروں میل دور ہے، اچھائی بھی ہر گھر تک پہنچ گئی ہے۔ مجموعی لحاظ سے ہم دیکھیں تو برائی کے پھیلنے کی شرح اچھائی کے پھیلنے کی نسبت بہت زیادہ تیز ہے۔ پھر جیسا کہ میں پہلے بھی کئی موقعوں پر ذکر کر چکا ہوں، اچھائی اور برائی کا معیار بدل گیا ہے۔ ایک چیز جو اسلامی معاشرے میں برائی ہے، دنیا دار معاشرے میں جو اب تقریباً لامذہب معاشرہ ہے، اس میں وہ کوئی ایسی بات نہیں ہے جس کو ہم بُرائی سمجھتے ہیں۔ یہ ان کے نزدیک بہت معمولی سی چیز ہے بلکہ اچھائی سمجھی جانے لگی ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مثال دی ہے کہ مغربی معاشرے میں ناچ کا رواج ہے۔ یہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں تو اتنا عام نہیں تھا یا کم از کم اس کے لئے خاص جگہوں پر جانا پڑتا تھا۔

آج کل تو ٹی وی اور انٹرنیٹ نے ہر جگہ یہ پہنچا دیا ہے اور بعض گھروں میں ہی تفریح کے نام پر ناچ کے اڈے بن گئے ہیں اور بعض گھریلو فنکشنز پر بھی یہ ناچ وغیرہ ہوتے ہیں۔ خاص طور پر شادیوں کے موقع پر تفریح اور خوشی کے نام پر بیہودہ ناچ کئے جاتے ہیں۔ ایک احمدی گھر کو اس سے بالکل پاک ہونا چاہیے۔ اس پر خاص توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

بہر حال میں حضرت مصلح موعودؓ کے حوالے سے بات کر رہا تھا کہ آپ نے فرمایا کہ اب مغربی ملکوں میں ناچ کا رواج ہے مگر پہلے اسے لوگ برا سمجھتے تھے، اب آہستہ آہستہ اسے لوگوں نے اختیار کرنا شروع کر دیا۔ پہلے عورت مرد ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر ناچتے تھے۔ پھر ایک دوسرے کے قریب منہ کر کے ناچنے لگے اور پھر یہ فاصلے کم ہونے لگے۔ (ماخوذ از خطبات محمود جلد 17 صفحہ 432 خطبہ فرمودہ 3 جولائی 1936 مطبوعہ ربوہ)

جیسا کہ مَیں نے کہا کہ اب تو ناچ کے نام پر بیہودگی کی کوئی حد نہیں رہی۔ ننگے لباسوں

میں ٹی وی پر ناچ کئے جاتے ہیں۔ یہ کیوں پھیلا؟ صرف اس لئے کہ برائی پھیلانے والے باوجود دنیا کے شور مچانے کے، کہ یہ برائی ہے، برائی پھیلانے پر استقلال سے قائم رہے اور دنیا کی باتوں کی کوئی پروا نہیں کی۔ آخر ایک وقت میں یہ کامیاب ہو گئے۔ اب تو پاکستان جو مسلمان ملک ہے اُس کے ٹی وی پر بھی تفریح کے نام پر، آزادی کے نام پر بیہودگیاں نظر آتی ہیں، ننگ نظر آتا ہے۔ گویا برائی اپنے استقلال کی وجہ سے دنیا کے ذہنوں پر حاوی ہو گئی ہے۔ پس اس کے مقابلے پر آنے کے لئے بہت بڑی منصوبہ بندی اور قربانی کی ضرورت ہے۔ اگر یہ نہ ہوئی تو پھر ہم اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔

قوتِ ارادی اور قوتِ عملی ہی دو بنیادی چیزیں ہیں

پس بہت سوچنے اور غور کرنے اور محنت کرنے کی ضرورت ہے۔ اُن چیزوں کو اپنانے کی ضرورت ہے جن کو اپنا کر ہم یہ روکیں دُور کر سکتے ہیں، جن کو استعمال میں لا کر ہمارے اندر یہ روکیں دور کرنے کی طاقت پیدا ہو سکتی ہے، جس کی وجہ سے ہم برائیوں کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔

اس کے حصول کے لئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بڑے عمدہ رنگ میں وضاحت فرمائی ہے کہ اگر عملی اصلاح کے لئے یہ باتیں انسان میں پیدا ہو جائیں تو تبھی کامیابی مل سکتی ہے اور یہ تین چیزیں ہیں۔ نمبر ایک قوتِ ارادی، نمبر دو صحیح اور پورا علم اور نمبر تین قوتِ عملی۔ لیکن اصل بنیادی قوتیں دو ہیں۔ قوتِ ارادی اور قوتِ عملی۔ جو چیز ان دونوں کے درمیان میں رکھی گئی ہے یعنی صحیح اور پورا علم ہونا، یہ دونوں بنیادی قوتوں پر اثر ڈالتی ہے۔ علم کا صحیح ہونا قوتِ عملی پر بھی اثر ڈالتا ہے اور قوتِ ارادی پر بھی اثر ڈالتا ہے۔ (ماخوذ از خطبات محمود جلد 17 صفحہ 440 خطبہ فرمودہ 10 جولائی 1936 مطبوعہ ربوہ)

بہر حال پہلے یہ بات ذہن میں رکھنی چاہیے کہ قوتِ ارادی اور قوتِ عملی ہی دو بنیادی چیزیں ہیں جو عملی اصلاح پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ اس کے لئے ہمیں قوتِ ارادی کو زیادہ مضبوط کرنے کی ضرورت ہے اور قوتِ عملی کے نقص کو دُور کرنے کی ضرورت ہے۔ ہمارا ارادہ اگر کسی برائی کو روکنے کا مضبوط ہو تو تبھی وہ برائیاں رک سکتی ہیں اور ارادے کی مضبوطی اُس وقت کام

آئے گی جب عمل کرنے کی جو قوت ہے، ہمارے اندر جو طاقت ہے، اُس کی جو کمزوری ہے اُس کو دُور کریں، اُس کے نقص کو دُور کریں۔ اس کے بغیر اصلاح نہیں ہو سکتی۔

اس پہلو سے جب ہم جائزہ لیتے ہیں کہ ہماری قوتِ ارادی کیسی ہے تو ہمیں نظر آتا ہے کہ جہاں تک ارادے کا تعلق ہے اس میں بہت کم نقص ہے کیونکہ ارادے کے طور پر جماعت کے تمام یا اکثر افراد ہی تقریباً یہ چاہتے ہیں کہ ان میں تقویٰ اور طہارت پیدا ہو۔ وہ اسلامی احکام کی اشاعت کر سکیں۔ اللہ تعالیٰ کی محبت اور اُس کا قرب حاصل کر سکیں۔ حضرت مصلح موعودؓ نے اس کی وضاحت یوں فرمائی ہے کہ یہ باتیں ثابت کرتی ہیں کہ ہماری قوتِ ارادی تو مضبوط ہے اور طاقتور ہے پھر بھی نتائج صحیح نہیں نکلتے تو پھر یقینا دو باتوں میں سے ایک بات ہے۔ یا تو یہ کہ عمل کے لئے حقیقی قوتِ ارادی جو چاہیے، اتنی ہمارے اندر نہیں ہے لیکن عقیدے کی اصلاح کے لئے جتنی قوتِ ارادی کی ضرورت تھی وہ ہم میں موجود تھی۔ اس لئے عقیدے کی تو اصلاح ہو گئی لیکن عملی اصلاح کے لئے چونکہ قوتِ ارادی کی ضرورت تھی، وہ ہم میں موجود نہیں تھی، اس لئے ہم اعمال کی اصلاح میں کامیاب نہیں ہو سکے اور پھر یہ بھی ماننا پڑے گا کہ ہماری عبودیت میں بھی کچھ نقص ہے۔ خدا تعالیٰ کی یہ بندگی جس کا ہم دعویٰ کرتے ہیں اُس میں بھی کچھ نقص ہے اور اس وجہ سے قوتِ عملی مفلوج ہو گئی ہے اور قوتِ ارادی کے اثر کو قبول نہیں کر رہی۔ یعنی ہماری عمل کی قوت مفلوج ہو گئی ہے اور قوتِ ارادی کا اثر قبول نہیں کر رہی۔ یا ان باتوں کو قبول کرنے کے لئے جن معاونوں کی یا جن مددگاروں کی ضرورت ہے، اُن میں کمزوری ہے۔

اس صورت میں ہم، جب تک قوتِ متاثرہ یا عملی قوت کا یا اثر لے کر کسی کام کو کرنے والی قوت کا علاج نہ کر لیں، کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا۔ مثلاً ایک طالبعلم ہے، وہ اپنا سبق یاد کرتا ہے مگر یاد نہیں رکھ سکتا۔ اُس کا جب تک ذہن درست نہیں کر لیا جاتا اُس وقت تک اُسے خواہ کتنا سبق دیا جائے، کتنی ہی بار اُسے یاد کروایا جائے یا یاد کرانے کی کوشش کی جائے، وہ اُسے یاد نہیں رکھ سکے گا۔ (ماخوذ از خطبات محمود جلد 17 صفحہ 435-436 خطبہ فرمودہ 10 جولائی 1936 مطبوعہ ربوہ)

ہمیں دیکھنا ہو گا کہ ہماری عملی کوشش میں نیک نیتی اور اخلاص و وفا کتنا ہے

...بہر حال عملی طریق بھی جو ہے وہ پریشان کر دیتا ہے اور اگر اُس صحیح طریق کو اپنایا نہ جائے تو کامیابی نہیں ملتی۔ پس جو عملی طریق کسی کام کرنے کے لئے تجویز ہوا ہے، دماغ کو بھی اُس کے مطابق ڈھالنے کی ضرورت ہے، اس کے بغیر کامیابی ممکن نہیں۔

پس ہمیں اپنی عملی اصلاح کی حالتوں کے لئے بھی اس طرف دیکھنا ہو گا، ہمیں دیکھنا ہو گا کہ ہماری نیکی کے ارادے دماغ کے اس حصے پر کیوں اثر نہیں کرتے جس پر اثر ہونے کے نتیجہ میں عملی اصلاح شروع ہو جاتی ہے۔ ہمیں ان روکوں کو دُور کرنے کی کوشش کرنی چاہیے جو اس رستے میں حائل ہوتی ہیں۔

پھر دیکھنا ہو گا کہ ہمارے عبودیت کے معیار کیا ہیں؟ ہمیں دیکھنا ہو گا کہ ہماری عملی کوشش میں نیک نیتی اور اخلاص و وفا کتنا ہے۔

پس دو قسم کی روکیں ہیں جو عملی اصلاح کے راستے میں حائل ہوتی ہیں، ایک قوتِ ارادی میں کمزوری اور دوسری قوتِ عملی میں کمزوری۔ لیکن جیسا کہ ذکر ہو چکا ہے ان کے درمیان میں ایک اور صورت بھی عملی اصلاح میں کمی کی ہے اور وہ ہے علمی طور پر کمزوری۔ یہ دونوں طرف اپنا اثر ڈالتی ہے۔

ہم عملی زندگی میں دیکھتے ہیں کہ ارادہ بھی علم کے مطابق چلتا ہے اور عمل بھی علم کے مطابق چلتا ہے۔ اس کی مثال یوں ہے کہ اگر کسی انسان کو یہ معلوم نہ ہو کہ ایک ہزار کا لشکر اُس کے مکان پر حملہ آور ہونے والا ہے بلکہ صرف اس قدر جانتا ہو کہ کسی نے حملہ کرنا ہے اور ہو سکتا ہے ایک دو آدمی ہوں تو اُس کے لئے وہ تیاری کرتا ہے۔ لیکن اگر اُسے یہ علم ہو کہ حملہ آور ایک ہزار ہیں تو پھر اُس کی تیاری اُس سے مختلف ہوتی ہے۔ پس علم کی کمی کی وجہ سے نقص پیدا ہو جاتا ہے اور علم کی صحت قوتِ ارادی کو بڑھا دیتی ہے۔ اسی طرح بعض دفعہ انسان کسی چیز کو اُٹھانے کی کوشش کرتا ہے اور اُسے ہلکی سمجھتا ہے لیکن وہ بھاری ہوتی ہے، اُٹھا نہیں سکتا۔ لیکن جب ایک دفعہ اندازہ ہو جائے کہ یہ بھاری ہے تو پھر زیادہ قوت صَرف کرتا ہے، زیادہ طاقت لگاتا

ہے، اُٹھانے کا طریق بدل لیتا ہے تو پھر اُس کو اُٹھا بھی لیتا ہے۔ پس کوئی زائد طاقت اُس میں دوسری دفعہ نہیں آئی بلکہ صحیح علم ہونے کی وجہ سے اور صحیح طریق پر طاقت کا استعمال اُس نے کیا تو اس میں کامیاب ہو گیا۔

صلاحیت اور طاقت کا استعمال صحیح ہو تو آسانی سے کام ہو جاتا ہے

پس اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی صلاحیت تو موجود ہے۔ جب اُس صلاحیت اور طاقت کا استعمال صحیح ہو تو آسانی سے کام ہو جاتا ہے یا بہتر رنگ میں کام ہو جاتا ہے اور یہ علم کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اگر صلاحیت کا صحیح استعمال نہ ہو تو عام معاملات میں بھی نقصان پہنچ جاتا ہے۔ پس یہاں اسی اصول کو عملی صلاحیت کے استعمال اور عملی کمزوری کو دور کرنے کے لئے لگانے کی ضرورت ہے۔ اور اس کے لئے اپنے علم کو وسیع کرنے کی ضرورت ہے تاکہ اُس کے مطابق صحیح طاقت کا استعمال کر کے اپنی کمزوریوں پر غالب آیا جا سکے۔

قوتِ موازنہ انسان کو ہوشیار کرتی ہے

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک بات یہ بھی بیان فرمائی کہ اللہ تعالیٰ نے ہر ایک انسان میں ایک قوتِ موازنہ رکھی ہے جس سے وہ دو چیزوں کے درمیان موازنہ کر سکتا ہے، جو یہ فیصلہ کرتی ہے کہ فلاں کام کرنے کے لئے اتنی طاقت درکار ہے۔ اور کیونکہ ساری طاقت انسان کے ہاتھ میں نہیں ہوتی بلکہ دماغ میں محفوظ ہوتی ہے۔ اس لئے پہلی دفعہ جب ایک کام نہ ہو، جیسے وزن اُٹھانے کی مثال دی گئی ہے، وزن نہ اُٹھایا جا سکے تو پھر انسان دماغ کو مزید طاقت بھیجنے کے لئے کہتا ہے اور اس طاقت کے آنے پر چیز اُٹھانے میں آسانی پیدا ہو جاتی ہے اور یہ قوتِ موازنہ بھی علم کے ذریعہ آتی ہے۔ خواہ اندرونی علم ہو یا بیرونی علم ہو۔ اندرونی علم سے مراد مشاہدہ اور تجربہ ہے اور بیرونی علم سے مراد باہر کی آوازیں ہیں جو کان میں پڑتی ہیں۔ جیسے باہر کے کسی حملے کی مثال دی گئی تھی۔ باہر کے حملے سے ہوشیار کرنے کے لئے باہر کی آوازیں انسان کو ہوشیار کرتی ہیں۔ لیکن یہ جو وزن اُٹھانے کی مثال دی گئی تھی، اس کے لئے قوتِ موازنہ نے خود

فیصلہ کرنا ہے کہ پہلے یہ وزن نہیں اُٹھایا گیا تو اس لئے کہ تم اسے کم وزن سمجھتے تھے، اگر مثلاً دس کلو تھا تو پانچ کلو سمجھتے تھے اور تھوڑی طاقت لگائی تھی۔ اب اسے اُٹھانے کے لئے دس کلو کی طاقت لگاؤ تو اُٹھالو گے۔ اس اصول کو اگر سامنے رکھا جائے تو جب انسان اس لائحہ عمل کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو قوتِ موازنہ یہ فیصلہ کرتی ہے کہ مجھے اپنی جدوجہد کے لئے کس قدر طاقت کی ضرورت ہے۔

بعض دفعہ صحیح علم نہ ہونے کی وجہ سے انسان اعمال کی اصلاح نہیں کر سکتا۔ اور قوتِ موازنہ عدمِ علم کی وجہ سے اُسے صحیح خبر نہیں دیتی کہ اس کی عملی اصلاح کے لئے کس قدر طاقت کی ضرورت ہے۔(ماخوذ از خطبات محمود جلد 17 صفحہ 437-438 خطبہ فرمودہ 10 جولائی 1936 مطبوعہ ربوہ)

پس قوتِ موازنہ انسان کو ہوشیار کرتی ہے اور یہی ہے جو عدمِ علم کی وجہ سے اُسے غافل بھی کرتی ہے۔ قوتِ موازنہ بھی تبھی ہو گی جب کسی چیز کا علم ہو جائے۔ اگر علم ہو گا تو ہوشیار کرے گی کہ اس کو اس طرح استعمال کرو۔ علم نہیں ہو گا تو انسان وہ کام نہیں کر سکتا۔ اور پھر اسی عدمِ علم کی وجہ سے یا صحیح علم نہ ہونے کی وجہ سے انسان سے گناہ سرزد ہوتے ہیں۔ چنانچہ ایک بچہ جب ایسے لوگوں میں پرورش پاتا ہے جو گناہ کے مرتکب ہوتے ہیں یا مستقل ہی مرتکب رہتے ہیں، ہر وقت اُن کی مجلسوں میں یہ ذکر رہتا ہے کہ جھوٹ کے بغیر تو دنیا میں گزارہ نہیں ہو سکتا تو بچے کے ذہن میں یہ خیال آجاتا ہے کہ اس زمانے میں جھوٹ کے بغیر کامیابی حاصل ہو ہی نہیں سکتی۔

سچائی پر قائم رہنا چاہیے اور پھر خدا تعالیٰ پر توکّل بھی کرنا چاہیے

... سچائی پر قائم رہنا چاہیے اور پھر خدا تعالیٰ پر توکّل بھی کرنا چاہیے۔ یہ جھوٹی کہانیاں جب بچوں کے سامنے ذکر ہوں کہ ہم نے جج کو یہ کہانی سنائی اور وہ سنائی تو پھر بچے بھی یہی سمجھتے ہیں کہ جھوٹ بولنے میں کوئی گناہ نہیں ہے۔ اگر جھوٹ نہ بولتے تو شاید ہمارا کیس پاس نہ ہوتا یا ہمیں فائدہ نہ پہنچ سکتا۔ یہ تصور پیدا ہو جاتا ہے کہ جھوٹ ہی ہے جو تمام ترقیات کی چابی ہے۔ یہ خیال پیدا ہو جاتا ہے کہ آجکل بھلا کون ہے جو سچ بولتا ہے۔ تو یہ سب باتیں بچوں کے ذہنوں میں اپنے بڑوں کی باتیں سن کر پیدا ہوتی ہیں اور پھر اُن کا علم یہیں محدود ہو جاتا ہے کہ جھوٹ بولنا ایسی بُری

بات نہیں ہے اور نتیجہ کیا ہو گا پھر؟ نتیجہ ظاہر ہے کہ بڑے ہو کر جہاں جہاں بھی ایسے بچے کو جھوٹ بولنے کا موقع ملے گا وہ اپنی قوتِ موازنہ سے فیصلہ چاہے گا تو قوتِ موازنہ اُسے فوراً یہ فیصلہ دے دے گی کہ خطرہ زیادہ ہے، جھوٹ بول لو، اس میں کوئی حرج نہیں۔ اسی طرح غیبت ہے۔ اگر بچہ اپنے ارد گرد غیبت کرتے دیکھتا ہے کہ تمام لوگ ہی غیبت کر رہے ہیں تو بڑا ہو کر اُس کے سامنے جب غیبت کا موقع آتا ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ اگر میں نے غیبت کی تو مجھے فائدہ پہنچے گا تو قوتِ موازنہ اُسے کہتی ہے، تمہارے ارد گرد تمام غیبت کرتے ہیں اگر تم غیبت کر لو تو کیا حرج ہے، گویا گناہ تو ہے لیکن اتنا بڑا گناہ نہیں۔

اس بارے میں گزشتہ ایک خطبہ میں بات ہو چکی ہے کہ اصلاحِ اعمال میں ایک بہت بڑی روک یہ ہے کہ یہ سمجھا جاتا ہے کہ بعض گناہ بڑے ہیں اور بعض چھوٹے گناہ ہیں اور ان کو کر لینے میں کوئی حرج نہیں ہے اور پھر ان گناہوں کو جب ایک دفعہ انسان کر لے تو چھوڑنا مشکل ہو جاتا ہے۔ یہاں انسان میں قوتِ موازنہ تو موجود ہوتی ہے مگر اس غلط علم کی وجہ سے جو اُسے ماحول نے دیا ہے، وہ انسان کو اتنی طاقت نہیں دیتی جس طاقت کے ذریعہ سے وہ گناہوں پر غالب آسکے، جیسے کہ وزن اُٹھانے کی مثال بیان کی گئی تھی۔ کمزور طاقت ایک وزن کو اُٹھا نہ سکی لیکن جب دماغ نے زیادہ وزن اُٹھانے کی طاقت بھیجی تو وہی ہاتھ اُس زیادہ وزن کو اُٹھانے کے قابل ہو گیا لیکن اگر انسان کی قوتِ موازنہ یہ حکم دماغ کو نہ بھیجتی تو وہ وزن نہ اُٹھا سکتا۔ اسی طرح گناہوں کو مٹانے میں بھی یہی اصول ہے۔ گناہوں کو مٹانے کی طاقت انسان میں ہوتی ہے لیکن جب گناہ سامنے آتا ہے اور قوتِ موازنہ یہ کہہ دیتی ہے کہ اس گناہ میں حرج کیا ہے کہ چھوٹا سا، معمولی سا تو گناہ ہے جب کہ اس کے کرنے سے فائدہ زیادہ حاصل ہو گا تو دماغ پھر گناہ کو مٹانے کی طاقت نہیں بھیجتا۔ وہ حِس مر جاتی ہے یا ہم کہہ سکتے ہیں کہ قوتِ ارادی ختم ہو جاتی ہے اور گناہ سرزد ہو جاتا ہے گویا اصلاحِ اعمال کے لئے تین چیزوں کی مضبوطی کی ضرورت ہے۔

علم کی زیادتی کے ساتھ قوتِ ارادی بڑھتی ہے

ایک قوتِ ارادی کی مضبوطی کی ضرورت ہے، ایک علم کی زیادتی کی ضرورت ہے اور

ایک قوتِ عملیہ میں طاقت کا پیدا کرنا، یہ بھی ضروری ہے۔ یہ بھی یاد رہے کہ علم کی زیادتی درحقیقت قوتِ ارادی کا حصہ ہوتی ہے کیونکہ علم کی زیادتی کے ساتھ قوتِ ارادی بڑھتی ہے۔ یا کہہ سکتے ہیں کہ وہ عمل کرنے پر آمادہ ہو جاتی ہے۔

ان سب باتوں کا خلاصہ یہ بنے گا کہ عملی اصلاح کے لئے ہمیں تین چیزوں کی ضرورت ہے، پہلے قوتِ ارادی کی طاقت کہ وہ بڑے بڑے کام کرنے کی اہل ہو۔ علم کی زیادتی کہ ہماری قوتِ ارادی اپنی ذمہ داری کو محسوس کرتی رہے کہ کیا صحیح ہے اور کیا غلط ہے اور صحیح کی تائید کرنی ہے اور اُس پر عمل کرنے کے لئے پورا زور لگانا ہے۔ غفلت میں رہ کر انسان مواقع نہ گنوادے۔ تیسرے قوتِ عملیہ کی طاقت کہ ہمارے اعضاء ہمارے ارادے کے تابع چلیں، بد ارادوں کے نہیں، نیک ارادوں کے اور اُس کا حکم ماننے سے انکار نہ کریں۔

یہ باتیں گناہوں سے نکلنے اور اعمال کی اصلاح کا بنیادی ذریعہ ہیں۔ اپنی قوتِ ارادی کو ہمیں اُس زبردست افسر کی طرح بنانا ہو گا جو اپنے حکم کو اپنی طاقت اور قوت اور اصولوں کے مطابق منواتا ہے اور کسی مصلحت کو اپنے اوپر غالب نہیں آنے دیتا۔ ہمیں چھوٹے بڑے گناہوں کی اپنی من مانی تعریفیں بنا کر اپنے اوپر غالب آنے سے روکنا ہو گا۔ صحیح علم ہمیں اُن ناکامیوں سے محفوظ رکھے گا جو قوتِ موازنہ کی غلطیوں کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں جس کی مثال میں دے چکا ہوں کہ حس مر جاتی ہے۔ چھوٹے اور بڑے گناہوں کے چکر میں انسان رہتا ہے اور پھر اصلاح کا موقع ہاتھ سے نکل جاتا ہے اور بعض دفعہ یوں بھی ہوتا ہے کہ عدمِ علم کی وجہ سے قوتِ ارادی فیصلہ ہی نہیں کر سکتی کہ اُسے کیا کرنا ہے یا کیا کرنا چاہیے۔ اسی طرح جب قوتِ عملیہ مضبوط ہو گی تو وہ قوتِ ارادی کے ادنیٰ سے ادنیٰ اشارے کو بھی قبول کرلے گی۔

قوتِ عملیہ کی کمزوری دو طرح کی ہوتی ہے۔ حقیقی اور غیر حقیقی

حضرت مصلح موعودؓ نے ایک نکتہ یہ بھی بیان فرمایا ہے کہ ”یہاں یہ یاد رکھنا چاہیے کہ قوتِ عملیہ کی کمزوری دو طرح کی ہوتی ہے۔ حقیقی اور غیر حقیقی۔ غیر حقیقی تو یہ ہے کہ قوت تو موجود ہو لیکن عادت وغیرہ کی وجہ سے زنگ لگ چکا ہو اور حقیقی یہ ہے کہ ایک لمبے عرصے کے

عدمِ استعمال کی وجہ سے وہ مردہ کی طرح ہوگئی ہو اور اُسے بیرونی مدد اور سہارے کی ضرورت پیدا ہوگئی ہو۔ غیر حقیقی مثال ایسے شخص کی ہے جسے طاقت تو یہ ہو کہ مَن بوجھ اُٹھا سکے، چالیس کلو وزن اُٹھا سکے لیکن کام کرنے کی عادت نہ ہونے کی وجہ سے جب اُسے بوجھ اُٹھانے کا کہو تو اُسے گھبراہٹ چھڑ جاتی ہے، پریشانی شروع ہو جاتی ہے۔ ایسا شخص اگر اپنی طبیعت پر دباؤ ڈالے گا تو پھر بوجھ اُٹھانے کے قابل ہو جائے گا اور اُس میں کامیابی حاصل ہو جائے گی۔ اور حقیقی کی مثال یہ ہے کہ دیر تک کام نہ کرنے کی وجہ سے انسان میں کام کرنے کی طاقت ہی باقی نہیں رہتی اور اُس میں دس بیس سیر سے یا کلو سے زیادہ وزن اُٹھانے کی طاقت نہیں رہتی۔ تو ایسے شخص کو زائد وزن اُٹھوانے کے لئے مددگار دینا ہوگا۔ اُس کی اصلاح کے لئے اُس کی قوتِ ارادی کو بڑھانے کے لئے اور اُس کی قوتِ عملی کو بڑھانے کے لئے پھر کچھ اور طریقے اختیار کرنے ہوں گے۔ غرض جب طاقت کا خزانہ موجود نہ ہو تو اُس وقت بیرونی ذرائع استعمال کرنے پڑتے ہیں تا کہ کام کو پورا کیا جا سکے۔ یہی حال اعمال کی اصلاح کا ہے اور مختلف لوگوں کے لئے مختلف علاجوں کی ضرورت ہے۔ ایک ہی علاج ہر ایک کے لئے نہیں ہے۔ بعض کے لئے قوتِ ارادی پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ بعض کے لئے قوتِ عملی پیدا کرنے کی ضرورت ہے اور بعض کے لئے اس صورت میں جبکہ بوجھ زیادہ ہو، اُن کی طاقت اور برداشت سے باہر ہو، بیرونی مدد کی ضرورت ہے۔" (ماخوذ از خطبات محمود جلد 17 صفحہ 441 خطبہ فرمودہ 10 جولائی 1936 مطبوعہ ربوہ)

صرف اپنا عملی نمونہ دکھاؤ اور اس میں ایک ایسی چمک ہو کہ دوسرے اُس کو قبول کر لیں

... اُس وقت معاشرے کو اپنا کردار ادا کرنا پڑتا ہے، جماعت کو اپنا کردار ادا کرنا پڑتا ہے، ذیلی تنظیموں کو اپنا کردار ادا کرنا پڑتا ہے۔

پس ہمیں اپنی عملی اصلاح کے لئے ان باتوں کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے، ان باتوں کو پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ اپنی قوتِ ارادی کو مضبوط کرنے کی ضرورت ہے، قوتِ عملی

کو مضبوط کرنے کی ضرورت ہے تا کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے مقصد کو پورا کرنے والے ہوں اور ہماری جو صلاحیتیں ہیں، اللہ تعالیٰ نے جو طاقتیں ہمیں دی ہیں وہ زنگ لگ کے ختم نہ ہو جائیں۔ اس کی مزید وضاحت انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ مَیں کروں گا۔ آخر میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات پیش کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ: ”اللہ تعالیٰ سے اصلاح چاہنا اور اپنی قوت خرچ کرنا یہی ایمان کا طریق ہے۔“(ملفوظات جلد 1 صفحہ 92۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پس اللہ تعالیٰ سے اصلاح چاہنا، اپنی قوتِ ارادی کو دعا کے ذریعہ سے مضبوط کرنا ہے اور قوت کا خرچ کرنا، قوتِ ارادی اور قوتِ عملی کا اظہار ہے۔ جب یہ اظہار اعلیٰ درجہ کا ہو جائے تو یہی ایمان ہے اور پھر بندہ ہر کام خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے کرتا ہے اُس کی رضا کے حصول کی طرف توجہ رہتی ہے۔

پھر آپ نے ایک جگہ فرمایا: ”تم صرف اپنا عملی نمونہ دکھاؤ اور اس میں ایک ایسی چمک ہو کہ دوسرے اُس کو قبول کر لیں۔“ (ملفوظات جلد 1 صفحہ 116۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

کیونکہ جب تک اس میں چمک نہ ہو، کوئی اس کو قبول نہیں کرتا۔ جب تک تمہاری اندرونی حالت میں صفائی اور چمک نہ ہو گی، کوئی خریدار نہیں ہو سکتا۔ جب تک تمہارے اخلاق اعلیٰ درجہ کے نہ ہوں، کسی مقام تک نہیں پہنچ سکو گے۔ پس عملی حالتوں کی درستی کے لئے بہت محنت اور مسلسل نظر رکھنے کی ضرورت ہے تا کہ ہر احمدی اپنے احمدی ہونے کے مقصد کو پورا کر سکے، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کے مطابق ہم اپنے آپ کو حقیقی مسلمان بنا سکیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 10 جنوری 2014ء بحوالہ الفضل انٹرنیشنل 31 جنوری 2014ء)

ایک اور اہم خُلق جو تمام جماعتی عہدیداروں میں ہونا چاہیے وہ شفقت اور ہمدردی ہے

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

”ایک اور اہم خُلق جو تمام جماعتی عہدیداروں میں ہونا چاہیے وہ شفقت اور ہمدردی ہے۔ جماعتی عہدیدار ہونے کی حیثیت سے آپ کو اپنے ماتحتوں اور جماعت کے دوسرے افراد کے ساتھ محبت، نرمی اور رحم دلی کے ساتھ پیش آنا چاہیے۔ آپ کے دلی محبت اور شفقت کے جذبات دوسروں کو آپ کے اور بھی قریب کر دیں گے اور اس سے جماعتی کاموں کی طرف بھی کشش پیدا ہو گی اور اس طرح ان کا جماعت سے تعلق بھی مضبوط ہو گا۔“

(ریفریشر کورس عہدیداران لجنہ اماء اللہ برطانیہ 18-19 جنوری 2014ء الفضل انٹرنیشنل 25 اپریل 2014ء)

مربیان، امراء اور عہدیداران کا کام ہے کہ میرے پروگرام بار بار جماعت کے سامنے آئیں

''میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ ہمارے مربیان، ہمارے علماء اور ہمارے وہ عہدیداران اور امراء جن کو نصائح کا موقع ملتا ہے یا جن کے فرائض میں یہ داخل ہے اور ان عہدیداروں میں ذیلی تنظیموں کے عہدیدار بھی شامل ہیں، خاص طور پر ان باتوں کو سامنے رکھیں تاکہ جماعت کے افراد کی عملی اصلاح میں اپنا کردار بھرپور طور پر ادا کر سکیں۔

اس بارے میں بہت سی باتیں مَیں جماعت کے سامنے وقتاً فوقتاً پیش کرتا رہتا ہوں اور ایم ٹی اے کی نعمت کی وجہ سے جماعت کے افراد جہاں کہیں بھی ہیں اگر وہ ایم ٹی اے کے ذریعہ سے رابطہ رکھتے ہیں تو میری باتیں سن لیتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اُن پر اثر بھی ہوتا ہے یا کم از کم اچھی تعداد میں لوگوں پر اثر ہوتا ہے۔

لیکن مربیان، امراء اور عہدیداران کا کام ہے کہ اپنے پروگرام اس نہج سے رکھیں کہ یہ پیغام اور اس بنا پر بنائے ہوئے پروگرام بار بار جماعت کے سامنے آئیں تاکہ ہر احمدی کے ذہن میں اُس کا دائرہ عمل اچھی طرح واضح اور راسخ ہو جائے۔ پس یہ بہت اہم چیز ہے جسے اُن سب کو جن کے سپرد ذمہ داریاں ہیں اپنے سامنے رکھنا چاہیے۔

اصلاح کے ذرائع... تازہ بتازہ نشانات

اصلاح کے ذرائع کا جو سب سے پہلا حصہ ... قوتِ ارادی کی مضبوطی ہے۔ یا دوسرے لفظوں میں ایمان ہے جس کے پیدا کرنے کے لئے انبیاء دنیا میں آتے ہیں اور وہ انبیاء تازہ اور زندہ معجزات دکھاتے ہیں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہماری جماعت کے پاس تو اللہ تعالیٰ کے تازہ بتازہ نشانات کا اتنا وافر حصہ ہے کہ اتنا سامان کیا، اس سامان کے قریب قریب بھی کسی اور کے پاس موجود نہیں۔ اور اسلام کے باہر کوئی مذہب دنیا میں ایسا نہیں جس کے پاس خدا

تعالیٰ کا تازہ بتازہ کلام، اُس کے زندہ معجزات اور اُس کی ہستی کا مشاہدہ کرانے والے نشانات موجود ہوں، جو انسانی قلوب کو ہر قسم کی آلائشوں سے صاف کرتے اور اللہ تعالیٰ کی معرفت سے لبریز کر دیتے ہیں۔

کیوں ہماری جماعت کے اعمال میں کمزوری ہے؟

لیکن باوجود اس ایمان کے اور باوجود ان تازہ اور زندہ معجزات کے پھر کیوں ہماری جماعت کے اعمال میں کمزوری ہے؟ اس کے متعلق حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے خیال کا یہ اظہار فرمایا ہے کہ وجہ یہ ہے کہ سلسلہ کے علماء، مربیان اور واعظین نے اس کو پھیلانے کی طرف خاص توجہ نہیں دی۔ حضرت مصلح موعودؓ کی یہ بات جس طرح آج سے پچہتّر، چھہتر سال پہلے صحیح تھی، آج بھی صحیح ہے اور اس پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔ اور جوں جوں ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے سے دُور جا رہے ہیں، ہمیں اس طرف مکمل planning کر کے توجہ کی ضرورت ہے۔ پس آپ کا یہ فرمانا آج بھی قابلِ توجہ ہے کہ کیا وجہ ہے کہ وفاتِ مسیح پر جس شدّ و مد سے تقریریں کرتے ہیں یا معترضین کے اعتراضات پر حوالوں کے حوالے نکال کر اُن کے یعنی اُن معترضین کے بزرگوں کے جو اقوال ہیں، معترضین کے سامنے ہم پیش کرتے ہیں اور اُن کا منہ بند کر دیتے ہیں۔ اتنی کوشش جماعت کے افراد کے سامنے جماعت کی صحیح تعلیم پیش کرنے کی نہیں ہوئی یا کم از کم علماء کی طرف سے نہیں ہوتی۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ ہماری جماعت میں ایسے لوگ تو مل جائیں گے جو وفاتِ مسیح کے دلائل جانتے ہوں یا مولوی کے اعتراضات کے منہ توڑ جواب دے سکتے ہوں۔ یہاں بھی آپ دیکھیں کہ بعض چینلز پر یا انٹرنیٹ پر مولوی جو اعتراض کرتے ہیں اُن کے جواب اور بعض دفعہ بڑے عمدہ اور احسن رنگ میں جواب ایک عام احمدی بھی دے دیتا ہے۔ مجھے بھی بعض لوگ ٹی وی کے حوالے سے اپنی گفتگو کے بارے میں رپورٹ بھجواتے ہیں اور اپنے جوابات بھی لکھتے ہیں اور اُن کے جواب بھی اکثر اچھے اور علمی ہوتے ہیں۔

پس اس لحاظ سے تو ہم ہتھیاروں سے لیس ہیں مگر ایسے لوگ بہت کم ملیں گے جنہیں یہ

علم ہو کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمارے سامنے اللہ تعالیٰ کو کس رنگ میں پیش کیا؟ آپ نے معرفت اور محبتِ الٰہی کے حصول کے کیا طریق بتائے؟ اُس کا قرب حاصل کرنے کی آپ نے کن الفاظ میں تاکید کی؟ خدا تعالیٰ کے تازہ کلام اور اُس کے معجزات و نشانات آپ پر کس شان سے ظاہر ہوئے؟ (ماخوذ از خطباتِ محمود جلد 17 صفحہ 450-451 خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 10 جولائی 1936ء مطبوعہ فضل عمر فاؤنڈیشن ربوہ)

اس لئے بعض دفعہ ایسا بھی ہو جاتا ہے کہ ایک شخص وفاتِ مسیح کا تو قائل ہوتا ہے، اُس کی دلیل بھی جانتا ہے۔ ماں باپ کی وراثت میں اُسے احمدیت بھی مل گئی ہے لیکن ان باتوں کا علم ہونے کے باوجود، کہ یہ سب کچھ جانتا ہے، دوسری طرف ان باتوں کا علم نہ ہونے کی وجہ سے ایمانی کمزوری پیدا ہو جاتی ہے جو ابھی میں نے کیں کہ اللہ تعالیٰ کی معرفت یا خدا تعالیٰ کے تازہ کلام کے معجزات و نشانات یا قرب حاصل کرنے کے طریق، اس کا علم نہیں ہوتا اس لئے کمزوری پیدا ہو جاتی ہے۔ ایمان بھی ڈانوا ڈول ہونے لگتا ہے اور عملی کمزوریاں بھی پیدا ہو جاتی ہیں۔

پس بے شک وفاتِ مسیح کے مسئلے میں تو ایک شخص بڑا پکا ہوتا ہے لیکن اس مسئلے کے جاننے سے اُس کی عملی اصلاح نہیں ہو سکتی۔ اس لئے اس پہلو سے جماعت میں بعض جگہ کمزوری نظر آتی ہے۔ پس جب تک ہماری جماعت کے علماء، مربیان اور وہ تمام امراء اور عہدیداران جن کے ذمہ جماعت کے سامنے اپنے نمونے پیش کرنے اور اصلاح کے کام بھی ہیں، اس بات کی طرف ویسی توجہ نہیں کرتے جیسی کرنی چاہیے اور جماعت کے ہر فرد کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے مقصد کے ساتھ جوڑنے کی کوشش نہیں کرتے جو کوشش کرنے کا حق ہے، اُس وقت تک جماعت کا وہ طبقہ جو قوتِ ارادی کی کمزوری کی وجہ سے عملی اصلاح نہیں کر سکتا، جماعت میں کثرت سے موجود رہے گا۔

اللہ تعالیٰ کا قرب مستقل طور پر حاصل ہو

ہمیں اس بات کو جاننے کی ضرورت ہے اور جائزے کی ضرورت ہے کہ ہم دیکھیں کہ ہم میں سے کتنے ہیں جنہیں یہ شوق ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں۔ رمضان میں ایک مہینہ

نہیں یا ایک مرتبہ اعتکاف بیٹھ کر پھر سارا سال یا کئی سال اس کا اظہار کر کے نہیں بلکہ مستقل مزاجی سے اس شوق اور لگن کو اپنے اوپر لاگو کر کے، تا کہ اللہ تعالیٰ کا قرب مستقل طور پر حاصل ہو، ہم میں سے کتنے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ پیار کا سلوک کرتے ہوئے دعاؤں کے قبولیت کے نشان دکھاتا ہے، اُن سے بولتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مان کر یہ معیار حاصل کرنا یا حاصل کرنے کی کوشش کرنا ہر احمدی کا فرض ہے۔

پس اسلام کے احیائے نو کا یہی تو وہ انقلاب ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پیدا کرنے کے لئے آئے تھے۔ اگر واقع میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مقام ہر ایک کو معلوم ہو اور آپ کی بعثت کے مقصد کو پورا کرنے کی ہر ایک میں تڑپ ہو، اگر ہمیں پتا ہو کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پر کتنے عظیم نشانات دکھائے اور آپ کے ماننے والوں میں سے بھی بے شمار کو نشانات سے نوازا تو ہم میں سے ہر ایک اُس مقام کے حصول کی خواہش کرتا اور اس کے لئے کوشش کرتا جہاں اُس سے بھی براہِ راست یہ نشان ظاہر ہوتے اور اُسے نظر آتے۔ قوتِ ایمان میں وہ جِلاء پیدا ہو جاتی جس کے ذریعہ سے پھر ایسی قوتِ ارادی پیدا ہوتی ہے جو اللہ تعالیٰ کے قرب کے حصول کے لئے ایک خاص جوش پیدا کر دیتی ہے۔

پس اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نشانات جن کا اظہار اللہ تعالیٰ آج تک فرماتا چلا آ رہا ہے ہمارے دلوں میں ایک جَوت جگانے والا ہونا چاہیے کہ ہم بھی اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کر کے آپ علیہ السلام اور اپنے اور آپ کے آقا و مطاع حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت کے طفیل آپ کے ہر اُسوہ کو اپنے اوپر لاگو کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے فضل سے اُس مقام پر پہنچ جائیں جہاں اللہ تعالیٰ ہم سے ایک خاص پیار کا سلوک کر رہا ہو۔

ہم دنیاوی چیزوں کی نقل کرتے ہیں... اس نقل کی کوشش نہیں کرتے جو نیکیوں... کی نقل ہے

ہم دنیاوی چیزوں میں تو دوسروں کی نقل کرتے ہیں۔ کسی کی اچھی چیز دیکھ کر اُس کو

حاصل کرنے کی خواہش کرتے ہیں یا کوشش کرتے ہیں اور پھر اس کے لئے کئی طریقے بھی استعمال کرتے ہیں، اور اس معاملے میں ہر ایک اپنی سوچ اور اپنی پہنچ کے مطابق عمل کرنے کی یا نقل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ کوئی کسی کا مثلاً اچھا، خوبصورت جوڑا ہی پہنا ہوا دیکھ لے، سوٹ پہنا ہوا دیکھ لے تو اس کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ اُس کو بھی مل جائے اور اُس کے پاس بھی ایسا ہی ہو۔ کوئی کوئی اَور چیز دیکھتا ہے تو اُس کی خواہش پیدا ہو جاتی ہے۔ اب تو ٹی وی نے دنیا کو ایک دوسرے کے اتنا قریب کر دیا ہے کہ متوسط طبقہ تو الگ رہا، غریب افراد بھی یہ کوشش کرتے ہیں کہ میرے پاس زندگی کی فلاں سہولت بھی موجود ہونی چاہیے اور فلاں سہولت بھی موجود ہونی چاہیے۔ ٹی وی بھی ہو میرے پاس اور فریج بھی ہو میرے پاس کیونکہ فلاں کے پاس بھی ہے۔ وہ بھی تو میرے جیسا ہے۔ یہ نہیں سوچتے کہ اگر فلاں کو یا زید کو یہ چیزیں اُس کے کسی عزیز نے تحفۃً لے کر دی ہیں تو مجھے اس بات پر لالچ نہیں کرنا چاہیے۔ فوراً یہ خیال ہوتا ہے کہ زید کے پاس یہ چیز ہے تو میرے پاس بھی ہو اور پھر قرض کی کوشش ہو جاتی ہے۔

یا بعض لوگوں کو اس کام کے لئے بعض جگہوں پر امداد کی درخواست دینے کی بھی عادت ہو گئی ہے۔ بیشک جماعت کا فرض ہے کہ اپنے وسائل کے اندر رہتے ہوئے ضرورت مند کی ضرورت پوری کرے لیکن درخواست دینے والوں کو، خاص طور پر پاکستان، ہندوستان یا بعض اور غریب ممالک بھی ہیں، اُن کو جائز ضرورت کے لئے درخواست دینی چاہیے اور اپنی عزتِ نفس کا بھی بھرم رکھنا چاہیے۔

اسی طرح ذرا بہتر معاشی حالت کے لوگ ہیں تو دیکھا دیکھی وہ بھی بعض چیزوں کی خواہش کرتے ہیں، نقل کرتے ہیں۔ کسی نئے قسم کا صوفہ دیکھا تو اُس کو لینے کی خواہش ہوئی۔ نئے ماڈل کے ٹی وی دیکھے تو اُس کو لینے کی خواہش ہوئی یا اسی طرح بجلی کی دوسری چیزیں یا اور gadget جو ہیں وہ دیکھے تو اُن کو لینے کی خواہش ہوئی۔ یا کاریں قرض لے کر بھی لے لیتے ہیں۔ ضمناً یہ بھی یہاں بتا دوں کہ آجکل دنیا کے جو معاشی بدحالی کے حالات ہیں اُن کی ایک بڑی وجہ بنکوں کے ذریعہ سے ان سہولتوں کے لئے سُود پر لئے ہوئے قرض بھی ہیں۔ سُود ایک بڑی

لعنت ہے۔ جب چیزیں لینی ہوں تو یہ بھی نہیں دیکھتے کہ یہ اُن کو کہاں لے جائے گا۔ بہر حال یہ چیزیں خریدنا یا سود پر قرض دینا ہی ہے جس نے آخر کار بہتوں کو دیوالیہ کر دیا۔

بہر حال نقل کی یہ بات ہو رہی تھی کہ لوگ دنیاوی باتوں میں نقل کرتے ہیں اور اُس کے حصول کے لئے یا تو عزتِ نفس کو داؤ پر لگا دیتے ہیں یا دیوالیہ ہو کر اپنی جائیداد سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔ یعنی دنیاوی باتوں کی نقل میں فائدے کم اور نقصان زیادہ ہیں۔ لیکن دین کے معاملے میں نقل اور ویسا بننے کی کوشش کرنا جیسا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس زمانے میں ہمارے سامنے نمونہ پیش فرمایا ہے، بلکہ ہم میں سے تو بہت سوں نے اُن صحابہ کو بھی دیکھا ہوا ہے جنہوں نے قربِ الٰہی کے نمونے قائم کئے۔ لیکن اُن کی نقل کی ہم کوشش نہیں کرتے جبکہ نقصان کا تو یہاں سوال ہی پیدا نہیں ہوتا بلکہ فائدہ ہی فائدہ ہے اور فائدہ بھی ایسا ہے جس کو کسی پیمانے سے ناپا نہیں جا سکتا۔ پس کیا وجہ ہے کہ ہم اس نقل کی کوشش نہیں کرتے جو نیکیوں میں بڑھانے والی چیز کی نقل ہے۔

اللہ تعالیٰ سے تعلق کو مضبوط کرنے کی ضرورت ہے

صاف ظاہر ہے کہ یا تو ہمیں ان چیزوں کا بالکل ہی علم نہیں دیا جاتا جس کی وجہ سے احساس پیدا نہیں ہوتا یا اتنا تھوڑا علم اور اتنے عرصے بعد دیا جاتا ہے کہ ہم بھول جاتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اپنے تازہ بتازہ نشانات آج بھی دکھا رہا ہے۔ نتیجۃً ہماری اس طرف توجہ نہ ہونے کے برابر ہوتی ہے جبکہ دنیاوی چیزوں کے لئے ہم آتے جاتے ٹی وی پر، اخبارات پر دس مرتبہ اشتہارات دیکھتے ہیں اور دماغ میں بات بیٹھ جاتی ہے کہ میں نے کسی نہ کسی ذریعہ سے یہ چیز لینی ہے، حاصل کرنی ہے۔ اور اگر کسی کو سمجھایا جائے یا کوئی ویسے ہی کہہ دے کہ جب وسائل نہیں ہیں تو اس چیز کی تمہیں کیا ضرورت ہے؟ تو فوراً جواب ملتا ہے کہ کیا غریب کے جذبات نہیں ہوتے، کیا ہمارے جذبات نہیں ہیں، کیا ہمارے بچوں کے جذبات نہیں ہیں کہ ہمارے پاس یہ چیز ہو لیکن یہ جذبات کبھی اس بات کے لئے نہیں ابھرتے کہ الہامات کا تذکرہ سن کر یہ خواہش پیدا ہو کہ ہمارے سے بھی کبھی خدا تعالیٰ کلام کرے۔ ہمارے لئے بھی خدا تعالیٰ نشانات دکھائے اور اپنی محبت سے ہمیں

نوازے۔ اس سوچ کے نہ ہونے کی بڑی وجہ یہی ہے کہ ہمارے علماء، ہمارے مربیان، ہمارے عہدیداران اپنے اپنے دائرے میں افرادِ جماعت کے سامنے اللہ تعالیٰ کی محبت کے حصول کی کوشش کے لئے بار بار ذکر نہیں کرتے، یا اُس طرح ذکر نہیں کرتے جس طرح ہونا چاہیے یا ان کے اپنے نمونے ایسے نہیں ہوتے جن کو دیکھ کر اُن کی طرف توجہ پیدا ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے صحابہ کا بار بار ذکر کر کے اس بارے میں اُن بزرگوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی نصرت اور نشانات کے واقعات بھی شدت سے نہیں دہرائے جاتے اور یہ یقین پیدا نہیں کرواتے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی صفات کو کسی خاص وقت اور اشخاص کے لئے مخصوص نہیں کر دیا بلکہ آج بھی اللہ تعالیٰ اپنی صفات کا اظہار کرتا ہے۔ اگر بار بار ذکر ہو اور یہ تعلق پیدا کرنے کے طریقے بتائے جائیں، اگر اللہ تعالیٰ کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کئے گئے وعدوں کا ذکر کیا جائے تو بچوں، نوجوانوں میں یہ سوال پیدا نہیں ہوتا کہ خدا تعالیٰ نے ہماری دعا کیوں قبول نہیں کی۔ اللہ تعالیٰ سے تعلق کو مضبوط کرنے کی ضرورت ہے۔ پھر دعا کی قبولیت کے فلسفے کی بھی سمجھ آجاتی ہے اور نشانات بھی ظاہر ہوتے ہیں۔

پس یہ بات عام طور پر بتانے کی ضرورت ہے کہ اس زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامِ صادق سے جُڑ کر اللہ تعالیٰ سے قرب کا تعلق پیدا کیا جا سکتا ہے۔ نشانات صرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات یا زمانے تک محدود نہیں تھے یا مخصوص نہیں تھے بلکہ اب بھی خدا تعالیٰ اپنی تمام تر قدرتوں کے ساتھ جلوہ دکھاتا ہے۔

پس نیکیوں کو حاصل کرنے کی تڑپ، اللہ تعالیٰ کا قرب پانے کی تڑپ ہماری جماعت میں عام ہو جائے تو ایک بہت بڑا طبقہ ایسا پیدا ہو سکتا ہے جو گناہ کو بہت حد تک مٹا دے گا۔ گناہ کو مکمل طور پر مٹانا تو مشکل کام ہے، اس کا دعویٰ تو نہیں کیا جا سکتا لیکن بہت حد تک گناہ پر غالب آیا جا سکتا ہے۔ یا اکثر حصہ جماعت کا ایسے لوگوں پر مشتمل ہو گا اور ہو سکتا ہے جو گناہوں پر غالب آ جائے۔(ماخوذ از خطباتِ محمود جلد 17 صفحہ 452-453 خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 10 جولائی 1936 مطبوعہ فضل عمر فاؤنڈیشن ربوہ)

عہدیداران کو اپنے اپنے دائرے میں اصلاح کی کوشش کرنی چاہیے

پس اس کے لئے ہمارے مربیان اور امراء اور عہدیداران کو اپنے اپنے دائرے میں اصلاح کی کوشش کرنی چاہیے اور یہ بتا کر اصلاح کرنی چاہیے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ آپ کی کامل پیروی کرنے والے خدا تعالیٰ کا قرب پانے والے ہوں گے اور ایسے لوگوں کی اکثر دعاؤں کو خدا تعالیٰ سنتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ جماعت میں ایسے لوگ ہیں اور مجھے لکھتے بھی رہتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے بعض واقعات کا مختلف وقتوں میں ذکر بھی ہوتا رہتا ہے اور میں بھی بیان کرتا رہتا ہوں۔ پس ایسے واقعات ہیں جو نقل کی تحریک پیدا کرنے والے ہونے چاہئیں۔ نقل اگر کرنی ہے تو ایسے واقعات کو سن کر اپنے اوپر بھی یہ حالت طاری کرنے کے لئے نقل کرنی چاہیے تا کہ خدا تعالیٰ سے قرب کا رشتہ قائم ہو۔

بولنے والا خدا صرف ایک ہی ہے جو اسلام کا خدا ہے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک موقع پر فرماتے ہیں کہ:

''دنیا میں جس قدر قومیں ہیں کسی قوم نے ایسا خدا نہیں مانا جو جواب دیتا ہو اور دعاؤں کو سنتا ہو... کیا ایک عیسائی کہہ سکتا ہے کہ مَیں نے یسوع کو خدا مانا ہے۔ وہ میری دعا کو سنتا اور اس کا جواب دیتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ بولنے والا خدا صرف ایک ہی ہے جو اسلام کا خدا ہے جو قرآن نے پیش کیا ہے۔ جس نے کہا اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ (المومن:61) تم مجھے پکارو میں تم کو جواب دوں گا اور یہ بالکل سچی بات ہے۔ کوئی ہو جو ایک عرصہ تک سچی نیت اور صفائی قلب کے ساتھ (یہ چیز اہم ہے جو فرمایا ایک عرصہ تک سچی نیت اور صفائی قلب کے ساتھ) اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتا ہو۔ وہ مجاہدہ کرے اور دعاؤں میں لگا رہے۔ آخر اس کی دعاؤں کا جواب اُسے ضرور دیا جاوے گا۔'' (ملفوظات جلد 3 صفحہ 201)

پس یہ باتیں بار بار جماعت کے سامنے بیان کی جائیں تو یقیناً اس میں طاقت پیدا ہو سکتی ہے۔ یا جماعت کے ایک بھاری حصے میں یہ طاقت پیدا ہو سکتی ہے اور اُس کی قوتِ ارادی ایسی

مضبوط ہو سکتی ہے کہ وہ ہزاروں گناہوں پر غالب آ جائے اور اُن سے ہمیشہ کے لئے محفوظ ہو جائے اور اللہ تعالیٰ سے ایک ایسا تعلق پیدا ہو جائے جو کبھی ڈانوا ڈول ہونے والا نہ ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کا یہی مقصد تھا کہ انسانیت کو گناہوں سے بچایا جائے اور اللہ تعالیٰ سے ایک ایسا تعلق پیدا ہو جائے کہ خدا تعالیٰ کی رضا ہر چیز پر مقدم ہو جائے۔ عبادت سے بچنے کے بہانے تلاش کرنے کی بجائے یا فرض سمجھ کر جلدی جلدی ادا کرنے کی بجائے، جس طرح کہ سر سے، گلے سے ایک بوجھ ہے جو اتارنا ہوتا ہے، اُس طرح اتارنے کی بجائے ایک شوق پیدا ہو... پس اگر ایمان مضبوط ہو تو اللہ تعالیٰ کی قدرت پر یقین ہوتا ہے۔ اور انسان صرف اور صرف خدا تعالیٰ کی طرف دیکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ پھر نشان دکھاتا ہے۔ یہی باتیں ہیں، یہ جہاں اپنا ایمان مضبوط کرتی ہیں، اپنی عملی حالت کو درست رکھتی ہیں وہاں دوسروں کے لئے بھی مضبوطی ایمان کا باعث بنتی ہیں۔ پس یہ چیز ہے جو ہمیں حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

عملی اصلاح کے لئے دوسری چیز علمی قوت ہے

عملی اصلاح کے لئے دوسری چیز جس کا پہلے ذکر ہو چکا ہے وہ علمی قوت ہے یا علم کا ہونا ہے۔ اس بارے میں پہلے ذکر ہو چکا ہے، دوبارہ بتا دوں کہ غلطی سے یہ سمجھ لیا جاتا ہے کہ کچھ گناہ بڑے ہوتے ہیں اور کچھ گناہ چھوٹے ہوتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جن گناہوں کو انسان چھوٹا سمجھ رہا ہوتا ہے وہ گناہ اُس کے دل و دماغ میں بیٹھ جاتا ہے۔ اگر زیادہ ہیں تو جو زیادہ گناہ ہیں وہ دل و دماغ میں بیٹھ جاتے ہیں کہ یہ تو کوئی گناہ ہے ہی نہیں۔ چھوٹی سی بات ہے یا ایسا معمولی گناہ ہے جس کے بارے میں کوئی زیادہ بازپرس نہیں ہو گی۔ خود ہی انسان تصور پیدا کر لیتا ہے۔ (ماخوذ از خطباتِ محمود جلد 17 صفحہ 453 خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 10 جولائی 1936ء مطبوعہ فضلِ عمر فاؤنڈیشن ربوہ)

کوئی گناہ بڑا اور چھوٹا نہیں ہے۔ گناہ گناہ ہے اس سے ہم نے بچنا ہے

ابھی گزشتہ خطبوں میں شاید دو ہفتے پہلے ہی مَیں نے توجہ دلائی تھی کہ اسائلم سیکرز جو

ہیں، وہ بھی یہاں آکر جب غلط بیانی کرتے ہیں اور اپنا کیس منظور کروانے کے لئے جھوٹ کا فائدہ اُٹھانے کی کوشش کرتے ہیں تو حقیقت میں وہ اپنا کیس خراب کر رہے ہوتے ہیں۔ اور نہ صرف اپنا کیس خراب کر رہے ہوتے ہیں بلکہ جماعت کی ساکھ پر بھی حرف آرہا ہوتا ہے۔ لیکن مجھے کسی نے بتایا کہ خطبہ کے بعد یہاں سے ایک اسائلم سیکر وکیل کے پاس گیا اور وکیل صاحب بھی احمدی ہیں۔ وہ بھی شاید خطبہ سن رہے تھے۔ اور وکیل شاید کوئی جماعتی خدمت بھی کرتے ہیں۔ اُس وکیل نے اس اسائلم لینے والے کو کیس تیار کرتے ہوئے غلط بیانی سے بعض باتیں لکھ دیں کہ یہ غلط باتیں بیچ میں ڈالنی پڑیں گی۔ حالانکہ ان کا حقیقت سے دُور کا بھی واسطہ نہیں تھا۔ اور مؤکل کو کہہ دیا کہ اس کے بغیر کیس بنتا ہی نہیں۔ پھر تمہیں کچھ بھی نہیں ملے گا۔ اس لئے ایسی غلط بیانی کرنا ضروری ہے۔ حالانکہ میں نے واضح طور پر بتایا تھا کہ کسی غلط بیانی اور جھوٹ سے کام نہیں لینا اور احمدیوں پر ظلموں کے واقعات تو ویسے ہی اتنے واضح اور صاف ہیں اور اب دنیا کو بھی پتا ہے کہ اس کے لئے کسی وکیل کی ہشیاری اور چالاکی اور جھوٹ کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔

پس مربیان کو بھی اور عہدیداران کو بھی بار بار جھوٹ سے بچنے کی تلقین کرنی ہوگی۔ بار بار یہ ذکر کرتے چلے جانا ہوگا کہ کوئی گناہ بھی بڑا اور چھوٹا نہیں ہے۔ گناہ گناہ ہے اور اس سے ہم نے بچنا ہے۔ ہر جھوٹ جھوٹ ہے اور اس جھوٹ کے شرک سے ہم نے بچنا ہے۔ اگر اپنا تعلق خداتعالیٰ سے مضبوط ہے تو پھر فکر کی ضرورت نہیں۔ نشان ظاہر ہوں گے اور انسان پھر دیکھتا ہے۔ لیکن تلقین کرنے والوں کو بھی یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ اُن کی اپنی حالت بھی ایسے معیار کی ہو جہاں وہ اپنی قوتِ ارادی کے اعلیٰ معیاروں کی تلاش میں ہوں۔ اور عملی طور پر بھی اُن کے عمل اور علم میں مطابقت پائی جاتی ہو۔ اس زمرہ میں شمار نہ ہوں جو کہتے کچھ اور ہیں اور کرتے کچھ اور ہیں۔ بہرحال جماعتوں کو بار بار درسوں وغیرہ میں ایمان میں مضبوطی پیدا کرنے اور عملی حالت بہتر کرنے کے لئے علمی کمزوریوں کو دور کرنے کے لئے توجہ دلانے کی ضرورت ہے۔

غلط علم کی جگہ صحیح علم سے آگاہی کا انتظام کریں

پس اگر ہر ایک اپنے اپنے دائرے میں کام شروع کر دے تو ایک واضح تبدیلی نظر آسکتی

ہے۔ اس زمانے میں جبکہ علم کے نام پر سکولوں میں مختلف برائیوں کو بھی بچوں کو بتایا جاتا ہے، ہمارے نظام کو بہت بڑھ کر بچوں اور نوجوانوں کو حقیقت سے آگاہ کرنے کی ضرورت ہے۔ماں باپ کو اپنی حالتوں کی طرف نظر کرتے ہوئے اُس علم کے نقصانات سے اپنے آپ کو آگاہ کرنے کی ضرورت ہے جو بچوں کو علم کی آگاہی کے نام پر بچپن میں سکول میں دیا جاتا ہے۔ماں باپ کو بھی پتا ہونا چاہیے تاکہ اپنے آپ کو بھی بچائیں اور اپنے بچوں کو بھی بچائیں۔ یہاں بہت چھوٹی عمر میں بعض غیر ضروری باتیں بچوں کو سکھا دی جاتی ہیں اور دلیل یہ دی جاتی ہے کہ اچھے برے کی تمیز ہو جائے۔ جبکہ حقیقت میں اچھے برے کی تمیز نہیں ہوتی بلکہ بچوں کی اکثریت کے ذہن بچپن سے ہی غلط سوچ رکھنے والے بن جاتے ہیں۔ کیونکہ اُن کے سامنے اُن کے ماں باپ کے نمونے یا اُس کے ماحول کے نمونے برائی والے زیادہ ہوتے ہیں، اچھائی والے کم ہوتے ہیں۔

پس مربیان، عہدیداران، ذیلی تنظیموں کے عہدیداران، والدین، ان سب کو مل کر مشترکہ کوشش کرنی پڑے گی کہ غلط علم کی جگہ صحیح علم سے آگاہی کا انتظام کریں۔ سکولوں کے طریق کو ہم روک نہیں سکتے۔ وہاں تو ہم کچھ دخل اندازی نہیں کر سکتے۔ لیکن گندگی اور بے حیائی کا فرق بتا کر، بچوں کو اعتماد میں لے کر اپنے عملی نمونے دکھا کر ماحول کے اثر سے بچا سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو احسن رنگ میں اپنے فرائض ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 24 جنوری 2014ء بحوالہ الفضل انٹرنیشنل مؤرخہ 14 فروری 2014ء صفحہ 5-9)

اپنا نمونہ قائم کرنے کی بہت ضرورت ہے

”گزشتہ خطبہ میں اصلاحِ اعمال یا تربیت کے حوالے سے مربیان، اس میں تمام واقفینِ زندگی شامل ہیں، امراء اور عہدیداران کی ذمہ داریوں کی بات ہو رہی تھی کہ کس طرح انہیں اپنا کردار عملی اصلاح کی روک کے اسباب پر قابو پانے کے لئے ادا کرنا چاہیے اور اس کے لئے کن چیزوں کی ضرورت ہے جن کو مربیان اور عہدیداران کو اپنے اوپر لاگو کر کے پھر جماعت کو بتانے اور دکھانے کی ضرورت ہے۔ یہاں یہ بھی واضح کر دوں کہ وہ علماء اور واعظین جو حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں تھے اُن میں صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام شامل تھے اور صحابہ سے تربیت پانے والے بھی شامل تھے، اُن کا تعلق باللہ اور ایمان اور یقین کا معیار بھی یقیناً بہت اعلیٰ تھا۔ اُن کی کمی اِن باتوں میں نہیں تھی۔ کمی اس بات کی تھی جس کی طرف حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے توجہ دلائی کہ ترجیحات کو بدلنے کی ضرورت ہے یا اعتقادی مسائل پر جس طرح زور دیا جا رہا ہے اسی طرح عملی اصلاح کی اہمیت پر بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نشانات اور اپنے ذاتی تعلق باللہ اور اطاعتِ خلافت اور احترامِ نظام کے حوالے سے بھی افرادِ جماعت کی تربیت کی ضرورت ہے۔ لیکن آجکل ہمیں نظر آتا ہے کہ ہمارا ان باتوں میں وہ معیار نہیں ہے۔ اس لئے جب میں کہتا ہوں کہ مربیان اور عہدیداران اپنے اوپر لاگو کر کے پھر افرادِ جماعت کو بتائیں تو اس کی خاص اہمیت ہے۔ یعنی اپنے پر لاگو کرنے کے لفظ پر غور کرنے اور عمل کرنے اور اپنا نمونہ قائم کرنے کی بہت ضرورت ہے تبھی اصلاحی باتوں کا اثر بھی حقیقی رنگ میں ہو گا۔

عملی اصلاح کے لئے نگرانی کی ضرورت

گزشتہ خطبہ میں قوتِ ارادی کے پیدا کرنے اور علمی کمزوری دُور کرنے کا ذکر ہو گیا تھا لیکن تیسری بات اس ضمن میں بیان نہیں ہوئی تھی۔ یعنی عملی کمزوری کو دور کرنے کا طریق یا عملی قوت کو کس طرح بڑھایا جا سکتا ہے۔ اس بارے میں آج کچھ کہوں گا۔ اس کے لئے جیسا کہ

پہلے خطبات میں ذکر ہو چکا ہے، بیرونی علاج یا مدد کی ضرورت ہے۔ یا کہہ سکتے ہیں کہ دوسرے کے سہارے کی ضرورت ہے۔ اور عملی اصلاح کے لئے یہ سہارا دو قسم کا ہوتا ہے یا دو قسم کے سہاروں، ایک نگرانی کی اور دوسرا جبر کی ضرورت ہے۔

نگرانی یہ ہے کہ مستقل نظر میں رکھا جائے، زیرِ نگرانی رکھا جائے کہ کہیں کوئی بد عمل نہ کر لے۔ اس قسم کی نگرانی دنیاوی معاملات میں بھی ہوتی ہے۔ گھروں میں ماں باپ بچوں کی نگرانی کرتے ہیں۔ سکولوں میں استاد علاوہ پڑھانے کے نگرانی کا کردار ادا کر رہے ہوتے ہیں۔ بعض دفعہ حکومت کے کارندے نگرانی کر رہے ہوتے ہیں اور یہ بتا دیتے ہیں کہ ہم نگرانی کریں گے۔ سڑکوں پر ٹریفک کے لئے مستقل کیمرے لگائے ہوتے ہیں اور بورڈ لگے ہوتے ہیں کہ کیمرہ لگا ہوا ہے۔ یہ نگرانی کا ایک عمل ہے۔ جو بچے ماں باپ کی زیادتیوں کا نشانہ بنتے ہیں اُن کے والدین کو warning دی جاتی ہے کہ ہم نگرانی کریں گے۔ اگر بچوں کو زیادہ تنگ کیا گیا تو پھر بچوں کی بہبود کا جو ادارہ ہے وہ کہتا ہے کہ ہم بچے لے جائیں گے۔ ان ترقی یافتہ ممالک میں تو یہ بہت عام ہے۔ بلکہ میرے خیال میں تو بچوں کے معاملے میں ناجائز حد تک یہ نگرانی ہوتی ہے۔ اور ماں باپ بچوں سے ڈر کر یا اس ادارے سے ڈر کر جائز روک ٹوک بھی بچوں پر نہیں کرتے اور نتیجۃً بسا اوقات بچے بھی بگڑ جاتے ہیں۔ دنیا کے معاملات میں تو یہ نگرانی بعض دفعہ نقصان کا باعث بھی بن رہی ہوتی ہے۔ پھر خاوند بیوی کے تعلقات میں خرابی کی وجہ سے بھی اُن کی نگرانی ہوتی ہے۔ پھر ملزمان کی نگرانی ہوتی ہے۔

بہر حال اس ساری نگرانی کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اُس کو اُن کاموں سے روکا جائے جن کی وجہ سے فساد پیدا ہو سکتا ہے یا اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اصلاح ہو۔ بہر حال نگرانی ہر معاشرے کے قانون میں اصلاح کا ایک ذریعہ ہے اور عملی اصلاح کرنے کے لئے دین بھی اس کی طرف ہمیں توجہ دلاتا ہے۔ اور بہت سے غلط کاموں سے انسان اس وجہ سے بچ رہا ہوتا ہے کہ معاشرہ اس کی نگرانی کر رہا ہے۔ ماں باپ اپنے دائرے میں نگرانی کر رہے ہوتے ہیں۔ مربیان کا اپنے دائرے میں یہ نگرانی کرنا کام ہے۔ اور باقی نظام کو بھی اپنے اپنے دائرے میں نگران بننا ضروری

ہے۔ اور جب اسلام کی یہ تعلیم بھی سامنے ہو کہ ہر نگران نگرانی کے بارے میں پوچھا جائے گا۔(صحیح البخاری کتاب الجمعہ باب الجمعۃ فی القریٰ و المدن حدیث نمبر 893)

تو نہ صرف اُن کی اصلاح ہو گی جن کی نگرانی کی جا رہی ہے بلکہ نگرانوں کی بھی اصلاح ہو رہی ہو گی۔ بہر حال عملی اصلاح کے لئے نگرانی بھی ایک مؤثر ذریعہ ہے۔

اصلاح کا ایک پہلو "جبر" بھی ہے

دوسری بات جو اصلاح کے لئے ضروری ہے جبر ہے۔ یہاں کسی کے دل میں یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ ایک طرف تو ہم کہتے ہیں کہ "دین کے معاملے میں جبر نہیں ہے"۔ دوسری طرف عملی اصلاح کے لئے جو علاج تجویز کیا جا رہا ہے، وہ جبر ہے۔

پس واضح ہو کہ یہ جبر دین قبول کرنے یا دین چھوڑنے کے معاملے میں نہیں ہے۔ ہر ایک آزاد ہے، جس دین کو چاہے اختیار کرے اور جس دین کو چاہے چھوڑ دے۔ اسلام تو بڑا واضح طور پر یہ اختیار دیتا ہے۔ یہاں جبر یہ ہے کہ دین کی طرف منسوب ہو کر پھر اُس کے قواعد پر عمل نہ کرنا اور اُسے توڑنا، ایک طرف تو اپنے آپ کو نظامِ جماعت کا حصہ کہنا اور پھر نظام کے قواعد کو توڑنا۔ یہ بات اگر ہو رہی ہے تو پھر بہر حال سختی ہو گی اور یہاں جبر سے یہی مراد ہے۔ نظام کا حصہ بن کر رہنا ہے تو پھر تعلیم پر بھی عمل کرنا ہو گا۔ ورنہ سزا مل سکتی ہے، جرمانہ بھی ہو سکتا ہے، بعض قسم کی پابندیاں بھی عائد ہو سکتی ہیں۔ اور ان سب باتوں کا مقصد اصلاح کرنا ہے تا کہ قوتِ عملی کی کمزوری کو دور کیا جا سکے۔

جماعت میں بھی جب نظامِ جماعت سزا دیتا ہے تو اصل مقصد اصلاح ہوتا ہے۔ کسی کی سبکی یا کسی کو بلا وجہ تکلیف میں ڈالنا نہیں ہوتا۔ یہ جبر حکومتی قوانین میں بھی لاگو ہے۔ سزائیں بھی ملتی ہیں، جیلوں میں بھی ڈالا جاتا ہے، جرمانے بھی ہوتے ہیں، بعض دفعہ مارا بھی جاتا ہے اور مقصد یہی ہوتا ہے کہ معاشرے میں امن رہے اور جو دوسرے کو نقصان پہنچانے والے ہیں وہ نقصان پہنچانے کا کام نہ کر سکیں بلکہ بعض دفعہ تو اپنے آپ کو نقصان پہنچانے والے کام پر بھی سزا مل جاتی ہے۔ لیکن اس سزا کے دوران اصلاح کرنے کے مختلف ذرائع استعمال کئے جاتے ہیں۔ اگر کسی کو

پھانسی بھی دی جاتی ہے تو یہ جبر اس لئے ہے کہ قاتل نے ایک جان لی اور قاتلوں کو اگر کھلی چھٹی مل جائے تو پھر معاشرے کا امن برباد ہو جائے اور کئی اور قاتل پیدا ہو جائیں۔

پس قتل کی سزا قتل دینے سے کئی ایسے لوگوں کی اصلاح ہو جاتی ہے یا وہ اس کام سے رُک جاتے ہیں جو قتل کا رجحان رکھتے ہیں، جو زیادہ جوشیلے ہوتے ہیں۔ بہر حال یہ جبر اصلاح کا ایک پہلو ہے جو دنیا میں بھی رائج ہے۔

دنیادار کے جبر سے یا دنیاوی سزاؤں کے جبر سے ایمان کا کوئی تعلق نہیں ہے لیکن ایک دین کی طرف منسوب ہونے والے پر جب جبر کیا جاتا ہے اور دینی نظام کے تحت اُس کو سزا دی جاتی ہے یا کسی بھی قسم کی سزا یا جرمانہ ہو، کوئی اور سزا ہو یا بعض پابندیاں عائد کر دی جاتی ہیں۔ جماعت میں بعض دفعہ بعض چندے لینے پر پابندیاں عائد کر دی جاتی ہیں تو بے شک جبراً ان کاموں سے روکا جارہا ہوتا ہے لیکن ساتھ ہی جب وہ باتیں یا اعمال جو صالح اعمال ہیں، اُن کی طرف توجہ دلائی جارہی ہو اور کوئی شخص اس لئے کر رہا ہو کہ سزا سے بچ جاؤں یا خلیفہ وقت کی ناراضگی سے بچ جاؤں یا اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے بچ جاؤں تو آہستہ آہستہ دل میں ایمان پیدا ہوتا ہے اور پھر یہ بڑھنا شروع ہو جاتا ہے اور ایسے لوگ برائیوں کو چھوڑ کر خوشی سے نیک اعمال بجالانے والے بننا شروع ہو جاتے ہیں۔

اصلاح کے چار ذرائع

پس ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ نیک اعمال بجالانے کی عادت ڈالنے کے لئے مختلف ذرائع استعمال کرنے پڑتے ہیں۔ بغیر ان ذرائع کو اختیار کئے اصلاحِ اعمال میں کامیابی نہیں ہو سکتی۔ پس ان ذرائع کا استعمال انتہائی ضروری ہے۔ یعنی ایمان کا پیدا کرنا، علمِ صحیح کا پیدا کرنا، ان باتوں کا تو گزشتہ خطبہ میں ذکر ہو گیا تھا۔ اور قوتِ عملی پیدا کرنے کے ضمن میں نگرانی کرنا اور جبر کرنا، جن کا ابھی میں نے ذکر کیا ہے۔

یہ چار چیزیں ہیں جن کے بغیر اصلاح مشکل ہے۔ جب ہم گہرائی میں جائزہ لیں تو ہمیں پتا چلتا ہے کہ دنیا میں ایک طبقہ ایسا ہے جو ایمانی قوت اپنے اندر نہیں رکھتا۔ یعنی وہ معیار نہیں رکھتا جو

اصلاحِ عمل کے لئے ایک انسان میں ہونا ضروری ہے۔ ایسے لوگوں کے دلوں میں اگر قوتِ ایمانیہ بھر دی جائے تو ان کے اعمال درست ہو جاتے ہیں۔ اور ایک طبقہ ایسا ہوتا ہے جو عدمِ علم کی وجہ سے گناہوں کا شکار ہوتا ہے۔ اس کے لئے صحیح علم کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور ایک طبقہ جو نیک اعمال بجالانے کے لئے دوسروں کا محتاج ہوتا ہے۔ یہ تین قسم کے لوگ ہیں۔ اور اس کی احتیاج جو ہے وہ دو طرح سے پوری کی جاتی ہے۔ یا اُس کی بیرونی مدد دو طرح سے ہوگی۔ ایک تو نگرانی کر کے، جس کی میں نے ابھی تفصیل بیان کی ہے کہ نگرانی کی جائے تو بدیاں چھوٹ جاتی ہیں اور نیکیوں کی طرف توجہ پیدا ہو جاتی ہے لیکن وہ طبقہ جو بالکل ہی گرا ہوا ہو، جو نگرانی سے بھی باز آنے والا نہ ہو، اُسے جب تک سزا نہ دی جائے اُس کی اصلاح نہیں ہو سکتی۔

پس ان چاروں ذرائع کو جماعت کی اصلاح کے لئے بھی اختیار کرنا ضروری ہے۔ اور ہر ایک کی بیماری کا علاج اُس کی بیماری کی نوعیت کے لحاظ سے کرنا ضروری ہے۔ یہ بات یاد رکھنا ضروری ہے کہ جس زمانے میں مذہب کے پاس نہ حکومت ہو، نہ تلوار اُس زمانے میں یہ چاروں علاج ضروری ہوتے ہیں۔

خدا ہر قدم پر ہمیں سنبھالنے والا ہوگا

پس جیسا کہ گزشتہ خطبہ میں ذکر ہو چکا ہے کہ پہلے علاج کے طور پر تربیت کر کے ایمان میں مضبوطی پیدا کرنا ضروری ہے۔ اور اس کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نشانات، آپ کی وحی، آپ کے تعلق باللہ اور آپ کے ذریعہ سے آپ کے ماننے والوں میں روحانی انقلاب کا ذکر کیا جائے۔ اُنہیں بتایا جائے کہ اللہ تعالیٰ کے قرب کے کیا فوائد ہیں۔ جیسا کہ مَیں نے گزشتہ خطبہ میں بھی کہا تھا کہ اس دور میں جب شیطان بھرپور حملے کر رہا ہے تو ان باتوں کے بارے میں بتانے کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ یہ ذکر متواتر اور بار بار ہونا چاہیے۔ یہ بتانے کی ضرورت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت انسان کو کس طرح حاصل ہو سکتی ہے اور اُس کا پیار جب کسی انسان کے شاملِ حال ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس سے کس طرح امتیازی سلوک کرتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں اس بارے میں کس طرح بتایا ہے۔ مختلف قوموں سے جو

نئے احمدی ہو رہے ہیں، افریقہ میں سے بھی اور زیادہ تر عربوں میں سے بھی، وہ اپنے واقعات لکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب پڑھ کر اُن میں تبدیلیاں ہوئیں، اُن کے ایمان میں اضافہ ہوا۔ بیشک کتب پڑھ کر اُن کی اعتقادی غلط فہمیاں بھی دور ہوئیں اور اعتقادی لحاظ سے اُن کے علم میں اضافہ ہو کر اُن کو ایمان کی نئی راہیں نظر آئیں۔ لیکن ایمان کی مضبوطی اُن میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نشانات کو دیکھنے، آپ کی وحی کی حقیقت کو سمجھنے اور آپ کے تعلق باللہ سے پیدا ہوئی اور پھر اللہ تعالیٰ نے بھی اُنہیں بعض نشانات دکھا کر اپنے قرب کا نظارہ دکھادیا۔

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ: ”عجیب بات ہے کہ ہمارے علماء حضرت عیسیٰ کو مارنے کی کوشش کرتے ہیں مگر ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کو زندہ کرنے کی کوشش نہیں کرتے۔ وہ روح پیدا نہیں کرتے جس سے اللہ تعالیٰ کا فہم اور ادراک پیدا ہو۔ ہماری اصل کوشش خدا تعالیٰ کو زندہ کرنے کی اور اُس سے زیادہ تعلق پیدا کرنے کی ہونی چاہیے۔ اگر خدا سے ہمارا زندہ تعلق ہے تو چاہے عیسیٰ کو زندہ سمجھنے والے جتنا بھی شور مچاتے رہیں، ہمارے ایمانوں میں کبھی بگاڑ پیدا نہیں ہو گا کیونکہ خدا ہر قدم پر ہمیں سنبھالنے والا ہو گا“ (ماخوذ از خطباتِ محمود جلد 17 صفحہ 456 خطبہ جمعہ فرمودہ 10 جولائی 1936ء)

خلافت کا صحیح فہم و ادراک پیدا کرنا مربیان اور عہدیداران کا کام ہے

اپنے آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جوڑ کر پھر خلافت سے کامل اطاعت کی سب سے زیادہ ضرورت ہے۔ یہی چیز ہے جو جماعت میں مضبوطی اور روحانیت میں ترقی کا باعث بنے گی۔ خلافت کی پہچان اور اُس کا صحیح علم اور ادراک اس طرح جماعت میں پیدا ہو جانا چاہیے کہ خلیفہ وقت کے ہر فیصلے کو بخوشی قبول کرنے والے ہوں اور کسی قسم کی روک دل میں پیدا نہ ہو، کسی بات کو سن کر انقباض نہ ہو۔

خلافت کا صحیح فہم و ادراک پیدا کرنا بھی مربیان کے کاموں میں سے اہم کام ہے اور پھر عہدیداران کا کام ہے کہ وہ بھی اس طرف توجہ دیں۔ بعض ایسی مثالیں بھی سامنے آجاتی ہیں کہ

کہتے ہیں کہ خلیفہ وقت نے یہ غلط کام کیا اور یہ غلط فیصلہ کیا یا فلاں فیصلے کو اس طرح ہونا چاہیے تھا۔ بعض قضا کے فیصلوں پر اعتراض ہوتے رہتے ہیں۔ یا فلاں شخص کو فلاں کام پر کیوں لگایا گیا؟ اس کی جگہ تو فلاں شخص ہونا چاہیے تھا۔ خلیفہ وقت کی فلاں فلاں کے بارے میں تو بڑی معلومات ہیں، علم ہے، اور فلاں شخص کے بارے میں اُس نے باوجود علم ہونے کے آنکھیں بند کی ہوئی ہیں۔ اس قسم کی باتیں کرنے والے چند ایک ہی ہوتے ہیں لیکن ماحول کو خراب کرتے ہیں۔

اگر مربیان اور ہر سطح کے عہدیداران، پہلے بھی میں کہہ چکا ہوں، ہر تنظیم کے اور جماعتی عہدیداران اپنی اس ذمہ داری کو بھی سمجھیں تو بعض دلوں میں جو شکوک و شبہات پیدا ہوتے ہیں، کبھی پیدا نہ ہوں۔ خاص طور پر مربیان کا یہ کام ہے کہ اُنہیں سمجھائیں اور بتائیں کہ تمام برکتیں نظام میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ تو جب کسی قوم پر لعنت ڈالنا چاہتا ہے تو نظام کو اُٹھالیتا ہے۔ پس جب یہ باتیں ہر ایک کے علم میں آجائیں گی تو بعض لوگ جن کو ٹھوکر لگتی ہے وہ ٹھوکر کھانے سے بچ جائیں گے۔ ایسا طبقہ چاہے وہ چند ایک ہی ہوں، ہمیشہ رہتا ہے جو اپنے آپ کو عقلِ کُل سمجھتا ہے اور ادھر اُدھر بیٹھ کر باتیں کرتا رہتا ہے کہ خلیفہ خدا تو نہیں ہوتا، وہ بھی غلطی کر سکتا ہے، جیسا کہ عام آدمی غلطی کر سکتا ہے، ٹھیک ہے۔ لیکن حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے اس کا بڑا اچھا جواب دیا ہے۔ اور یہ جواب جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے دیا، ہر وقت اور ہر دَور کے لئے ہے۔ اگر خلافت برحق ہے، اگر خلافت پر ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ انعام دیا گیا ہے تو آپ کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ خلفاء جن امور کا فیصلہ کیا کرتے ہیں ہم ان امور کو دنیا میں قائم کر کے رہتے ہیں۔

وہ فرماتا ہے 'وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ' (النور:56) یعنی وہ دین اور وہ اصول جو خلفاء دنیا میں قائم کرنا چاہتے ہیں، ہم اپنی ذات ہی کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ ہم اُسے دنیا میں قائم کر کے رہیں گے۔ (ماخوذ از خطباتِ محمود جلد 17 صفحہ 458 خطبہ جمعہ فرمودہ 10 جولائی 1936ء)

دیانت اور امانت کے معیاروں کو اونچا کرنے کی ضرورت ہے

پس یہ باتیں جماعت کے ہر فرد کے دل میں راسخ ہونی چاہئیں اور یہ مربیان اور اہلِ علم کا کام ہے کہ اسے ہر ایک کے دل میں پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ پس اس ذمہ داری کو سمجھیں، اس بات کے پیچھے پڑ جائیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی برکات اور آپ کے فیوض لوگوں پر ظاہر کرنے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے زندہ نشانات کا بار بار تذکرہ کرنا ہے، لوگوں کو یہ بتانا ہے کہ خدا تعالیٰ کے قرب کے حصول کے ذرائع کیا ہیں؟ اور خلیفہ وقت کی ہر صورت میں اطاعت اور نظام کی فرمانبرداری کی ایک اہمیت ہے اور ہر ایک پر یہ اہمیت واضح ہونی چاہیے۔

... پس جب یہ ہو گا تو دلوں کے وساوس بھی دُور ہوں گے۔ اور اس طریق سے وساوس دور کرنے والوں کی تعداد، یا جن کے دلوں کے وساوس دور ہو جائیں، اُن کی تعداد اتنی زیادہ ہو جائے گی کہ ہر فتنہ اپنی موت آپ مر جائے گا۔ جماعت میں ہر لحاظ سے عملی اصلاح کا ہر پہلو نظر آ رہا ہو گا اور یہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کا بڑا مقصد ہے... پس ہمیں اپنے اعمال اچھے کرنے کی ضرورت ہے، ہمیں اپنے دیانت اور امانت کے معیاروں کو اونچا کرنے کی ضرورت ہے۔ ہمیں اپنی آمد کے حلال ذرائع اختیار کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ نہیں کہ چند پیسوں کے لئے کونسل کو دھوکہ دے کر اپنی سچائی کے معیار کو داؤ پر لگا دیں اور benefit حاصل کر لیں یا روپے حاصل کرنے کے لئے جھوٹے مقدمے کر دیں۔ ہمیں اپنے کام جو بھی ہمارے سپرد کئے جائیں، پوری تندہی اور محنت اور پوری خوش اسلوبی اور پوری دیانتداری سے کرنے کی ضرورت ہے۔ اگر یہ ہو گا تو دین کے ساتھ دنیا کے میدان بھی ہم پر کھل جائیں گے۔ انشاء اللہ۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ غیروں پر عمومی طور پر جماعت کا اچھا اثر ہے لیکن اگر ہم بعض معمولی دنیاوی فائدوں کے لئے اپنی دیانت اور امانت کے معیاروں کو ضائع کرنے والے بنیں تو ہر ایک شخص جو یہ حرکت کرتا ہے، جماعت کو بدنام کرنے والا بھی بنے گا۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 31 جنوری 2014ء بحوالہ الفضل انٹرنیشنل مؤرخہ 21 فروری 2014ء صفحہ 5-8)

برکت ووٹوں کی وجہ سے نہیں بلکہ مخلصانہ نیت سے خلافت کی اتباع اور خلیفۂ وقت کی دعائیں حاصل کرنے سے ملتی ہے

مکرم محمود احمد صاحب شاہد سابق صدر خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی وفات پر ان کا ذکرِ خیر کرتے ہوئے حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

"جب یہ صدر بنے، (یہ بھی انہوں نے اپنے داماد کو خود نوٹ کروایا،) تو کہتے ہیں 1979ء میں خدام الاحمدیہ کی شوریٰ میں صدر کا انتخاب ہوا۔ ووٹ کے لحاظ سے وہ پانچویں پوزیشن میں تھے۔ انتخاب کے بعد نماز فجر کے وقت حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے انہیں بلا کے فرمایا کہ کثرت سے استغفار کرو اور درود پڑھو۔ اور اگلے روز یا اس دن شام کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے ان کی بطور صدر منظوری عطا فرمائی۔ پانچویں نمبر پر تھے ووٹوں کے لحاظ سے۔ ان کے جامعہ کے ساتھی انعام الحق کوثر صاحب جو آجکل امریکہ میں مبلغ سلسلہ ہیں وہ لکھتے ہیں کہ جامعہ کے ناصر ہوسٹل میں آپ سے دوستی ہوئی۔ آپ ہوسٹل کے زعیم تھے اور انعام صاحب معتمد تھے۔ کہتے ہیں کہ میس (کمیٹی) کے ممبر اور پھر صدر بنے۔ جامعہ میں نائب الرئیس الجامعہ منتخب ہوئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے انہیں صدر منتخب کیا اور اس کا اعلان ہوا تو انعام صاحب کہتے ہیں کہ میں محمود صاحب کے پاس ہی کھڑا تھا۔ میں نے آگے بڑھ کر ان کو گلے ملنا چاہا۔ کہنے لگے پرے ہٹو۔ اور اپنی مخصوص زبان جس میں بنگالی اردو بھی ملی ہوئی تھی، پوچھنے لگے کیا میرا نام کا اعلان ہوا ہے تو میں نے کہا ہاں۔ انہیں یقین نہیں آ رہا تھا۔ خوشی کی بجائے صدمے کی حالت تھی۔ مگر پھر جلد سنبھل گئے اور کہتے ہیں پھر میں نے ان کو گلے لگایا۔

خالد سیف اللہ صاحب جو ان کے بعد اب اس وقت قائمقام امیر جماعت آسٹریلیا ہیں، وہ کہتے ہیں کہ ایک موقع پر محمود بنگالی صاحب نے یہی صدر بننے کا قصہ خود انہیں بتایا کہ 1979ء میں جب انٹرنیشنل صدر خدام الاحمدیہ کا انتخاب ہوا تو آپ ووٹوں کی گنتی کے لحاظ سے پانچویں نمبر پر تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ آپ سے بہت شفقت فرماتے

تھے۔ حضور نے آپ کو بلا کر فرمایا کہ آج شام تک کثرت سے استغفار کرو۔ کہتے ہیں کہ میں بہت ڈرا کہ پتا نہیں مجھ سے کیا غلطی سرزد ہو گئی ہے۔ جب حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے مجھے پانچویں نمبر پر ہونے کے باوجود صدر مقرر فرما دیا تو مجھے سمجھ آئی کہ حضور اس طریق سے مجھے عاجزی کی طرف متوجہ فرما رہے تھے۔ یہ ان سب عہدے داروں کے لئے بھی سبق ہے جو جب منتخب ہوتے ہیں تو (انہیں) استغفار اور درود بہت زیادہ پڑھنے کی ضرورت ہے تا کہ عاجزی ہمیشہ قائم رہے اور خدمت کی توفیق اللہ تعالیٰ صحیح رنگ میں عطا فرماتا رہے۔

محمود مجیب صاحب انجینئر جو ہیں وہ بھی ان کے بارے میں لکھتے ہیں کہ محمود بنگالی صاحب بڑے ہی فدائی اور خلافت کے شیدائی احمدی تھے۔ خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے غالباً (ان کو سن تو یاد نہیں۔ غالباً لکھا ہوا ہے اور شاید ٹھیک ہی لکھا ہوا ہے کہ) 80ء یا 81ء میں سارے صدران شمار کروائے جو 1960ء سے اس وقت تک پہلے گزر چکے تھے اور اس کے بعد پھر محمود بنگالی صاحب کی تعریف فرمائی کہ اطاعت میں اور دعائیں لینے میں یہ سب سے آگے نکل گئے ہیں۔ اور پھر وہاں خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ میں نے ان کو پانچویں نمبر سے اٹھا کے جو صدر بنایا تھا تو جماعت کو ایک سبق دینا چاہتا تھا کہ خلافت کا جو انتخاب ہے وہی بہتر ہوتا ہے۔

برکت اسی کو ملے جو مخلصانہ نیت سے خلافت کی اتباع کرے کیونکہ ساری برکتیں اسی نظام سے وابستہ ہیں

...1981ء کا یہ واقعہ ہے۔ خدام الاحمدیہ کا اجتماع تھا۔ اس میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے جو اپنے الفاظ ہیں جس میں آپ نے ان کو، ان کی خدمات کو سراہا۔ فرمایا کہ ”برکت اسی کو ملے جو مخلصانہ نیت سے خلافت کی اتباع کرے کیونکہ ساری برکتیں اسی نظام سے وابستہ ہیں۔ اس کے سوا کوئی بات اللہ تعالیٰ کے ہاں قبولیت کا مرتبہ حاصل نہیں کر سکتی“۔ پھر فرمایا کہ ”پچھلے سال خدام الاحمدیہ کے صدر کا جو انتخاب ہوا اس میں ووٹوں کے لحاظ سے محمود احمد صاحب.... پانچویں نمبر پر تھے اور میں یہ سبق جماعت کو دینا چاہتا تھا کہ جن چار کو ووٹ زیادہ ملے

ان کے کام میں برکت ان کے ووٹوں کی وجہ سے نہیں ہوگی بلکہ جو مخلصانہ نیت سے خلافت کی اتباع کرے گا وہی برکت حاصل کرے گا۔

چنانچہ پانچویں نمبر پر جو محمود احمد بنگالی صاحب تھے ان کو میں نے صدر منتخب کر دیا۔ بڑے مخلص آدمی ہیں۔ اللہ ان کے اخلاص میں ترقی دے۔ بڑا کام کیا۔ دعائیں لیں۔" اور پھر حضور نے 1960ء سے لے کر اس وقت تک کے جو مختلف صدران مجالس خدام الاحمدیہ تھے ان کے زمانوں میں اجتماعات میں مجالس کی نمائندگی کے گراف کا ذکر کرنے اور اس میں ایک مرحلے پر درمیان میں تنزل کے علاوہ تدریجی ترقی کی طرف اشارہ کرنے کے بعد فرمایا کہ "میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ کامیابی ووٹ لینے والوں کو نہیں خلیفہ وقت کی دعائیں حاصل کرنے کے نتیجہ میں ملتی ہے۔ پچھلی دفعہ پانچویں نمبر پر ووٹ لینے والے صاحب کو صدر بنایا گیا تھا۔ ان کے پہلے (سالانہ اجتماع کے) سال 771 مجالس حاضر تھیں اور دوسرے سال یعنی اس سال 818 مجالس (اس وقت کی جو رپورٹ ہے اس میں) حاضر ہیں۔" (مشعلِ راہ جلد دوم صفحہ 571 تا 573)

(خطبہ جمعہ فرمودہ 25 اپریل 2014ء بحوالہ الفضل انٹرنیشنل مؤرخہ 16 مئی 2014ء صفحہ 6-7)

اطاعت کے مضمون کو سمجھنے کی سب سے زیادہ ضرورت ہر سطح کے عہدیداروں کو ہے

”اطاعت کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بھی یادرکھنا چاہیے کہ وَمَنْ اَطَاعَ اَمِیْرِيْ فَقَدْ اَطَاعَنِيْ وَ مَنْ عَصٰی اَمِیْرِيْ فَقَدْ عَصَانِيْ(مسند ابی داؤد الطیالسی جلد دوم صفحہ 736 حدیث 2554 مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت 2004ء)

اور جس نے میرے امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے میرے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اطاعت امیر کے بارے میں اور بھی بہت سے ارشادات ہیں۔ اسی طرح قرآن کریم میں بھی متعدد جگہ اطاعت اور فرمانبرداری کے حکم دیئے گئے ہیں۔ اس لئے کہ یہی ایک راز ہے جو جماعتی ترقی کے لئے جاننا ضروری ہے۔ ہر اس شخص کے لئے جاننا ضروری ہے جو جماعت سے منسلک ہے۔

پس اس بات کو سمجھنے کی افراد جماعت کو بہت زیادہ ضرورت ہے۔ خاص طور پر آجکل کے دور میں جبکہ آزادی کے نام پر ان غلط خیالات کا اظہار کیا جاتا ہے کہ کیوں ہم پابندیاں کریں؟ کیوں ہمارے پر پابندیاں عائد ہوتی ہیں؟ کیوں ہمیں بعض معاملات میں آزادی نہیں؟ ایک احمدی مسلمان کو یہ یاد رکھنا چاہیے کہ اسلام نے ہر جائز آزادی اپنے ماننے والوں کو دی ہے اور جتنی آزادیاں اسلام میں ہیں شاید ہی کسی دوسرے مذہب میں ہوں بلکہ اس کے مقابلے میں نہیں ہیں لیکن بعض حدود جو قائم کی ہیں وہ انسان کے اپنے اخلاق کی درستی کے لئے، روحانی ترقی کے لئے اور جماعتی یکجہتی کے لئے اور جماعتی ترقی کے لئے قائم کی گئی ہیں اور ان کے اندر رہنا ضروری ہے۔

یہاں میں عہدیداروں کو بھی کہوں گا کہ اگر جماعتی ترقی میں مد و معاون بننا ہے اور عہدے صرف بڑائی کی خاطر نہیں لئے گئے۔ اپنے اظہار کی خاطر نہیں لئے گئے۔ اپنی انا کی تسکین کی خاطر نہیں لئے گئے تو اطاعت کے مضمون کو سمجھنے کی سب سے زیادہ ضرورت ہر سطح کے عہدیداروں کو ہے۔ اگر عہدیدار اس مضمون کو سمجھ جائیں تو افراد جماعت خودبخود اس کی طرف

توجہ کریں گے اور ہر سطح پر اطاعت کے نمونے ہمیں نظر آئیں گے۔ ہمیں اونٹوں کی قطار کی پیروی کرتے ہوئے سب نظر آئیں گے۔ ایک رخ پر چلتے ہوئے نظر آئیں گے۔ امام کے قدم سے قدم ملاتے ہوئے چلتے ہوئے نظر آئیں گے۔ پس امیر بھی، صدر بھی اور دوسرے عہدیدار بھی پہلے اپنے جائزے لیں کہ کیا ان کی اطاعت کے معیار ایسے ہیں کہ ہر حکم جو خلیفہ وقت کی طرف سے آتا ہے اس کی بلا چون وچرا تعمیل کرتے ہیں یا اس میں تاویلیں نکالنے کی کوشش میں لگ جاتے ہیں۔ اگر تاویلیں نکالتے ہیں تو یہ اطاعت نہیں۔

روایات میں ایک واقعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کا آتا ہے۔ جب گلی میں چلتے ہوئے آپ کے ایک صحابی عبد اللہ بن مسعودؓ نے 'بیٹھ جاؤ' کی آواز سنی اور بیٹھ گئے۔ آواز سن کر یہ نہیں کہا کہ یہ حکم تو اندر مسجد والوں کے لئے ہے بلکہ آواز سنی اور بیٹھ گئے اور بیٹھے بیٹھے مشکل سے قدم قدم مسجد کی طرف بڑھنا شروع کیا۔ کسی پوچھنے والے نے پوچھا کہ یہ آپ کو کیا ہوا ہے جو اس طرح گھسٹ رہے ہیں۔ آپ نے یہی جواب دیا کہ اندر سے مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز آئی تھی کہ بیٹھ جاؤ تو میں بیٹھ گیا۔ پوچھنے والے نے کہا کہ یہ حکم تو اندر والوں کے لئے تھا۔ آپ نے جواب دیا مجھے اس سے غرض نہیں کہ یہ اندر والوں کے لئے ہے یا باہر والوں کے لئے یا سب کے لئے۔ میرے کان میں اللہ کے رسول کی آواز پڑی اور میں نے اطاعت کی۔ پس یہی میرا مقصد ہے۔ (ماخوذ از سنن ابی داؤد کتاب الجمعة باب الامام یکلم الرجل فی خطبته حدیث 1091)

اطاعت وہی ہے جو فوری طور پر کی جائے

پس یہ معیار ہیں اطاعت کے جو ہمیں حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔ بعض عہدیدار خلیفۂ وقت سے جو کوئی ہدایت آتی ہے تو اس پر عمل بھی کر لیتے ہیں لیکن بڑے انقباض سے، نہ چاہتے ہوئے یہ عمل کرتے ہیں۔ اور نہ چاہتے ہوئے عمل کرنا کوئی اطاعت نہیں ہے۔ اطاعت وہی ہے جو فوری طور پر کی جائے۔ اپنی رائے رکھنا کوئی بری بات نہیں ہے۔ لیکن جب کسی معاملے میں خلیفۂ وقت کا فیصلہ آجائے کہ یوں کرنا ہے تو پھر اپنی رائے کو یکسر بھلا دینا ضروری ہے۔ حضرت

مرزا بشیر احمد صاحبؓ فرمایا کرتے تھے کہ مَیں بعض معاملات میں اپنی رائے رکھتا ہوں اور اپنی طرف سے دلیل کے ساتھ خلیفۃ المسیح کو اپنی رائے پیش کرتا ہوں لیکن اگر میری رائے ردّ ہو جائے تو کبھی مجھے خیال بھی نہیں آیا کہ کیوں یہ ردّ ہوئی ہے یا میری رائے کیا تھی۔ پھر میری رائے وہی بن جاتی ہے جو خلیفۂ وقت کی رائے ہے۔ پھر کامل اطاعت کے ساتھ اس حکم کی بجا آوری پر میں لگ جاتا ہوں جو خلیفۂ وقت نے حکم دیا تھا۔(ماخوذ از حیات بشیر مؤلفہ شیخ عبدالقادر صاحب سابق سوداگرمَل صفحہ 322-323 مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس ربوہ)

غسّال کی طرح اپنے آپ کو امام کے ہاتھ میں دو

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: غسّال کی طرح اپنے آپ کو امام کے ہاتھ میں دو۔ جس طرح مردہ اپنے آپ کو ادھر ادھر نہیں کر سکتا، حرکت نہیں کر سکتا، اس کو نہلانے والا اس کو حرکت دے رہا ہوتا ہے۔(ماخوذ از خطباتِ نور صفحہ 131 مطبوعہ ربوہ)

اسی طرح کامل اطاعت کرنے والے کا فرض ہے کہ اپنے آپ کو امام کے ہاتھ میں دے دے اور جب یہ معیار ہو گا تو تبھی عہد بیعت نبھانے والے بن سکیں گے۔ تبھی اللہ اور اس کے رسول کے بتائے ہوئے اطاعت کے معیاروں کو حاصل کرنے والے بن سکیں گے۔

پس ہم میں سے ہر ایک کو جس نے بیعت کا عہد کیا ہے نہ صرف یہ سوچ پیدا کرنی ہو گی بلکہ اپنے عمل سے اس کا ثبوت دینا ہو گا۔ اپنے نمونے نئے آنے والوں کے لئے بھی اور اپنی اولادوں کے لئے بھی قائم کرنے ہوں گے۔ نوجوانوں کو بھی اپنے نمونے بڑوں کو دکھانے کی ضرورت ہے، یعنی بڑے اپنے نمونے قائم کریں جو ان کے بچے اور نوجوان دیکھیں اور سیکھیں اور سب سے بڑھ کر یہ معیار اوپر سے لے کر نیچے تک ہر عہدیدار کو دکھانا ہو گا، قائم کرنا ہو گا۔

امامت اور خلافت اور ڈکٹیٹر شپ میں بڑا فرق ہے

یہاں بعض ذہنوں میں کبھی کبھی یہ سوال اٹھتا ہے۔ اگر وہ باتیں صحیح ہیں۔ میں سوال کی بات کر رہا ہوں جو مجھ تک پہنچے ہیں اگر یہ باتیں صحیح ہیں کہ یہ سوال اٹھانے والے اٹھاتے ہیں کہ

کامل اطاعت شاید نقصان دہ ہے اور ایسے لوگوں کی یہ سوچ شاید اس لئے ہے جو کامل اطاعت کو نقصان دہ سمجھتے ہیں کہ یہاں جرمنی میں ہٹلر نے اپنا ہر حکم منوایا اور ڈکٹیٹر بن کر رہا اس لئے دوسری جنگ عظیم میں یہ تصور ہے، یہ تاثر ہے کہ اس وجہ سے ہماری یعنی جرمنی کی شکست بھی ہوئی۔ ان کو نقصان اٹھانا پڑی، سبکی اٹھانی پڑی۔

میں یہاں ہر احمدی اور ہر نئے آنے والے اور ہر نوجوان پر واضح کرنا چاہتا ہوں کہ امامت اور خلافت اور ڈکٹیٹر شپ میں بڑا فرق ہے۔ خلافت زمانے کے امام کو ماننے کے بعد قائم ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق قائم ہوئی ہے اور ہر ماننے والا یہ عہد کرتا ہے کہ ہم خلافت کے نظام کو جاری رکھیں گے۔ دین میں کوئی جبر نہیں ہے۔ جب اپنی خوشی سے دین کو مان لیا تو پھر دین کے قیام کے لئے اس عہد کو نبھانا بھی ضروری ہے جو خلافت کے قیام کے لئے ایک احمدی کرتا ہے اور جو قومی یکجہتی کے لئے وحدت کے لئے ضروری ہے۔ خلافت کی اطاعت کے عہد کو اس لئے نبھانا ہے کہ ایک امام کی سرکردگی میں خدا تعالیٰ کی حکومت کو دنیا کے دلوں میں بٹھانے کی مشترکہ کوشش کرنی ہے۔

دوسرے مسلمان جو ہیں وہ بغیر امام کے ہیں اور جماعت احمدیہ کی کوششیں جو ہیں وہ خلافت سے وابستہ ہو کر ہو رہی ہیں۔ یہ سب کوششیں جو خلافت سے وابستہ ہو کر ہو رہی ہیں ان کی کامیابی کے نتائج بتا رہے ہیں کہ اسلام کی حقیقی تعلیم کے ساتھ (حقیقی تعلیم دوسرے مسلمانوں کے پاس بھی ہے لیکن اسلام کی حقیقی تعلیم کے ساتھ) ان نتائج کا حصول، کامیابی کا حصول خلافت کی لڑی میں پروئے جانے کی وجہ سے ہے۔

خلافت کا مقصد حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف بھرپور توجہ دینا ہے

پھر خلافت کا مقصد حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف بھرپور توجہ دینا ہے۔ ان حقوق کو منوانا اور قائم کرنا اور مشترکہ کوشش سے ان کی ادائیگی کی کوشش کرنا ہے۔ دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کے لئے افراد جماعت میں یہ روح پیدا کرنا ہے۔ ان کو توجہ دلانا ہے کہ دین بہر حال دنیا سے مقدم رہنا چاہیے اور اسی میں تمہاری بقا ہے۔ اس میں تمہاری نسلوں کی بقا ہے۔ یہ ایک روح پھونکنا

بھی خلافت کا کام ہے۔ توحید کے قیام کے لئے بھرپور کوشش یہ بھی خلافت کا کام ہے۔ جبکہ دنیاوی لیڈروں کے تو دنیاوی مقاصد ہیں۔ ان کا کام تو اپنی دنیاوی حکومتوں کی سرحدوں کو بڑھانا ہے۔ اسی کی ان کو فکر پڑی رہتی ہے۔ ان کا کام تو سب کو اپنے زیر نگیں کرنا ہے۔

دنیا میں آپ دیکھیں اپنے ملکوں کی حدوں سے باہر نکل کر بھی دوسرے ملکوں کی آزادیوں پر قبضہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں چاہے وہ ڈکٹیٹر ہوں یا سیاسی حکومتیں ہوں۔ دنیاوی لوگوں کا تو یہ کام ہے۔ ان کا کام تو جھوٹی اَناؤں اور عزتوں کے لئے انصاف کی دھجیاں اڑانا ہے جو ہمیں مسلمان دنیا میں بھی اور باقی دنیا میں بھی نظر آتی ہے۔

خلافت اور دنیاوی لیڈروں کا موازنہ ہو ہی نہیں سکتا

کون سا ڈکٹیٹر ہے جو اپنے ملک کی رعایا سے ذاتی تعلق بھی رکھتا ہو۔ خلیفۂ وقت کا تو دنیا میں پھیلے ہوئے ہر قوم اور ہر نسل کے احمدی سے ذاتی تعلق ہے۔ ان کے ذاتی خطوط آتے ہیں جن میں ان کے ذاتی معاملات کا ذکر ہوتا ہے۔ ان روزانہ کے خطوط کو ہی اگر دیکھیں تو دنیا والوں کے لئے یہ ایک ناقابلِ یقین بات ہے۔ یہ خلافت ہی ہے جو دنیا میں بسنے والے ہر احمدی کی تکلیف پر توجہ دیتی ہے۔ ان کے لئے خلیفۂ وقت دعا کرتا ہے۔ کون سا دنیاوی لیڈر ہے جو بیماروں کے لئے دعائیں بھی کرتا ہو۔ کون سا لیڈر ہے جو اپنی قوم کی بچیوں کے رشتوں کے لئے بے چین اور ان کے لئے دعا کرتا ہو۔ کون سا لیڈر ہے جس کو بچوں کی تعلیم کی فکر ہو۔ حکومت بیشک تعلیمی ادارے بھی کھولتی ہے۔ صحت کے ادارے بھی کھولتی ہے۔ تعلیم تو مہیا کرتی ہے لیکن بچوں کی تعلیم جو اس دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں ان کی فکر صرف آج خلیفۂ وقت کو ہے۔

جماعت احمدیہ کے افراد ہی وہ خوش قسمت ہیں جن کی فکر خلیفۂ وقت کو رہتی ہے کہ وہ تعلیم حاصل کریں۔ ان کی صحت کی فکر خلیفۂ وقت کو رہتی ہے۔ رشتے کے مسائل ہیں۔ غرض کہ کوئی مسئلہ بھی دنیا میں پھیلے ہوئے احمدیوں کا چاہے وہ ذاتی ہو یا جماعتی ایسا نہیں جس پر خلیفۂ وقت کی نظر نہ ہو اور اس کے حل کے لئے وہ عملی کوشش کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتا نہ ہو۔ اس سے دعائیں نہ مانگتا ہو۔ مَیں بھی اور میرے سے پہلے خلفاء بھی یہی کچھ کرتے رہے۔

مَیں نے ایک خاکہ کھینچا ہے بے شمار کاموں کا جو خلیفہ وقت کے سپرد خدا تعالیٰ نے کئے ہیں اور انہیں اس نے کرنا ہے۔ دنیا کا کوئی ملک نہیں جہاں رات سونے سے پہلے چشم تصور میں مَیں نہ پہنچتا ہوں اور ان کے لئے سوتے وقت بھی اور جاگتے وقت بھی دعا نہ ہو۔ یہ مَیں باتیں اس لئے نہیں بتا رہا کہ کوئی احسان ہے۔ یہ میرا فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ اس سے بڑھ کر مَیں فرض ادا کرنے والا بنوں۔

کہنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ خلافت اور دنیاوی لیڈروں کا موازنہ ہو ہی نہیں سکتا۔ یہ ویسے ہی غلط ہے۔ بعض دفعہ دنیاوی لیڈروں سے باتوں میں جب مَیں صرف ان کو روزانہ کی ڈاک کا ہی ذکر کرتا ہوں کہ اتنے خطوط مَیں دیکھتا ہوں لوگوں کے ذاتی بھی اور دفتری بھی تو حیران ہوتے ہیں کہ یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ پس کسی موازنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

معروف فیصلہ وہ ہے جو قرآن اور سنت کے مطابق ہو

بعض لوگوں کی اس غلط فہمی کو بھی دور کر دوں گو کہ پہلے بھی مَیں شرائط بیعت کے خطبات کے ضمن میں اس کا تفصیلی ذکر کر چکا ہوں کہ ہر احمدی خلیفہ وقت سے اس کے معروف فیصلہ پر عمل کرنے کا عہد کرتا ہے۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ معروف کی تعریف انہوں نے خود کرنی ہے۔ ان پر واضح ہو کہ معروف کی تعریف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کر دی ہے۔ یہ پہلے ہی تعریف ہو چکی ہے۔ معروف فیصلہ وہ ہے جو قرآن اور سنت کے مطابق ہو۔ جس خلافت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق عَلٰی مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ قائم ہونا ہے، اس طریق کے مطابق چلنا ہے جو نبوت قائم کر چکی ہے اور پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد کے مطابق یہ دائمی بھی ہے جو آپ کے کام کو آگے چلانے کے لئے ہے، وہ قرآن و سنت کے منافی یا خلاف کوئی کام کر ہی نہیں سکتی اور یہی معروف ہے۔ معروف سے یہاں یہ مراد ہے۔ پس اطاعت کے بغیر دوسروں کے لئے اور کوئی راستہ نہیں ہے۔ یا پھر قرآن و سنت سے جو اختلاف کرنے والے ہیں یہ ثابت کریں کہ خلیفۂ وقت کا فلاں فیصلہ یا فلاں کام قرآن و سنت کے منافی ہے۔ یہاں یہ بھی بتا دوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی بتایا ہے کہ خلفاء راشدین

کے فیصلے اور عمل اور سنت بھی تمہارے لئے قابل اطاعت ہیں۔ ان پر چلو۔(سنن ابی داؤد کتاب السنۃ باب فی لزوم السنۃ حدیث 4607)

عہدِ بیعت پورا کرنے کیلئے اطاعت انتہائی اہم ہے

پس یہ ثابت کرنے کے لئے کہ فیصلے غلط ہیں پہلے بہت کچھ سوچنا ہو گا۔ جماعت میں رہتے ہوئے اگر کوئی بات کرنی ہے تو پھر ادب کے دائرہ میں رہتے ہوئے خلیفہ وقت کو لکھنا ہو گا۔ لکھنے کی اجازت ہے۔ اِدھر اُدھر باتیں کرنے کی اجازت نہیں۔ یہاں سے وہاں بیٹھ کر غلط قسم کی افواہیں پھیلانے کی اجازت نہیں ہے۔ تاکہ اگر سمجھنے والے کی سمجھ میں غلطی ہے تو خلیفہ وقت اس کو دور کر سکے اور اگر سمجھے کہ اس غلطی کو جماعت کے سامنے بھی رکھنے کی ضرورت ہے تو تمام جماعت کو بتائے۔ جماعت جب بڑھتی ہے تو منافقین بھی اپنا کام کرنا چاہتے ہیں۔ حاسدین بھی اپنا کام کرتے ہیں۔ خلافت سے سچی وفا یہ ہے کہ ان کے منصوبوں کو ہر سطح پر ناکام بنائیں اور خلافت سے جو بعض بدظنیاں پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں ان کو اپنے قریب بھی نہ پھٹکنے دیں۔

حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ کا ایک واقعہ

حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ کا ایک واقعہ ہے جو قرآن کریم کا ترجمہ انگلش میں کرنے کے لئے لندن آ رہے تھے تو بمبئی سے غالباً ان کی روانگی تھی۔ وہاں پہنچے تو جمعہ کا دن آ گیا۔ جماعت نے درخواست کی کہ آج جمعہ ہے۔ آپ جمعہ پڑھائیں۔ قادیان سے آئے ہیں۔ بزرگ ہیں۔ صحابی ہیں۔ ہم بھی آپ سے کوئی فیض پا لیں۔ نہ جماعت والے آپ کو جانتے تھے، نہ کبھی دیکھا تھا، نہ آپ کسی کو جانتے تھے۔ آپ نے خطبہ دیا کہ دیکھو تم مجھے جانتے نہیں ہو۔ بعضوں نے مجھے دیکھا بھی نہیں ہوا۔ تم نے مجھے جمعہ کے لئے کھڑا کر دیا۔ آج اپنا امام بنا دیا۔ اسلامی تعلیم یہ ہے کہ اگر امام نماز پڑھاتے ہوئے کوئی غلطی کرے تو تم نے سبحان اللہ کہہ دینا ہے۔ اگر امام اس سبحان اللہ پر اپنی اصلاح کر لیتا ہے تو ٹھیک ہے۔ اگر وہ اصلاح نہیں کرتا، اسی طرح اپنے عمل جاری رکھتا ہے تو تمہارا کام کامل اطاعت کرتے ہوئے اس کے ساتھ

اٹھنا اور بیٹھنا ہے۔ تمہارا کوئی حق نہیں بنتا ہے کہ تم اپنے طور پر نماز پڑھنی شروع کر دو۔ اسی طرح تم نے بیٹھنا ہے اسی طرح اٹھنا ہے اسی طرح جھکنا ہے۔ پس آگے انہوں نے فرمایا کہ جب عارضی امامت میں اطاعت کا یہ معیار ہے اس کی اتنی پابندی ہے تو خلیفہ وقت کی بیعت میں آکر جو تم عہد کرتے ہو اور خوشی سے عہد کر کے خود شامل ہوتے ہو، اس میں کس قدر اطاعت ضروری ہے۔ جبکہ تم نے خود سوچ سمجھ کر یہ بیعت کی ہے۔ پس یاد رکھیں عہد بیعت پورا کرنے کے لئے اطاعت انتہائی اہم ہے۔

وحدت قائم نہیں ہو سکتی جب تک اطاعت نہ کی جاوے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

''اطاعت ایک ایسی چیز ہے کہ اگر سچے دل سے اختیار کی جائے تو دل میں ایک نور اور روح میں ایک لذت اور روشنی آتی ہے۔ مجاہدات کی اس قدر ضرورت نہیں ہے جس قدر اطاعت کی ضرورت ہے۔ مگر ہاں یہ شرط ہے کہ سچی اطاعت ہو اور یہی ایک مشکل امر ہے۔ اطاعت میں اپنے ہوائے نفس کو ذبح کر دینا ضروری ہوتا ہے بدُوں اس کے اطاعت ہو نہیں سکتی اور ہوائے نفس ہی ایک ایسی چیز ہے جو بڑے بڑے موحدوں کے قلب میں بھی بت بن سکتی ہے''۔ بڑے بڑے توحید کا دعویٰ کرنے والے جو ہیں وہ بھی اطاعت سے بعض دفعہ باہر نکل جاتے ہیں بت بنا بیٹھتے ہیں۔ فرمایا: ''کوئی قوم قوم نہیں کہلا سکتی اور ان میں ملّیت اور یگانگت کی روح نہیں پھونکی جاتی جب تک کہ وہ فرمانبرداری کے اصول کو اختیار نہ کرے''۔

پھر فرماتے ہیں کہ ''اختلاف رائے کو چھوڑ دیں اور ایک کی اطاعت کریں جس کی اطاعت کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ پھر جس کام کو چاہتے ہیں وہ ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ جماعت پر ہوتا ہے اس میں یہی تو سرّ ہے۔ اللہ تعالیٰ توحید کو پسند فرماتا ہے اور یہ وحدت قائم نہیں ہو سکتی جب تک اطاعت نہ کی جاوے۔'' (تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد دوم صفحہ 246-247 تفسیر سورۃ النساء زیر آیت 59۔ الحکم جلد 5 نمبر 5 مؤرخہ 10 فروری 1901ء صفحہ 1 کالم 2-3)

ہر چیز پر اطاعتِ امام کو فوقیت دینی ہوگی

تاریخ اسلام میں ہم دیکھتے ہیں کہ صحابہ نے کامل اطاعت کی وجہ سے اپنی گردنیں کٹوانے سے بھی دریغ نہیں کیا اور چند سالوں میں دنیا میں اسلام کو پھیلا دیا تو یہ اطاعت کی وجہ تھی۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ جنگوں سے اسلام پھیلا ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ تبلیغ بھی انہوں نے کی۔ اگر کہیں جنگوں کا سامنا ہوا تو دشمن کی کثرت اور تعداد اور حملے انہیں اپنے کام سے روک نہیں سکے۔ اطاعت کی روح ان میں تھی تو کثیر دشمن کے سامنے بھی اگر ضرورت پڑی تو کھڑے ہو گئے اور اس کے مقابلے میں ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت موسیٰ کے ماننے والوں نے اطاعت کا نمونہ نہ دکھا کر چالیس سال تک اپنے آپ کو انعام سے محروم رکھا۔ پس اگر ترقی کرنی ہے تو اس زمانے کا جو جہاد ہے جو اپنی تربیت کا جہاد ہے اور پھر وہ جہاد ہے جو تبلیغ کے ذریعہ ہونا ہے، خلیفہ وقت کے پیچھے چل کے ہونا ہے اس کی پابندی کرنی ہوگی۔ اسی طرح عمل کرنا ہوگا جس کی مثال حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اِبل یعنی اونٹوں کی مثال سے واضح فرمائی ہے۔ اپنی فطرت ثانیہ اطاعت کو بنانا ہوگا بلکہ ہر چیز پر اطاعت امام کو فوقیت دینی ہوگی۔

خلافت کے ساتھ جڑ کر ہی صبر کے ساتھ مشکلات میں سے گزرا جا سکتا ہے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہی تفسیر کی روشنی میں بات مزید آگے بڑھاتا ہوں کہ ہلاکت سے بچنے اور بھٹکنے سے بچنے کے لئے اپنی اطاعت کو اطاعت کے اعلیٰ معیاروں پر رکھنے کی ضرورت ہے۔ خلافت کے ساتھ جڑ کر ہی صبر کے ساتھ مشکلات میں سے گزرا جا سکتا ہے۔ یہ بھی آپ نے فرمایا جو مشکلات میں سے گزر سکتے ہیں تو صبر کے ساتھ مشکلات میں سے خلافت کے ساتھ جڑ کر ہی گزرا جا سکتا ہے۔ مخالفین احمدیت جتنا بھی ہمیں دبائیں گے۔ ہمیں اپنے زعم میں جتنا بھی دبانے کی کوشش کریں گے، مشکلات میں ڈالیں گے، اپنے زعم میں ہمیں ختم کرنے کی آخری کوششیں کریں گے، اللہ تعالیٰ ہمیں اس کے باوجود ہماری منزلوں کی طرف انشاء اللہ تعالیٰ لے جاتا چلا جائے گا۔ لیکن شرط یہی ہے کہ اطاعت اور کامل اطاعت۔

آج ہم دیکھتے ہیں دوسرے مسلمان بیشک قرآن و سنت کو ماننے اور عمل کا دعویٰ کرتے ہیں جیسا کہ میں نے پہلے بھی بیان کیا لیکن ہمیں ان میں صبر اور برداشت نظر نہیں آتی۔ سوائے اسلام کو بدنام کرنے کے اور کیا کام یہ لوگ کر رہے ہیں۔ پس یہ آج صرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کا ہی طُرّہ امتیاز ہے کہ صبر اور برداشت کے ایسے نمونے قائم کر رہے ہیں جو قابل رشک ہیں۔ تکلیفوں کو برداشت کرنے کے ایسے نمونے دکھا رہے ہیں جو کہ دَورِ اوّل کے مسلمانوں میں نظر آتے ہیں۔ اور وَ اٰخَرِیۡنَ مِنۡهُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِهِمۡ (الجمعۃ:4) کا مضمون اس زمانے کے لئے واضح ہو جاتا ہے۔

اعمال کو اور اپنی عبادتوں کو وہ رنگ ہمیں دینے کی ضرورت ہے جو ہمارے لئے بہترین زادِ راہ ثابت ہوں

پھر آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اونٹ سفر کے لئے پانی جمع رکھتا ہے۔ اس بات سے غافل نہیں ہوتا کہ میں نے ضرورت کے وقت پانی کی کمی کو کس طرح پورا کرنا ہے۔ پانی جمع رکھتا ہے تا کہ ضرورت کے وقت وہ پانی کام آئے۔ آپ نے فرمایا کہ مومن کو بھی ہر وقت سفر کے لئے تیار اور محتاط رہنا چاہیے۔ اور یہ تیاری اور احتیاط کس طرح ہو گی؟ یہ زادِ راہ کے ساتھ ہے۔ زادِ راہ رکھنے سے ہو گی۔ اور جیسا کہ میں نے پہلے کہا مومن بھی اس دنیا میں مسافر کی طرح ہے اور بہترین زادِ راہ مومن کے لئے تقویٰ ہے۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد2 صفحہ 134)

اعمال کو اور اپنی عبادتوں کو وہ رنگ ہمیں دینے کی ضرورت ہے جو ہمارے لئے بہترین زادِ راہ ثابت ہوں۔ اس زمانے کے امام کو مان کر روحانی پانی ہمیں میسر آ گیا۔ اس کو سنبھالنا اور اس سے فائدہ اٹھانا اب ہمارا کام ہے۔ پس اس حقیقت کو بھی ہر احمدی کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ کیا ہی خوش قسمت ہیں وہ جو کامل اطاعت کے ساتھ امام وقت کی باتوں کو سنتے ہیں اور ان پر عمل کرتے ہیں اور یہی باتیں ہیں جو پھر خلافت کے انعام سے بھی فیض پانے والا بناتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں خلافت کے فیض سے فیض پانے والے وہی بتائے ہیں جو

عمل صالح کرنے والے ہیں، عبادت کرنے والے ہیں، توحید کو قائم رکھنے والے ہیں۔ اور یہی وہ لوگ ہیں جو تقویٰ پر چلنے والے کہلاتے ہیں۔

ہمارا مقصد توحید کا جھنڈ الہرانا ہے

پس ان باتوں کو سامنے رکھتے ہوئے ہم کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ خلافت میں کبھی دنیاوی مقاصد ہو سکتے ہیں یا خلافت کا مقصد بھی دنیاوی مقاصد کی طرح ہے یا دنیاداروں کی طرح ہے۔ دنیاوی مقاصد حاصل کرنے والوں کا روحانیت سے کوئی واسطہ نہیں ہوتا۔ وہ تو تمام دنیاوی ساز و سامان کے ساتھ بھی بسا اوقات کامیاب نہیں ہوتے۔ ان کے دنیاوی مقاصد پورے نہیں ہوتے۔ کامیابی تو وہی ہے ناں جو آخری فتح مل جائے۔ وہ ان کو حاصل نہیں ہوتی۔ لیکن خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والوں اور تقویٰ پر چلنے والوں کا مقصد دنیاوی ہار جیت نہیں ہے بلکہ کامل اطاعت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا اور تقویٰ میں بڑھنا ہوتا ہے۔ ہمارا مقصد خدا تعالیٰ کی حکومت دنیا میں قائم کرنا ہے۔ کوئی ذاتی نفع رسانی نہیں ہے۔ توحید کا جھنڈ الہرانا ہے۔ ہم نے دنیا کے دل جیت کر دنیا کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے لانا ہے۔ اسی مقصد کے لئے ہمارے تبلیغی پروگرام ہیں اور دوسرے پروگرام ہیں۔ اس کے حصول کے لئے ہماری دعاؤں کی طرف توجہ ہے اور ہونی چاہیے۔

اس روح کو سمجھنے کی ضرورت ہے کہ خلافت ہے کیا؟

پس خلافت تو ان مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے کام کر رہی ہے۔ لیکن جیسا کہ مَیں نے کہا اس کے لئے اس روح کو سمجھنے کی ضرورت ہے کہ خلافت ہے کیا؟ اور یہ بات اسی وقت سمجھ آئے گی جب کامل اطاعت پر یقین پیدا ہو گا۔ کوئی جتنا جتنا بھی اپنے آپ کو عالم مدبّر یا مقرر سمجھتا ہے، اگر اطاعت نہیں ہے تو نہ ہی جماعت احمدیہ میں اس کی کوئی جگہ ہے، نہ اس کا یہ علم اور عقل دنیا کو کوئی روحانی فائدہ پہنچا سکتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس فقرے کو ہمیں ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ انسان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اتّباع امام کو اپنا شعار بناوے۔ پس جب مکمل طور پر

خلیفہ وقت کی پیروی اور اطاعت اختیار کر لیں گے۔ خلیفہ وقت کی طرف سے ملنے والی ہدایات اور حکموں پر عمل کریں گے اور ان کی توجیہیں اور تاویلات نکالنی بند کر دیں گے تو علم بھی اور عقل بھی اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرتے ہوئے ثمر آور ہو گی اور پھل پھول لائے گی۔

خلیفہ وقت کے ہر لفظ کو قابل اطاعت سمجھ کر اس پر عمل کریں

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس تفسیر پر بنیاد رکھتے ہوئے جب ہم باقی آیات جو مَیں نے تلاوت کی تھیں ان کو بھی دیکھیں تو مزید معانی کھلتے ہیں کہ روحانی آسمان کی بلندیوں کو بھی انسان اُسی وقت چھو سکتا ہے جب اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُوْلِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ (النساء:60) کے مضمون کو سمجھیں اور جیسا کہ میں نے کہا عہدیداران اپنے آپ کو اولی الامر سمجھ کر اپنی اطاعت کروانے کے اس وقت تک حقدار نہیں کہلا سکتے جب تک خلافت کی کامل اطاعت اپنے اوپر لاگو نہیں کرتے اور تاویلیں کرنے سے پرہیز نہیں کرتے۔ بلکہ خلیفہ وقت کے ہر لفظ کو اپنے لئے قابل اطاعت سمجھ کر اس پر عمل کریں۔

رپورٹ کے لئے کوئی بات بھیجی جائے اس پر تحقیق کریں اور اطلاع دیں

بعض دفعہ بعض معاملات تحقیق کے لئے جب بھیجے جائیں تو پہلی یہ کوشش ہوتی ہے کہ یہ پتا کرو کہ شکایت کس نے کی ہے۔ بجائے اس کے کہ یہ دیکھا جائے کہ وہ بات سچ ہے یا غلط ہے۔ اگر تحقیق میں سچائی ہے تو اس کے لئے مداوا ہونا چاہیے اس کا حل ہونا چاہیے اور جو بھی کمی ہے اس کو پورا ہونا چاہیے اور غلط ہے تو پھر رپورٹ دے دی جائے کہ غلط ہے کسی نے یونہی بات کر دی۔ تحقیق بعد میں کی جاتی ہے، پہلے اس شخص کا پتا کھوج لگانے کی کوشش کی جاتی ہے کہ کون ہے وہ یا کون نہیں ہے۔ اس سے کسی عہدیدار کو غرض نہیں ہونی چاہیے کہ کس نے شکایت کی ہے کس نے اطلاع دی ہے۔ آپ کا کام یہ ہے کہ جو رپورٹ بھیجی جائے، رپورٹ کے لئے کوئی بات بھیجی جائے اس پر تحقیق کریں اور اطلاع دیں۔

جہاں خلیفہ وقت کے کسی حکم کی واضح طور پر سمجھ نہ آئے جیسا کہ پہلے بھی میں نے کہا

ہے وہاں یہ کہنے کی بجائے کہ اس کا یہ مطلب ہے اور وہ مطلب ہے مجھ سے لکھ کر پوچھیں کہ اس بات کی مزید وضاحت چاہیے ہمیں یہ واضح نہیں ہوئی۔ اس بات کا کیا مطلب ہے۔ اسی طرح ہر فرد جماعت کے لئے بھی ضروری ہے کہ وہ کامل اطاعت کرے۔ جب ہر ایک کامل اطاعت کرے گا تو روحانی بلندیوں کی طرف ہمارے قدم انشاء اللہ بڑھیں گے۔ یہی اس آیت کا مطلب ہے۔ پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جب روحانی بلندیوں پر جاؤ گے تو ایمان بھی اس طرح مضبوط ہوں گے جس طرح پہاڑ مضبوطی سے زمین میں گڑے ہوئے ہیں اور اس روحانی عروج اور مضبوطی ایمان کا نتیجہ یہ ہو گا کہ تم زمین پر اسلام کا پیغام لے کر پھیل جاؤ گے۔ تمہاری ترقی انشاء اللہ تعالیٰ مشرق میں بھی ہو گی اور مغرب میں بھی ہو گی۔ یورپ بھی تمہارا ہو گا اور ایشیا بھی۔ امریکہ بھی تمہارا ہو گا اور افریقہ بھی۔ آسٹریلیا میں بھی حقیقی اسلام کا جھنڈا لہرائے گا اور جزائر میں بھی۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 6 جون 2014ء بحوالہ الفضل انٹرنیشنل مؤرخہ 27 جون 2014ء صفحہ 6-9)

نجات اُنہی کو ہے جو دنیا کے جذبات سے بیزار اور بری اور صاف دل ہیں

”بعض دفعہ عہدے دار بھی خدا کا خوف نہیں کرتے اور غلط طرف داریاں کر کے اس ظلم میں شامل ہو جاتے ہیں۔ پس خدا کا خوف رکھتے ہوئے ہر ایک کو اپنے آپ کو روحانی بیماریوں سے بچانے کی ضرورت ہے۔ آپ نے فرمایا کہ نجات انہی کو ہے جو دنیا کے جذبات سے بیزار اور بری اور صاف دل ہیں۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 13 جون 2014ء بحوالہ الفضل انٹرنیشنل مؤرخہ 4 جولائی 2014ء صفحہ 6)

بعض عہدیدار بعض ہدایات کی تاویلیں اور توجیہیں نکالنے لگ جاتے ہیں

”جرمنی میں... 6جون کے خطبہ میں مَیں نے خلافت کی اطاعت اور خلافت سے وفا کے موضوع پر صرف جرمنی کے لئے ہی نہیں بلکہ تمام دنیا کے لئے خطبہ دیا تھا۔ گو بعض مثالیں جرمنی کے حالات کی وجہ سے وہاں کی دی تھیں۔ بہرحال مجھے خوشی ہے کہ دنیا بھر کے احمدیوں نے ردّعمل دکھایا اور فوری طور پر خلافت کی کامل اطاعت اور مکمل وفا کا اظہار کیا۔ اور خاص طور پر اس بات پر بھی بعض نے اظہار کیا کہ ہم میں سے بعض عہدیدار بعض ہدایات کی تاویلیں اور توجیہیں نکالنے لگ جاتے ہیں اور آئندہ سے انشاء اللہ ایسا نہیں ہوگا۔

پس یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قائم کردہ جماعت کی خوبصورتی ہے کہ جب توجہ دلاؤ تو فوری توجہ ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ سب احمدیوں کو اس اطاعت و وفا میں بڑھاتا رہے۔

عہدیداروں کو اپنے خولوں سے باہر آنے کی ضرورت ہے

عام کارکن اور افراد جماعت تو بے چین ہو ہو کر لکھتے ہیں اور اب بھی شاید لکھیں گے لیکن نیشنل عُہدیداروں کو اپنے خولوں سے باہر آنے کی ضرورت ہے۔ وہ باہر نکلیں اور اپنے آپ کو افسر نہ سمجھیں بلکہ خادم سمجھ کر جماعت کی خدمت کریں۔ اپنے اندر یہ سوچ پیدا کریں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو توفیق دے اور جو بھی کامیابیاں جماعت کو مل رہی ہیں انہیں اللہ تعالیٰ کے فضلوں سے موصوف و منسوب کریں۔ عاجزی اور انکساری اور اللہ تعالیٰ کی شکرگزاری میں بڑھنے کی کوشش کریں۔ اللہ کرے کہ سب عُہدیداروں میں یہ روح پیدا ہو جائے اور ہم اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو پہلے سے بڑھ کر جذب کرنے والے ہوں۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 20جون 2014ء الفضل انٹرنیشنل مؤرخہ 11جولائی 2014ء صفحہ 5-9)

دین کو دنیا پر مقدم رکھنا

”جماعت احمدیہ میں ایک فقرہ ہر مرد عورت چھوٹا بڑا جانتا ہے اور وہ ہے کہ میں ”دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا۔“(ملفوظات جلد2صفحہ70)

اس لئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی ہمیں اس طرف بہت توجہ دلائی ہے۔ خلفاء کی تقریروں میں عموماً اور ہمارے مقررین کی بھی اکثر تقریروں تحریروں میں، اس فقرے کا استعمال ہوتا ہے۔ شرائط بیعت کا بھی خلاصہ یہی ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھا جائے گا۔ اسی طرح تمام ذیلی تنظیموں کے جو عہد ہیں ان کا خلاصہ بھی یہی ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا۔ اسی طرح بیعت کے الفاظ میں بھی ہم ان الفاظ میں دہراتے ہیں۔ غرض کہ یہ فقرہ ایک احمدی کا عہد ہے جس پر اس کی بیعت کا انحصار ہے۔ خلافت سے اور نظام سے جڑے رہنے کا انحصار ہے۔ اگر یہ نہیں تو پھر بیعت کا دعویٰ غلط ہو جاتا ہے۔ نظام سے جڑے رہنے کا، خلافت سے وابستگی کا دعویٰ غلط ہو جاتا ہے۔ اور بیعت کا اعلان اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کی باتیں صرف منہ کی باتیں رہ جاتی ہیں۔ اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک جگہ فرمایا ہے کہ:

”اگر کوئی بیعت میں تو اقرار کرتا ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم کروں گا مگر عمل سے وہ اس کی سچائی اور وفاء عہد ظاہر نہیں کرتا تو خدا کو اس کی کیا پرواہ ہے۔“(ملفوظات جلد4صفحہ71حاشیہ)

اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے کے لئے اپنے دل کی کیفیت کو ڈھالے

پس ہم میں سے ہر ایک کو اس بات کو ہر وقت اپنے سامنے رکھنے کی ضرورت ہے۔ جیسا کہ اس فقرے سے واضح ہے کہ دین کے معاملے میں کوئی دنیاوی چیز روک نہیں بننی چاہیے... مومن کا اصل کام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے کے لئے اپنے دل کی کیفیت کو ڈھالے۔ مقصود اس کا اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنا ہو اور اس میں اس کی فلاح اور کامیابی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کیلئے اپنے دل کی کیفیت کو اس کے مطابق ڈھالتا ہے تو اسی میں اس کی فلاح اور کامیابی ہے اور یہی دین کو دنیا پر مقدم کرنا ہے۔ ہمارے ذمّہ جیسا کہ مَیں

نے کہا بہت بڑے کام لگائے گئے ہیں اور جان مال وقت اور عزت قربان کرنے کے لئے ہم عہد بھی کرتے ہیں۔ اس کے لئے ہمیں ہمیشہ سنجیدگی سے غور کرنے کی کوشش کرتے رہنا چاہیے کہ کس طریق سے ہم اپنے عہد کو پورا کرتے ہوئے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے لئے اپنی صلاحیتیں اور استعدادیں بروئے کار لائیں۔

... انصاراللہ کا اجتماع بھی آج سے ہو رہا ہے شوریٰ بھی ہو رہی ہے۔ ان کو بھی اپنی شوریٰ میں غور کرنا چاہیے اور ان دنوں میں اپنے جائزے بھی لینے چاہئیں کہ کس حد تک ہم اپنے معیار دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے لئے بڑھا سکتے ہیں۔ اور بڑھانے چاہئیں۔ بلکہ حاصل کرنے چاہئیں انصار اللہ کی عمر تو ایسی ہے جس میں ان کو نمونہ بننا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ کو ہماری کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ تو اس کا احسان ہے، اس کی عطا ہے کہ ہمیں یہ کہہ کر کہ تم دین کو دنیا پر مقدم رکھو تو میری رضا حاصل کرو گے ہمیں نوازا ہے ورنہ مال کی میں نے مثالیں دی ہیں اس کی خدا تعالیٰ کو ضرورت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارا یا کسی کا بھی محتاج نہیں ہے۔ یہ تمام وسائل، ذخائر، سونا چاندی، زمینیں اس نے پیدا کی ہیں۔ اگر وہ چاہتا تو دین کا کام کرنے والوں کو یہ سب کچھ بانٹ دیتا، خود مہیا کر سکتا تھا لیکن ہمیں وہ ہمارے مقاصد سے آگاہ فرما کر پھر اس کے حصول کے لئے قربانی کی طرف توجہ دلاتا ہے تا کہ ہم اس کی رضا حاصل کرنے والے بن سکیں۔ صرف مال ہی نہیں اس نے ہمیں اولاد بھی دی ہے۔ اللہ تعالیٰ اولاد کی تربیت کے اور طریقے بھی ایجاد فرما سکتا تھا لیکن اس نے ماں باپ کو کہا کہ ان بچوں کی تربیت کرو۔ ان پر اپنی حیثیت کے مطابق اعلیٰ مقصد کے حصول کے لئے خرچ کرو تا کہ یہ دین کے کام آسکیں۔ پس ایک احمدی ماں باپ کی یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ اپنے بچوں کی اس طرح تربیت کریں کہ وہ دین کے کام آسکیں اور تبھی دین کو دنیا پر مقدم کرنے کی بات پوری ہوتی ہے، عہد پورا ہوتا ہے۔ ان بچوں کی ایسی تربیت کرو کہ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا ادراک انہیں بچپن سے حاصل ہو جائے۔ پس اللہ تعالیٰ یہ چیزیں ہمارے سپرد کر کے ہماری آزمائش بھی کرتا ہے اور ہمیں نوازتا بھی ہے۔

یہاں مَیں ہر سطح کے عہدیداروں کو بھی یہ کہنا چاہتا ہوں کہ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے عہد کو نبھانے کی ذمہ داری دوسروں سے بڑھ کر ان کو اپنی سمجھنی چاہیے۔ ایک مقصد کے حصول کے لئے ان کی ذمہ داری لگائی گئی ہے جس کے لئے انہیں اپنی قربانی کے معیار کو اونچا کرنے کی ضرورت ہے۔ اسی طرح ہر سطح کا عہدیدار چھوٹی سے چھوٹی سطح سے لے کر، محلے سے لے کر مرکزی سطح تک اپنی حیثیت کا صحیح اندازہ کرکے اپنے عہد کو پورا کرنے کی کوشش کر سکتا ہے اور کرنی چاہیے۔ یاد رکھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی نظر دلوں پر ہے اور اللہ تعالیٰ تڑپ کے ساتھ کام کرنے والوں کے اخلاص کو برکت بخشتا ہے اور انہیں قرب میں جگہ دیتا ہے اور ایک عہدیدار کو اس مقام کو حاصل کرنے کے لئے اپنی بھرپور کوشش کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہر سطح کے عہدیدار کو بھی اور ہر احمدی کو بھی، مجھے بھی، آپ کو بھی سب کو توفیق عطا فرمائے کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے عہد کا صحیح اِدراک بھی حاصل کریں اور اس پر عمل کرنے والے بھی ہوں۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 17 اکتوبر 2014ء بحوالہ الفضل انٹرنیشنل مؤرخہ 7 نومبر 2014ء صفحہ 5-8)

2015م

مسجد جاکر نماز باجماعت ادا کریں

"مردوں کے لئے پانچ وقت کی نماز شرائط کے ساتھ ادا کرنے کا مطلب ہے کہ مسجد جا کر باجماعت نماز ادا کریں سوائے بیماری یا کسی بھی خاص جائز عذر کے۔ اگر اس پر عمل شروع ہو جائے تو ہماری مسجدیں نمازیوں سے بھر جائیں۔ صرف عہدیداران ہی اس پر عمل کرنا شروع کر دیں تو بہت فرق پڑ سکتا ہے۔ اس بارے میں مَیں وقتاً فوقتاً کہتا رہتا ہوں لیکن ابھی بھی بہت کمی ہے اور کوشش کی ضرورت ہے۔ جماعتی نظام اور ذیلی تنظیموں کو اس بارے میں بہت توجہ دینے کی ضرورت ہے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 2 جنوری 2015ء بحوالہ الفضل انٹرنیشنل مؤرخہ 23 جنوری 2015ء صفحہ 7)

رابطوں کی مہم جاری رکھیں

”مجھے اللہ تعالیٰ کے فضل سے اخراجات کی فکر نہیں کہ وہ کس طرح پورے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ وہ انشاء اللہ پورے کرے گا۔ یہ اس کا وعدہ ہے۔ ہمیں اپنے اندر قربانیوں کی روح پیدا کرنے والے زیادہ سے زیادہ چاہئیں اور اس کو بڑھانے کی ضرورت ہے۔

اس کے لئے عہدیداران دعا بھی کریں اور کوشش بھی کریں اور دوسرے عام احمدی بھی رابطوں کی مہم جاری رکھیں۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 9 جنوری 2015ء بحوالہ الفضل انٹرنیشنل مؤرخہ 30 جنوری 2015ء صفحہ 9)

جماعت کی علمی اور دینی ترقیات کے معیاروں کو اونچا کرنے کی کوشش کریں

”واقفین زندگی اور خاص طور پر مربّیان کی بہت بڑی ذمہ داری ہے اور افراد جماعت کی استعدادوں کے معیار بلند کرنے میں بہت اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔ اسی طرح عہدیدار ہیں۔ افراد جماعت انہیں اس لئے عہدیدار بناتے ہیں کہ وہ سمجھتے ہیں کہ جن افراد کو ہم کوئی عہدہ دینا چاہتے ہیں ان کی استعدادیں، ان کا علم، ان کی عقل ہم سے بہتر ہے۔ مَیں سمجھتا ہوں کہ منتخب کرنے والوں کی یہ سوچ ہونی چاہیے اور یہ سوچ رکھنا فرض کی ادائیگی کا کم از کم معیار ہے کیونکہ اس کے بغیر وہ اپنی امانت کا حق ادا نہیں کرتے۔ اگر یہ کم از کم معیار عہدیدار منتخب کرتے وقت سامنے ہو تو کبھی کوئی ایسا عہدیدار منتخب نہ ہو جو صرف عہدے کے لئے منتخب کیا گیا ہو۔

بہرحال عہدیداروں کا بھی یہ فرض ہے کہ جماعت کی علمی اور دینی ترقی کے معیاروں کو اونچا کرنے کی کوشش کریں، ان کی استعدادوں کو بڑھانے کی کوشش کریں تا کہ اپنے اپنے لحاظ سے ہر ایک شخص کی استعدادوں میں اضافہ ہوتا رہے۔ تربیت کا معاملہ ہے تو سیکرٹری تربیت اور صدر جماعت کے ساتھ باقی عاملہ کا بھی فرض ہے کہ وہ اپنے نمونے کے ساتھ دوسروں کی تربیت کی طرف بھی توجہ دیں۔ مثلاً خطبات سننا ہے، درس سننا ہے، جماعتی پروگراموں میں شامل ہونا ہے تا کہ دینی اور علمی اور روحانی ترقی ہو۔ ان فنکشنز پر لانا اور پھر ان خطبات وغیرہ اور جلسوں وغیرہ سے فائدہ اٹھا کر مستقل افراد جماعت کو یاددہانی کرواتے رہنا، یہ عہدیداروں کا کام ہے۔ جہاں یہ مربیان کا فرض ہے وہاں عہدیداروں کا بھی کام ہے۔ عاملہ کے تمام ممبران کا فرض ہے۔

یاددہانی ضروری ہے

یاددہانی ضروری ہے۔ بعض مربّیان جو ہیں بڑے اعلیٰ رنگ میں اس کام کو سرانجام دیتے ہیں۔ میرے خطبے کے نوٹس بھی لیتے ہیں۔ پھر اپنے درسوں میں، اپنی مجلسوں میں سارا ہفتہ کسی نہ کسی بات کو لے کر تلقین کرتے ہیں جس کا افراد جماعت پر بھی نیک اثر پڑتا ہے۔ کئی لوگ مجھے اس کا اظہار بھی کر دیتے ہیں کہ درس سن کے ہمارے دینی علم میں اضافہ ہوا۔ فلاں عمل کو ہمیں صحیح

طور پر کرنے کا طریق پتا چلا۔ ہماری سستیاں دُور ہوئیں۔ لیکن اگر اس بات کو لے کر عہدیدار بھی اور جو بھی دوسرے ذمہ دار ہیں بیٹھے رہیں کہ ہم نے اپنے درس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اقتباس سنا دیا۔ یا لوگ خلیفۂ وقت کا خطبہ سن لیتے ہیں اس لئے بار بار ذاتی طور پر بھی اور مختلف مجالس میں بھی ان باتوں کو دہرانے کی ضرورت نہیں ہے، یاددہانی کرانے کی ضرورت نہیں ہے تو وہ غلط ہیں۔ چاہے اس نیت سے بھی نصیحت سے رکیں کہ اگر خلیفہ وقت کی نصیحت کا اثر نہیں ہوا تو ہماری نصیحت کا کیا اثر ہو گا تب بھی غلط ہے۔ یاددہانی بہرحال ضروری ہے۔

پہلی بات تو یہ کہ بعض باتیں بعض لوگوں کو سمجھ ہی نہیں آتیں۔ میں خود بھی کوشش کرتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اقتباسات کے الفاظ کو اپنے الفاظ میں بھی آسان رنگ میں پیش کرنے کی کوشش کروں۔ لیکن پھر بھی میں نے جائزہ لیا ہے بعض لوگ کہتے ہیں ہمیں سمجھ نہیں آئی۔ یا جو وہ سمجھے وہ صحیح نہیں تھا۔ اس لئے اگر وقتاً فوقتاً آسان انداز میں ہلکے پھلکے طور پر مجالس میں سمجھایا جاتا رہے تو کم استعداد والوں کو بھی سمجھ آجاتی ہے۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 30 جنوری 2015ء بحوالہ الفضل انٹرنیشنل مؤرخہ 20 فروری 2015ء صفحہ 7)

ہر طبقے کو سلام کو رواج دینا چاہیے

''ایک دفعہ کسی نے حضرت مصلح موعودؓ کو شکایت کی کہ ماتحت ہمیں سلام نہیں کرتے یا چھوٹے جو ہیں وہ بڑوں کو سلام نہیں کرتے۔ اس پر آپ نے یہ نصیحت فرمائی کہ ''سلام کرنے کا حکم دونوں کے لئے یکساں ہے۔'' ایک جیسا ہے۔ حضرت مصلح موعود کہتے ہیں کہ ''میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ایک شعر سنا ہوا ہے کہ۔

وہ نہ آئے تو تُو ہی چل اے میر　　　　تیری کیا اس میں شان گھٹتی ہے''

فرماتے ہیں کہ ''اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ایک بھائی نہیں مانتا تو کیوں نہ ہم خود اس پر عمل کر لیں۔ پس اگر شکایت درست ہے تو یہ فعل عقل کے خلاف اور اَخلاق سے گرا ہوا ہے۔ یہ کہیں حکم نہیں کہ سلام صرف چھوٹا کرے، بڑا نہ کرے۔ اگر ماتحت نے نہیں کیا تو افسر خود پہلے کر دے۔'' فرماتے ہیں کہ ''میرا اپنا یہ طریق ہے کہ جب خیال ہوتا ہے تو میں خود پہلے سلام کہہ دیتا ہوں۔ بعض دفعہ خیال نہیں ہوتا تو دوسرا کہہ دیتا ہے''۔ فرماتے ہیں ''ایسی باتوں میں ناظروں کو اعتراض کرنے کی بجائے خود نمونہ بننا چاہیے۔''(خطباتِ محمود جلد 22 صفحہ 173)

پس ہمارے ہر عہدیدار کو چاہیے وہ جس بھی سطح کے عہدیدار ہیں، چاہیے کہ اپنے نمونے قائم کریں۔ سلام کرنے میں پہل کریں۔ ضروری نہیں ہے کہ انتظار کریں کہ چھوٹا یا ماتحت مجھے سلام کرے۔ بعض بڑے یا عہدیدار ایسے بھی ہیں جو سلام کا جواب بھی مشکل سے دیتے ہیں۔ ایسی بھی شکایتیں میرے پاس آتی ہیں۔ تو افسروں کو اگر شکوہ ہے تو لوگوں کو بھی شکوہ ہوتا ہے کہ سلام کا جواب نہیں دیتے یا اتنی ہلکی (آواز سے) منہ میں دیتے ہیں کہ ان کو سمجھ نہیں آتی یا ایسی بے اعتنائی سے دے رہے ہوتے ہیں کہ لگتا ہے کیا مصیبت پڑ گئی۔ بہر حال جماعت کے اندر ہر طبقے کو سلام کو رواج دینا چاہیے۔ یہ حدیث بھی ہے۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 6 فروری 2015ء بحوالہ الفضل انٹرنیشنل مؤرخہ 27 فروری 2015ء صفحہ 5-6)

ہم نے دنیا کے علاج کا بیڑا اُٹھایا ہے

”جماعت احمدیہ کے نظام کے تمام حصے اس بات پر غور کرنے کے لئے سر جوڑیں۔ منصوبہ بندی کریں۔ اور اگر کوئی بھی برائی ہے تو اس سے پہلے کہ خدانہ کرے ہم میں بحیثیت قوم مغربی ملکوں کی بیماریاں داخل ہو جائیں، اس کا ابھی سے خاتمہ کرنے کی کوشش کریں۔

ہم نے دنیا کے علاج کا بیڑا اٹھایا ہے۔ ہم نے یہ وعدہ کیا ہے، یہ اعلان کیا ہے کہ ہم دنیا کا علاج کریں گے۔ اگر علاج کرنے والے ہی مریض بن گئے تو دنیا سے فردی اور قومی برائیاں اور بدیاں کون دور کرے گا؟“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 13 فروری 2015ء بحوالہ الفضل انٹر نیشنل مؤرخہ 6 مارچ 2015ء صفحہ 7)

خلافت سے جڑنے والے فیوض سے خالی نہیں رہتے

”جرمنی بھی ان فیوض سے خالی نہیں ہے جو خلافت احمدیہ سے جڑنے والے لوگوں کو اللہ تعالیٰ پہنچا رہا ہے۔ ابھی چند دن پہلے جماعت جرمنی کی دو ذیلی تنظیموں انصار اللہ اور لجنہ اماء اللہ نے مل کر پانچ منزلہ عمارت خریدی جو ایک اعشاریہ سات ملین یا سترہ لاکھ یورو کی خریدی گئی۔ وہ خزانہ جس میں خلافت کے مخالفین نے ایک روپے سے بھی کم رقم چھوڑی تھی اور ہنستے تھے کہ دیکھیں اب کس طرح نظام چلے گا۔ اس خلافت سے وابستہ ایک ملک کی دو ذیلی تنظیموں نے آج ایک پانچ منزلہ وسیع عمارت تقریباً انیس کروڑ روپے سے بھی زیادہ مالیت خرچ کر کے خریدی ہے۔ اب یہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور خلافت احمدیہ کی تائید نہیں تو اور کیا ہے۔ جو خلافت سے علیحدہ ہوئے ان کا مرکزی نظام بھی درہم برہم ہو گیا۔ ان کے نیک فطرت اس وقت بھی جب ان کو احساس ہوا اور آج بھی جب ان کو یا ان کی نسلوں کو احساس ہوتا ہے تو ان میں سے بھی جماعت احمدیہ مبائعین میں شامل ہو رہے ہیں اور خلافت کے جھنڈے تلے آرہے ہیں۔

برکت صرف اور صرف خلافت سے وابستگی میں ہے

...جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام کو بدنام کرنے والے ہیں تو انہوں نے پھر آپ کی جاری خلافت کے فیض سے کیا حصہ لینا ہے۔ پس ایسے لوگوں کو اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے۔

اسی طرح کام کرنے والوں اور عہدیداروں سے بھی میں یہی کہتا ہوں کہ یہ برکت جو آپ کے کام میں ہے یا جو آپ کو اللہ تعالیٰ کام کی توفیق دے رہا ہے یہ صرف اور صرف خلافت سے وابستگی میں ہے۔ اس سے علیحدہ ہو کر کوئی ایک کوڑی کا بھی کام نہیں کر سکتا۔

اگر کوئی بعض کاموں کے اچھے نتائج کو دنیاوی علم اور عقل اور محنت کی وجہ سمجھتا ہے تو یہ محض اس کی خوش فہمی ہے۔ دین کے نام پر کئے جانے والے کام میں خلافت سے علیحدہ ہو کر ایک ذرہ کی بھی برکت نہیں پڑے گی۔ جیسا کہ میں نے بتایا ہے کہ علیحدہ ہونے والوں نے نتیجہ

دیکھ لیا۔ روز بروز ان کی تعداد کم ہو رہی ہے۔ ان کی مرکزیت ختم ہو رہی ہے۔ ان کا نظام بے سہارا ہو رہا ہے۔ پس یہ خلافت کے ساتھ محبت اور اطاعت ہے جو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کر رہی ہے اور بہتر نتائج نکل رہے ہیں کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا قائم کردہ نظام ہے اس لئے دین کی ترقی کے لئے ہر کوشش کو اس نے خلافت سے وابستہ کر دیا۔

خلیفۂ وقت کی باتوں کو سنو اور اُن پر عمل کرنے کی کوشش کرو

... اگر کسی عہدیدار کے دل میں کبھی مَیں آئے یا خود پسندی پیدا ہو تو اسے استغفار کی طرف توجہ کرنی چاہیے۔ پس جماعت احمدیہ کی ترقی میں نہ علماء کی علمیت کام دے رہی ہے، نہ عقلمند کی عقل کام دے رہی ہے، نہ دنیاوی علم رکھنے والے کا علم و ہنر کام دے رہا ہے۔ اگر کسی دینی علم رکھنے والے، اگر کسی عقلمند کی عقل، اگر کسی دنیاوی علم والے کی علمیت، اگر ماہرین کے ہنر جماعت کے کاموں میں غیر معمولی نتائج پیدا کر رہے ہیں تو یہ محض اور محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور خلافت کے ساتھ وابستہ رہنے کی وجہ سے ہے کیونکہ اس وابستگی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا ان نتائج کا وعدہ ہے اور اس لئے وہ عطا فرما رہا ہے۔ دنیاداروں میں یا دنیاداری میں بیشک علم عقل اور ہنر کام دے سکتا ہے لیکن جماعت میں رہنے والے کو بہر حال بہترین نتائج کے لئے جماعتی کاموں میں خاص طور پر اپنے آپ کو خلافت کا تابع فرمان کرنا ہوگا۔

اسی طرح علماء کی بھی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ لوگ جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مانا ہے یعنی نئے ماننے والے اور نئے نوجوان اور بچے جنہیں خلافت کے ساتھ حقیقی تعلق کا اِدراک نہیں ہے تو وہ انہیں اس سے آگاہ کریں، اس بارے میں بتائیں۔ اسی طرح عہدیدار بھی ذمہ دار ہیں۔ بعض عہدیدار ایسے ہیں جو منتخب ہو کر عہدیدار تو بن جاتے ہیں لیکن دین کا انہیں کچھ پتا نہیں ہوتا۔ وہ اپنے عہدے کو بھی دنیاوی عہدے کی طرح سمجھتے ہیں۔ میرے سامنے جب بعض لوگ کہتے ہیں کہ میرے پاس فلاں عہدہ ہے تو میں انہیں ہمیشہ کہا کرتا ہوں کہ عہدہ نہ کہو خدمت کہو اور اگر خدمت دین کا اللہ تعالیٰ نے موقع دے دیا ہے تو اپنے دینی علم کو بھی بڑھائیں اور اپنے اخلاص اور وفا کو بھی بڑھائیں، اپنے تقویٰ کو بھی بڑھائیں اور خلافت کے ساتھ اپنے تعلق

کو بھی بڑھائیں۔ ایسے عہدیدار بھی ہیں یا ہوتے ہیں جو اپنی اہمیت کی طرف توتوجہ دلانے کی بھرپور کوشش کرتے ہیں کہ ہم عہدیدار ہیں لیکن خلافت کے بارے میں سمجھتے ہیں کہ سال میں ایک یوم خلافت مناکر ہم نے فرض ادا کر دیا۔ میں نے پہلے بھی ایک دفعہ بتایا تھا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے کہ جتنا زور جماعت کو خلافت سے تعلق کے بارے میں دیا جانا چاہیے اتنا نہیں دیا جاتا۔ اب میرے کہنے پر بعد میں جلسوں میں تقاریر تو شروع ہو گئی ہیں لیکن اس بات کو راسخ کرنے کی بہت ضرورت ہے کہ خلیفۂ وقت کی باتوں کو سنو اور ان پر عمل کرنے کی کوشش کرو۔ اپنا خلافت سے تعلق بڑھاؤ۔ جو لوگ اس بات کو سمجھتے ہیں وہ اپنی حالتوں میں بھی غیر معمولی تبدیلی محسوس کرتے ہیں۔

اپنے عمل کو بھی خلیفۂ وقت کے تابع کریں

... مختلف واقعات کے ذریعہ علماء اور عہدیدار خلافت کی اہمیت کو جماعت میں وقتاً فوقتاً بیان کرتے رہیں تو ایمانوں میں مضبوطی اور مزید جِلاء پیدا ہوتی ہے۔ عہدیدار خلافت کے نمائندے کے نام پر اپنی اہمیت تو واضح کرنا چاہتے ہیں۔ جہاں کہیں عہدیدار کھڑا ہو گا وہ کہے گا مَیں خلافت کا نمائندہ ہوں اور ان عہدیداروں میں مرد بھی شامل ہیں اور لجنہ کی صدرات بھی شامل ہیں اَور عہدیدار بھی شامل ہیں لیکن خلافت سے تعلق کو اس طرح انہوں نے ذہنوں میں نہیں ڈالا جس طرح ڈالنا چاہیے۔ اگر یہ عہدیدار خلافت کی اہمیت اور تعلق کو مضبوط کرنے کی کوشش کریں گے تو ان عہدیداروں کی اہمیت خود بخود بڑھ جائے گی۔

پس یہ علماء کی ذمہ داری ہے۔ اس میں سب لوگ شامل ہیں چاہے وہ مربیان ہیں، عہدیداران ہیں یا دین کا علم رکھنے والے ہیں کہ خلیفۂ وقت کا دست و بازو بنیں۔ اپنے عمل کو بھی خلیفۂ وقت کے تابع کریں اور دوسروں کو بھی نصیحت کریں۔ یہ تصور غلط ہے کہ ایک دفعہ کہہ دیا تو بات ختم ہو گئی۔ یہ نصیحت اور تعلق کے اظہار کا بار بار ذکر ہونا چاہیے۔

... اللہ تعالیٰ افراد جماعت کو بھی اور علماء اور عہدیداران کو بھی یہ توفیق دے کہ خلافت کی باتوں کو نہ صرف سننے والے ہوں بلکہ عمل کرنے والے بھی ہوں۔ یہ لوگ یوم خلافت پر

صرف وفا کا اظہار کر دینا یا وفا کا اظہار کر کے یوم خلافت کی مبارکباد دے کر اپنے آپ کو فرض ادا کرنے والے نہ سمجھیں۔ اللہ کرے کہ اللہ تعالیٰ کی منشاء کے مطابق ہم خلافت کے انعام کو سنبھالنے والے ہوں۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 29 مئی 2015ء بحوالہ الفضل انٹر نیشنل مؤرخہ 19 جون 2015ء صفحہ 7-8)

اللہ تعالیٰ کے احکام تلاش کر کر کے ان پر عمل کرنا چاہیے

”اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں ہمیں جو احکامات دیئے ہیں ان کو یاد رکھنا، ان کو دہراتے رہنا، انہیں دوسرے جن لوگوں کی یاد دلانے کی ذمہ داری ہے کو بھی یاد دلانا، مومنین کی جماعت کا کام ہے۔ یہ جو میں نے کہا کہ ان احکامات کو دوسروں کو یاد دلانا، یاد دلاتے رہنا جن کی یاد دلانے کی ذمہ داری ہے اس میں ہم میں سے وہ سب شامل ہیں جو یا مربّیان ہیں یا عہدیداران۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعتی نظام میں ایک مرکزی نظام کے علاوہ ذیلی تنظیموں کا بھی نظام ہے اور پھر جماعتی مرکزی نظام میں بھی اور ذیلی تنظیموں کے نظام میں بھی ملکی سطح سے لے کر مقامی محلے کی سطح تک عہدیدار مقرر ہیں اور ہر عہدیدار سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ خلافت کا دست و بازو بن کر ان فرائض کو ادا کرنے کی کوشش کرے جو وسیع تر پھیلاؤ کے ساتھ خلافت کی ذمہ داری ہے۔ پس اگر اس بات کو تمام مربیان اور عہدیدار سمجھ لیں تو ایک انقلابی تبدیلی جماعت میں پیدا ہو سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے احکامات کو دوسروں کو یاد دلانا یا یہ احساس پیدا ہونا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے طوعی طور پر یا مکمل طور پر وقف زندگی کر کے جو جماعتی خدمت کی توفیق دی ہے تو میں سب سے پہلے اپنے جائزے لوں کہ کس حد تک مَیں خود اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل کر کے وہ نمونہ بننے کی کوشش کر رہا ہوں جو ایک خدمت کرنے والے کی ذمہ داری ہے تا کہ میں دوسروں کو ان احکامات کی یاد دلا سکوں۔ اگر میں صرف دوسروں کو یاد دلا رہا ہوں اور میرا اپنا عمل اس کے خلاف ہے یا اس سے دُور ہے تو پھر بڑے خوف کا مقام ہے اور استغفار کی ضرورت ہے۔ ویسے بھی استغفار کرنا چاہیے لیکن اس حوالے سے بہت زیادہ استغفار کی ضرورت پڑ جاتی ہے۔

یہاں ہم میں سے ہر ایک پر یہ بھی واضح ہونا چاہیے کہ کسی بھی عہدیدار کو یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ نصیحت کرنا میرا کام نہیں۔ یہ تو صرف امیر جماعت یا صدر جماعت یا سیکرٹری یا مربی یا ایک دو دوسرے سیکرٹریان کا کام ہے یا اسی طرح صدر انصار اللہ یا ان کے تربیتی شعبہ کا کام ہے یا صدر خدام الاحمدیہ یا ان کے تربیتی شعبہ کا کام ہے یا لجنہ کی صدر اور ان کے تربیتی شعبہ کا کام ہے۔ نہیں، بلکہ ہر سیکرٹری چاہے وہ سیکرٹری ضیافت ہے یا ذیلی تنظیموں میں خدمت خلق یا کھیلوں کا نگران ہے، کوئی بھی

ہے اگر وہ کسی بھی صورت میں خدمت انجام دے رہا ہے تو اس کا کام ہے کہ اپنے نمونے قائم کرے۔ اور اگر یہ ہو جائے تو پہلے بھی میں کئی دفعہ کہہ چکا ہوں کہ پچاس فیصد سے زیادہ جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اللہ تعالیٰ کے حکموں پر چلنے والی بن سکتی ہے۔ چاہے وہ مسجدوں میں نمازوں کی حاضری ہو یا دوسری قربانیوں اور حقوق العباد کا معاملہ ہو۔ پس ہر سطح پر جماعت کی خدمت کرنے والا پہلے تو اپنے اندر دیکھے کہ ان احکامات کی کس حد تک میں پابندی کر رہا ہوں۔ ان کی جگالی کر کے اپنی حالت بہتر بنائے اور پھر دوسرے کو بتائے۔ اس طرح ہر احمدی کا بھی فرض ہے جو یہ دعویٰ کرتا ہے کہ میں نے اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکامات کو دیکھے اور دہرائے اور بار بار سامنے لائے۔ اگر ہم اس طرح کرنا شروع کر دیں تو ایک عظیم انقلاب ہے جو ہم لا سکتے ہیں اور نہ صرف اپنی اصلاح کرنے والے ہو سکتے، بلکہ دنیا کو حقیقی اخلاق کے معیاروں کا پتا دے سکتے ہیں۔ پس اس طرف ہمیں خاص طور پر توجہ دینی چاہیے اور اللہ تعالیٰ کے احکامات تلاش کر کر کے ان پر عمل کرنا چاہیے۔

اپنی عبادتوں کے جائزے لینے کی ضرورت ہے

مجھے جب بعض کارکنان اور عہدیداروں کے بارے میں یہ شکایت ملتی ہے کہ وہ نمازوں میں سست ہیں۔ مسجد میں نہیں آتے یا بعض ایسے ہیں کہ گھروں میں بھی نہیں پڑھتے اور ان کی بیویاں شکایت کر رہی ہوتی ہیں تو اس بات پر بڑی شرمندگی ہوتی ہے۔ پس ہمیں اپنی عبادتوں کے جائزے لینے کی ضرورت ہے۔

اس کے بغیر تقویٰ حاصل نہیں ہو سکتا۔ اور جب تقویٰ نہ ہو تو پھر انسان نہ خدا تعالیٰ کے حق ادا کر سکتا ہے، نہ ہی اس کی مخلوق کے حق ادا کر سکتا ہے، نہ ہی جماعت کے لئے کوئی کارآمد وجود بن سکتا ہے، نہ ہی اس کے کام میں برکت پڑ سکتی ہے۔ پس ہمیں ہر وقت ہوشیار رہ کر اپنی عبادتوں کی نگرانی اور حفاظت کی ضرورت ہے تا کہ ہم اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو سمیٹتے چلے جائیں اور روحانی ترقیات بھی حاصل کرنے والے ہوں۔

تین باتوں کے بارے میں مسلمان کا دل خیانت نہیں کر سکتا

پھر اللہ تعالیٰ کا ہمیں ایک حکم ہے فرمایا کہ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْۤا اَمٰنٰتِكُمْ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (الانفال:28) اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ اور اس کے رسول سے خیانت نہ کرو ورنہ تم اس کے نتیجہ میں خود اپنی امانتوں سے خیانت کرنے لگوگے جبکہ تم اس خیانت کو جانتے ہوگے۔

... امانتوں کا حق ادا کرنے اور خیانت سے بچنے کا مضمون بڑا وسیع مضمون ہے اور ایک مومن سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ اس کی اہمیت اور وسعت کو سمجھے اور اس کو سمجھنے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بڑی وضاحت سے روشنی ڈالتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین باتوں کے بارے میں مسلمان کا دل خیانت نہیں کر سکتا۔ نمبر ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کی خاطر کام میں خلوص نیت۔ دوسرا یہ کہ ہر مسلمان کے لئے خیر خواہی۔ تیسرے یہ کہ جماعت کے ساتھ مل کر رہنا۔(سنن الدارمی المقدمہ باب الاقتداء بالعلماء حدیث نمبر 236 مطبوعہ بیروت لبنان 2000ء)

پس اس میں اللہ تعالیٰ کا حق بھی ہے۔ بندوں کے حق بھی ہیں اور جماعت سے وفا کا حق بھی ہے۔ یہ تینوں چیزیں شامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرنے میں عبادت کے علاوہ وہ تمام ذمہ داریاں بھی ہیں جو خدا تعالیٰ کے دین کی خدمت کرنے والوں پر ڈالی جاتی ہیں۔

عہدیداروں کے سپرد ان کی جو امانتیں کی گئی ہیں اپنی ان امانتوں کا حق ادا کرنے کا جائزہ اگر ہر انسان خود لے، ہر خدمت کرنے والا خود لے اور خدا تعالیٰ کا تقویٰ سامنے رکھتے ہوئے یہ جائزہ لے تو پھر خود ہی اندازہ ہو جائے گا کہ کس حد تک اس امانت کا وہ حق ادا کر رہا ہے جو اس کے سپرد کی گئی ہے۔

... اللہ تعالیٰ جہاں ہمیں اس رمضان میں اپنی عبادتوں کے معیار بڑھانے اور انہیں مستقل رکھنے کی توفیق عطا فرمائے وہاں ہمیں دوسرے اخلاق اور حقوق کی ادائیگی کے معیار بھی قائم کرنے اور انہیں مستقل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور جیسا کہ میں نے کہا ہمارے کسی بھی

رنگ میں جو جماعت کا کام کرنے والے ہیں ان کو گھروں میں بھی اور باہر بھی سب سے پہلے اپنے نمونے پیش کرنے چاہئیں۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 3 جولائی 2015ء بحوالہ الفضل انٹر نیشنل مؤرخہ 24 جولائی 2015ء صفحہ 5-9)

صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قابلِ تقلید قربانیوں کا تذکرہ

"ایک موقع پر حضرت مولوی عبد الکریم صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بے مثال قربانی کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے ایک اعلیٰ درجے کی ملازمت عطا فرمائی تھی۔ وہ چھوٹی (ختم ہوئی) تو آپ نے اپنے وطن میں پریکٹس شروع کی۔ وہاں آپ کی بہت شہرت تھی۔ آپ کا وطن بھیرہ سرگودھا کے ضلع میں ہے جہاں بڑے بڑے زمیندار ہیں اور ان میں سے اکثر آپ کے بڑے معتقد تھے۔ پس وہاں کام چلنے کا خوب امکان تھا۔ لیکن آپ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملنے قادیان آئے۔ چند روز بعد جب واپسی کا ارادہ کیا تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ دنیا کا آپ بہت کچھ دیکھ چکے اب یہیں آ بیٹھئے۔ آپ نے اس ارشاد پر ایسا عمل کیا کہ خود سامان لینے بھی واپس نہ گئے بلکہ دوسرے آدمی کو بھیج کر سامان منگوایا۔ اس زمانے میں یہاں پریکٹس چلنے کی کوئی امید ہی نہ تھی بلکہ یہاں تو ایک پیسہ دینے کی حیثیت والا بھی کوئی نہ تھا مگر آپ نے کسی بات کی پرواہ نہیں کی۔ پھر بھی آپ کی شہرت ایسی تھی کہ باہر سے مریض آپ کے پاس پہنچ جاتے تھے اور اس طرح کوئی نہ کوئی صورت آمد کی پیدا ہو جاتی تھی مگر حضرت مولوی عبد الکریم صاحبؓ کی قربانی ایسے رنگ کی تھی کہ کوئی آمد کا احتمال بھی نہ تھا۔ نہ کہیں سے کسی فیس کی امید تھی، نہ کوئی تنخواہ تھی اور نہ وظیفہ۔ کسی طرف سے کسی آمد کا کوئی ذریعہ نہ تھا مگر وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سیکرٹری کے طور پر کام کرتے تھے۔ (حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ) اِس وقت جتنے کام تمام محکمے (جماعتی ادارے) کر رہے ہیں یہ سب وہ اکیلے (کیا) کرتے تھے حالانکہ گزارے کی کوئی صورت نہ تھی اور یہ بھی وادیٔ غیر ذی زرع میں جان قربان کرنے والی بات ہے۔" (ماخوذ از خطباتِ محمود جلد 2 صفحہ 260-261)

(خطبہ جمعہ فرمودہ 24 جولائی 2015ء بحوالہ الفضل انٹرنیشنل مؤرخہ 14 اگست 2015ء صفحہ 7)

روحانی مائدہ کھلانا بھی ڈیوٹی دینے والوں کی ذمہ داری ہے

”ہمارے جلسوں پر علاوہ احمدیوں کے اب غیر از جماعت مہمان بھی کافی تعداد میں آتے ہیں۔ مختلف جگہوں پر وہ ٹھہرتے ہیں اور ہر جگہ مہمان نوازی کی ٹیم ہے۔ ان ٹیم ممبران کو یا کارکنان کو جو بھی خدمت کرنے والے ہیں ان کو چاہیے کہ ہر قیام گاہ میں اپنے نمونے بھی ایسے دکھائیں کہ آنے والوں کو احساس ہو کہ وہ کسی دینی جلسے میں شرکت کے لئے آئے ہیں نہ کہ دنیاوی میلے میں اور اپنے رویّے، اپنے اخلاق کو اعلیٰ معیاروں پر پہنچائیں، رات کو یا دن کے کسی حصے میں بھی جب فارغ ہوں تو فارغ بیٹھے ہوئے اِدھر اُدھر کی گپّیں لگانے کی بجائے دین کی باتیں کریں۔ اس کا اثر بھی مہمانوں پر ہو گا۔ ان پر واضح ہو گا کہ یہ لوگ ان دنوں میں دنیا سے مکمل طور پر کنارہ کش ہو کر خالصۃً للہ جمع ہوئے ہیں اور اس جذبے سے خدمت بھی کر رہے ہیں اور اس بات کو سامنے رکھتے ہوئے مہمانوں کو بھی اپنے دین کی باتیں سکھا رہے ہیں۔

پس کارکنان کی طرف سے یہ تبلیغ بھی ہوتی ہے اور بچوں اور نوجوانوں کی تربیت بھی ہو رہی ہوتی ہے... ہمارے نظام میں بھی تربیت اور تبلیغ کے شعبے ہیں۔ جلسے کے دنوں میں اس کی ٹیمیں بھی بنتی ہیں۔ رات کو مختلف قوموں کے ساتھ، طبقوں کے ساتھ بعض اجلاسات بھی ہوتے ہیں۔ پس اپنوں اور غیروں کو یہ روحانی مائدہ کھلانا بھی ڈیوٹی دینے والوں کی ذمہ داری ہے۔ اس کے انتظام بھی احسن رنگ میں کئے جائیں۔ پس ڈیوٹی والوں کو اس بات کو بھی اپنے سامنے رکھنا چاہیے۔ وہ یہ بات یاد رکھیں کہ ان کے اپنے عملی نمونے بھی اور ان کی باتیں بھی مہمان نوازی کا حصہ ہیں۔ صرف خدمت کرنا ہی نہیں۔ اس کی طرف بھی ان دنوں میں توجہ دینی چاہیے۔

جو عام کھانا ہے وہی عہدیدار بھی کھائیں

...احمدیوں کو عمومی انتظام کے تحت جو کچھ پکا ہو اسے ہی کھانا چاہیے اور اسی طرح عہدیداروں کو بھی عام لنگر کا کھانا کھانا چاہیے۔ جو بھی کارکن ہیں، ڈیوٹی والے ہیں، عہدیدار ہیں سوائے اس کے کہ کسی کو کوئی خاص تکلیف ہو یا کسی وقت وہ کسی خاص مہمان کے ساتھ ڈیوٹی پر ہو

تو اس وقت ان کے ساتھ کھانا کھالیا۔ لیکن عمومی طور پر ہر ایک کو اپنا نمونہ یہی دکھانا چاہیے کہ جو عام کھانا ہے وہی عہدیدار بھی کھائیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس بات کو بھی بڑا پسند فرمایا ہے اور انتظامیہ کے تکلف کا اظہار بالکل نہیں ہونا چاہیے یہ آپ نے پسند فرمایا۔ اور یہ بھی آپ نے پسند فرمایا کہ بغیر تکلف کے خاص مہمانوں کو اگر غیر معمولی طور پر treat کرنا پڑے تو کیا جانا چاہیے۔

...پس ہر کارکن کو یاد رکھنا چاہیے کہ صرف شعبہ مہمان نوازی کا کام انہی کا نہیں جن کے مہمان نوازی کے بَیج لگے ہوئے ہیں بلکہ تقریباً ہر شعبہ ہی مہمان نوازی کا شعبہ ہے اور مہمان کے لئے سہولت مہیا کرنا اور اس کی عزت اور احترام کرنا اور اسے ہر تکلیف سے بچانا ہر کارکن کا فرض ہے۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 14 اگست 2015ء بحوالہ الفضل انٹرنیشنل مؤرخہ 4 ستمبر 2015ء صفحہ 6-7)

محبت اور پیار سے لوگوں کی تربیت کریں

”عہدیدار بھی چاہے وہ صدر جماعت ہیں یا دوسرے عہدیدار ہیں محبت اور پیار سے لوگوں کی تربیت کریں۔ محبت اور پیار کو فروغ دیں۔ رنجشیں بڑھانے کے بجائے محبتیں بڑھانے کی کوشش کریں۔

دوسروں کو تو پیغام دے رہے ہیں کہ محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں اور خود دلوں میں اگر بغض اور کینے ہوں تو پھر اس کا کوئی فائدہ نہیں۔ جو بھی ایسی حالت میں ہیں خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی خاطر اس حالت کو بدلیں۔ اپنے اندر تبدیلیاں پیدا کرنے کی کوشش کریں اور ان لوگوں میں شامل ہوں جن کو سچا مومن ہونے کی خدا تعالیٰ نے بشارت دی ہے۔

... بعض دفعہ گھروں میں نظام جماعت کے خلاف باتیں کرنے یا عہدیداروں کے خلاف باتیں کرنے کو ایک معمولی چیز سمجھا جاتا ہے لیکن غیر محسوس طور پر اس سے آپ لوگ اپنی اگلی نسلوں کو خراب کر رہے ہوتے ہیں۔

پس سوچیں کہ دعویٰ تو ہم یہ کر رہے ہیں کہ امر بالمعروف کریں گے اور نہی عن المنکر کریں گے۔ نیکیوں کو پھیلائیں گے اور برائیوں کو روکیں گے تو پھر پہلے اپنے اور اپنے گھر کے افراد اور بچوں کو اس کا مخاطب بنائیں ورنہ آپ کی تبلیغ کا کوئی اثر نہیں ہو گا۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 20 نومبر 2015ء بحوالہ الفضل انٹرنیشنل مؤرخہ 11 دسمبر 2015ء صفحہ 8)

خدا تعالیٰ سے تعلق مضبوط تر کرنے کی ضرورت ہے

”یہ خوبصورت تعلیم دنیا میں پھیلانے کا کام سر انجام دینا ہر احمدی کی ذمہ داری ہے اور اس ذمہ داری کی ادائیگی کے لئے ہر احمدی لڑکے لڑکی، مرد عورت کو کوشش کرنی چاہیے۔ دنیا اس وقت آگ کے گڑھے کے جس دہانے پر کھڑی ہے کسی وقت بھی ایسے حالات ہو سکتے ہیں کہ وہ اس میں گر جائے۔ ایسے وقت میں دنیا کو اس آگ میں گرنے سے بچانے کی کوشش کرنا اور امن اور سلامتی دینے کا کام کرنا ایک احمدی کی ذمہ داری ہے اور احمدی ہی کر سکتے ہیں۔ پس اس کے لئے کوشش کی ضرورت ہے اور سب سے بڑی چیز اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ سے خاص تعلق پیدا کرنا ہے، اس کے آگے جھکنا ہے، اس کا تقویٰ اختیار کرنا ہے۔ اس کا تقویٰ اپنے دلوں میں پیدا کرنا ہے۔ تبھی ہم اپنے آپ کو اور اپنی نسلوں کو بھی اور دنیا کو بھی امن اور سلامتی دے سکتے ہیں۔ ایسے ہی موقع کے لئے اور ان حالات کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ:

آگ ہے پر آگ سے وہ سب بچائے جائیں گے ۔۔۔ جو کہ رکھتے ہیں خدائے ذوالعجائب سے پیار

(درِ ثمین صفحہ 154 شائع کردہ نظارت اشاعت ربوہ)

پس اس ذوالعجائب اور سب طاقتوں کے مالک خدا سے تعلق مضبوط تر کرنے کی ضرورت ہے اور اللہ تعالیٰ سے پیار میں بڑھنے کی ہمیں کوشش کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے اور دنیا داروں کو بھی عقل دے کہ وہ خدا تعالیٰ کی آواز کو سنیں اور اپنی اصلاح کی کوشش کریں اور تباہی کے گڑھے میں گرنے سے بچیں۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 11 دسمبر 2015ء بحوالہ الفضل انٹرنیشنل مؤرخہ یکم جنوری 2016ء صفحہ 8)

2016م

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی صداقت اور کامیابی آپؐ کے قول و فعل میں مطابقت تھی

”یہ بنیادی نصیحت خاص طور پر عہدیداروں کو بھی یاد رکھنی چاہیے جو دوسروں سے تو اپنے اندر تبدیلی کی توقع رکھتے ہیں، ان کو نصائح کرتے ہیں لیکن اگر اپنے معاملہ میں ایسی صورتحال پیدا ہو جائے تو بالکل اس کے الٹ کرتے ہیں یا اس میں حیل و حجّت کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ کے حکموں کو اور اس کے رسول کے حکموں کو پھر ثانوی حیثیت دے دیتے ہیں۔ کئی ایسے معاملے سامنے آجاتے ہیں۔

پھر مزید قول و فعل میں تطابق کے بارے میں آپ فرماتے ہیں کہ:

”تم میری بات سن رکھو اور خوب یاد کر لو کہ اگر انسان کی گفتگو سچے دل سے نہ ہو اور عملی طاقت اس میں نہ ہو تو وہ اثر پذیر نہیں ہوتی۔ اسی سے تو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی صداقت معلوم ہوتی ہے کیونکہ جو کامیابی اور تاثیر فی القلوب آپؐ کے حصے میں آئی اس کی کوئی نظیر بنی آدم کی تاریخ میں نہیں ملتی اور یہ سب اس لئے ہوا کہ آپؐ کے قول اور فعل میں پوری مطابقت تھی۔“(ملفوظات جلد 1 صفحہ 67-68)

(خطبہ جمعہ فرمودہ یکم جنوری 2016ء بحوالہ الفضل انٹرنیشنل مؤرخہ 22 جنوری 2016ء صفحہ 8)

بڑی گہرائی میں جا کر سفارش اور فیصلے کرنے چاہئیں

”جماعتی عہدیداروں اور نظام کو بھی اس بات کا خیال رکھنا چاہیے۔ عموماً تو خیال رکھا جاتا ہے لیکن بعض کے خلاف جو فیصلے ہوتے ہیں یا سفارش مجھے آتی ہے تو مَیں یہ تو نہیں کہتا کہ انتقام کی وجہ سے ہوتی ہے لیکن یہ ضرور بعض دفعہ ہوتا ہے کہ سفارش کرنے والے کا طبعاً رجحان سختی کی طرف ہوتا ہے اور بعض ضرورت سے زیادہ نرمی اور معافی کا رجحان رکھتے ہیں جس سے پھر خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔

پس نہ سزا دینا پسندیدہ ہے، نہ معاف کرنا قابل تعریف ہے۔ اصل چیز اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول ہے اور یہ اُس وقت حاصل ہوتی ہے جب اصلاح مقصد ہو اور اس کے لئے متعلقہ محکموں کو چاہیے کہ وہ کوشش کریں چاہے وہ امور عامہ ہے یا قضا ہے کہ بڑی گہرائی میں جا کر سفارش اور فیصلے کرنے چاہئیں تاکہ وہ حقیقی نظام اور حالات ہم اپنے میں اور جماعت میں پیدا کر سکیں جو خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے ہوں اور اس کے لئے خدا تعالیٰ سے دعا اور مدد مانگنے کی بھی ضرورت ہے۔

جب بھی کوئی فیصلہ ہو دعا کے ساتھ ہو اور پھر خلیفۂ وقت کے پاس سفارش ہونی چاہیے تا کہ ہر قسم کے بداثرات سے وہ شخص بھی محفوظ رہے جس کے خلاف شکایت کی جارہی ہے اور نظام جماعت بھی محفوظ رہے اور وہ فیصلہ جماعت میں کسی بھی قسم کی بے چینی کا باعث نہ بنے۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 22 جنوری 2016ء بحوالہ الفضل انٹرنیشنل مؤرخہ 12 فروری 2016ء صفحہ 7)

دین کی باتوں کو غور سے سننا... اور پھر اس پر عمل کرنا ایک احمدی کا مطمح نظر ہونا چاہیے

”دین کی باتوں کو غور سے سننا، انہیں یاد رکھنے کی کوشش کرنا اور پھر اس پر عمل کرنا یہ ایک احمدی کا مطمح نظر ہونا چاہیے۔ خطبوں کو سن لینا، تقریروں کو سن لینا، اجلاسوں میں شامل ہو جانا یا وقتی طور پر کسی کتاب کو پڑھ لینا اور اس کا وقتی اثر لینا، اس کو یاد نہ رکھنا یا عمل نہ کرنا یہ انسان کو کوئی فائدہ نہیں دیتا۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک دفعہ عورتوں میں ان کی تربیت کے لئے مختلف لیکچر دینے شروع کئے اور کئی دن تک آپ لیکچر دیتے رہے۔ ایک دن آپؑ نے فرمایا کہ ہمیں عورتوں کا امتحان بھی لینا چاہیے تا معلوم ہو کہ وہ ہماری باتوں کو کہاں تک سمجھتی ہیں۔ باہر سے ایک خاتون آئی ہوئی تھیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان سے پوچھا۔ بتاؤ مجھے آٹھ دن لیکچر دیتے ہو گئے ہیں۔ مَیں نے ان لیکچروں میں کیا بیان کیا ہے۔ وہ کہنے لگیں کہ یہی خدا اور رسول کی باتیں آپ نے بیان کی ہیں اَور کیا بیان کیا ہے۔ آپ کو اس جواب سے اس قدر صدمہ ہوا کہ آپؑ نے لیکچروں کے اس سلسلے کو بھی بند کر دیا اور فرمایا کہ ہماری عورتوں میں بھی اس قسم کی غفلت پائی جاتی ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ ابھی وہ بہت ابتدائی تعلیم کی محتاج ہیں۔ اعلیٰ درجہ کی روحانی باتیں سننے کی ان میں استعداد ہی نہیں ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ یہی بعض مَردوں کا حال ہے۔ بلکہ مَیں تو کہوں گا کہ بہت سے مَردوں کا اب یہ حال ہے۔ اب بعض جگہ تو اس کے الٹ بھی ہو رہا ہے کہ بعض عورتیں مردوں سے زیادہ علم رکھتی ہیں اور جب اپنے مردوں کو یاد کرواتی ہیں کہ یہ دین کی بات ہے اس پر عمل کرو تو بعض ایسی شکایتیں بھی آتی ہیں کہ مردوں کا جواب ہوتا ہے کہ دین تو بہت کچھ کہتا ہے ہم تو اسی طرح رہیں گے اور اسی طرح کریں گے جو ہماری مرضی ہو۔ تو یاد رکھنا چاہیے کہ جب اس قسم کی ڈھٹائی آجائے تو پھر گراوٹ ہوتی چلی جاتی ہے اور پھر انسان دین سے بالکل دُور ہٹ جاتا ہے۔ بہرحال

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ اس کے مقابلے پر صحابہؓ کو دیکھو۔ وہ کس طرح رات اور دن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں کو سنتے اور ان پر عمل کرنے کے لئے کھڑے ہو جاتے۔ انہوں نے آپ کی چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی بات کو لیا اور دنیا میں نہ صرف اس کو پھیلا دیا بلکہ اس پر عمل کر کے بھی دکھا دیا۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتابیں ہیں۔ ان کو پڑھنا اور ان سے فائدہ اٹھانا بھی جماعت کے اہم ترین فرائض میں سے ہے۔ مگر یاد رکھو صرف لذت حاصل کرنے کے لئے تم ایسا مت کرو بلکہ فائدہ اٹھانے اور عمل کرنے کی نیت سے تم ان امور کی طرف توجہ کرو۔ تم لذت حاصل کرنے کے لئے سارا قرآن پڑھ جاؤ تو تمہیں کچھ فائدہ حاصل نہیں ہو گا۔ لیکن اگر تم اللہ تعالیٰ کی صفات پر غور کرتے ہوئے اس کی محبت کے جوش میں ایک دفعہ بھی سُبحان اللہ کہہ لو تو وہ تمہیں کہیں کا کہیں پہنچا دے گا۔

ایک تسبیح سے ہی ہم کہیں کے کہیں پہنچ جاتے ہیں

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک دفعہ مجلس میں بیان فرمایا کہ بعض دفعہ ہم تسبیح کرتے ہیں تو ایک تسبیح سے ہی ہم کہیں کے کہیں پہنچ جاتے ہیں۔ مَیں اس مجلس میں موجود نہیں تھا۔ ایک نوجوان نے یہ بات سنی تو وہاں سے اٹھ کر میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ خبر نہیں آج حضرت صاحب نے یہ کیا کہا ہے۔ وہ صاحبِ تجربہ نہیں تھا مگر مَیں اس عمر میں بھی صاحبِ تجربہ تھا حالانکہ میری عمر اس وقت سترہ اٹھارہ سال کی تھی۔ میں نے جب اس سے یہ بات سنی تو مَیں نے کہا ہاں ایسا ہوتا ہے۔ کہنے لگا کس طرح؟ مَیں نے کہا کئی دفعہ مَیں نے دیکھا ہے کہ مَیں نے اپنی زبان سے ایک دفعہ سبحان اللہ کہا تو مجھے یوں معلوم ہوا کہ جیسے میری روحانیت اُڑ کر کہیں سے کہیں جا پہنچی ہے۔ وہ دل سے نکلی ہوئی سبحان اللہ ہوتی ہے۔ صرف منہ سے نہیں ہوتی۔ تو وہ یہ سنتے ہی نہایت تحقیر سے کہنے لگا کہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔ اس کی وجہ یہی تھی کہ اس نے کبھی سنجیدگی سے سُبحان اللہ کے مضمون پر غور ہی نہیں کیا۔ اسے سارا سارا دن سبحان اللہ کہہ کر کچھ نہیں ملتا تھا مگر میں اپنے ذاتی تجربے کی وجہ سے جانتا تھا کہ کئی دفعہ ایسا ہوا کہ جب میں نے سبحان اللہ کہا تو مجھے یوں محسوس ہوا کہ پہلے میں اَور تھا اور اب میں کچھ اَور بن گیا ہوں۔ دیکھو

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس مضمون کو کس عمدگی کے ساتھ بیان کیا ہے حالانکہ میں نے اس وقت تک بخاری نہیں پڑھی تھی مگر میرا تجربہ صحیح تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ کَلِمَتَانِ حَبِيْبَتَانِ اِلَى الرَّحْمٰنِ خَفِيْفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ۔ دو کلمے ایسے ہیں کہ رحمان کو بہت پیارے ہیں۔ خَفِيْفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ۔ زبان پر بڑے ہلکے ہیں۔ انسان ان الفاظ کو نہایت آسانی کے ساتھ نکال سکتا ہے۔ کوئی بوجھ اسے محسوس نہیں ہوتا۔ ثَقِيْلَتَانِ فِي الْمِيْزَانِ۔ لیکن قیامت کے دن جب اعمال کے وزن کا سوال آئے گا تو وہ بڑے بھاری ثابت ہوں گے اور جس پلڑے میں وہ ہوں گے اسے بالکل جھکا دیں گے اور وہ کیا ہیں کہ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ۔ کہتے ہیں کہ مجھے ان کلمات کے پڑھنے کی بڑی عادت ہے اور مَیں نے دیکھا ہے کہ بعض دفعہ ایک مرتبہ ہی ان کلمات کو کہنے سے میری روح اڑ کر کہیں کی کہیں جا پہنچتی ہے۔ تو اصل چیز یہی ہے کہ ہم سنجیدگی سے اللہ تعالیٰ کے احکام پر غور کریں اور ان پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔" (ماخوذ از خطباتِ محمود جلد 25 صفحہ 118 تا 121)

(خطبہ جمعہ فرمودہ 29 جنوری 2016ء بحوالہ الفضل انٹرنیشنل مؤرخہ 19 فروری 2016ء صفحہ 8)

خود بھی براہِ راست ہر کام میں نگرانی رکھیں

''اب یہاں انتخابات کی بات ہو گئی، عہدیداروں کی بات ہو گئی۔ بعض لوگ جھگڑے پیدا کرتے ہیں کہ فلاں کیوں امام الصلوٰۃ بن گیا ہم اس کے پیچھے نمازیں نہیں پڑھیں گے۔ فلاں پریذیڈنٹ کیوں بن گیا۔ فلاں کیوں نہ بنا۔ فلاں سیکرٹری کیوں بن گیا۔ فلاں کیوں نہ ہوا۔ یا جب تک فلاں شخص امام نہ بنے ہم فلاں کے پیچھے نماز نہیں پڑھ سکتے۔(ماخوذ از خطباتِ محمود جلد 16 صفحہ 270-271)

یہ باتیں صرف سننے کے لئے نہیں ہیں۔ شاید بعضوں کا خیال ہو کہ حضرت مصلح موعودؓ کے زمانے میں شاید ایسے لوگ تھے اور اب ایسے نہیں ہیں۔ اب بھی ایسی شکایتیں ملتی رہتی ہیں۔ اس زمانے میں تو صحابہ بھی تھے جو ایسے ٹیڑھے لوگوں کی اصلاح بھی کر دیا کرتے تھے۔ لیکن ہم جو نبوت کے زمانے سے دُور جا رہے ہیں اور آئندہ مزید دور جاتے رہیں گے اس زمانے میں ہمیں اس طرف توجہ کرنی چاہیے۔

پہلے بھی اس طرف توجہ دلا چکا ہوں کہ ہمیں بہت احتیاط کرنی چاہیے۔ ہمیں پہلے سے زیادہ اس بات کو سمجھنے کی ضرورت ہے کہ ہم نے کس طرح عبداللہ بننے کا حق ادا کرنا ہے اور اپنی ضد اور اَنانیت چھوڑنی ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کرنی ہے۔

انتخابات کے موقع پر بھی ایسے سوال اٹھتے رہتے ہیں۔ اگر بعض دفعہ بعض حالات میں جب اکثریت ووٹ کے خلاف فیصلہ دیا جائے تو اس قسم کے سوال لوگ لکھتے رہتے ہیں۔ یہ سال بھی انتخابات کا سال ہے۔ جماعتی لحاظ سے اس سال میں انتخاب ہونے ہیں۔ اس لحاظ سے بھی ہر ایک کو اپنی سوچوں کو درست کرنے کی ضرورت ہے کہ دعا کے بعد ہر تعلق کو اور ہر رشتے کو چھوڑ کر اپنا حق جو ہے وہ صحیح استعمال کریں، اپنی رائے دیں اور اس کے بعد جو فیصلہ ہو جائے اس کو قبول کر لیں۔ مکمل طور پر اپنی ذاتیات سے بالا ہو کر اپنے فیصلے کریں۔ ذیلی تنظیموں میں بھی ایسے سوالات اٹھتے رہتے ہیں۔

ابھی دو دن پہلے ہی ایک ملک میں ایک مجلس کی لجنہ کا انتخاب ہوا۔ وہاں سے مجھے خط آگیا کہ کیوں فلاں کو بنایا گیا ہے، فلاں کو کیوں نہیں بنایا گیا۔ وہ تو ایسی ہے، وہ ویسی ہے۔ تو اس قسم کی بیہودگیوں سے ہمیں بچنا چاہیے اور جو بھی بنا دیا جائے اس عرصے کے لئے جب تک وہ بنایا گیا بہرحال اس سے مکمل تعاون کرنا چاہیے۔

پھر ایک بات کی طرف توجہ دلاتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا۔ ایک بات یہ ہے کہ مومن کو چاہیے کہ مصمّم ارادے کے ساتھ کوشش کرے اور اسے انجام تک پہنچائے اور بجائے دوسروں پر انحصار کرنے کے چاہے وہ افسر ہوں یا عہدیدار ہوں وہ صرف اپنے ماتحتوں پر انحصار نہ کیا کریں بلکہ خود بھی براہ راست ہر کام میں نگرانی رکھیں اور involve ہونے کی کوشش کریں۔ تبھی کام صحیح رنگ میں انجام تک پہنچ سکتا ہے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 12 فروری 2016ء بحوالہ الفضل انٹرنیشنل مؤرخہ 4 مارچ 2016ء صفحہ 7)

سُپُرد امانتوں کی صحیح طرح حفاظت کرو

”عُہدیداروں میں سے بھی ایسے بھی ہیں جو عُہدوں کی خواہش رکھتے ہیں کہ شاید محدود طور پر ہی کچھ نہ کچھ جاہ و حشمت کا وہاں سے اظہار ہو جاتا ہے۔ اگر عُہدے ملتے ہیں تو بجائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ کے شکر گزار ہوں اور پہلے سے بڑھ کر دین کی خدمت کا جذبہ ان میں پیدا ہو، اس طرف توجہ نہیں ہوتی اور صرف اپنے عُہدوں کا زعم ہوتا ہے۔ پس عہدیداروں کو بھی اس طرف توجہ دینی چاہیے۔

... پھر جو آپ نے عہد کئے ہیں، جو آپ کے سپرد امانتیں ہیں ان کی اگر صحیح طرح حفاظت کرو۔ ہر ایک نے عہد کیا ہے کہ میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا۔ خدام الاحمدیہ میں بھی عہد دہرایا جاتا ہے، انصار اللہ میں بھی عہد دہرایا جاتا ہے، لجنہ میں بھی عہد دہرایا جاتا ہے، جماعت بھی بیعت کے وقت یہ عہد لیتی ہے تو اگر عہد کی حفاظت کرو گے اور اپنی امانتیں جو تمہارے سپرد ہیں۔

امانتیں کیا ہیں؟ جو عہدیدار ہیں ان کے سپرد عُہدوں کی امانتیں ہیں۔ عام احمدی ہے اس کے سپرد امانت ہے کہ وہ احمدیت کا صحیح نمونہ بن کے دکھائے اور کسی کے لئے ٹھوکر کا باعث نہ ہو۔ اگر ایسا ہو گا تو پھر یہ ایمان کا درخت جو ہے مضبوط تنے پر کھڑا ہو جائے گا۔ یہ ساری چیزیں مل کر اس کو مضبوط درخت بنا دیں گی۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 6 مئی 2016ء بحوالہ الفضل انٹرنیشنل مؤرخہ 27 مئی 2016ء صفحہ 7-8)

اپنے قول و فعل کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کریں

"یہاں میں ذیلی تنظیموں سے بھی کہوں گا اور جماعتی نظام سے بھی بلکہ ذیلی تنظیمیں خاص طور پر اس لئے کہ انہوں نے اپنے ممبران کو سنبھالنا ہے۔ ہر ایک مخصوص طبقہ ہے، زیادہ آسانی سے سنبھال سکتے ہیں... ذیلی تنظیموں کی یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ اُنہیں جماعت کے ساتھ مضبوطی سے جوڑیں۔

... پس عُہدیدار اپنے رویّے ایسے رکھیں کہ پیار سے انہیں دین کے ساتھ جوڑیں، مسجد کے ساتھ جوڑیں، اپنی مجلس کے ساتھ جوڑیں، جماعت کے ساتھ جوڑیں ورنہ شیطان تو اس تاک میں ہے کہ کہاں کوئی کمزور ہو، کہاں کسی کو کسی عُہدیدار کے خلاف کوئی شکوہ پیدا ہو اور میں حملہ کر کے اسے اپنے قابو میں کروں۔

... اگر ہم اپنے عمل سے شیطان کو موقع دے رہے ہیں کہ ہمارے بچوں اور نوجوانوں کو عُہدیداروں کے رویّوں کی وجہ سے شیطان ہمدردی جتا کر اپنے قابو میں کر لے تو پھر ایسے عُہدیدار چاہے وہ مرد ہیں یا عورتیں، مسیح موعودؑ کے مددگار نہیں ہیں بلکہ شیطان کے مددگار ہیں۔

پس ہر عُہدیدار کو خاص طور پر یہ کوشش کرنی ہے کہ اس نے اپنے آپ کو بھی شیطان کے حملوں سے بچانا ہے اور جماعت کے افراد کو بھی بچانا ہے... اسی طرح خاص طور پر وہ جن کے سپرد دینی خدمت کا کام کیا گیا ہے، افراد جماعت کی رہنمائی اور تربیت کا کام جن کے سپرد ہے، اپنے قول و فعل کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کریں اور اللہ تعالیٰ سے خالص ہو کر دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کی وجہ سے کسی کو شیطان کی جھولی میں نہ جانے دے بلکہ کسی طرح بھی کوئی فردِ جماعت بھی شیطان کے پیچھے چلنے والا نہ ہو۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 20 مئی 2016ء بحوالہ الفضل انٹر نیشنل مؤرخہ 10 جون 2016ء صفحہ 7-8)

انسان کی پیدائش کا مقصد... اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا ہے

"سب سے بنیادی حکم جو ہمیں ہر وقت اپنے سامنے رکھنا چاہیے اور جو انسان کی پیدائش کا مقصد بھی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ (الذاریات:57) حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کا ترجمہ یوں فرمایا ہے کہ:

"مَیں نے جن و اِنس کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ میری پرستش کریں۔" (براہینِ احمدیہ حصہ سوم۔ روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 185 حاشیہ)

اس مضمون کو میں کئی مرتبہ بیان کر چکا ہوں۔ بار بار اس طرف توجہ دلاتا رہتا ہوں لیکن ہم میں سے بہت سے چند دن اسے یاد رکھتے ہیں پھر بھول جاتے ہیں حتّٰی کہ میرے علم میں بھی ہے، اور مَیں نے دیکھا ہے کہ بعض واقفین زندگی بلکہ وہ جنہوں نے دینی علم بھی حاصل کیا ہوا ہے اور علمی لحاظ سے اس کی اہمیت کو سمجھتے بھی ہیں وہ بھی اس طرح توجہ نہیں دیتے جس طرح توجہ دینی چاہیے۔

پھر جماعتی عہدیدار ہیں۔ میٹنگز میں تو اپنی علمی لیاقت ظاہر کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ کسی کا معاملہ پیش ہو جائے تو اسے قرآن اور حدیث کے حوالے سے سمجھاتے ہیں لیکن بعض ایسے ہیں کہ خود اس بنیادی حکم پر وہ توجہ نہیں جو ہونی چاہیے۔

اپنے نمونے قائم کرنے ہیں

... مساجد میں نماز باجماعت ادا کرنا بھی اللہ تعالیٰ کے حکموں میں سے حکم ہے۔ پس اس رمضان میں واقفین زندگی جن کا عہد ہے کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم کرنے والوں میں، سب سے آگے رہنے والوں میں سے ہونے کی اپنی تمام تر طاقتوں کے ساتھ کوشش کریں گے اور عہدیدار جن پر افراد کی نظر ہے اور ان کو انہوں نے چنا بھی اس لئے ہوا ہے، منتخب کیا ہے کہ ہم میں سے بہتر ہیں وہ ایک نمونہ ہونے چاہئیں۔ ان کو اس بات کی پوری کوشش کرنی چاہیے کہ صرف

رمضان میں ہی اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے طریق کے مطابق عبادت پر زور نہیں دینا اور دن ہی نہ گنتے رہیں کہ باقی تیرہ دن رہ گئے یا بارہ دن رہ گئے تو پھر ہم اپنی پرانی روش پہ یا روٹین پہ آجائیں گے بلکہ یہ کوشش ہو کہ اس رمضان کی تربیت اور مجاہدہ نے ہم میں جو عبادتوں کی طرف توجہ میں بہتری پیدا کی ہے اسے ہم نے اب مستقل زندگی کا حصہ بنانا ہے۔ اپنے نمونے قائم کرنے ہیں۔

شرائطِ بیعت میں ساری چیزیں شامل ہیں

... مسلمان ہونے اور پھر ہم احمدیوں کو خاص طور پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آنے کا جو عہد ہے، دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کا جو عہد ہم نے کیا ہے، اسلام کی تعلیم پر عمل کرنے کا جو عہد ہم نے کیا ہے ان تمام باتوں کی پابندی کا عہد ہے جو اللہ تعالیٰ کے حق ادا کرنے کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔ شرائط بیعت میں ساری چیزیں شامل ہیں۔ اور بندوں کا حق ادا کرنے کی طرف بھی توجہ دلاتی ہیں۔ اس طرف ہمیں توجہ دینی چاہیے۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 24جون 2016ء بحوالہ الفضل انٹرنیشنل مؤرخہ 15جولائی 2016ء صفحہ 6-7)

اپنی امانتوں اور اپنے عہدوں کو پورا کرو

"کچھ عرصہ پہلے مَیں ایک خطبہ میں ذکر کر چکا ہوں کہ یہ جماعتی عہدیداران کے انتخاب کا سال ہے۔ اب اکثر جگہوں پر انتخاب ہو چکے ہیں ملکوں میں بھی اور مقامی جماعتوں میں بھی اور نئے عہدیداروں نے اپنا کام سنبھال لیا ہے۔ عُہدیداروں میں بعض جگہوں پر بعض امراء، صدران اور دوسرے عہدیدار نئے منتخب ہوئے ہیں لیکن بہت سی جگہوں پر پہلے سے کام کرنے والوں کا ہی دوبارہ انتخاب کیا گیا ہے۔

نئے آنے والوں کو بھی اللہ تعالیٰ کا جہاں شکر ادا کرنا چاہیے کہ انہیں اللہ تعالیٰ نے جماعت کی خدمت کے لئے چنا وہاں عاجزی سے اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ انہیں اس امانت کا حق ادا کرنے کی توفیق دے جو اُن کے سپرد کی گئی ہے۔ اسی طرح جو عہدیدار دوبارہ منتخب ہوئے ہیں وہ بھی جہاں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں دوبارہ خدمت کی توفیق دی وہاں اللہ تعالیٰ سے یہ عاجزانہ دعا بھی مانگیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ ان امانتوں کا حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور گزشتہ عرصۂ خدمت کے دوران ان سے جو کوتاہیاں، سستیاں اور غفلتیں ہو گئیں جس کی وجہ سے ان کے سپرد کی گئی امانتوں کا حق ادا نہیں کیا گیا یا حق ادا نہیں ہو سکا اللہ تعالیٰ ایک تو اس سے صَرفِ نظر فرمائے اور پھر اپنا فضل فرماتے ہوئے اس نے آئندہ تین سال کے لئے جو دوبارہ خدمت کا موقع عطا فرمایا ہے اور جو امانتیں اس کے سپرد کی ہیں ان میں آئندہ سستیاں اور کوتاہیاں اور غفلتیں نہ ہوں اور اللہ تعالیٰ ان امانتوں کا حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

یاد رکھنا چاہیے کہ جماعتی خدمت کو کوئی معمولی خدمت نہیں سمجھنا چاہیے۔ سرسری طور پر نہیں لینا چاہیے۔ ہم میں سے ہر ایک نے چاہے وہ عہدیدار ہے یا ایک عام احمدی ہے اس نے یہ عہد کیا ہے کہ وہ دین کو دنیا پر مقدم کرے گا اور جب ایک شخص دین کی خدمت یا بحیثیت عہدیدار کسی خدمت کے کرنے کو قبول کرتا ہے یا اس خدمت پر مامور کیا جاتا ہے تو اس پر

دوسروں سے زیادہ بڑھ کر یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے عَہد کو پورا کرے اور یاد رکھے کہ یہ عَہد اس نے اللہ تعالیٰ سے کیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے عَہدوں کو پورا کرنے کا کئی جگہ قرآن کریم میں ذکر فرمایا ہے۔

پس ہمیشہ یاد رکھیں اللہ تعالیٰ نے یہ بڑا واضح فرمایا ہے کہ تمہارے سپرد کی گئی امانتیں جن کو تم قبول کرتے ہو تمہارے عَہد ہیں پس اپنی امانتوں اور اپنے عَہدوں کو پورا کرو۔

ایک جگہ اللہ تعالیٰ نے اپنے قول کے سچے اور تقویٰ پر چلنے والوں کی یہ نشانی بتائی ہے کہ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عَاهَدُوْا (البقرۃ:178) یعنی اپنے عہد کو جب کوئی عہد کر لیں پورا کرنے والے ہیں۔

اپنے تقویٰ کے معیار کو بڑھاتے ہوئے اپنے کام سرانجام دیں

پس یہ خاص طور پر اُن لوگوں کا ایک بنیادی امتیاز ہونا چاہیے جو جماعتی کاموں کی ذمہ داری سنبھالتے ہیں کہ وہ ہمیشہ سچائی پر قائم رہتے ہوئے اور اپنے تقویٰ کے معیار کو بڑھاتے ہوئے اپنے کام سرانجام دیں۔ اگر ان کے سچائی کے معیار میں ذرا سا بھی جھول ہے، کمی ہے، اگر ان کے تقویٰ کے معیار ایک عام فرد جماعت کے لئے نمونہ نہیں تو وہ اپنے عَہد، اپنے عُہدے، اپنی امانت کے حق کو ادا کرنے کی طرف توجہ نہیں دے رہے۔

پس امراء، صدران سب سے پہلے اپنی عاملہ کے سامنے بھی اور افراد جماعت کے سامنے بھی اپنے نمونے قائم کریں۔ سیکرٹریان تربیت ہیں جن کے سپرد تربیت کا کام ہے اور تربیت کا کام اسی وقت صحیح رنگ میں ہو سکتا ہے جب نمونے قائم ہوں۔ جو کام کرنے والا ہے، جس کی ذمہ داری ہے، دوسروں کو نصیحت کرنے والا ہے تو خود بھی ان کاموں پر عمل کرنے والا ہو۔

پس سیکرٹریان تربیت بھی افراد جماعت کے سامنے اپنے نمونے قائم کریں کہ جماعت کی تربیت کی ذمہ داری ان پر عائد ہوتی ہے۔

مَیں کئی موقعوں پر ذکر کر چکا ہوں کہ اگر شعبہ تربیت فعال ہو جائے تو بہت سے دوسرے شعبوں کے کام خود بخود ہو جاتے ہیں۔ جتنا افرادِ جماعت کی تربیت کا معیار اونچا ہو گا اتنا ہی دوسرے

شعبوں کا کام آسان ہو گا۔ مثلاً سیکرٹری مال کا کام آسان ہو گا۔ سیکرٹری امور عامہ کا کام آسان ہو گا۔ سیکرٹری تبلیغ کا کام آسان ہو گا۔ اسی طرح دوسرے شعبوں کا، قضاء کا کام آسان ہو گا۔

میں اکثر مختلف جگہوں پر عاملہ کی میٹنگ میں کہا کرتا ہوں کہ تربیت کا کام پہلے اپنے گھر سے شروع کریں اور یہ گھر صرف سیکرٹری تربیت کا گھر نہیں ہے بلکہ عاملہ کے ہر ممبر کا گھر ہے اور مجلس عاملہ سب سے بڑھ کر ہے کہ وہ اپنی تربیت کرے۔ امیر جماعت، صدر جماعت اور سیکرٹری تربیت جو بھی پروگرام بناتے ہیں ان کو سب سے پہلے اپنی عاملہ کو دیکھنا چاہیے کہ وہ ان پروگراموں پر عمل کر رہی ہے کہ نہیں۔ خدا تعالیٰ کے جو بنیادی احکام ہیں اور انسان کی پیدائش کا جو مقصد ہے اسے عاملہ کے ممبران پورا کر رہے ہیں؟ اگر نہیں تو پھر تقویٰ نہیں۔

اللہ تعالیٰ کے حقوق میں سب سے بڑا حق عبادت کا ہے

اللہ تعالیٰ کے حقوق میں سب سے بڑا حق عبادت کا ہے اور اس کے لئے مردوں کو یہ حکم ہے کہ نماز کا قیام کرو اور نمازوں کا قیام باجماعت نماز کی ادائیگی ہے۔

پس امراء، صدران، عہدیداران اپنی نمازوں کی حفاظت کر کے اس کے قیام اور باجماعت ادائیگی کی بھرپور کوشش کریں تو اس سے جہاں ہماری مسجدیں آباد ہوں گی، نماز سینٹر آباد ہوں گے وہاں وہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو بھی حاصل کرنے والے ہوں گے اور اپنے عملی نمونے سے افراد جماعت کی بھی تربیت کرنے والے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بھی ہوں گے۔ ان کے کاموں میں آسانیاں بھی پیدا ہوں گی۔ صرف باتیں کرنے والے نہیں ہوں گے۔ پس کام کرنے والے پہلے اپنے جائزے لیں کہ کس حد تک ان کے قول و فعل ایک ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ (الصف:3) یعنی اے مومنو! وہ باتیں کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

”یہ آیت ہی بتلاتی ہے کہ دنیا میں کہہ کر خود نہ کرنے والے بھی موجود تھے اور ہیں اور ہوں گے۔“

فرمایا کہ:

"تم میری بات سن رکھو اور خوب یاد کر لو کہ اگر انسان کی گفتگو سچے دل سے نہ ہو اور عملی طاقت اس میں نہ ہو تو وہ اثر پذیر نہیں ہوتی۔" (ملفوظات جلد اول صفحہ 67)

پھر فرمایا:

"یاد رکھو کہ صرف لفّاظی اور لسّانی کام نہیں آسکتی جب تک کہ عمل نہ ہو۔ اور محض باتیں عند اللہ کچھ بھی وقعت نہیں رکھتیں۔" (ملفوظات جلد اول صفحہ 77)

عمل کے علاوہ اگر اور باتیں ہیں تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان کی کوئی اہمیت نہیں۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے اس حکم کے مطابق کھول کر بتایا کہ ہمارے عمل اور قول میں تضاد نہیں ہونا چاہیے۔ پس اس بات کو سامنے رکھ کر اپنے جائزے لینے والے سب سے زیادہ ہمارے عہدیدار ہونے چاہئیں۔

جہاں مسجد یا سینٹر کی سہولت نہیں وہاں گھروں میں نمازوں کا اہتمام ہو سکتا ہے

جہاں فاصلے زیادہ ہیں یا چند گھر ہیں اور مسجد یا سینٹر کی سہولت موجود نہیں وہاں گھروں میں نمازوں کا اہتمام ہو سکتا ہے اور عملاً یہ مشکل نہیں ہے۔ بہت سے احمدی ہیں جو اس کی پابندی کرتے ہیں۔ ان کے پاس کوئی باقاعدہ خدمت بھی نہیں ہے۔ کسی عاملہ کے ممبر بھی نہیں ہیں لیکن اپنے گھروں میں ارد گرد کے احمدیوں کو جمع کر کے نماز باجماعت کا اہتمام کرتے ہیں۔ پس اگر احساس ہو تو سب کچھ ہو سکتا ہے اور ہمارے ہر عہدیدار میں نماز باجماعت کی ادائیگی کا احساس ہونا چاہیے ورنہ امانتوں کا حق ادا کرنے والے نہیں ہوں گے جس کی قرآن کریم میں بار بار تلقین کی گئی ہے۔

حقیقی مومن ... اپنی امانتوں اور اپنے عہدوں کا خیال رکھنے والے ہیں

پس ہمیشہ عُہدیداران کو یہ بات سامنے رکھنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے حقیقی مومن کی نشانی ہی یہ بتائی ہے کہ وہ اپنی امانتوں اور اپنے عَہدوں کا خیال رکھنے والے ہیں۔ ان کی نگرانی کرنے والے ہیں۔ یہ دیکھنے والے ہیں کہ کہیں ہمارے سپرد جو امانتیں کی گئی ہیں اور جو ہم نے

خدمت کرنے کا عہد کیا ہے اس میں ہماری طرف سے کوئی کمی اور کوتاہی تو نہیں ہو رہی؟ کیونکہ یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں یہ بھی فرمایا ہے کہ اِنَّ الۡعَهۡدَ کَانَ مَسۡـُٔوۡلًا (بنی اسرائیل:35) کہ ہر عہد کے متعلق ایک نہ ایک دن جواب طلبی ہو گی۔ یہ عبادت تو ایک بنیادی چیز ہے اور یہی انسان کی پیدائش کا مقصد ہے اور اس کا حق تو ہم نے ادا کرنا ہی ہے۔ اس میں سستی تو، خاص طور پر عہدیداروں کی طرف سے بالکل نہیں ہونی چاہیے بلکہ کسی بھی حقیقی مومن کی طرف سے نہیں ہونی چاہیے۔

قوم کا سردار قوم کا خادم ہوتا ہے

اس کے علاوہ بھی بعض باتیں ہیں جن کا عہدیداروں کو خاص طور پر خیال رکھنا چاہیے اور یہ باتیں لوگوں کے حقوق اور افراد جماعت کے ساتھ عہدیداروں کے رویّوں سے تعلق رکھتی ہیں اور اسی طرح یہ باتیں عہدیداروں کے عَہدوں سے بھی تعلق رکھتی ہیں۔

کوئی عہدیدار افسر بننے کے تصور سے یا بنائے جانے کے تصور سے کسی خدمت پر مامور نہیں کیا جاتا بلکہ اسلام میں تو عہدیدار کا تصور ہی بالکل مختلف ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اس طرح بیان فرمایا ہے کہ قوم کا سردار قوم کا خادم ہوتا ہے۔ (کنز العمال کتاب السفر، الفصل الثانی فی آداب السفر، جزء 6 صفحہ 302 حدیث 17513 مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت 2004ء)

پس ایک عہدیدار کا لوگوں کے معاملے میں اپنی امانت کا حق ادا کرنا اس کا قوم کا خادم بن کر رہنا ہے۔ اور یہ حالت اس وقت پیدا ہو سکتی ہے جب انسان میں قربانی کا مادہ ہو۔ اس میں عاجزی اور انکساری ہو۔ اس کا صبر کا معیار دوسروں سے اونچا ہو۔

بعض دفعہ عہدیداروں کو بعض باتیں بھی سننی پڑتی ہیں۔ اگر سننی پڑیں تو سن لینی چاہئیں۔ اپنا یہ جائزہ تو عہدیدار خود ہی لے سکتے ہیں کہ ان کا برداشت کا یہ پیمانہ کتنا اونچا ہے، کس حد تک ہے اور عاجزی کی حالت ان کی کس حد تک ہے۔

بعض دفعہ ایسے عہدیداران کے معاملات بھی سامنے آجاتے ہیں جن میں برداشت

بالکل بھی نہیں ہوتی اور اگر کوئی دوسرا بدتمیزی کر رہا ہے تو یہ بھی تُو تکار شروع کر دیتے ہیں۔ اگر کوئی عام شخص بدتمیز ہے تو اس سے اسے تو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اس کے اخلاق تو یہی کہیں گے بڑا بد اخلاق ہے۔ اس کے اخلاق گرے ہوئے ہیں۔ لیکن جب عہدیدار کے منہ سے غلط الفاظ لوگوں کے سامنے نکلتے ہیں تو عہدیدار کی اپنی عزت اور وقار پر حرف آتا ہے اور ساتھ ہی جماعت کے افراد پر بھی اثر پڑتا ہے۔ جماعت کا جو معیار ہونا چاہیے اور جس معیار پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیں دیکھنا چاہتے ہیں اس میں اگر کہیں بھی ایک بھی ایسی مثال ہو جائے تو جماعت کی بدنامی کا موجب بنتی ہے اور بن سکتی ہے اور یہ مثالیں بعض جگہوں پہ ملتی ہیں۔ مسجدوں میں بھی جھگڑے شروع ہو جاتے ہیں اور یہ باتیں بچوں اور نوجوانوں پر انتہائی برا اثر ڈالتی ہیں۔

مومن اپنے دینی بھائیوں کو اپنے نفسوں پر ترجیح دیتے ہیں

اللہ تعالیٰ ہم سے کیا چاہتا ہے اور قربانی کے اعلیٰ معیار قائم کرنے والوں کا اللہ تعالیٰ نے کس طرح ذکر فرمایا ہے۔ ایک جگہ فرمایا کہ وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ (الحشر:10) کہ مومن جو ہیں اپنے دینی بھائیوں کو اپنے نفسوں پر ترجیح دیتے ہیں۔ یہ مثال انصار نے مہاجرین کے لئے قائم کی۔ اور یہی ایک نمونہ ہے ہمارے لئے۔ یہ نفسوں کو ترجیح دینا تو بڑی دُور کی بات ہے اور بڑی بات ہے، بعض دفعہ تو کسی کا جو حق ہے وہ بھی پوری طرح ادا نہیں کیا جاتا۔ لوگوں کے بعض معاملات عہدیداروں کے پاس یا مرکز میں رپورٹ بھجوانے کے لئے آتے ہیں یا مرکز سے رپورٹ بھجوانے کے لئے بعض معاملات بھیجے جاتے ہیں تو بڑی بے احتیاطی سے معاملے کی رپورٹ دی جاتی ہے۔ صحیح رنگ میں تحقیق نہیں کی جاتی اور رپورٹ بھجوائی جاتی ہے یا معاملے کو اتنا لٹکا دیا جاتا ہے کہ اگر کسی ضرورتمند کی ضرورت پوری کرنے کے لئے کوئی درخواست ہے تو وقت پر ضرورت پوری نہ ہونے کی وجہ سے اس ضرورت مند کو نقصان ہو جاتا ہے یا تکلیف برداشت کرنی پڑتی ہے۔ بعض عہدیداران اپنی مصروفیت کا بھی عذر پیش کر دیتے ہیں۔ بعض کے پاس کوئی عذر نہیں ہوتا صرف عدم توجہی ہوتی ہے۔ اگر ان کے اپنے معاملے ہوں یا کسی قریبی کے معاملے ہوں تو ترجیحات مختلف ہوتی ہیں۔

پس حقیقی خدمت کا جذبہ، قربانی کا جذبہ، اپنی امانت کا صحیح حق ادا کرنا تو یہ ہے کہ ایک فکر کے ساتھ دوسرے کے کام آیا جائے اور جب یہ قربانی کا مادہ ہو اور دوسرے کی تکلیف کو اپنی تکلیف سمجھ کر کام کیا جائے گا تو جماعت کے افراد کا بھی معیار قربانی بڑھے گا۔ ایک دوسرے کے حق مارنے کی بجائے حق دینے کی طرف توجہ ہو گی۔ ہم غیروں کے سامنے تو یہ کہتے ہیں کہ دنیا میں امن تب قائم ہو سکتا ہے جب ہر سطح پر حق لینے اور حق غصب کرنے کی بجائے حق دینے اور قربانی کا جذبہ پیدا ہو لیکن ہمارے اندر اگر یہ معیار نہیں تو ہم ایک ایسا کام کر رہے ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے۔

ایک وصف جو خاص طور پر عہدیداروں کے اندر ہونا چاہیے وہ عاجزی ہے

پھر ایک وصف جو خاص طور پر عہدیداروں کے اندر ہونا چاہیے وہ عاجزی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے عباد الرحمٰن کی یہ نشانی بتائی ہے کہ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ ھَوْنًا (الفرقان:64) کہ وہ زمین پر عاجزی سے چلتے ہیں۔ پس اس کی بھی اعلیٰ مثال ہمارے عہدیداروں میں ہونی چاہیے۔ جتنا بڑا کسی کے پاس عہدہ ہے اتنی ہی زیادہ اسے خدمت کے جذبے سے لوگوں کے ملنے کے لحاظ سے عاجزی دکھانی چاہیے اور یہی بڑا پن ہے۔ لوگ دیکھتے بھی ہیں اور محسوس بھی کرتے ہیں کہ عہدیداروں کے رویّے کیا ہیں۔ بعض دفعہ لوگ مجھے لکھ بھی دیتے ہیں کہ فلاں عہدیدار کا رویّہ ایسا تھا لیکن آج مجھے بڑی خوشی ہوئی کہ اس عہدیدار نے مجھے نہ صرف سلام کیا بلکہ میرا حال بھی پوچھا اور بڑی خوش اخلاقی سے پیش آیا اور اس کے رویّے کو دیکھ کر خوشی ہوئی اور اس سے اس عہدیدار کا بڑا پن ظاہر ہوا۔

پس اکثریت افراد جماعت کی تو ایسی ہے کہ وہ عہدیداروں کے پیار، نرمی اور شفقت کے سلوک سے ہی خوش ہو کر ہر قربانی کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔

اگر کسی عہدیدار کے دل میں اپنے عہدے کی وجہ سے کسی بھی قسم کی بڑائی پیدا ہوتی ہے یا تکبر پیدا ہوتا ہے تو اسے یاد رکھنا چاہیے کہ یہ چیز اللہ تعالیٰ سے دور کرتی ہے اور جب خدا تعالیٰ سے انسان دور ہو جاتا ہے تو پھر کام میں برکت نہیں رہتی اور دین کا کام تو ہے ہی خالصۃً خدا

تعالیٰ کی رضا کے لئے اور جب خدا تعالیٰ کی رضا ہی نہیں رہی تو پھر ایسا شخص جماعت کے لئے بجائے فائدے کے نقصان کا موجب بن جاتا ہے۔

پس ہمیشہ عہدیداروں کو خاص طور پر اس لحاظ سے اپنے جائزے لینے چاہئیں کہ ان میں عاجزی ہے یا نہیں۔ اور ہے تو کس حد تک ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جتنا زیادہ کوئی عاجزی اور خاکساری اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اتنا ہی اسے بلند مرتبہ عطا کرتا ہے۔ (صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ والآداب باب استحباب العفو والتواضع حدیث 6487) پس ہر عُہدیدار کو یاد رکھنا چاہیے کہ اس کو اگر اللہ تعالیٰ نے جماعت کی خدمت کا موقع دیا ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے اور اس احسان کی شکرگزاری اس میں مزید عاجزی اور انکساری کا پیدا ہونا ہے۔ اگر یہ عاجزی اور انکساری مزید پیدا نہیں ہوتی تو اللہ تعالیٰ کے احسان کا شکر ادا نہیں ہوتا۔

عاجزی کے ساتھ بلند حوصلگی کا بھی اظہار ہو

بسا اوقات دیکھنے میں آتا ہے کہ بعض لوگ عام حالات میں اگر ملیں تو بڑی عاجزی کا اظہار کرتے ہیں۔ لوگوں سے بھی صحیح طریق سے مل رہے ہوتے ہیں۔ لیکن جب کسی کا اپنے ماتحت یا عام آدمی سے اختلاف رائے ہو جائے تو فوراً ان کی افسرانہ رَگ جاگ جاتی ہے اور بڑے عہدیدار ہونے کا زعم اپنے ماتحت کے ساتھ متکبرانہ رویے کا اظہار کروا دیتا ہے۔ پس عاجزی یہ نہیں کہ جب تک کوئی جی حضوری کرتا رہے، کسی نے اختلاف نہیں کیا تو اس وقت تک عاجزی کا اظہار ہو۔ یہ بناوٹی عاجزی ہے۔ اصل حقیقت اس وقت کھلتی ہے جب اختلاف رائے ہو یا ماتحت مرضی کے خلاف بات کر دے تو پھر انصاف پر قائم رہتے ہوئے اس رائے کا اچھی طرح جائزہ لے کر فیصلہ کیا جائے۔ پس اس عاجزی کے ساتھ بلند حوصلگی کا بھی اظہار ہو گا اور جب یہ ہو گا تو یہ عاجزی حقیقی عاجزی کہلائے گی۔

عہدیدار قواعد وضوابط پڑھیں اور سمجھیں

ہمیشہ عہدیدار کو اللہ تعالیٰ کا یہ حکم سامنے رکھنا چاہیے کہ وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ

وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا(لقمان:19)اور اپنے گال لوگوں کے سامنے غصہ سے مت پھلاؤ (اپنا منہ نہ پھلاؤ غصہ سے)اور زمین میں تکبر سے مت چلو۔

اختلاف رائے کی میں نے بات کی ہے تو اس بارے میں یہ بھی بتا دوں کہ قواعد بیشک امیر جماعت کو یہ اجازت دیتے ہیں کہ بعض دفعہ وہ عاملہ کی رائے کو ردّ کر کے اپنی رائے کے مطابق فیصلہ کرے لیکن ہمیشہ یہ کوشش کرنی چاہیے کہ سب کو ساتھ لے کر چلا جائے اور مشورے سے، اکثریت رائے سے ہی فیصلے ہوں اور کام ہوں۔

بعض جگہ امراء اس حق کو ضرورت سے زیادہ استعمال کرنے لگ جاتے ہیں۔ اس حق کا استعمال انتہائی صورت میں ہونا چاہیے۔ جہاں یہ پتا ہو کہ جماعت کا یہ مفاد ہے تو پھر وہاں عاملہ پہ واضح بھی کر دیا جائے۔ وسیع تر جماعتی مفاد کو سامنے رکھتے ہوئے یہ ہونا چاہیے۔ اس کے لئے دعا سے اللہ تعالیٰ کی مدد بھی لینی چاہیے۔ صرف اپنی عقل پر بھروسہ نہ کریں۔ واضح ہو کہ یہ حق صدرانِ جماعت کو نہیں۔ جہاں نیشنل صدر ہیں وہاں بھی ان کو نہیں کہ عاملہ کی رائے کو ردّ کرتے ہوئے اپنی رائے کے مطابق فیصلہ کریں۔ اپنے اپنے دائرہ کار کو سمجھنے کے لئے عہدیداران کے لئے ضروری ہے کہ قواعد وضوابط کو پڑھیں اور سمجھیں۔ اگر قواعد وضوابط کے مطابق عمل کریں گے تو بعض چھوٹے چھوٹے مسائل جو عاملہ کے اندر یا افراد جماعت کے لئے بے چینی کا باعث بن جاتے ہیں وہ نہیں بنیں گے۔

ماتحتوں سے حسنِ سلوک کریں

پھر ایک خصوصیت عہدیداران کی یہ بھی ہونی چاہیے کہ وہ ماتحتوں سے حسن سلوک کریں۔ جماعت کے اکثر کام تو رضاکارانہ ہوتے ہیں۔ افراد جماعت جماعتی کام کے لئے وقت دیتے ہیں۔ اس لئے وقت دیتے ہیں کہ وہ خدا تعالیٰ کی رضا چاہتے ہیں۔ اس لئے وقت دیتے ہیں کہ ان کو جماعت سے تعلق اور محبت ہے۔ پس عہدیداروں کو بھی اپنے کام کرنے والوں کے جذبات کا خیال رکھنا چاہیے اور ان سے حسن سلوک سے پیش آنا چاہیے اور یہی اللہ تعالیٰ کا بھی حکم ہے۔

ماتحتوں کو کام سکھانے کی بھی کوشش کرنی چاہیے

پھر اس حسن سلوک کے ساتھ اپنے نائبین اور ماتحتوں کو کام سکھانے کی بھی کوشش کرنی چاہیے تاکہ جماعتی کام بہتر طور پر چلانے کے لئے ہمیشہ کارکن مہیا ہوتے رہیں۔ اس میں تو کوئی شک نہیں ہے کہ جماعت کے کاموں کو اللہ تعالیٰ چلاتا ہے۔ لیکن اگر افسران عہدیداران جن کو کام کا تجربہ ہے کام کرنے والوں کی دوسری لائن تیار کرتے ہیں تو ان کو اس کام کا بھی ثواب مل جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے نہ ہی مجھے، نہ پہلے خلفاء کو کبھی یہ فکر ہوئی کہ جماعتی کام کیسے چلیں گے۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وعدہ ہے۔ وہ انشاء اللہ تعالیٰ کام کرنے والے مخلصین مہیا کرتا رہے گا۔ (ماخوذ از براہینِ احمدیہ، روحانی خزائن جلد اول صفحہ 267 حاشیہ)

جماعت کے کاموں کو خدا تعالیٰ کا فضل چلا رہا ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے وقت میں ایک عہدیدار کا خیال تھا کہ میری حکمت عملی اور میری محنت کی وجہ سے مالی نظام بہت عمدہ طور پر چل رہا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کو جب یہ پتا چلا تو آپ نے اس کو ہٹا کر ایک ایسے شخص کو اس کام پر مقرر کر دیا جس کو مال کی 'الف ب' بھی نہیں پتا تھی۔ لیکن کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا کام ہے اور خلیفۂ وقت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا جو سلوک ہے اس وجہ سے نئے آنے والے افسر جس کو کچھ بھی نہیں پتا تھا اس کے کام میں اتنی برکت پڑی کہ اس سے پہلے کبھی تصور بھی نہیں تھا۔

پس عہدیداروں کو تو اللہ تعالیٰ موقع دیتا ہے۔ جماعتی کارکنوں کو تو اللہ تعالیٰ موقع دیتا ہے۔ واقفین زندگی کو تو خدا تعالیٰ موقع دیتا ہے کہ وہ جماعت کی اور دین کی خدمت کر کے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنیں ورنہ کام تو خود اللہ تعالیٰ کر رہا ہے اور یہ اس کا وعدہ ہے۔ اس لئے کسی کے دل میں یہ خیال نہیں ہونا چاہیے کہ میرا تجربہ اور میرا علم جماعت کے کاموں کو چلا رہا ہے یا میرا تجربہ اور علم جماعت کے کاموں کو چلا سکتا ہے۔ جماعت کے کاموں کو خدا تعالیٰ کا فضل چلا رہا ہے۔ ہماری بہت ساری کمزوریاں، کمیاں ایسی ہیں کہ اگر دنیاوی کام ہو تو ان میں وہ برکت پڑ

ہی نہیں سکتی۔ ان کے وہ اچھے نتیجے نکل ہی نہیں سکتے۔ لیکن اللہ تعالیٰ پردہ پوشی فرماتا ہے اور خود فرشتوں کے ذریعہ سے مدد فرماتا ہے۔

تبلیغ کے مثلاً کام ہیں۔ اس میں ہی ان مغربی ممالک میں بھی اللہ تعالیٰ نے یہاں پلے بڑھے ایسے نوجوان کارکن مہیا کر دیئے ہیں جنہوں نے اپنے طور پر دینی علم حاصل کیا ہے اور پھر مخالفین احمدیت کا منہ بند کرتے ہیں اور ایسے جواب دیتے ہیں کہ انسان حیران رہ جاتا ہے اور پھر بہت سارے ایسے نوجوان ہیں جن کے اس طرح کے جوابوں سے مخالفین کو راہِ فرار کے علاوہ کوئی راستہ نظر نہیں آتا۔ پس عہدیدار خدمت دین کے موقع کو فضل الٰہی سمجھیں، نہ کہ اپنے کسی تجربے یا لیاقت اور قابلیت کی وجہ۔

ایک وصف عہدیداران میں جو ہونا چاہیے وہ بشاشت اور خوش اخلاقی سے پیش آنا ہے

پھر ایک وصف عہدیداران میں جو ہونا چاہیے وہ بشاشت ہے اور خوش اخلاقی سے پیش آنا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا (البقرۃ:84) یعنی اور لوگوں کے ساتھ نرمی سے بات کیا کرو اور ان سے خوش اخلاقی سے پیش آؤ۔

پس یہ بھی ایک بنیادی خُلق ہے جو عہدیداروں میں بہت زیادہ ہونا چاہیے۔ اپنے ماتحتوں سے، اپنے ساتھ کام کرنے والوں سے بھی جب بات چیت کریں اور اسی طرح جب دوسرے لوگوں سے بھی بات کریں تو اس بات کا خیال رکھیں کہ ان کے ساتھ اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ ہونا چاہیے۔ بعض دفعہ انتظامی معاملات کی وجہ سے سختی سے بات کرنے کی ضرورت پڑ جاتی ہے لیکن یہ ضرورت انتہائی قدم ہے اور اگر پیار سے کسی کو سمجھایا جائے اور عہدیدار لوگوں کو یہ احساس دلا دیں کہ ہم تمہارے ہمدرد ہیں تو ننانوے فیصد ایسے لوگ ہیں جو سمجھ جاتے ہیں اور جماعت سے اس لئے تعاون کرنے پر آمادہ ہوتے ہیں کہ جماعت سے ان کو ایک تعلق ہے۔ لیکن بڑی اور اہم شرط یہی ہے کہ لوگوں میں یہ احساس پیدا کیا جائے یا لوگوں کو یہ احساس ہو جائے کہ عہدیدار ہمارے ہمدرد ہیں۔ نرمی سے لوگوں سے بات کریں۔

کسی کی غلطی پر شروع میں ہی اس طرح پکڑ نہ کر لیں کہ دوسرے کو اپنی صفائی کا صحیح

طرح موقع ہی نہ ملے۔ ہاں جو عادی ہیں، بار بار کرنے والے ہیں، بات بات پر فتنہ اور فساد پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں ان کے ساتھ سختی بھی کرنی پڑتی ہے لیکن اس کے لئے پوری طرح تحقیق ہونی چاہیے۔ اور پھر ساتھ ہی یہ سختی بھی ذاتی عناد کی شکل اختیار کرنے والی نہیں ہونی چاہیے بلکہ اصلاح کے لئے ہونی چاہیے۔

آسانیاں پیدا کرنے کے طریق سوچیں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر اپنے مقرر کردہ یمن کے والیوں کو یہ نصیحت فرمائی تھی کہ لوگوں کے لئے آسانی پیدا کرنا۔ مشکلیں نہ پیدا کرنا۔ اور محبت اور خوشی پھیلانا۔ نفرت کو نہ پنپنے دینا۔(مسند احمد بن حنبل جلد 6 صفحہ 638 حدیث 19935 مسند ابو موسیٰ الاشعری مطبوعہ عالم الکتب بیروت1998ء)

پس یہ ایسی نصیحت ہے جو عہدیداروں اور افراد جماعت کے درمیان بھی تعلقات میں خوبصورتی پیدا کرتی ہے اور پھر اس کے نتیجہ میں آپس میں افراد جماعت میں بھی ایک دوسرے کے جذبات کا خیال رکھنے کی روح پیدا ہوتی ہے۔ پس عہدیداروں کی اور خاص طور پر امراء، صدران اور تربیت کے شعبوں اور فیصلہ کرنے والے اداروں کی بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ لوگوں کے لئے آسانیاں پیدا کرنے کے طریق سوچیں۔ لیکن یہ بھی خیال رہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکامات کے اندر رہتے ہوئے یہ طریق اختیار کرنے ہیں۔ دنیاداروں کی طرح نہیں کہ آسانیاں پیدا کرنے کے لئے خدا تعالیٰ کے حکموں کو بھول جائیں۔ ہم نے شریعت کے دائرے کے اندر رہتے ہوئے، خدا تعالیٰ کی رضا کو مقدم رکھتے ہوئے بندوں کے بھی حق ادا کرنے ہیں اور اپنے عہدوں اور اپنی امانتوں کی بھی حفاظت کرنی ہے۔

اصل مقصد تو خدا تعالیٰ کو خوش کرنا اور اس کی رضا حاصل کرنا ہے

پھر جیسا کہ میں نے کہا کہ قواعد وضوابط کی کتاب کو ہر عہدیدار کو دیکھنا چاہیے اور اپنے شعبے کے کاموں کا علم حاصل کرنا چاہیے۔ ہر ایک کو اپنی حدود کا علم ہونا چاہیے۔ بعض دفعہ

عہدیداروں کو اپنی حدود کا بھی پتا نہیں ہوتا۔ ایک شعبہ ایک کام کر رہا ہوتا ہے جبکہ قواعد وضوابط میں دوسرے شعبہ میں وہ کام لکھا ہوتا ہے۔ یا بعض دفعہ ایسا باریک فرق کاموں کے بارے میں ہوتا ہے جس پر غور نہ کرتے ہوئے دو شعبے ایک دوسرے کی حد میں داخل ہو رہے ہوتے ہیں۔

گزشتہ دنوں میں میری یہاں یوکے (UK) کی مجلس عاملہ سے بھی میٹنگ تھی وہاں بھی مجھے احساس ہوا کہ اس باریک فرق کو نہ سمجھنے کی وجہ سے بلا وجہ کی بحث شروع ہو جاتی ہے۔ اگر قواعد کو پڑھیں تو اس طرح وقت ضائع نہ ہو۔ مثلاً تبلیغ کے شعبہ نے تبلیغی مہم بھی چلانی ہے اور رابطے بھی کرنے ہیں۔ رابطوں سے ہی تبلیغ آگے پھیلے گی۔

اسی طرح شعبہ امور خارجہ ہے اس نے بھی رابطے کرنے ہیں اور جماعت کا تعارف بھی کروانا ہے۔ دونوں کا دائرہ علیحدہ ہے۔ ایک نے تبلیغی مقصد کے لئے کام کرنا ہے۔ دوسرے نے اپنی پبلک ریلیشن کے لئے یہ کام کرنا ہے۔ تعلقات بڑھانے کے لئے یہ کام کرنا ہے۔

اصل مقصد تو جماعت کا تعارف اور دین کی طرف رہنمائی ہے تا کہ دنیا کو خدا تعالیٰ کی طرف لا کر ہم ان کی دنیا و عاقبت بھی سنوارنے کی کوشش کریں اور دنیا کے امن کی صورتحال کی طرف بھی توجہ دلائی جائے۔ دنیاوی طور پر کوئی کریڈٹ لینا تو ہمارا مقصد نہیں ہے۔ اصل مقصد تو خدا تعالیٰ کو خوش کرنا اور اس کی رضا حاصل کرنا ہے۔ اگر شعبے آپس میں تعاون سے کام کریں تو نتیجہ کئی گنا بہتر نکل سکتا ہے۔

پھر اکثر جگہوں سے اس بات کا بھی اظہار کیا جاتا ہے کہ شعبوں کے بجٹ صحیح طرح مختص نہیں کئے جاتے۔ ہر شعبے کو بجٹ جو شوریٰ میں پاس ہوا ہوتا ہے وہ بجٹ دیا جانا چاہیے اور اس کے خرچ کا متعلقہ سیکرٹری کو اختیار ہونا چاہیے۔

ہاں یہ ضروری ہے کہ سیکرٹری سال کے کام کا منصوبہ عاملہ میں پیش کرے اور اس منظور شدہ منصوبے کے مطابق خرچ ہو اور پھر کام کا جائزہ ہر عاملہ میٹنگ میں لیا جائے اور اگر منظور شدہ منصوبے میں یا کام کے طریق میں کسی تبدیلی کی ضرورت ہو یا بہتری کی گنجائش کی طرف کسی کی توجہ ہو اور دلائی جائے تو اس پر دوبارہ غور کر لیا جائے۔

ہدایات...پر فوری اور پوری توجہ سے عملدرآمد کریں

پھر امراء اور صدران اور جماعتی سیکرٹریان کا یہ بھی بہت اہم کام ہے کہ مرکز سے جو ہدایات جاتی ہیں یا سرکلر جاتے ہیں ان پر فوری اور پوری توجہ سے عملدرآمد کریں اور اپنی جماعتوں کے ذریعہ بھی کروایا جائے۔ بعض جماعتوں کے بارے میں یہ شکایات ملتی ہیں کہ مرکزی ہدایات پر پوری طرح عمل نہیں کیا جاتا۔ اگر کسی ہدایت کے بارے میں کسی خاص ملک یا جماعت کو ملکی حالات کی وجہ سے کچھ تحفظات ہوں تو پھر بھی فوری طور پر مرکز سے رابطہ کر کے حالات کے مطابق اس میں تبدیلی کرنے کی درخواست کرنی چاہیے اور یہ کام امیر جماعت اور صدر کا ہے۔ لیکن یہ کسی طور پر بھی مناسب نہیں کہ اپنی عقل لڑاتے ہوئے اس ہدایت کو ایک طرف رکھ کر دبا دیا جائے اور اس پر عمل نہ کروایا جائے اور نہ ہی مرکز کو اطلاع کی جائے۔ کسی بھی امیر یا صدر جماعت کی جو یہ حرکت ہے یہ مرکز گریز رویّہ سمجھی جائے گی اور اس بارہ میں پھر مرکز کارروائی بھی کر سکتا ہے۔

مقامی جماعتوں کے سیکرٹریان کو فعّال کریں اور ہر موصی ان کے رابطے میں ہو

موصیان کے بارہ میں بھی مَیں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ پہلی بات تو موصیان کو یہ یاد رکھنی چاہیے کہ اپنے چندے کی باقاعدہ ادائیگی اور اس کا حساب رکھنا ہر موصی کی اپنی ذمہ داری ہے۔ لیکن مرکزی دفتر اور متعلقہ سیکرٹریان کا بھی کام ہے کہ ہر موصی کا حساب مکمل رکھیں اور جب ضرورت ہو انہیں یاد دہانی بھی کروائیں کہ ان کے چندے کی کیا صورتحال ہے؟ ملکی جماعت کا کام ہے کہ مقامی جماعتوں کے سیکرٹریان کو فعّال کریں اور ہر موصی ان کے رابطے میں ہو۔

بعض دفعہ دیکھنے میں آتا ہے کہ کسی معاملے میں کسی شخص کے بارے میں رپورٹ منگوائی جاتی ہے اور وہ شخص موصی ہوتا ہے۔ رپورٹ میں ذکر کر دیا جاتا ہے کہ اس نے اتنے عرصے سے وصیت کا چندہ نہیں دیا۔ جب پوچھا جائے کہ وصیت کا چندہ نہیں دیا تو وصیت کس طرح قائم ہے؟ تو پھر تحقیق کرنے پر پتا چلتا ہے کہ موصی کا قصور نہیں تھا۔ اس نے تو چندہ دیا

تھا لیکن ریکارڈ رکھنے والوں نے، دفتر نے صحیح ریکارڈ نہیں رکھا۔ ایک تو ایسی رپورٹ بلاوجہ موصی کو پریشان کرنے کا موجب بنتی ہے۔ دوسرے جماعتی نظام کی کمزوری کا بھی برا اثر پڑتا ہے۔ اب تو ٹھوس حسابات کا انتظام ہو چکا ہے۔ بڑا systematic طریقہ ہے۔ کمپیوٹر ہیں، سب کچھ ہیں۔ ایسی غلطی ہونی نہیں چاہیے۔

ہر ملک کے سیکرٹریان وصایا اور سیکرٹریان مال اپنے ملک کی ہر جماعت کے متعلقہ سیکرٹریان کو فعّال کریں اور امرائے جماعت کا بھی یہ کام ہے کہ اس کا وقتاً فوقتاً جائزہ لیتے رہا کریں۔ صرف چندہ جمع کرنا اور اس کی رپورٹ کرنا ان کا کام نہیں ہے بلکہ اس نظام کو قابل اعتماد بنانا اور مرکز اور مقامی جماعتی نظام میں مضبوط ربط پیدا کرنا بھی امراء کا کام ہے۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 15 جولائی 2016ء بحوالہ الفضل انٹرنیشنل مؤرخہ 5 اگست 2016ء صفحہ 5-8)

نماز انسان کو اطمینان قلب عطا کرتی ہے

"پیارے انصار بھائیو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے یہ جان کر بہت خوش ہوئی ہے کہ مجلس انصاراللہ فن لینڈ کو اپنا سالانہ اجتماع منعقد کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کا انعقاد ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے۔ آمین

مجھ سے اس موقعہ پر پیغام بھجوانے کی درخواست کی گئی ہے۔ میں آپ کو نماز کی ادائیگی کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں مختلف مقامات پر نماز کا حکم دیا ہے اور اس کی اہمیت اور افادیت بیان فرمائی ہے۔ احادیث میں بھی نماز کے مسائل اور اس کی تفصیلات بیان ہوئی ہیں۔ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک قوم مسلمان ہوئی اور انہوں نے آپ کی خدمت میں عرض کی کہ یارسول اللہ ہمیں نماز معاف کر دی جائے۔ مگر آپ نے یہی فرمایا کہ دیکھو جس مذہب میں خدا تعالیٰ کی عبادت نہیں وہ مذہب ہی کچھ نہیں۔" (ملفوظات جلد 5 صفحہ 614)

آپ سب انصار اللہ کے ممبر ہیں۔ اس عمر میں طبعی طور پر انسان کے دل میں فکرِ آخرت پیدا ہو جاتی ہے۔ اگر کوئی اس عمر میں بھی نماز سے غافل ہے تو یہ بہت فکر والی بات ہے۔ نماز انسان کو اطمینان قلب عطا کرتی ہے۔ برائیوں سے اور فحشاء سے بچاتی ہے اور روحانی ترقی عطا کرتی ہے۔ یہ وہ معراج ہے جو بندے کو اللہ تعالیٰ کی رضا عطا کرتی ہے اور اس کی دنیا و عاقبت سنوارتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔

جو لوگ نمازوں کے پابند ہوتے ہیں وہ ہر پہلو سے اپنی دینی حالت بہتر بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان میں تبلیغ کا شوق بھی پیدا ہو جاتا ہے۔ وہ دینی خدمت کے کاموں میں مستعدی سے حصہ لینے لگتے ہیں۔ پھر وہ ہمیشہ خلافت سے بھی اپنا تعلق مضبوط کرنے کی کوشش کرتے ہیں

اور اس کے لئے خود بھی خلیفہ وقت کو دعائیہ خطوط لکھتے ہیں اور اپنے اہلِ خانہ کو بھی اس کی اہمیت اور برکات سے آگاہ کرتے ہیں۔ ایسے لوگ ایمان و اخلاص میں مسلسل ترقی کرتے رہتے ہیں اور ان پر برکتوں کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔

پس آپ بھی ان برکتوں کے حصول کے لئے ان سب نیکیوں کو اپنائیں اور اس کی ابتدا نمازوں کی ادائیگی سے کریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بلاناغہ پنجوقتہ نماز موافق حکم خدا اور اس کے رسول ادا کرنے کو شرائطِ بیعت میں شامل فرمایا ہے۔

پس نماز ایک اہم اسلامی فریضہ ہے۔ اس کے ایسے پابند ہو جائیں کہ پھر کبھی یہ سلسلہ منقطع نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق عطا فرمائے۔ آمین“

(پیغام بر موقع سالانہ اجتماع مجلس انصاراللہ فن لینڈ 2016ء بحوالہ الفضل انٹرنیشنل 18 نومبر 2016ء صفحہ 2)

اجتماع کا مقصد اللہ تعالیٰ سے تعلق اور آپس میں محبت و اخوت میں بڑھنا ہے

”آج سے مجلس انصار اللہ اور لجنہ اماء اللہUK کا اجتماع شروع ہو رہا ہے۔ ہمارے اجتماعات کی اصل روح تو یہ ہے جس کے لئے کوشش ہونی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ سے تعلق اور آپس میں محبت و اخوت میں بڑھا جائے۔ علمی پروگرام اور مقابلے اس روح کے ساتھ ہونے چاہئیں کہ ہم نے ان باتوں سے کچھ سیکھ کر اپنی زندگیوں کا حصہ بنانا ہے۔ بعض کھیلوں کے بھی پروگرام ہوتے ہیں تو اس لئے کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کے لئے صحت مند جسم بھی ضروری ہے ورنہ نہ ہی انصار اللہ کی کھیل کود کی عمر ہے اور نہ ہی بائیس تیئس سال کی عمر کے بعد عموماً عورتیں کھیلوں میں کوئی زیادہ شوق رکھتی ہیں۔ پس ورزشی مقابلوں کا مقصد یہ بھی ہوتا ہے کہ اپنی جسمانی صحت کی طرف توجہ رہے اور صرف مقابلوں میں حصہ لینے والے نہیں بلکہ دوسرے بھی کم از کم سیر یا پھر ہلکی پھلکی ورزش سے اپنے جسموں کو چست رکھیں۔ تو بہر حال ان اجتماعوں کا اصل مقصد تو یہ ہے کہ ہمیں اپنی دینی اور علمی صلاحیتوں کو اجاگر کرنے کی طرف توجہ ہو۔

انصار کی ذمہ داریوں... کا خلاصہ انصار اللہ کے عہد میں بیان ہو گیا

صدر صاحب انصار اللہ نے مجھے کہا کہ خطبہ میں انصار کو مخاطب کر کے کچھ کہہ دیں۔ انصار اللہ کی عمر تو ایک ایسی عمر ہے جس میں انسان کی سوچ mature ہوتی ہے، پختہ ہوتی ہے اور خود انہیں اپنی ذمہ داریوں کا احساس ہونا چاہیے اور ان ذمہ داریوں کی طرف توجہ دینی چاہیے۔

ایک تو پختہ عمر ہونا اور دوسرے ان بڑی عمر کے لوگوں کی مجلس کا نام انصار اللہ ہونا ہر ممبر کو، ہر احمدی مرد کو جو چالیس سال سے اوپر ہے اپنی ذمہ داری کی ادائیگی کا احساس دلانے کے لئے کافی ہے۔ یہ ذمہ داری یا ذمہ داریاں کیا ہیں جن کو ایک ناصر کو ادا کرنا چاہیے؟ ان کا خلاصہ انصار اللہ کے عہد میں بیان ہو گیا۔

انصار اللہ کے معیار سب سے اعلیٰ ہونے چاہئیں

پہلی بات یہ کہ ہر ناصر، ہر شخص جو مجلس انصار اللہ کا ممبر ہے اسلام کی مضبوطی اور احمدیت پر سچے دل سے قائم ہونے کی کوشش کرے اور اسلام کی مضبوطی کے لئے کوشش اپنے علم اور طاقت سے نہیں ہو سکتی۔

اسلام اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا دین ہے اور تعلیم کے لحاظ سے کامل اور مکمل دین ہے۔ اس میں کسی انسان نے تو کوئی اور مضبوطی پیدا نہیں کرنی ہے۔ ہاں اپنے آپ کو اس سے مضبوط تعلق پیدا کرنے کے لئے کوشش کی ضرورت ہے تا کہ اس کامل اور مکمل دین کا ہم مضبوط حصہ بن سکیں۔ اور یہ بات خدا تعالیٰ سے تعلق کے بغیر پیدا نہیں ہو سکتی۔ اس کے لئے ہر احمدی کو کوشش کرنی چاہیے اور انصار اللہ کے معیار سب سے اعلیٰ ہونے چاہئیں۔ اللہ تعالیٰ سے تعلق اس وقت تک مکمل نہیں ہو سکتا جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تعلق نہ ہو جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے خود ہمیں حکم دیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود اور سلام بھیجو، اس کی طرف توجہ دو۔ پس یہ بہت ضروری چیز ہے۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آنے کا حق ادا کرنا ہے۔ جب یہ حق قائم ہو گا تو تبھی احمدیت پر ہم سچے دل سے قائم ہوں گے۔ اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے تکمیل اشاعت اسلام کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھیجا ہے اور احمدیت پر سچے دل سے قائم ہونا تبھی ثابت ہو گا جب ہم اشاعت اسلام اور تبلیغ اسلام میں بھرپور حصہ لیتے ہوئے اپنے آپ کو انصار اللہ ثابت کریں گے۔ پس ایک تو یہ ذمہ داری ہے۔

خلافت احمدیہ سے وفا کا تعلق اور اس کی حفاظت

پھر آپ نے، انصار نے اپنے عہد میں ایک عہد یہ بھی کیا یا دوسرے لفظوں میں اس ذمہ داری کو نبھانے کا، اٹھانے کا وعدہ اور اعلان کیا کہ خلافت احمدیہ سے وفا کا تعلق اور اس کی حفاظت کے لئے کوشش کریں گے۔ یہ کوشش کس طرح ہو گی؟ یہ کوشش تبھی ہو گی جب انصار خلافت کے کاموں اور پروگراموں کو آگے بڑھانے کے لئے اس کے مددگار بنیں گے اور یہ تبھی ہو سکتا

ہے جب انصار اپنے آپ کو خلیفہ وقت کی باتوں کے سننے کی طرف متوجہ رکھیں گے اور اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس زمانے میں ایم ٹی اے کی نعمت بھی عطا فرمائی ہے جس کے ذریعہ کہیں دُور بیٹھے ہوئے ان باتوں کو سنا جاسکتا ہے۔

پس انصار اللہ کو اپنے آپ کو اس کے ساتھ جوڑنے کی ضرورت ہے۔ اسی طرح یہ بھی عہد کیا کہ اولادوں کو بھی خلافت سے جوڑیں گے تو علاوہ اَور باقی تربیتی باتوں کے اپنی اولادوں کو بھی اس ذریعہ سے خلافت کے ساتھ جوڑ دیں تاکہ نسلاً بعد نسلٍ یہ وفاؤں کے سلسلے چلتے رہیں اور قائم رہیں تاکہ خدمت اسلام اور اشاعت اسلام کا کام ہمیشہ جاری رہے کیونکہ اشاعت اسلام کا کام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد آپ کے ہی اعلان کے مطابق قدرت ثانیہ کے ذریعہ سے ہونا ہے جو نظام خلافت ہے۔

پس اس کے لئے ہر قربانی کے عہد پر نظر رکھیں۔ یہ عہد آپ نے کیا کہ ہر قربانی آپ کریں گے تو اس پر نظر رکھیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 30 ستمبر 2016ء بحوالہ الفضل انٹرنیشنل مؤرخہ 21 اکتوبر 2016ء صفحہ 5)

جماعت احمدیہ میں اطاعت کا معیار

”صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے خاص فضل سے عمومی طور پر انتظامات بھی اچھے ہوتے ہیں۔ ہمارے پاس ہر شعبہ کی پیشہ وارانہ مہارت رکھنے والے لوگ نہیں ہیں جو مختلف شعبہ جات میں کام کر کے اس کے بہتر معیار پیدا کر سکیں۔ رضا کار ہیں، والنٹیئرز ہیں، خدام میں سے بھی، اطفال میں سے بھی، انصار میں سے بھی، لجنہ اور ناصرات میں سے بھی۔ افسر بھی ان میں سے مقرر ہوتے ہیں، ماتحت بھی مقرر ہوتے ہیں۔ بعض دفعہ دنیاوی تعلیم کے لحاظ سے کم پڑھا لکھا افسر مقرر کر دیا جاتا ہے تو چاہے کوئی ڈاکٹر ہو، انجنیئر ہو، پی۔ ایچ۔ ڈی ہو اس کی اطاعت کرتا ہے۔ کوئی یہ فرق نہیں ہوتا کہ میری تعلیم اعلیٰ یا میرا رتبہ اعلیٰ ہے۔ یہ اطاعت کا معیار جماعت احمدیہ میں ہم دیکھتے ہیں۔ اور ہر طرح سے پھر تعاون بھی کرتے ہیں۔ نہ صرف تعاون بلکہ جیسا کہ میں نے پہلے کہا پوری اطاعت کرتے ہیں اور اطاعت کرتے ہوئے اپنے جو بھی فرائض ہیں، ڈیوٹی ہے، خدمت ہے اس کو سر انجام دیتے ہیں۔

اپنی روحانی حالت اور اللہ تعالیٰ سے تعلق کو بڑھائیں

... پس یہ تو اللہ تعالیٰ کا کام ہے جو وہ کر رہا ہے اور جماعت کا تعارف پھیل رہا ہے لیکن ساتھ ہی یہ بات ہماری توجہ بھی اس طرف پھیرتی ہے کہ ہم انہی باتوں پر خوش نہ ہو جائیں بلکہ اپنی روحانی حالت اور اللہ تعالیٰ سے تعلق کو بڑھائیں۔ ہر اس بات کو برا سمجھیں جسے اللہ تعالیٰ نے برا کہا ہے اور ہر اس بات پر عمل کریں جس کے کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ خدمت کا موقع دے رہا ہے تو اسے فضلِ الٰہی جانیں اور تمام عہدیداران بھی اور خدمت کرنے والے بھی اپنے فرائض کو تقویٰ پر چلتے ہوئے انجام دینے کی کوشش کریں۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 14 اکتوبر 2016ء بحوالہ الفضل انٹر نیشنل مؤرخہ 4 نومبر 2016ء صفحہ 5-8)

امیر جماعت سمیت ہر ایک اپنی عمر کے لحاظ سے متعلقہ ذیلی تنظیم کا ممبر ہوتا ہے

”بعض کے دل میں یہ خیال پیدا ہو گیا ہے کہ کیونکہ ہم وقف نَو میں ہیں اس لئے ہمیں اگر لڑکیاں ہیں تو ناصرات اور لجنہ اور لڑکے ہیں تو اطفال اور خدام کے پروگراموں میں شامل ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہماری تنظیم ایک علیحدہ تنظیم بن گئی۔

یہ بالکل غلط تصور ہے اگر کسی کے دل میں ہے۔ جماعت کا تو کوئی عہدیدار بھی حتی کہ امیر جماعت بھی اپنی عمر کے لحاظ سے متعلقہ ذیلی تنظیم کا ممبر ہوتا ہے۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 28 اکتوبر 2016ء بحوالہ الفضل انٹرنیشنل مؤرخہ 18 نومبر 2016ء صفحہ 7)

مسجدوں کی آبادی سب سے پہلے عہدیداروں کا فرض ہے

"پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مسجدوں کی حقیقی آبادی انہی لوگوں سے ہے جو ایمانی اور اعتقادی لحاظ سے بھی مضبوط اور عملی لحاظ سے بھی بڑھتے چلے جانے والے ہیں۔ سب سے پہلے یہ فرض جماعت کے عہدیداروں اور ذیلی تنظیموں کے عہدیداروں کا ہے کہ مسجدوں کی آبادی کو اپنی حاضری سے لازمی بنائیں۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 4نومبر 2016ء بحوالہ الفضل انٹر نیشنل مؤرخہ 25نومبر 2016ء صفحہ 7)

اللہ تعالیٰ سے مدد مانگیں کہ صحیح فیصلہ کی توفیق دے

’’پس ہر احمدی کو اور خاص طور پر یہاں مَیں کہوں گا عہدیداروں کو یہ دیکھنے کی ضرورت ہے کہ وہ کس حد تک اپنی امانتوں کے حق ادا کرتے ہوئے انصاف اور عدل کے اس معیار پر قائم ہیں کہ ان کا ہر فیصلہ جو ہے وہ انصاف کے اعلیٰ معیاروں کو حاصل کرنے والا ہو۔

... بعض عُہدیداروں یا اُن لوگوں کے بارے میں جن کے پاس باقاعدہ عہدہ تو نہیں لیکن بعض خدمات سپرد کی گئی ہیں، لوگوں کو شکایت ہے کہ وہ انصاف سے کام نہیں لیتے۔ بعض اپنے قریبیوں کے حق میں فیصلہ کا رجحان رکھتے ہیں یا فیصلے کرتے ہیں۔ یہ ٹھیک ہے کہ کسی نہ کسی کے حق میں فیصلہ ہونا ہوتا ہے اور دوسرے فریق کے خلاف فیصلہ ہونا ہے لیکن دونوں فریقین کو یہ تسلی ہونی چاہیے کہ ہماری بات سنی گئی ہے اور سُننے کے بعد فیصلہ کرنے والے نے اپنی عقل کے مطابق نتیجہ اخذ کیا ہے۔

جن معاملات میں Public dealing ہوتی ہے ان میں ایک تو قضاء کا شعبہ ہے جو لوگوں کے آپس کے اختلافات میں فیصلہ کرتا ہے۔ پھر اُمورِ عامہ کا شعبہ ہے، اس کا بھی کچھ نہ کچھ تعلق ہے۔ پھر تربیت کا شعبہ ہے اور اصلاحی کمیٹی کا بھی کام ہے۔ پھر بعض معاملات میں تحقیق کے لئے کمیشن بنائے جاتے ہیں، ان کا بھی بعض دفعہ یہ کام ہو جاتا ہے اور کمیشن بھی فریقین کی باتیں سنتا ہے۔

پس ہر شعبہ کا کام ہے کہ فیصلہ کرتے وقت اپنی تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ غور اور تدبر اور ہر چیز کی باریکی کو سامنے رکھتے ہوئے اور اس باریکی کو دیکھتے ہوئے فیصلہ کرے۔ دعا کریں، اللہ تعالیٰ سے مدد مانگیں کہ صحیح فیصلہ کی توفیق دے۔ کوئی فیصلہ کرنے سے پہلے دعا ضرور کرنی چاہیے۔ بعض ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم فیصلہ کرنے سے پہلے جب تک کچھ نفل نہ پڑھ لیں فیصلہ نہیں کرتے۔ لیکن ایسے بھی ہیں جو بعض دفعہ لاپرواہی سے فیصلے کر جاتے ہیں یا کسی ذاتی رجحان کی وجہ سے فیصلے کر جاتے ہیں۔

ہر کارکن کا کام ہے کہ ہر آنے والے کے ساتھ عزت اور احترام سے پیش آئے

اسی طرح لوگوں سے معاملات اور dealing میں جنرل سیکرٹری کا شعبہ ہے۔ جنرل سیکرٹری اور اس کے دفتر میں کام کرنے والے ہر کارکن کا کام ہے کہ ہر آنے والے کے ساتھ عزت اور احترام سے پیش آئے۔ یہ نہیں کہ جو پسندیدہ لوگ ہیں اور دوست ہیں ان کے لئے اور روّیے ہوں اور جو ناواقف ہیں یا جن کے ساتھ تعلقات اچھے نہیں ہیں، ان کے ساتھ منفی رویّے ہوں۔ اور باقی شعبوں کے افسران کو جن جن کی بھی Public dealing ہے اس بات کی نگرانی کرنی چاہیے کہ ان کے ساتھ کام کرنے والا ہر کارکن اور مددگار انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے اپنا کام کر رہا ہے یا نہیں۔

یہ امانتیں ہیں جو کام کرنے والوں کے سپرد کی گئی ہیں اور کوئی خدمت کسی کے بھی سپرد کرتے وقت اس سے چاہے یہ عہد لیا جائے یا نہ کہ میں اپنے کام اپنی تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے سرانجام دوں گا۔ اس کا کسی بھی خدمت کو قبول کرنا ہی یہ عہد بن جاتا ہے کہ میں انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے کام کروں گا۔ (اور) یہ ایک ایسی امانت ہے جس کی ذمہ داری قبول کرنا خالصۃً اللہ تعالیٰ کی خاطر ہونا چاہیے۔

ویسے تو ہر مومن اس بات کا پابند ہے کہ وہ اپنی امانت اور عہد کی حفاظت کرے اور اس کا حق ادا کرے جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں بھی فرماتا ہے کہ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ (المومنون:9) کہ مومن وہ ہیں جو اپنی امانتوں اور عہدوں کا خیال رکھتے ہیں لیکن جو خالصۃً لِلّٰہ کام کرنے والے ہیں یا کرتے ہیں یا یہ کہتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کی خاطر کام کر رہے ہیں۔ جن کے سپرد خاص طور پر ذمّہ داریاں کی گئی ہیں انہیں ایک عام مومن سے بھی بڑھ کر کس قدر محتاط ہونا چاہیے۔

استغفار کرتے ہوئے اپنی اصلاح کی کوشش کرنی چاہیے

یہاں یہ بھی واضح کر دوں کہ صرف یہ نہ سمجھیں کہ مرکزی عہدیدار ہی مخاطب ہیں

بلکہ صدران اور اُن کی عاملہ کے ممبران بھی شامل ہیں جن کو اپنے جائزے لینے چاہئیں کہ کیا وہ انصاف کے تمام تقاضے پورے کر رہے ہیں۔

... ہر جگہ اپنے رویّوں کو درست کرنے کی ضرورت ہے ورنہ انصاف کے تقاضے پورے نہ کر کے نہ صرف امانت اور عُہدوں کا خیال نہیں رکھ رہے بلکہ خیانت کے مرتکب ہو رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ خیانت کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

خدمت کر کے ثواب لینے کی بجائے ناانصافیاں کر کے یا متکبرانہ رویّے دکھا کر اللہ تعالیٰ کی ناراضگی لینے والے بن جاتے ہیں۔ پس جہاں غلطیاں ہوتی ہیں وہاں غلطیوں کو چھپانے کے لئے عذر لنگ تلاش کرنے کی بجائے، غلط قسم کے عُذر تلاش کرنے کی بجائے استغفار کرتے ہوئے اپنی اصلاح کی کوشش کرنی چاہیے۔

خالص ہو کر اللہ تعالیٰ کی خاطر ہر ایک عہدیدار کو کام کرنا چاہیے

پس ہمارے عُہدیداروں کو اپنا جائزہ لینا چاہیے کہ کیا وہ اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے اصول کے مطابق انصاف کے تمام تقاضے پورے کر رہے ہیں؟ اپنے کام سے بھی انصاف کر رہے ہیں اور جن سے واسطہ پڑ رہا ہے ان سے بھی انصاف کر رہے ہیں؟ صرف صدر ہونا یا سیکرٹری ہونا یا امیر ہونا کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ یہ عُہدے نہ کسی کی بخشش کے سامان کرنے والے ہیں، نہ ہی اللہ تعالیٰ پر اور اس کی جماعت پر کوئی احسان ہے۔ اگر یہ اپنی امانتوں اور عُہدوں کے اس طرح حق ادا نہیں کر رہے جس طرح خدا تعالیٰ چاہتا ہے اور خالص ہو کر ادا نہیں کر رہے تو کوئی فائدہ نہیں۔

پس ہر فیصلہ میں انصاف کے تمام تقاضے پورے کریں اور خالص ہو کر اللہ تعالیٰ کی خاطر ہر ایک عہدیدار کو کام کرنا چاہیے۔ اگر کوئی معاملہ سامنے آئے جس کے بارے میں پہلے غلط فیصلہ ہو چکا ہے تو جیسا کہ میں نے کہا اپنی غلطی تسلیم کرتے ہوئے اُن فیصلوں کو درست کریں۔

اپنے اخلاق کو بھی درست کریں اور اللہ تعالیٰ کے اِس حکم کو بھی یاد رکھیں کہ وَقُوۡلُوۡا لِلنَّاسِ حُسۡنًا (البقرہ:84) کہ لوگوں کے ساتھ نرمی اور ملاطفت سے بات کرو، اعلیٰ اخلاق سے بات کرو۔

جیسا کہ میں نے کہا کہ دنیا کے ہر ملک میں عُہدیداروں کو اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے...اِس لحاظ سے ہمیں ہر معاملے میں اپنے نمونے قائم کرنے کی ضرورت ہے۔ ہمارا ہر عُہدیدار خاص طور پر اور ہر احمدی عموماً دنیا کے سامنے ایک رول ماڈل ہونا چاہیے۔ جہاں دنیا میں فتنے فساد اور افراتفری اور حقوق غصب کرنے کے نمونے نظر آتے ہیں وہاں جماعت میں انصاف اور حقوق کی ادائیگی کے نمونے نظر آنے چاہئیں۔ اس تعارف سے دنیا والے دیکھیں گے کہ جماعت کس طرح کی ہے۔ ہر فرد جو ہے وہ ایک نمونہ ہے...

جماعت کا ہر عہدیدار اپنی ذمہ داریوں کو سمجھے

پھر ایک حدیث میں آپ نے فرمایا جو عُہدیداروں کو بھی سامنے رکھنی چاہیے اور ہر احمدی کو بھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ تین اُمور کے بارے میں مسلمان کا دل خیانت نہیں کر سکتا اور وہ تین باتیں یہ ہیں۔ خدا تعالیٰ کے لئے کام میں خُلوصِ نیت۔ دوسرے ہر مسلمان کے لئے خیر خواہی۔ اور تیسرے جماعت مسلمین کے ساتھ مل کر رہنا۔

...جماعت کا ہر عہدیدار اپنی ذمہ داریوں کو سمجھے۔ اپنے عہدوں اور اپنی امانتوں کو پورا کرنے والا اور ادا کرنے والا ہو۔ اپنی تمام ذمہ داریوں کو انصاف کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے ادا کرنے والا ہو۔ یہ خوبصورت تعلیم ہماری نسلوں میں بھی جاری رہے اور اس کے لئے ہمیں کوشش بھی کرنی چاہیے تا کہ جب وقت آئے تو ہم دنیا میں حقیقی انصاف قائم کر کے دکھانے والے ہوں۔ وہ انصاف جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قائم فرمایا اور جس کے نمونے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق نے اس زمانے میں بھی قائم فرمائے اور جس کی توقع آپ نے اپنے ماننے والوں سے بھی رکھی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق بھی عطا فرمائے۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 25 نومبر 2016ء بحوالہ الفضل انٹر نیشنل مؤرخہ 16 دسمبر 2016ء صفحہ 6-7)

م2017

ہر کام کے اعلیٰ نتائج پیدا کرنے کیلئے مستقل مزاجی شرط ہے

”گزشتہ خطبہ میں میں نے نمازوں کی اہمیت اور ان کی ادائیگی کی طرف توجہ دلائی تھی۔ کئی لوگوں کے مجھے ذاتی خط اس طرف توجہ دینے کے لئے آئے اور اپنی سستیوں پر شرمندگی کا اظہار کیا۔ کئی جگہ سے جماعتی نظام اور ذیلی تنظیموں سے خط آئے کہ واقعی اس معاملے میں سستی ہے۔ آئندہ سے اس طرف توجہ کا مضبوط پروگرام بنارہے ہیں اور یہ بھی کہ انشاء اللہ آئندہ بھرپور کوشش کریں گے کہ سستیاں دور ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو اس کی توفیق دے اور ہماری مساجد حقیقت میں آبادی کے بھرپور نظارے پیش کرنے والی ہوں۔

لیکن انتظامیہ کو ہمیشہ یادرکھنا چاہیے کہ ہر کام کے اعلیٰ نتائج پیدا کرنے کے لئے مستقل مزاجی شرط ہے۔ شروع میں تو ہم میں سے بہت سے ایسے ہیں جو بڑے جوش سے کام شروع کرتے ہیں لیکن پھر کچھ عرصے بعد سستی پیدا ہونی شروع ہو جاتی ہے۔ یہ انسانی فطرت بھی ہے۔ افراد میں سستی پیدا ہونی اتنے خطرناک نتائج پیدا نہیں کرتی گو کہ یہ بھی بہت قابل فکر بات ہے لیکن نظام میں سستی پیدا ہونا تو انتہائی خطرناک ہے۔ اگر افراد کو توجہ دلانے والا نظام ہی سست ہو جائے یا اپنے کام میں عدم دلچسپی کا اظہار کرنے لگ جائے تو پھر افراد کی اصلاح بھی مشکل ہو جاتی ہے، اور ایک فطری تقاضے کے تحت اُن میں جو سستی پیدا ہوتی ہے اس کی اصلاح ہونا مشکل ہو جاتا ہے۔

ہماری عبادتوں کی ترقی ہی ہمیں کامیابیاں دلانے والی ہے

پس ذیلی تنظیمیں بھی اور جماعتی نظام بھی اپنے کام اور خاص طور پر وہ کام جس کو اللہ تعالیٰ نے ہمارا مقصد پیدائش قرار دیا ہے اس میں ایسی منصوبہ بندی کریں اور ایسا پروگرام بنائیں کہ وقت کے ساتھ سستی اور کمزوری کی بجائے ہر دن ترقی کی طرف لے جانے والا ہو۔

ہماری عبادتوں کی ترقی ہی ہمیں کامیابیاں دلانے والی ہے۔ پس یہ بہت اہم چیز ہے۔ تمام نظام کو اس بارے میں بہت سنجیدہ ہونے کی ضرورت ہے۔ لجنہ اماء اللہ کو بھی اس بارے میں اپنا کردار ادا کرنا چاہیے۔

(نماز) بے شک بندے اور خدا کا معاملہ ہے مگر توجہ دلانا اور پوچھنا نظام کا کام ہے

...اسی طرح میں یہاں ایسے لوگوں کی درستی کرنا چاہتا ہوں جو یہ کہتے ہیں کہ نہ ہمیں نمازوں کے متعلق کہو، نہ پوچھو کیونکہ یہ ہمارا اور خدا کا معاملہ ہے۔ کئی عورتوں کی شکایت آتی ہے کہ اگر ہم اپنے خاوندوں کو توجہ دلائیں تو وہ لڑنا شروع ہو جاتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو میں کہتا ہوں کہ یہ بیشک بندے اور خدا کا معاملہ ہے لیکن توجہ دلانا اور پوچھنا نظام جماعت کا کام ہے۔

اسی طرح بیویوں کا بھی کام ہے بلکہ فرض ہے۔ اگر صرف اتنا ہی ہوتا کہ مرضی ہوتی یا مرضی ہوئی تو پڑھ لوں گا، نہ ہوئی تو نہیں۔ یا فجر کی نماز پر ہم گہری نیند سوتے ہیں اور دن بھر کے تھکے ہوئے ہوتے ہیں اس لئے رات کو گہری نیند آتی ہے اس لئے ہمیں جگانا نہیں۔ اگر یہ مرضی پر ہوتا تو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیوی اور خاوند کو یہ ارشاد نہ فرماتے کہ جو نماز کے لئے پہلے جاگے وہ دوسرے کو نماز کے لئے جگائے اور اگر نہ جاگے یا سستی دکھائے تو پانی کے چھینٹے مارے۔ بعض جگہ تو آپ نے بہت زیادہ سخت تنبیہ فرمائی ہے۔ گزشتہ جمعہ میں بعض احادیث مَیں نے پیش بھی کی تھیں۔

پس یہ سوچ غلط ہے کہ ہم ایسے معاملے میں آزاد ہیں۔ ہمارا اور خدا کا معاملہ ہے۔ جس نظام سے اپنے آپ کو منسلک کر رہے ہیں اگر وہ اپنی جماعت کا جائزہ لینے کے لئے نمازوں کی ادائیگی کے بارے میں استفسار کرتا ہے تو بجائے چِڑنے اور غصہ میں آنے کے تعاون کرنا چاہیے۔ ہاں اگر انسان خود نمازیں پڑھ کر پھر دنیا کو بتانے والا ہو اور بتاتا پھرے اور بڑے فخر سے بتائے کہ میں نمازیں باجماعت پڑھتا ہوں تو پھر یہ برائی ہے اور غلط ہے۔ بہرحال ہر ایک پر نمازوں کی اہمیت واضح ہونی چاہیے اور اس کے لئے اسے بڑے اہتمام سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 27 جنوری 2017ء بحوالہ الفضل انٹرنیشنل مؤرخہ 17 فروری 2017ء صفحہ 5-6)

مربیان و مبلغین اور عہدیداروں کا تعاون

''اس وقت مَیں میدان عمل میں آنے والے مربیان کے ذہنوں میں جو بعض سوالات آتے ہیں، ان کا بھی ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ اس کا وہ تذکرہ بھی کر دیتے ہیں یا پوچھتے ہیں ان مربیان اور مبلغین کو تو مَیں بتاتا ہی رہتا ہوں۔ ان کے سوالوں کے جواب دیتا ہوں۔ اس لئے یہاں ذکر ضروری ہے تا کہ جو جماعتی نظام کے عہدیدار ہیں ان کو بھی پتا چل جائے کہ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون سے کس طرح انہوں نے کام کرنا ہے۔ یعنی مربیان و مبلغین اور عہدیداروں کا تعاون۔ اس میں خاص طور پر صدران، امراء ہیں کیونکہ بعض دفعہ عہدیداروں کے ساتھ غلط فہمی کی وجہ سے بعض کھچاوٹ پیدا ہو جاتی ہے۔ آپس کے تعلقات پوری طرح تعاون کے نہیں رہتے یا یہ احساس ایک فریق میں پیدا ہو جاتا ہے کہ تعاون نہیں ہے۔

مربّیان کے یہ سوال ہوتے ہیں کہ ہمارے کاموں میں صدر جماعت کس حد تک دخل اندازی کر سکتا ہے؟ ہماری کیا حدود ہیں اور ان کی کیا حدود ہیں؟ بعض دفعہ مربی ایک بات کو تربیت کے لحاظ سے بہتر سمجھتا ہے اور بہتر سمجھ کر جماعت میں رائج کرنے کی کوشش کرتا ہے تو صدر جماعت کہتا ہے کہ مَیں نہیں سمجھتا کہ اس کو اس طرح کرنا چاہیے۔ یا بعض صدران اپنے مزاج کے لحاظ سے اور ایک لمبا عرصہ صدر جماعت رہنے کی وجہ سے سمجھتے ہیں کہ جو وہ کہتے ہیں وہ ٹھیک ہے اور مربی کو ان کی مرضی کے مطابق چلنا چاہیے۔ اور پھر بعض دفعہ لوگوں کے سامنے ہی، ایک مجلس کے سامنے مربی سے ایسے انداز میں جواب طلبی کرتے اور بات کرتے ہیں جو نہیں کرنی چاہیے۔ اور نوجوان مربی اس بات پر پھر پریشان ہوتے ہیں یا برا مناتے ہیں یا سُبکی محسوس کرتے ہیں یا ہو سکتا ہے کہ آگے سے کوئی جواب بھی دے دیں۔

مربیان کو پہلی بات تو یہ یاد رکھنی چاہیے کہ انہوں نے انتظامی لحاظ سے جو بھی ان پر مقرر کیا گیا ہے اس کی اطاعت کرنی ہے اور اپنی اطاعت کا نمونہ دکھانا ہے اور اگر ایسے حالات پیدا ہوں تو خاموش رہنا ہے، تا کہ افراد جماعت پر کسی قسم کا منفی اثر نہ پڑے اور جماعت میں کوئی بے

چینی پیدا نہ ہو۔ اگر کوئی زیادتی کی بات ہے تو اپنے نیشنل امیر، صدر کو بتائیں یا مرکز میں بتائیں۔ مجھے بھی لکھ سکتے ہیں۔

... آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ:

"بڑا چھوٹے کی خدمت کرے اور محبت ملائمت کے ساتھ برتاؤ کرے۔"

یہ جہاں عہدیداروں اور خاص طور پر صدران اور امراء کے افراد جماعت کے ساتھ تعلق میں ضروری چیز ہے وہاں صدر جماعت اور مربی کے تعلق کے لئے بھی بڑا ضروری ہے۔ نیکی اور تقویٰ کے ساتھ ایک دوسرے سے برتاؤ کی وجہ سے افراد جماعت کے سامنے نیک نمونے قائم ہوں گے جو افراد جماعت کی علمی اور روحانی ترقی کے لئے ضروری ہیں۔

یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ بعض دفعہ جہاں ذرا سا بھی صدر یا عہدیداران یا مربیان کے تعلقات میں کمی ہے یا کوئی ہلکا سا بھی شکوہ آپس میں پیدا ہوا ہے تو وہاں شیطان اندر گھسنے کی کوشش کرتا ہے اور نیکی اور تقویٰ کی جڑیں ہلنی شروع ہو جاتی ہیں۔ کچھ مربی کے ہمدرد بن کر اسے کہتے ہیں کہ تمہارے ساتھ صدر جماعت نے اچھا سلوک نہیں کیا اور کچھ لوگ صدر جماعت کو کہتے ہیں کہ مربی کو یہ رویہ نہیں اپنانا چاہیے تھا۔ جن لوگوں کی اصلاح صدر جماعت اور مربی کا کام تھا ان میں سے ہی بعض صدر اور مربی کے درمیان خلیج اور دوری پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور نتیجۃً لوگوں میں پھر بے چینی پیدا ہو جاتی ہے۔

اکٹھے ہو جاؤ، ایک بن جاؤ تا کہ طاقت پیدا ہو

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

"دیکھو وہ جماعت جماعت نہیں ہو سکتی جو ایک دوسرے کو کھائے اور جب چار مل کر بیٹھیں تو ایک اپنے غریب بھائی کا گلہ کریں اور نکتہ چینیاں کرتے رہیں۔ فرمایا" ایسا ہرگز نہیں چاہیے بلکہ اجماع میں چاہیے کہ قوت آ جاوے۔" اکٹھے ہو جاؤ۔ ایک بن جاؤ تا کہ طاقت پیدا ہو۔ اس میں قوت پیدا کرو" اور وحدت پیدا ہو جاوے جس سے محبت آتی ہے اور برکات پیدا ہوتے ہیں......"

رحم، ہمدردی اور پردہ پوشی کو ہر عادت پر حاوی کر لو

فرمایا کہ:

”اخلاقی قوتوں کو وسیع کیا جاوے اور یہ تب ہوتا ہے کہ جب ہمدردی، محبت، عفو اور کرم کو عام کیا جاوے اور تمام عادتوں پر رحم، ہمدردی اور پردہ پوشی کو مقدم کر لیا جاوے۔“

انسان میں اور خاص طور پر عہدیداروں اور مربیان میں جتنی عادتیں ہیں جن کے ذمہ بہت بڑے کام ہیں ان کا یہ کام ہے۔ فرمایا کہ رحم، ہمدردی اور پردہ پوشی کو ہر عادت پر حاوی کر لو۔ رحم سب سے زیادہ تمہارے اندر رہو۔ دوسروں کی ہمدردی سب سے زیادہ تمہارے اندر ہو۔ پردہ پوشی ایک دوسرے کی سب سے زیادہ تمہارے اندر رہو۔

فرمایا کہ:

”ذرا ذرا سی بات پر ایسی سخت گرفتیں نہیں ہونی چاہئیں جو دل شکنی اور رنج کا موجب ہوتی ہیں۔“(ملفوظات جلد 3 صفحہ 347-348)

ایک سکیم کے تحت کام کرنا چاہیے

صدر جماعت یا امیر جماعت کو یاد رکھنا چاہیے کہ جہاں انتظامی سربراہ ہونے کی وجہ سے جماعت کے انتظامی نظام کو صحیح طور پر چلانے کی ان کی ذمہ داری ہے اور اس کام میں خلیفۂ وقت نے ان کو اپنا نمائندہ بنایا ہوا ہے۔

اسی طرح جماعت کی دینی اور روحانی بہتری اور ترقی اور اس کے لئے ممکنہ ذرائع استعمال میں لانے کی ذمہ داری مربیان کی ہے اور وہ اس معاملہ میں خلیفۂ وقت کے نمائندے ہیں۔

پس دونوں امراء بھی، صدران بھی، یعنی امراء اور صدران اور مربیان کا آپس کا تعاون ہونا چاہیے اور ایک سکیم کے تحت کام کرنا چاہیے تبھی جماعت کو انتظامی لحاظ سے وہ مضبوط کر سکیں گے اور روحانی اور علمی معیار بھی ترقی کرتے چلے جانے والے ہوں گے۔

پہلے بھی مَیں مختصر ذکر کر آیا ہوں، دوبارہ کہہ دیتا ہوں کہ صدر اور امیر اور تمام جماعتی

عہدیداران کا کام بلکہ ذمہ داری ہے کہ مبلغین بلکہ جتنے بھی واقفین زندگی ہیں ان کا ادب اور احترام اپنے دل میں بھی پیدا کریں اور افراد جماعت کے دلوں میں بھی پیدا کریں۔ ان کی عزت کرنا اور کروانا آپ لوگوں کا کام ہے تا کہ مربی اور مبلغ اور واقف زندگی کے مقام کی اہمیت واضح ہو اور زیادہ سے زیادہ نوجوان جماعتی خدمت کے لئے اپنے آپ کو پیش کریں۔

واقفین زندگی کے ساتھ رویّوں میں انتہائی عاجزی اور تعاون کے جذبے کو بڑھائیں

پس صدران اور امراء اور عہدیداران مربیان کے ساتھ اور واقفین زندگی کے ساتھ رویّوں میں انتہائی عاجزی اور تعاون کے جذبے کو بڑھائیں تا کہ آئندہ مربیان کا حصول آسان ہو اور نوجوانوں کے دلوں میں زیادہ سے زیادہ مربی اور مبلغ بننے اور زندگی وقف کرنے کی تحریک پیدا ہو۔ جیسا کہ مَیں نے کہا ہمیں بہت بڑی تعداد میں مربیان چاہئیں۔

واقفینِ نَو نوجوانوں کو اور میدان عمل میں نوجوان مربیان کو بھی مَیں یہ کہنا چاہوں گا کہ دنیا چاہے آپ کے مقام کو سمجھے یا نہ سمجھے۔ کوئی صدر، امیر یا عہدیدار بلکہ کوئی فرد جماعت بھی آپ کی عزت اور احترام کرے یا نہ کرے آپ نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ قربانی کرنے کا جو عہد کیا ہے اسے نیک نیتی سے نبھاتے رہیں۔ آپ کی نظر اس بات پر ہو کہ پہلے میرے ماں باپ نے پیدائش سے پہلے مجھے وقف کیا اور پھر جوانی میں قدم رکھ کر مَیں نے اپنے وقف کی تجدید کی اس لئے میں نے دنیا کی طرف نہیں دیکھنا بلکہ خدا تعالیٰ کی طرف دیکھنا ہے اور خدا تعالیٰ کی جماعت کی ضرورت کو دیکھنا ہے۔ اس لئے میں جامعہ میں جانے کے لئے اپنے آپ کو پیش کروں گا اور جب مربی بن گئے تو پھر ہر معاملے میں خدا تعالیٰ کے آگے ہی جھکنا ہے اور لوگوں کے رویّوں کی کچھ پرواہ نہیں کرنی۔ یعنی انسان تو ویسے ہی ہمیشہ خدا تعالیٰ کے آگے ہی جھکتا ہے اور جھکنا چاہیے لیکن یہاں مراد یہ ہے کہ پھر یہ نہیں دیکھنا کہ عہدیدار کیا کہہ رہے ہیں۔ اگر کوئی شکوے اور ایسی باتیں پیدا بھی ہو جائیں تب بھی بجائے بندوں سے اظہار کرنے کے خدا تعالیٰ کے آگے جھکنا ہے۔ لوگوں کے رویّوں کی پرواہ نہیں کرنی۔

اس بات کی پابندی کرنی چاہیے کہ ان کے گھروں میں... منفی باتیں نہ ہوں

ایک واقف زندگی زندگی بھر کا وقف کرتا ہے۔ اس نے اپنی زندگی اللہ تعالیٰ کے دین کی خاطر کام کرنے کے لئے پیش کر دی جبکہ ایک عہدیدار چند سال کے لئے عارضی طور پر عہدیدار بنایا جاتا ہے۔ پس اگر وہ یعنی عہدیدار جماعت کے لئے مفید وجود نہیں بنتا اور تعاون کی بجائے مسائل پیدا کرتا ہے تو خدا تعالیٰ سے دعا مانگیں کہ ایسے عہدیدار سے اللہ تعالیٰ جان چھڑا دے۔ کیونکہ مربیان کی یہ بھی ذمہ داری ہے کہ عہدیداروں کے لئے دعا بھی کیا کریں کہ وہ صحیح رستے پر چلنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ عالم الغیب بھی ہے اور سب طاقتوں کا مالک بھی ہے۔ اس کے نزدیک اگر عہدیدار کو اس کے عہدہ سے ہٹانا بہتر ہو تو یہ کر دے گا اور اگر اللہ تعالیٰ کی نظر میں اس عہدیدار کی بعض دوسری خوبیوں کی وجہ سے خدمت میں رہنا بہتر ہے تو یہ کمزوریاں جو بعض مسائل پیدا کرتی ہیں اللہ تعالیٰ اس دعا کو قبول کرتے ہوئے ان کی اصلاح کر دے گا۔ تو یہ اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ مربی نے تو ہر جگہ تعاون کرنا ہے اور دعا کرنی ہے۔

اسی طرح میں عُہدیداروں اور مربیان دونوں کو یہ بات بھی کہنا چاہتا ہوں کہ جب ہم افرادِ جماعت سے یہ توقع رکھتے ہیں کہ ان کے گھروں میں عُہدیداروں کے متعلق باتیں نہ ہوں یعنی منفی باتیں تو پھر صدران اور امراء اور عُہدیداران اور اسی طرح مربیان کو بھی ہمیشہ اس بات کی پابندی کرنی چاہیے کہ ان کے گھروں میں بھی ایک دوسرے کے متعلق کسی قسم کی منفی باتیں نہ ہوں۔ ہاں مثبت باتیں بیشک ہوں تاکہ مربیان کی نسلوں میں بھی اور عُہدیداران کی نسلوں میں بھی نظامِ جماعت اور واقفین زندگی اور کسی بھی رنگ میں جماعت کی خدمت کرنے والوں کا احترام پیدا ہو۔

افرادِ جماعت کے لئے بھی ہمیشہ پیار اور محبت کے پَر پھیلائیں

عُہدیداران اور خاص طور پر صدران اور امراء یہ بھی یاد رکھیں کہ افرادِ جماعت کے لئے بھی ہمیشہ پیار اور محبت کے پَر پھیلائیں۔ کسی قسم کا عہدہ ملنا آپ کا کوئی حق نہیں تھا، نہ ہے۔ یہ

خالصۃً اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کے اس فضل کی بڑی عاجزی سے قدر کریں اور خلیفۂ وقت نے آپ پر جو اعتماد کیا ہے اور اعتماد کرتے ہوئے اس پیاری جماعت کی نگرانی کا کام سپرد کیا ہے اس کا حق ادا کرنے کی کوشش کریں۔ صدر اور عہدیدار اپنی جماعت کے ہر فرد بڑے اور چھوٹے کو یہ احساس دلائیں کہ وہ محفوظ پَروں کے نیچے ہے جس طرح مرغی اپنے بچوں کو پَروں میں لے لیتی ہے۔ ہمیشہ ہر ایک سے نرمی سے اور مسکراتے ہوئے بات کریں۔ دفتر کی کرسی آپ میں تکبر کے بجائے عاجزی پیدا کرنے والی ہو۔ ہر عُہدیدار کے بھی اور ہر مربی کے بھی دروازے ہر شخص کے لئے کھلے ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اُسوہ ہمیں ہمیشہ اپنے سامنے رکھنا چاہیے۔ روایت میں آتا ہے کہ آپ ہمیشہ مسکرا کر ملا کرتے تھے۔(صحیح البخاری کتاب الادب باب التبسم والضحک حدیث 6089)

معاملات کو نمٹانے میں جلدی کیا کریں

بعض لوگوں کو یہ بھی شکوہ ہوتا ہے کہ ہمارا کوئی معاملہ جماعتی نظام کے پاس جاتا ہے تو پھر مہینوں اس کا پتا نہیں چلتا حالانکہ مَیں گزشتہ سال میں بھی کئی دفعہ خطبہ میں اس بارے میں یاددہانی کرا چکا ہوں۔ معاملات کو نپٹانے میں جلدی کیا کریں۔ لٹکایا نہ کریں۔

دوسرے اگر معاملہ کسی وجہ سے مجبوراً لمبا ہو رہا ہے جس کی بعض دفعہ جائز وجہ ہوتی ہے تو جو ضروری تحقیق تھی اگر وہ مکمل نہیں ہو رہی تو پھر متاثرہ فریق کو یا شکایت کنندہ کو یا اگر دونوں فریقین ہیں تو ان کو بتا دیں کہ کچھ دیر لگے گی۔ ان کے خط کو بہرحال acknowledge کرنا چاہیے۔ اگر متاثرین کو جواب دے کر تسلی کروادی جائے اور عُہدیدار خاص طور پر صدر اور امراء مسکراتے چہرے کے ساتھ لوگوں کو ملیں تو متاثرہ فریق کی آدھی کوفت دور ہو جاتی ہے اور آدھے شکوے ختم ہو جاتے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ہمیں چھوٹی سے چھوٹی بات سمجھا دی کہ کیسے ہمارے اخلاق ہونے چاہئیں۔ اگر ان پر عمل کریں تو صدران، امراء اور عُہدیداران سے جو لوگوں کو یہ شکوہ ہوتا ہے کہ ان کے رویّے سے بے چینیاں پیدا ہوتی ہیں، وہ بے چینیاں پیدا نہ ہوں۔

دوسروں سے خوش خلقی سے پیش آنے کے بارے میں ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ معمولی نیکی کو بھی حقیر نہ سمجھو چاہے وہ اپنے بھائی سے خندہ پیشانی سے پیش آنے کی نیکی ہو۔(صحیح مسلم کتاب البر والصلة والآداب باب استحباب طلاقة الوجه عند اللقاء حدیث 2626)

اللہ تعالیٰ تو ہر عمل کی جزا دیتا ہے۔ خوش خلقی سے پیش آنا بھی انسان کی نیکیوں میں اضافے کا باعث بنتا ہے۔ پس ہر ایک کو ہر ذریعہ سے اپنی نیکیوں کے پلڑے کو بھاری رکھنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

عُہدہ بڑائی پیدا کرنے کے لئے نہیں ہے بلکہ عاجزی میں بڑھانے کے لئے ہے

عُہدیداروں کو ہمیشہ یہ یاد رکھنا چاہیے کہ جماعت کا کوئی عُہدہ بھی کسی قسم کی بڑائی پیدا کرنے کے لئے نہیں ہے بلکہ عاجزی میں بڑھانے کے لئے ہے۔ اس لئے ہر فیصلہ اور ہر کام اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں رکھتے ہوئے اور انتہائی عاجزی سے انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صاحبِ اختیار اور حاکموں کو جو تنبیہ فرمائی ہے اگر ہر عہدیدار اسے سامنے رکھے تو یقیناً اپنے کام کے معیار اور انصاف کے تقاضے پورے کرنے میں کئی گنا اضافہ ہو سکتا ہے۔

ایک موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے لوگوں کا نگران اور ذمہ دار بنایا ہے وہ اگر لوگوں کی نگرانی اور اپنے فرائض کی ادائیگی اور ان کی خیر خواہی میں کوتاہی کرتا ہے تو اس کے مرنے پر اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت حرام کر دے گا۔(صحیح البخاری کتاب الاحکام باب من استرعی رعیة فلم ینصح حدیث 7151)

یہ دیکھیں کتنا سخت انذار ہے اور انسان کو ہلا دینے والا ہے۔ اگر خدا تعالیٰ اور آخرت پر یقین ہو تو ہر عُہدیدار اپنا ہر کام انتہائی خوف کی حالت میں کرے۔

ایک موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کو لوگوں میں

سے زیادہ محبوب اور اس کے زیادہ قریب انصاف پسند حاکم ہو گا اور سخت ناپسندیدہ اور سب سے زیادہ دور ظالم حاکم ہو گا۔(سنن الترمذی ابواب الاحکام باب ما جاء فی الامام العادل حدیث 1329)

پس اپنی ذمہ داریوں کو انتہائی باریکی سے ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے تبھی انصاف کے تقاضے بھی پورے ہو سکتے ہیں۔

اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ جو حاجتمندوں، ناداروں، غریبوں کے لئے اپنا دروازہ بند رکھتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس کی ضروریات کے لئے آسمان کا دروازہ بند کر دیتا ہے۔(سنن الترمذی ابواب الاحکام باب ما جاء فی امام الرعیۃ حدیث 1332)

پس امیر سے لے کر ایک چھوٹے سے حلقے کے عہدیدار تک ہر ایک عہدیدار کا کام ہے کہ نظام جماعت جو خلیفۂ وقت کے گرد گھومتا ہے اور عُہدیدار اس کی نمائندگی میں ہر جگہ مقرر کئے گئے ہیں اپنے فرائض پورے کریں۔ خدا تعالیٰ سے ہمیشہ اس کا فضل مانگتے رہیں۔

مقصد تنظیموں کے قیام کا یہ تھا کہ جماعت کا ہر طبقہ فعّال ہو جائے

اسی طرح ذیلی تنظیموں کے عُہدیدار بھی اپنی ذمہ داریاں سمجھیں۔ ذیلی تنظیمیں بھی، انصار بھی، لجنہ بھی، خدام بھی، ہر سطح پر فعّال ہوں۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقصد تنظیموں کے قیام کا یہ تھا کہ جماعت کا ہر طبقہ فعّال ہو جائے اور مختلف ذرائع سے جماعت کی ترقی کی کوشش ہوتی رہے اور افراد جماعت کے ہر طبقہ تک پہنچا جا سکے۔ عورتوں تک بھی، بچوں تک بھی، نوجوانوں تک بھی، بوڑھوں تک بھی تاکہ خلیفۂ وقت کو ہر ذریعہ سے خبر بھی پہنچتی رہے۔ اس بارے میں بھی اس کو علم ہوتا رہے کہ جماعت کی کیا حالت ہے۔ پس ہر عہدیدار جو ہے، وہ خدمت دین کو اللہ تعالیٰ کا احسان سمجھتے ہوئے کرے اور ایک دوسرے سے تعاون بھی کریں۔ نظام جماعت صدران، امراء اور ذیلی تنظیموں کا بھی ایک دوسرے سے باہمی تعاون ہونا چاہیے۔ اگر یہ باہمی تعاون ہو اور تمام ذیلی تنظیمیں اور جماعتی نظام بھی فعال ہو تو جماعت کی ترقی کی رفتار کئی گنا بڑھ سکتی ہے۔ پس اس بات کو ہمیشہ سامنے رکھنا چاہیے۔

عُہدیداروں میں سب سے زیادہ برداشت ہونی چاہیے

ایک بات یہ بھی ہر عُہدیدار یاد رکھے کہ اگر کسی کے اپنے خلاف بھی شکایت ہو، کسی عُہدیدار کے خلاف اس کو یا اس کے خلاف اس کو شکایت پہنچے یا اس کے خلاف کوئی اس کے سامنے بات کرے تو اس کو سننے کا حوصلہ ہونا چاہیے۔ عُہدیداروں میں سب سے زیادہ برداشت ہونی چاہیے اور بات کرنے والے سے بدلہ لینے کی بجائے سب سے پہلے اپنی اصلاح کی کوشش کرنی چاہیے، اپنا جائزہ لینا چاہیے کہ کہیں میرے میں یہ برائی ہے تو نہیں۔ یہ ٹھیک کہہ رہا ہے یا صحیح کہہ رہا ہے۔ یہ بات بھی انصاف کے تقاضے پورے کرنے کے لئے ضروری ہے۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 10 مارچ 2017ء بحوالہ الفضل انٹرنیشنل مؤرخہ 31 مارچ 2017ء صفحہ 6-8)

پہلے سے کاموں کی planning کی جائے

"ہمارے لوگوں کی عادت ہے کہ عین موقع پر کام شروع کرتے ہیں اور اس خوش فہمی میں رہتے ہیں کہ کام ہو جائے گا۔ اللہ کا فضل ہے بعض کام ہنگامی طور پر ہو بھی جاتے ہیں اور جس طرح جماعت احمدیہ کے کام ہوتے ہیں شاید کسی اور کے نہ ہو سکیں۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ پہلے planning نہ کی جائے... آپ لوگوں نے اپنے عہدیدار منتخب کئے ہیں تو آپ کا فرض بھی بنتا ہے کہ ان کے کاموں میں اَٹکل پیدا کرنے کے لئے اور عقل پیدا کرنے کے لئے ان کے لئے باقاعدہ دعا بھی کرتے رہا کریں۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 14 اپریل 2017ء بحوالہ الفضل انٹرنیشنل مؤرخہ 5 مئی 2017ء صفحہ 5-6)

آپس کے تعلقات کے معیار میں بھی کمی ہے

”اسی طرح آپس کے تعلقات کے معیار میں بھی کمی ہے۔ عہدیداروں کے لوگوں کے ساتھ عزت و احترام سے پیش آنے میں بھی کمی ہے۔ مختلف جگہوں پر شکایتیں آتی ہیں۔ اور لوگوں کا عہدیداروں کے لئے دل میں عزت کے جذبات رکھنے کے معیار کو بہتر کرنے کے لئے بھی ضرورت ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جس جماعت کو قائم کرنے آئے تھے وہ صرف اعتقادی اصلاح کرنے والی نہیں تھی بلکہ ہر سطح اور ہر لحاظ سے عملی اصلاح کرنے والی جماعت تھی۔ پس اس لحاظ سے ہم میں سے ہر ایک کو اپنے جائزے لینے چاہئیں کہ ہم اس کے حصول کے لئے کوشش کر رہے ہیں یا نہیں؟“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 21 اپریل 2017ء بحوالہ الفضل انٹر نیشنل مؤرخہ 12 مئی 2017ء صفحہ 6)

منظور شدہ لائحہ عمل پر عمل درآمد کروانا ممبران مجلس شوریٰ اور ہر سطح کے جماعتی عہدیداران کی ذمہ داری ہے

”مجلسِ شوریٰ جب کوئی بھی منصوبہ بندی کرتی ہے، تو ممبران شوریٰ کی مختلف آراء سامنے آتی ہیں اور پھر ایک رائے قائم ہوتی ہے یا ممبران کی اکثریت کی ایک رائے قائم ہوتی ہے اور پھر اس پر عمل درآمد کرنے کے لئے ایک لائحہ عمل تجویز ہو کر خلیفہ وقت کے پاس منظوری کے لئے بھجوایا جاتا ہے اور جب منظوری ہو جاتی ہے تو اس پر اپنی تمام تر صلاحیتوں اور طاقتوں کے ساتھ عمل درآمد کرنا اور کروانا ممبران مجلس شوریٰ کی بھی ذمہ داری ہے اور ہر سطح کے جماعتی عہدیداران کی بھی ذمہ داری ہے۔

پس تبلیغ کے کام کو بہتر کرنے یا اسے وسعت دینے کے لئے یہ جو تجویز مجلس شوریٰ برطانیہ میں زیر بحث آئی اور اس پر فیصلے ہوئے یا دنیا کے کسی بھی ملک میں اس پر مشورے ہوئے اور خلیفہ وقت سے منظوری کے بعد عمل درآمد کے لئے جماعتوں کو بھجوائے گئے۔ اس پر عمل درآمد کرنے اور کروانے کے لئے ہر ممبر مجلس شوریٰ اور ہر سطح کے عہدیداران کو اب بھرپور کوشش کرنی چاہیے۔ صرف یہ نہ سمجھیں کہ کیونکہ تبلیغ سے متعلق ایک تجویز ہے اس لئے صرف سیکرٹری تبلیغ ہی اس کا ذمہ دار ہے کہ کام کرے یا اگر کوئی تجویز کسی بھی دوسرے شعبہ سے متعلق ہے تو متعلقہ سیکرٹری ذمہ دار ہے۔ یقیناً اس پر عمل درآمد کرنے کے لئے متعلقہ سیکرٹریان ہی ذمہ دار ہیں لیکن خاص طور پر تبلیغ اور تربیت کے شعبے ایسے ہیں کہ اس میں جماعت کے ہر عہدیدار کا، ہر سطح کے عہدیدار کا شامل ہونا اور اپنا نمونہ دکھانا ضروری ہے۔

ہر عہدیدار کسی نہ کسی رنگ میں تبلیغ میں حصہ لے سکتا ہے

اس وقت مَیں چونکہ تبلیغ کے حوالے سے بات کرنا چاہتا ہوں اس لئے اس حوالے سے مَیں ہر عہدیدار کو توجہ دلانی چاہتا ہوں کہ وہ اپنے سیکرٹریان تبلیغ سے اس تجویز پر جماعتوں میں عمل درآمد کروانے کے لئے مکمل تعاون کریں۔ خود اس کا حصہ بن کر افراد جماعت کے لئے اپنا

نمونہ پیش کریں۔ کوئی بھی عہدیدار ہو کسی نہ کسی رنگ میں تبلیغ میں حصہ لے سکتا ہے اور اگر عہدیدار حصہ لے رہے ہوں تو افراد جماعت کے سامنے نمونے قائم ہو رہے ہوں گے اور بہت سے احمدی ایسے ہوں گے جو بغیر کہے، بغیر خاص توجہ دلائے خود بخود ان نمونوں کو دیکھ کر اس لائحہ عمل کو پورا کرنے کے لئے اسلام کا حقیقی پیغام پہنچانے کی کوشش میں شامل ہو جائیں گے۔ بعض سیکرٹریان کے پاس ویسے بھی اپنے شعبہ کا اتنا کام نہیں ہوتا۔ وہ زیادہ وقت بھی دے سکتے ہیں۔ صرف نیت اور ارادے کی ضرورت ہے۔ بہر حال نیشنل سیکرٹری تبلیغ کا کام ہے کہ جو لائحہ عمل بھی بنایا گیا ہے یہ ہر مقامی جماعت کے سیکرٹری تبلیغ تک پہنچنا چاہیے اور پھر اس بات کو بھی یقینی بنائیں کہ اس لائحہ عمل کا افراد جماعت سے متعلقہ حصہ جو ہے اور جو حصہ انتظامی نہیں ہے بلکہ افراد جماعت سے تعلق رکھتا ہے وہ وہاں کی جماعت کے ہر فرد تک پہنچ جائے۔

داعیانِ خصوصی زیادہ وقت تبلیغ کے لئے دیں

لیکن سب سے بڑھ کر یہ کہ جو آیت میں نے تلاوت کی ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے جو ہماری رہنمائی فرمائی ہے اسے سمجھیں اور اس کے مطابق ہر سیکرٹری تبلیغ عمل کرے۔ ہر عہدیدار عمل کرے۔ داعیانِ خصوصی عمل کریں۔

داعیانِ خصوصی کا مَیں نے خاص طور پر ذکر کیا ہے کہ ان لوگوں نے خود اپنے آپ کو پیش کیا ہے کہ ہم باقی افراد جماعت کی نسبت زیادہ وقت تبلیغ کے لئے دیں گے۔ وہ اگر اپنا وقت بھی دیں اور علم بھی ہو لیکن ان باتوں کی طرف توجہ نہیں جو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی ہیں تو پھر اس میں وہ برکت نہیں پڑ سکتی، بہتر نتائج نہیں نکالے جاسکتے جو نکل سکتے ہیں۔

حکمت، موعظۃ الحسنہ اور بہترین دلیل کا استعمال

بہر حال اللہ تعالیٰ نے جس بات کی طرف توجہ دلائی ہے اس میں سب سے پہلے حکمت ہے۔ پھر موعظۃ الحسنہ ہے۔ یعنی اچھی نصیحت۔ پھر فرمایا بحث میں ایسی دلیل استعمال کرو جو بہترین ہو۔ آجکل کے نام نہاد علماء نے اور دہشتگرد گروہوں اور تنظیموں نے اپنے جنونی پن اور بغیر

حکمت، عقل اور بے دلیل باتوں سے اسلام کو اس قدر بدنام کر دیا ہے کہ غیر مسلم دنیا سمجھتی ہے کہ اسلام حکمت سے عاری اور دلائل سے عاری مذہب ہے اور بے عقلوں اور بیوقوفوں کا مذہب ہے۔ نعوذ باللہ۔ اور صرف شدت پسندی ہی اس کی تعلیم ہے۔ ایسے حالات میں اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے مطابق تبلیغ کرنی اور تبلیغی رابطے کرنے ہر احمدی کی ایک بہت اہم ذمہ داری ہے۔ پس اس اہمیت کو سب سے پہلے تو ہر سطح کے عہدیداروں کو سمجھنا چاہیے۔

... بہرحال مستقل تبلیغ کے لئے یہ ہدایات جو ہیں تبلیغ کے شعبہ کی طرف سے ان کو جانی چاہئیں اور لٹریچر مہیا ہونا چاہیے اور پھر اس پر عمل درآمد ہو اور اس طرز پر باتیں ہونی چاہئیں جو حکمت کے معنوں میں بتائی گئی ہیں۔ ان میں عہدیداروں کو بھی شامل ہونا چاہیے اور پرانے رہنے والوں کو بھی شامل ہونا چاہیے۔ یہ نہیں کہ صرف اسائلم سیکرز کے لئے میں نے کہہ دیا تو وہی شامل ہوں۔ داعیانِ خصوصی کو بھی صرف نام کے داعیانِ خصوصی بن کر نہیں بلکہ زیادہ وقت دے کر تبلیغ کے اس میدان میں اب آنا چاہیے۔ دنیا کے جو حالات ہیں ان میں اب ہمیں کھل کر سب کو بتانا ہوگا کہ یہ حالات تمہارے دنیاداری میں ڈوبنے کی وجہ سے پیدا ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کی وجہ سے پیدا ہو رہے ہیں۔ اس لئے ایک ہی راستہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف آؤ اور سچے دین کی تلاش کرو۔ موعظۃ الحسنۃ کا جو تبلیغ کا حکم ہے وہ حکمت سے تبلیغ کے معنوں میں بھی آگیا۔ یعنی نرمی اور دل پر اثر کرنے والے انداز میں تبلیغ کی جائے۔

مخالفت تو تبلیغ کے رستے کھولتی ہے

... پس اگر یہ لوگ جو دنیادار ہیں اور جن کا دین بھی اپنی اصلی حالت میں قائم نہیں ہے اپنے دنیاوی معاملات کو دین کے لئے قربان کر رہے ہیں اور مداہنت نہیں دکھاتے، بزدلی نہیں دکھاتے تو پھر ہم جو آخری اور ہمیشہ قائم رہنے والی شریعت کو ماننے والے ہیں، ہمیں کس قدر مضبوط ایمان ہونا چاہیے اور اپنے دنیاوی تعلقات میں اور تبلیغ کے تعلقات میں بھی حکمت کے ساتھ اور ٹھوس دلائل کے ساتھ ان باتوں کو رد کرنا چاہیے۔ نہ ہی اپنے دنیاوی مفادات کے لئے ان چیزوں سے ڈرنا چاہیے۔ نہ ہی اس لئے ان کی ہاں میں ہاں ملانی چاہیے کہ ان سے رابطے ختم ہو

جائیں گے۔ اگر حکمت سے بات کی جائے تو کوئی رابطے ختم نہیں ہوتے۔ اور پھر اللہ تعالیٰ نے فرمادیا ہے، پہلے بھی ذکر ہو چکا کہ ہدایت پانے والے کون ہیں، یہ مجھے پتا ہے۔ پس جس کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دینی ہے اس کا دل خود ہی اللہ تعالیٰ کھول بھی دے گا۔ عہدیداروں کو خاص طور پر اس طرف توجہ کرنی چاہیے۔ مَیں نے ان میں یہ دیکھا ہے کہ بعض دفعہ بزدلی کا زیادہ اظہار ہو جاتا ہے۔ مخالفت کی کوئی پرواہ نہیں کرنی چاہیے۔ مخالفت تو تبلیغ کے راستے کھولتی ہے۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 8 ستمبر 2017ء بحوالہ الفضل انٹرنیشنل مؤرخہ 29 ستمبر 2017ء صفحہ 6-8)

انصار اللہ کا ہر ممبر نماز باجماعت کا عادی ہو

”آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجلس انصار اللہ یو کے کا سالانہ اجتماع شروع ہو رہا ہے۔ اس حوالے سے میں انصار کو ایک انتہائی اہم اور بنیادی چیز کی طرف توجہ دلانی چاہتا ہوں اور وہ ہے نماز۔ نماز ہر مومن پر فرض ہے لیکن چالیس سال کی عمر کے بعد جبکہ یہ احساس پہلے سے بڑھ کر پیدا ہونا چاہیے کہ میری عمر کے ہر دن کے بڑھنے سے میری زندگی کے دن کم ہو رہے ہیں ایسی حالت میں اللہ تعالیٰ کی عبادت اور نماز کی طرف زیادہ توجہ پیدا ہونی چاہیے کہ وقت تیزی سے آرہا ہے جب میں نے اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہونا ہے اور وہاں ہمارے ہر عمل کا حساب کتاب ہونا ہے۔ پس ایسی حالت میں ایک مومن کی، ہر اس شخص کی جس کو مرنے کے بعد کی زندگی اور یوم آخرت پر ایمان ہے، فکر ہونی چاہیے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے بھی حق ادا کرنے والے ہوں اور اس کے بندوں کے بھی حقوق ادا کرنے والے ہوں اور ایسی حالت میں اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہوں جب اپنی کوشش کے مطابق یہ حقوق ادا کر رہے ہوں۔

نماز کے پڑھنے کی طرف جب بھی اللہ تعالیٰ نے توجہ دلائی ہے تو اس طرف توجہ دلائی کہ نماز میں باقاعدگی بھی ہو، تمام نمازیں وقت پر ادا ہوں اور باجماعت ادا ہوں۔ نماز کے قائم کرنے کا حکم ہے اور نماز کے قائم کرنے کا مطلب ہی نماز کو وقت پر اور باجماعت ادا کرنا ہے۔ لیکن دیکھنے میں آیا ہے، انصار اللہ والے بھی اپنی رپورٹوں سے جائزہ لیتے ہوں گے اور جائزہ لینا چاہیے کہ باوجود اس کے کہ انصار کی عمر ایک پختہ اور سنجیدگی کی عمر ہے نماز باجماعت کی طرف اس طرح توجہ نہیں ہے جو ہونی چاہیے۔ پس انصار اللہ کو خاص طور پر سب سے زیادہ اس بات کی طرف توجہ دینی چاہیے کہ ان کا ہر ممبر نماز باجماعت کا عادی ہو بلکہ ہر ناصر کو خود اپنا جائزہ لینا چاہیے اور کوشش کرنی چاہیے کہ وہ نماز باجماعت کے عادی ہوں۔ سوائے بیماری اور معذوری کی صورت کے نماز باجماعت ادا کرنے کی انتہائی کوشش کرنی چاہیے۔ اگر قریب کوئی مسجد اور نماز سینٹر نہیں ہے تو علاقے کے کچھ لوگ کسی گھر میں جمع ہو کر نماز باجماعت پڑھ سکتے ہیں۔ اگر یہ سہولت بھی

نہیں تو گھر کے افراد مل کر نماز باجماعت پڑھیں۔ اس سے بچوں کو بھی، نوجوانوں کو بھی نماز اور باجماعت نماز کی اہمیت کا احساس ہو گا۔

حقیقی رنگ میں انصار اللہ کیسے بنا جاسکتا ہے

پس انصار اللہ حقیقی رنگ میں انصار اللہ تبھی بن سکتے ہیں جب اللہ تعالیٰ کے دین کو قائم کرنے اور اس پر عمل کرنے اور کروانے میں اپنا کردار ادا کریں۔ اگر اللہ تعالیٰ کی عبادت جو انسان کی پیدائش کا مقصد ہے اس پر عمل نہیں کر رہے اور جن کے نگران بنائے گئے ہیں ان سے عمل نہیں کروا رہے یا عمل کروانے کی کوشش نہیں کر رہے، اپنے نمونے پیش نہیں کر رہے تو صرف نام کے انصار اللہ ہیں۔ آج تلواروں اور تیروں کی جنگ نہیں ہو رہی جہاں مددگاروں کی ضرورت ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو فرمایا ہے کہ:

"ہمارا غالب آنے کا ہتھیار دعا ہے۔" (ماخوذ از ملفوظات جلد 9 صفحہ 28)

دعا کے ہتھیار کو استعمال کرنے کی ضرورت ہے

پس انصار اللہ بننے کے لئے اس دعا کے ہتھیار کو استعمال کرنے کی ضرورت ہے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے طریق کے مطابق اس ہتھیار کو استعمال کیا جائے اور جب یہ ہو گا تبھی ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کا بھی صحیح حق ادا کرنے والے ہوں گے۔ ورنہ آپ نے بار بار یہی فرمایا ہے کہ اگر میری باتوں کو نہیں ماننا اور اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا نہیں کرنی، اپنی عبادتوں کے حق ادا نہیں کرنے تو پھر میری بیعت میں آنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد 10 صفحہ 140)

پس ہر ناصر کو خاص طور پر اپنے جائزے لینے چاہئیں کہ کس حد تک وہ نماز کے پابند ہیں۔ کس حد تک وہ اپنا نمونہ اپنے بچوں کے سامنے پیش کر رہے ہیں۔ ان کی نمازوں کی حالت اور کیفیت کیا ہے۔ کیا صرف ایک فرض اور بوجھ سمجھ کر نمازیں ادا ہو رہی ہیں یا حقیقت میں اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے کے لئے ہم یہ سب کچھ کر رہے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نماز کی اہمیت، اس کی فرضیت، اس کی حکمت، اس کو پڑھنے کا طریق، اس کا مقصد، اس کا فلسفہ اور اوقات کا فلسفہ، غرض اس موضوع پر مختلف پیرائے میں باربار مختلف موقعوں پر اور جگہوں پر توجہ دلائی ہے۔ آپ کے بعض ارشادات اس وقت مَیں پیش کروں گا جو اس کی اہمیت اور حکمت پر روشنی ڈالتے ہیں۔

نمازوں کو باقاعدہ التزام سے پڑھو

نمازوں کو باقاعدگی سے اور باالتزام پڑھنے کے بارے میں نصیحت فرماتے ہوئے ایک موقع پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجلس میں فرمایا کہ:

”نمازوں کو باقاعدہ التزام سے پڑھو۔“

فرمایا کہ:

”بعض لوگ صرف ایک ہی وقت کی نماز پڑھ لیتے ہیں۔ وہ یاد رکھیں کہ نمازیں معاف نہیں ہوتیں یہاں تک کہ پیغمبروں تک کو معاف نہیں ہوئیں۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک نئی جماعت آئی۔ انہوں نے نماز کی معافی چاہی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس مذہب میں عمل نہیں وہ مذہب کچھ نہیں۔ اس لئے اس بات کو خوب یاد رکھو اور اللہ تعالیٰ کے احکام کے مطابق اپنے عمل کر لو۔“

فرمایا کہ:

”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نشانوں میں سے ایک یہ بھی نشان ہے کہ آسمان اور زمین اس کے امر سے قائم رہ سکتے ہیں۔“

اگر اللہ تعالیٰ کی مرضی ہو تو تبھی زمین و آسمان قائم ہیں ورنہ نہیں۔ فرمایا کہ:

”بعض دفعہ وہ لوگ جن کی طبائع طبعیات کی طرف مائل ہیں کہا کرتے ہیں کہ نیچری مذہب قابلِ اِتّباع ہے کیونکہ اگر حفظ صحت کے اصولوں پر عمل نہ کیا جائے تو تقویٰ اور طہارت سے کیا فائدہ ہو گا؟“

اپنے اپنے فلسفے لوگوں نے گھڑے ہوئے ہیں۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ:

"سو واضح رہے کہ اللہ تعالیٰ کے نشانوں میں سے یہ بھی ایک نشان ہے کہ بعض وقت ادویات بیکار رہ جاتی ہیں اور حفظ صحت کے اسباب بھی کسی کام نہیں آسکتے۔ نہ دوا کام آسکتی ہے، نہ طبیبِ حاذق لیکن اگر اللہ تعالیٰ کا امر ہو تو الٹا سیدھا ہو جایا کرتا ہے۔" (ملفوظات جلد 1 صفحہ 263)

پس اس کے لئے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کیا جائے اور اس کے لئے بہترین ذریعہ اس کی عبادت اور عبادتوں میں نماز کی ادائیگی ہے۔

عبادت میں اعلیٰ درجہ کی لذت اور سرور بھی ہونا چاہیے

پھر نماز کی حقیقت اور اہمیت اور انسان کو اس کی ضرورت اور نماز کی کیا کیفیت ہونی چاہیے؟ ان باتوں کی وضاحت فرماتے ہوئے ایک موقع پر آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ:

"نماز کیا ہے؟"

فرمایا کہ:

"یہ ایک خاص دعا ہے۔ مگر لوگ اس کو بادشاہوں کا ٹیکس سمجھتے ہیں۔ نادان اتنا نہیں جانتے کہ بھلا خدا تعالیٰ کو ان باتوں کی کیا حاجت ہے۔ اس کے غناءِ ذاتی کو اس بات کی کیا حاجت ہے کہ انسان دعا، تسبیح اور تہلیل میں مصروف ہے۔ بلکہ اس میں انسان کا اپنا ہی فائدہ ہے کہ وہ اس طریق پر اپنے مطلب کو پہنچ جاتا ہے۔"

نمازوں کے ذریعہ سے جو اس کی حاجات ہیں پوری ہوتی ہیں۔ جو اس کا مقصدِ زندگی ہے وہ پورا ہوتا ہے، وہ اپنے مطلب کو پہنچتا ہے۔ فرمایا کہ:

"مجھے یہ دیکھ کر بہت افسوس ہوتا ہے کہ آجکل عبادات اور تقویٰ اور دینداری سے محبت نہیں ہے۔ اس کی وجہ ایک عام زہریلا اثر رسم کا ہے۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی محبت سرد ہو رہی ہے اور عبادت میں جس قسم کا مزا آنا چاہیے وہ مزا نہیں آتا۔"

فرمایا کہ:

"دنیا میں کوئی ایسی چیز نہیں جس میں لذّت اور ایک خاص حظ اللہ تعالیٰ نے نہ رکھا ہو۔"

ہر چیز میں لذت رکھی ہے اور انسان اس میں ایک خاص قسم کا حظ محسوس کرتا ہے۔

فرمایا کہ:

''جس طرح پر ایک مریض ایک عمدہ سے عمدہ خوش ذائقہ چیز کا مزا نہیں اٹھا سکتا اور وہ اسے تلخ یا بالکل پھیکا سمجھتا ہے۔''

مریض ہیں۔ ان کے منہ بدمزہ ہو جاتے ہیں۔ زبان بک بکی ہو جاتی ہے تو ان کو کسی چیز کا مزا نہیں آتا۔ اکثر مریضوں سے ہم یہی دیکھتے ہیں۔ فرمایا کہ:

''اسی طرح وہ لوگ جو عبادت الٰہی میں حظ اور لذت نہیں پاتے ان کو اپنی بیماری کا فکر کرنا چاہیے۔''

جن کو نماز میں حظ نہیں آتا تو اس کا مطلب ہے وہ بھی بیمار ہیں۔ فرمایا:

''کیونکہ جیسا مَیں نے ابھی کہا ہے دنیا میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس میں خدا تعالیٰ نے کوئی نہ کوئی لذّت نہ رکھی ہو۔ اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کو عبادت کے لئے پیدا کیا تو پھر کیا وجہ ہے کہ اس عبادت میں اس کے لئے لذّت اور سرور نہ ہو۔ لذّت اور سرور تو ہے مگر اس سے حظ اٹھانے والا بھی تو ہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ (الذّاریات:57)

اب انسان جبکہ عبادت ہی کے لئے پیدا ہوا ہے تو پھر ضروری ہے کہ عبادت میں لذت اور سرور بھی درجہ غایت کا رکھا ہو۔''

عبادت میں اعلیٰ درجے کی لذت اور سرور بھی ہونا چاہیے۔ نہیں تو اللہ تعالیٰ نے صرف پیدا کیا اور اس کا کوئی مقصد نہیں یا اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے یا اس میں سرور نہیں حاصل ہو رہا تو کس طرح انسان وہ کام کر سکتا ہے۔ فرمایا:

''اس بات کو ہم اپنے روزمرّہ کے مشاہدہ اور تجربے سے خوب سمجھ سکتے ہیں۔ مثلاً دیکھو اناج اور تمام خوردنی اور نوشیدنی اشیاء انسان کے لئے پیدا ہوئی ہیں۔ کھانے پینے کی تمام چیزیں انسان کے لئے پیدا ہوئی ہیں۔ تو کیا ان سے وہ ایک لذت اور حظ نہیں پاتا؟ کیا اس ذائقہ، مزے اور احساس کے لئے اس کے منہ میں زبان موجود نہیں۔ کیا وہ خوبصورت اشیاء دیکھ کر نباتات ہوں

یا جمادات۔ پودے ہوں، پھل ہوں، پہاڑ ہوں، خوبصورت چیزیں ہوں حیوانات ہوں یا انسان حظ نہیں پاتا؟ ان کو دیکھ کر یقیناً اس سے وہ لطف اندوز ہوتا ہے"۔

فرمایا کہ:

"کیا دل خوش کُن اور سریلی آوازوں سے اس کے کان محظوظ نہیں ہوتے؟ پھر کیا کوئی دلیل اَور بھی اس امر کے اثبات کے لئے مطلوب ہے کہ عبادت میں لذت نہیں۔"

آگے آپ فرماتے ہیں کہ:

"اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے عورت اور مرد کو جوڑا پیدا کیا اور مرد کو رغبت دی ہے۔ اب اس میں زبردستی نہیں کی بلکہ ایک لذّت بھی دکھلائی ہے۔ اگر محض توالد و تناسل ہی مقصود بالذات ہوتا تو مطلب پورا نہ ہو سکتا......"

آپؑ فرماتے ہیں کہ:

"خوب سمجھ لو کہ عبادت بھی کوئی بوجھ اور ٹیکس نہیں۔ اس میں بھی ایک لذت اور سرور ہے اور یہ لذت اور سرور دنیا کی تمام لذتوں اور تمام حظوظِ نفس سے بالاتر اور بلند ہے......"

فرماتے ہیں کہ:

"جیسے ایک مریض کسی عمدہ سے عمدہ خوش ذائقہ غذا کی لذت سے محروم ہے اسی طرح پر ہاں ٹھیک ایسا ہی وہ کمبخت انسان ہے جو عبادت الٰہی سے لذت نہیں پا سکتا۔" (ملفوظات جلد 1 صفحہ 159-160)

نماز میں لذت اور خشوع و خضوع خدا کی مدد اور استعانت کے بغیر حاصل نہیں ہوتا

پس یہ انسان کی کمزوری ہے اور نمازوں کی طرف توجہ نہ دینا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے محروم ہونا ہے کہ نماز میں لذت نہیں آتی۔

پس ہمیں، ہم میں سے جو بھی ایسے ہیں ان کو فکر کرنی چاہیے۔

پھر حقیقی نماز کس قسم کی ہے اور کیسی ہونی چاہیے؟ اس بات کی وضاحت فرماتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں کہ:

"یادرکھو یہ نماز ایسی چیز ہے کہ اس سے دنیا بھی سنور جاتی ہے اور دین بھی۔ لیکن اکثر لوگ جو نماز پڑھتے ہیں تو وہ نماز ان پر لعنت بھیجتی ہے۔ جیسے فرمایا اللہ تعالیٰ نے فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ۔الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ (الماعون:5-6) یعنی لعنت ہے ان نمازیوں پر جو نماز کی حقیقت سے ہی بے خبر ہوتے ہیں۔"

فرمایا کہ:

"نماز تو وہ چیز ہے کہ انسان اس کے پڑھنے سے ہر ایک طرح کی بدعملی اور بے حیائی سے بچایا جاتا ہے...... اس طرح کی نماز پڑھنی انسان کے اپنے اختیار میں نہیں ہوتی اور یہ طریق خدا کی مدد اور استعانت کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا۔ اور جب تک انسان دعاؤں میں نہ لگا رہے اس طرح کا خشوع اور خضوع پیدا نہیں ہو سکتا۔"

نماز پڑھنے کے لئے اور یہ مقام حاصل کرنے کے لئے کہ جہاں انسان سب برائیوں سے بچے ایک کوشش کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل کو حاصل کرنے کی ضرورت ہے اس کے لئے خشوع اور خضوع ضروری ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

"اس لئے چاہیے کہ تمہارا دن اور تمہاری رات غرض کوئی گھڑی دعاؤں سے خالی نہ ہو۔" (ملفوظات جلد 10 صفحہ 66-67)

پس نماز کا حظ اور سرور حاصل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے فضل کو حاصل کرنے کی ضرورت ہے اور اللہ تعالیٰ کا فضل مانگنے کے لئے پھر اسی کے آگے جھکنے کی ضرورت ہے اور چلتے پھرتے بھی اس کا ذکر کرنے کی ضرورت ہے اور خشوع مانگنے کی ضرورت ہے۔ یہ حالت انسان پیدا کرے تو پھر نمازوں کا بھی مزا آتا ہے۔

نماز میں لذت کیونکر حاصل ہو

پھر نماز میں لذّت نہ آنے کی وجہ اور اس کا علاج بتاتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں کہ:

"مَیں دیکھتا ہوں کہ لوگ نمازوں میں غافل اور سست اس لئے ہوتے ہیں کہ اُن کو اس لذّت اور سرور سے اطلاع نہیں جو اللہ تعالیٰ نے نماز کے اندر رکھا ہے اور بڑی بھاری وجہ اس کی

یہی ہے۔ پھر شہروں اور گاؤں میں تو اَور بھی سستی اور غفلت ہوتی ہے۔''

جو آبادیوں میں رہنے والے لوگ ہیں، زیادہ مصروف ہیں۔ وہ اپنے کاموں کی وجہ سے اَور بھی زیادہ سست ہو جاتے ہیں۔ فرمایا کہ:

''سو پچاسواں حصہ بھی تو پوری مستعدی اور سچی محبت سے اپنے مولا حقیقی کے حضور سر نہیں جھکاتا۔ پھر سوال یہی پیدا ہوتا ہے کہ کیوں؟ ان کو اس لذت کی اطلاع نہیں اور نہ کبھی انہوں نے اس مزا کو چکھا۔ اَور مذاہب میں ایسے احکام نہیں ہیں''۔

دوسرے مذہب جو ہیں اُن میں باقاعدگی سے عبادت کرنے کے ایسے احکام نہیں ہیں۔ فرمایا:

''کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ہم اپنے کاموں میں مبتلا ہوتے ہیں اور مؤذن اذان دے دیتا ہے۔ پھر وہ سننا بھی نہیں چاہتے گویا ان کے دل دُکھتے ہیں۔ یہ لوگ بہت ہی قابل رحم ہیں۔''

اذان ہو گئی مگر اذان پہ کان نہیں دھرا۔ یا نماز کا وقت ہو گیا اور اس کی طرف توجہ نہیں دی۔ فرمایا کہ:

''یہ لوگ بہت ہی قابل رحم ہیں۔''

آپؑ نے فرمایا کہ:

''بعض لوگ یہاں بھی ایسے ہیں کہ ان کی دکانیں دیکھو تو مسجدوں کے نیچے ہیں مگر کبھی جا کر کھڑے بھی تو نہیں ہوتے۔''

یعنی نماز کے لئے نہیں جاتے۔ فرمایا کہ:

''پس مَیں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ سے نہایت سوز اور ایک جوش کے ساتھ یہ دعا مانگنی چاہیے کہ جس طرح پھلوں اور اشیاء کی طرح طرح کی لذتیں عطا کی ہیں نماز اور عبادت کا بھی ایک بار مزہ چکھا دے۔ کھایا ہوا یاد رہتا ہے۔''

آپؑ فرماتے ہیں کہ:

''کھایا ہوا یاد رہتا ہے۔ دیکھو اگر کوئی شخص کسی خوبصورت کو ایک سرور کے ساتھ دیکھتا

ہے تو وہ اسے خوب یاد رہتا ہے اور پھر اگر کسی بد شکل اور مکروہ ہیئت کو دیکھتا ہے تو اس کی ساری حالت باعتبار اس کے مجسم ہو کر سامنے آجاتی ہے۔ہاں اگر کوئی تعلق نہ ہو تو کچھ یاد نہیں رہتا۔“

بدصورتیاں اور خوبصورتیاں بھی انسان کو اس لئے یاد رہتی ہیں کہ ایک توجہ دے کر دیکھ رہا ہوتا ہے۔ لیکن اگر کوئی تعلق نہ ہو تو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اسے کچھ نہیں یاد رہتا۔ فرمایا کہ:

”اسی طرح بے نمازوں کے نزدیک نماز ایک تاوان ہے کہ ناحق صبح اٹھ کر سردی میں وضو کر کے خوابِ راحت چھوڑ کر، کئی قسم کی آسائشوں کو کھو کر پڑھنی پڑتی ہے۔“

اصل بات یہ ہے کہ اُسے بیزاری ہے۔ فرمایا کہ:

”اصل بات یہ ہے کہ اسے بیزاری ہے۔ وہ اس کو سمجھ نہیں سکتا۔ اس لذت اور راحت سے جو نماز میں ہے اس کو اطلاع نہیں ہے“۔

اس کو پتا ہی نہیں کہ نماز میں کیا لذّت اور راحت ہے۔ فرمایا:

”پھر نماز میں لذّت کیونکر حاصل ہو۔“

آپؑ فرماتے ہیں کہ:

”مَیں دیکھتا ہوں کہ ایک شرابی اور نشہ باز انسان کو جب سرور نہیں آتا تو وہ پَے در پَے پیالے پیتا جاتا ہے یہاں تک کہ اس کو ایک قسم کا نشہ آجاتا ہے۔ دانشمند اور بزرگ انسان اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے اور وہ یہ کہ نماز پر دوام کرے۔“

باقاعدگی کرے۔ جب تک مزا نہ آئے نمازیں پڑھتا جائے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا جائے کہ اے اللہ! مجھے نماز میں وہ سرور اور حظ دے جو اَور چیزوں میں تو نے دیا ہوا ہے۔ فرمایا:

”دوام کرے اور پڑھتا جاوے یہاں تک کہ اس کو سرور آجاوے۔ اور جیسے شرابی کے ذہن میں ایک لذت ہوتی ہے جس کا حاصل کرنا اس کا مقصود بالذات ہوتا ہے۔ اسی طرح سے ذہن میں اور ساری طاقتوں کا رجحان نماز میں اسے سرور کا حاصل کرنا ہو۔“

ساری جو قوتیں ہیں اس طرف لگائے کہ میں نے نماز میں سرور حاصل کرنا ہے۔ نماز کا مزا اُٹھانا ہے۔ فرمایا:

”اور پھر ایک خلوص اور جوش کے ساتھ کم از کم اس نشہ باز کے اضطراب اور قلق وکرب کی مانند ہی ایک دعا پیدا ہو کہ وہ لذّت حاصل ہو تو مَیں کہتا ہوں۔“

آپؑ فرماتے ہیں:

”اس لذت کے حاصل کرنے کے لئے اگر یہ دعا پیدا ہو، ایک کرب پیدا ہو، اضطراب پیدا ہو۔“

تو آپؑ فرماتے ہیں:

”تو مَیں کہتا ہوں اور سچ کہتا ہوں کہ یقیناً یقیناً وہ لذت حاصل ہو جاوے گی۔“

وہ نماز بدیوں کو دُور کرتی ہے جو اپنے اندر ایک سچائی کی روح رکھتی ہے

پھر آپؑ فرماتے ہیں:

”پھر نماز پڑھتے وقت ان مفاد کا حاصل کرنا بھی ملحوظ ہو جو اس سے ہوتے ہیں اور احسان پیش نظر رہے۔اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ (ھود:115)“

فرماتے ہیں:

”نیکیاں بدیوں کو زائل کر دیتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ پس ان حسنات کو اور لذات کو دل میں رکھ کر دعا کرے کہ وہ نماز جو کہ صدیقوں اور محسنوں کی ہے وہ نصیب کرے۔ یہ جو فرمایا ہے اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ (ھود:115) یعنی نیکیاں یا نماز بدیوں کو دُور کرتی ہے یا دوسرے مقام پر فرمایا ہے۔ نماز فواحش اور برائیوں سے بچاتی ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ بعض لوگ باوجود نماز پڑھنے کے پھر بدیاں کرتے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ وہ نمازیں پڑھتے ہیں مگر نہ روح اور راستی کے ساتھ۔“

نمازوں میں روح کوئی نہیں ہوتی۔ فرمایا:

”وہ صرف رسم اور عادت کے طور پر ٹکریں مارتے ہیں۔ ان کی روح مردہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا نام حسنات نہیں رکھا اور یہاں جو حسنات کا لفظ رکھا اَلصَّلٰوۃ کا لفظ نہیں رکھا باوجودیکہ معنی وہی ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ تا نماز کی خوبی اور حسن وجمال کی طرف اشارہ کرے

کہ وہ نماز بدیوں کو دور کرتی ہے جو اپنے اندر ایک سچائی کی روح رکھتی ہے۔ وہ نماز بدیوں کو دُور کرتی ہے جو اپنے اندر ایک سچائی کی روح رکھتی ہے اور فیض کی تاثیر اس میں موجود ہے۔ وہ نماز یقیناً یقیناً برائیوں کو دور کرتی ہے۔"

فرمایا کہ:

"نماز نشست و برخاست کا نام نہیں ہے۔"

نماز صرف اٹھنے بیٹھنے کا نام نہیں ہے۔

"نماز کا مغز اور روح وہ دعا ہے جو ایک لذت اور سرور اپنے اندر رکھتی ہے۔" (ملفوظات جلد 1 صفحہ 162 تا 164)

ارکانِ نماز دراصل روحانی نشست و برخاست ہیں

نماز کی روح اور مقصد کو حاصل کرنے کی کس طرح کوشش کرنی چاہیے؟ ارکانِ نماز جو ہیں، قیام ہے۔ رکوع ہے۔ سجدہ ہے۔ قعدہ ہے۔ یہ جو ساری حالتیں نماز میں ہیں اس لئے رکھی گئی ہیں کہ اس مقصد کو حاصل کیا جائے۔ اس روح کو حاصل کیا جائے۔

اس بارہ میں آپؑ فرماتے ہیں کہ:

"ارکان نماز دراصل روحانی نشست و برخاست ہیں۔ انسان کو خدا تعالیٰ کے روبرو کھڑا ہونا پڑتا ہے اور قیام بھی آداب خدمتگاران میں سے ہے۔"

جو خدمت کرنے والے لوگ ہیں کسی بڑے آدمی کے سامنے جاتے ہیں تو ادب سے کھڑے ہوتے ہیں۔ تو قیام جو ہے نماز میں وہ ادب کی نشانی ہے۔

"رکوع جو دوسرا حصہ ہے بتلاتا ہے کہ گویا تیاری ہے کہ وہ تعمیلِ حکم کو کس قدر گردن جھکاتا ہے اور سجدہ کمالِ آداب اور کمالِ تذلّل اور نیستی کو جو عبادت کا مقصود ہے ظاہر کرتا ہے۔"

جب انسان سجدہ کرتا ہے تو اپنے آپ کو انتہائی عاجزی اور نیستی اور تذلّل کی حالت میں لے جاتا ہے۔

یہی عبادت کا مقصد ہے کہ مَیں اللہ تعالیٰ کے آگے سر جھکاتا ہوں۔ فرمایا کہ:

"یہ آداب اور طُرق ہیں جو خدا تعالیٰ نے بطور یادداشت کے مقرر کر دیئے ہیں اور جسم کو باطنی طریق سے حصہ دینے کی خاطر ان کو مقرر کیا ہے۔"

انسان جس طرح ظاہری طور پر یہ آداب بجالا رہا ہے، اسی طرح اندرونی طور پر روحانی طور پر روح کو بھی اسی طرح آداب بجالانے چاہئیں۔ دل کا بھی اسی طرح قیام اور رکوع اور سجدہ ہونا چاہیے۔ فرمایا کہ:

"علاوہ ازیں باطنی طریق کے اثبات کی خاطر ایک ظاہری طریق بھی رکھ دیا ہے۔ اب اگر ظاہری طریق میں (جو اندرونی اور باطنی طریق کا ایک عکس ہے) صرف نقّال کی طرح نقلیں اتاری جاویں۔ صرف ہاتھ باندھ لئے، رکوع میں چلے گئے، سجدے میں چلے گئے، بیٹھ گئے اگر نقّال کی طرح صرف یہ اُٹھک بیٹھک ہی کرنی ہے، نقل ہی اتارنی ہے فرمایا:

"اور اسے ایک بار گراں سمجھ کر اتار پھینکنے کی کوشش کی جاوے تو تم ہی بتاؤ اس میں کیا لذت اور حظ آسکتا ہے اور جب تک لذت اور سرور نہ آئے اس کی حقیقت کیونکر متحقق ہو گی۔"

لذت اور سرور نہیں آیا تو پتہ ہی نہیں لگ سکتا کہ نماز کی حقیقت کیا ہے؟ فرمایا:

"اور یہ اس وقت ہو گا جبکہ روح بھی ہمہ نیستی اور تذلّل تام ہو کر آستانہ الوہیت پہ گرے۔"

پس روح کو بھی اسی طرح سجدہ کرنا چاہیے اور اللہ تعالیٰ کے آگے گرنا چاہیے جس طرح انسان کا جسم سجدے میں چلا جاتا ہے اور جو زبان بولتی ہے روح بھی بولے۔ جو الفاظ زبان سے بولے جارہے ہیں وہ دل سے نکلنے والے الفاظ ہوں۔ فرمایا کہ:

"اس وقت ایک سرور اور نور اور تسکین حاصل ہو جاتی ہے۔"

فرماتے ہیں کہ:

"میں اس کو اَور کھول کر لکھنا چاہتا ہوں کہ انسان جس قدر مراتب طے کر کے انسان ہوتا ہے۔ یعنی کہاں نطفہ بلکہ اس سے بھی پہلے نطفے کے اجزاء یعنی مختلف قسم کی اغذیہ اور ان کی ساخت اور بناوٹ پھر نطفے کے بعد مختلف مدارج کے بعد بچہ۔ پھر جوان۔ بوڑھا۔ غرض ان تمام

عالموں میں جو اس پر مختلف اوقات میں گزرے ہیں اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا معترف ہو اور وہ نقشہ ہر آن اس کے ذہن میں کھنچا رہے تو بھی وہ اس قابل ہو سکتا ہے کہ ربوبیت کے مدّ مقابل میں اپنی عبودیت کو ڈال دے۔"

انسان جب یہ سارا سوچے کہ میں کس طرح پیدا ہوا؟ کس طرح مختلف مراحل میں سے گزرا؟ کس طرح بڑا ہوا؟ کس طرح اللہ تعالیٰ نے مجھے پالا پوسا بڑا کیا؟ تو تبھی صحیح طرح، صحیح عبودیت کا حق، ایک عبد بننے کا حق انسان سوچ سکتا ہے اور ادا کر سکتا ہے۔ فرمایا کہ:

"غرض مدّعا یہ ہے کہ نماز میں لذت اور سرور بھی عبودیت اور ربوبیت کے ایک تعلق سے پیدا ہوتا ہے۔ جب تک اپنے آپ کو عدم محض یا مشابہ بالعدم قرار دے کر (جب تک بے وقعت اور بے حقیقت نہ سمجھو گے) جو ربوبیت کا ذاتی تقاضا ہے نہ ڈال دے اس کا فیضان اور پَرتو اس پر نہیں پڑتا۔"

اللہ تعالیٰ کے فیض سے فائدہ اٹھانا ہے تو کامل عبودیت پیدا کرنی ہو گی۔ فرمایا کہ:

"اور اگر ایسا ہو تو پھر اعلیٰ درجہ کی لذت حاصل ہوتی ہے جس سے بڑھ کر کوئی حظ نہیں ہے۔ اس مقام پر انسان کی روح جب ہمہ نیستی ہو جاتی ہے تو وہ خدا کی طرف ایک چشمہ کی طرح بہتی ہے اور ماسوی اللہ سے اسے انقطاع تام ہو جاتا ہے۔"

اُس خاص کیفیت کا نام صلوٰۃ ہے جو ربوبیت اور عبودیت کے ملنے سے پیدا ہو

اللہ کے علاوہ ہر دوسری چیز سے وہ مکمل طور پر تعلق کاٹ لیتا ہے۔

"اس وقت خدائے تعالیٰ کی محبت اس پر گرتی ہے۔ اس اتّصال کے وقت ان دو جوشوں سے جو اوپر کی طرف سے ربوبیت کا جوش اور نیچے کی طرف سے عبودیت کا جوش ہوتا ہے ایک خاص کیفیت پیدا ہوتی ہے۔"

ایسا تعلق جب پیدا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی ربوبیت پھر جوش میں آتی ہے اور انسان کی عبودیت کا بھی ایک جوش پیدا ہو رہا ہوتا ہے اور جب یہ دونوں ملتے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ تب ایک خاص کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ "اس کا نام صلوٰۃ ہے۔" اس خاص کیفیت کا نام صلوٰۃ ہے جو

ربوبیت اور عبودیت کے ملنے سے پیدا ہو۔ فرمایا کہ:

''پس یہی وہ صلوٰۃ ہے جو سَیِّئات کو بھسم کر جاتی ہے۔''

اس طرح کی نماز ہو اس طرح کی صلوٰۃ ہو تبھی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ برائیوں کو ختم کرتی ہے۔ تو پھر برائیاں ختم ہوتی ہیں، ان کو جلا دیتی ہے۔

''اور اپنی جگہ ایک نور اور چمک چھوڑ دیتی ہے جو سالک کو راستے کے خطرات اور مشکلات کے وقت ایک منور شمع کا کام دیتی ہے۔''

ایک روشنی کا کام دیتی ہے۔ ایک ٹارچ لائٹ کا کام دیتی ہے۔

''اور ہر قسم کے خس و خاشاک اور ٹھوکر کے پتھروں اور خار و خس سے جو اس کی راہ میں ہوتی ہیں آگاہ کر کے بچاتی ہے۔''

ہر برائی نظر آجاتی ہے۔

''اور یہی وہ حالت ہے جبکہ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ (العنکبوت:46) کا اطلاق اس پر ہوتا ہے کیونکہ اس کے ہاتھ میں نہیں، اس کے دل میں ایک روشن چراغ رکھا ہوا ہوتا ہے۔''

فرمایا:

''یہی وہ حالت ہے جبکہ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ کا اطلاق اس پر ہوتا ہے کہ نماز جو ہے وہ فحشاء اور گناہوں سے روکتی ہے۔ غلط چیزوں سے روکتی ہے۔''

فرمایا کہ:

''اس وقت اس کے دل میں ایک روشن چراغ رکھا ہوا ہوتا ہے اور یہ درجہ کامل تذلّل، کامل نیستی اور فروتنی اور پوری اطاعت سے حاصل ہوتا ہے۔''

فرمایا:

''پھر گناہ کا خیال اسے کیونکر آسکتا ہے۔''

جب یہ حالت ہو جاتی ہے تو گناہ کا خیال کس طرح آ سکتا ہے اور انکار اس میں پیدا ہی نہیں ہو سکتا۔ فرمایا کہ:

”فحشاء کی طرف اس کی نظر اٹھ ہی نہیں سکتی۔ غرض ایک ایسی لذت، ایسا سرور حاصل ہوتا ہے میں نہیں سمجھ سکتا کہ اسے کیونکر بیان کروں۔“(ملفوظات جلد 1 صفحہ 164 تا 166)

غیر اللہ سے سوال کرنا مومنانہ غیرت کے صریح اور سخت مخالف ہے

پھر اس بات کی وضاحت فرماتے ہوئے کہ ایک غیرت مند مومن ہر حالت میں صرف اللہ تعالیٰ کے آگے ہی جھکتا ہے اور جھکنا چاہیے اور اللہ تعالیٰ کے غیر کو کسی صورت میں بھی اپنی امیدوں اور توجہ کا مرکز نہیں بنانا چاہیے۔ آپؑ فرماتے ہیں:

”پھر یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ یہ نماز جو اپنے اصلی معنوں میں نماز ہے دعا سے حاصل ہوتی ہے۔ نماز بھی دعا سے حاصل ہوتی ہے۔ غیر اللہ سے سوال کرنا مومنانہ غیرت کے صریح اور سخت مخالف ہے کیونکہ یہ مرتبہ دعا کا اللہ ہی کے لئے ہے۔ جب تک انسان پورے طور پر حنیف ہو کر اللہ تعالیٰ ہی سے سوال نہ کرے اور اسی سے نہ مانگے۔ سچ سمجھو کہ حقیقی طور پر وہ سچا مسلمان اور سچا مومن کہلانے کا مستحق نہیں۔

اسلام کی حقیقت ہی یہ ہے کہ اس کی تمام طاقتیں اندرونی ہوں یا بیرونی، سب کی سب اللہ تعالیٰ ہی کے آستانہ پر گری ہوئی ہوں۔ جس طرح پر ایک بڑا انجن بہت سی کلوں کو چلاتا ہے، بہت سے پرزوں کو ایک انجن چلاتا ہے۔ پس اسی طور پر جب تک انسان اپنے ہر کام اور ہر حرکت و سکون کو اسی انجن کی طاقتِ عُظمیٰ کے ماتحت نہ کر لیوے وہ کیونکر اللہ تعالیٰ کی اُلوہیت کا قائل ہو سکتا ہے اور اپنے آپ کو اِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ (الانعام:80) کہتے وقت واقعی حنیف کہہ سکتا ہے؟ جیسے منہ سے کہتا ہے ویسے ہی ادھر کی طرف متوجہ ہو۔“

جب اپنی تمام توجہ اللہ تعالیٰ کی طرف پھیرنے کا اظہار کرتا ہے اور اپنے آپ کو عبادت کرنے والا موحّد کہتا ہے تو فرمایا کہ پھر تمام توجہ اس طرف متوجہ ہونی چاہیے۔

فرمایا:

”جب ایسی حالت ہو تو لاریب وہ مسلم ہے۔“

تب یقیناً وہ مسلمان ہے۔ وہ مومن اور حنیف ہے۔ لیکن جو شخص اللہ تعالیٰ کے سوا غیر اللہ سے سوال کرتا ہے اور ادھر بھی جھکتا ہے وہ یاد رکھے کہ بڑا ہی بدقسمت اور محروم ہے کہ اس پر وہ وقت آجانے والا ہے کہ وہ زبانی اور نمائشی طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف نہ جھک سکے۔ فرمایا کہ:

”ترکِ نماز کی عادت اور کسل کی ایک وجہ یہ بھی ہے کیونکہ جب انسان غیر اللہ کی طرف جھکتا ہے تو روح اور دل کی طاقتیں اس درخت کی طرح (جس کی شاخیں ابتداءً ایک طرف کر دی جاویں اور اس طرف جھک کر پرورش پالیں) ادھر ہی جھکتا ہے۔“

پس یہ بہت اہم بات ہے۔ جب نماز ترک کی یا کمزوریاں دکھائیں۔ نماز پڑھنے میں سستی دکھائی اور اللہ کے سوا کسی اور طرف زیادہ انحصار کرنا شروع کر دیا تو پھر انسان اس درخت کی طرح دُور ہٹتا چلا جاتا ہے جس کی شاخوں کا رخ اگر ایک طرف پھیر دیا جائے تو آہستہ آہستہ وہ شاخیں اسی طرف بڑھنی شروع ہو جاتی ہیں۔

فرمایا:

”اور خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک سختی اور تشدد اس کے دل میں پیدا ہو کر اسے منجمد اور پتھر بنا دیتا ہے۔ جیسے وہ شاخیں جو درخت کی شاخیں ایک طرف جھک رہی تھیں پھر دوسری طرف مڑ نہیں سکتا۔ اسی طرح پر دل اور روح دن بدن خدا تعالیٰ سے دور ہوتی جاتی ہے۔ پس یہ بڑی خطرناک اور دل کو کپکپا دینے والی بات ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر دوسرے سے سوال کرے۔ اسی لئے نماز کا التزام اور پابندی بڑی ضروری چیز ہے تاکہ اوّلاً وہ ایک عادتِ راسخہ کی طرح قائم ہو اور رجوع الی اللہ کا خیال ہو۔ پھر رفتہ رفتہ وہ وقت خود آجاتا ہے جبکہ انقطاعِ کُلّی کی حالت میں انسان ایک نور اور ایک لذت کا وارث ہو جاتا ہے۔ پھر ہر چیز سے علیحدہ ہو جاتا ہے۔ کٹ جاتا ہے اور صرف اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع ہوتا ہے۔ تب انسان کو ایک نور ملتا ہے اور لذت حاصل ہوتی ہے۔“

غیر اللہ کی طرف جھکنا خدا سے کاٹتا ہے

فرمایا:

”مَیں اس امر کو پھر تاکید سے کہتا ہوں۔ افسوس ہے کہ مجھے وہ لفظ نہیں ملے جس میں غیر اللہ کی طرف رجوع کرنے کی برائیاں بیان کر سکوں۔ لوگوں کے پاس جا کر منت خوشامد کرتے ہیں۔ یہ بات خدا تعالیٰ کی غیرت کو جوش میں لاتی ہے کیونکہ یہ تو لوگوں کی نماز ہے۔ پس وہ اس سے ہٹتا اور اسے دور پھینک دیتا ہے۔ مَیں موٹے الفاظ میں اس کو بیان کرتا ہوں۔ گو یہ امر اس طرح پر نہیں ہے مگر سمجھ میں خوب آ سکتا ہے کہ جیسے ایک مردِ غیوّر کی غیرت تقاضا نہیں کرتی کہ وہ اپنی بیوی کو کسی غیر کے ساتھ تعلق پیدا کرتے ہوئے دیکھ سکے اور جس طرح پر وہ مرد ایسی حالت میں اس نابکار عورت کو واجب القتل سمجھتا بلکہ بسا اوقات ایسی وارداتیں ہو جاتی ہیں۔ ایسا ہی جوش اور غیرت الوہیت کا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو بڑی غیرت ہے۔ عبودیت اور دعا خاص اسی ذات کے مدّ مقابل ہیں۔ پس اسی ذات کے مدّ مقابل ہیں یعنی عبودیت اور دعا خاص کر اسی کو چاہیے۔ وہ پسند نہیں کر سکتا کہ کسی اور کو معبود قرار دیا جاوے یا پکارا جاوے۔ پس خوب یاد رکھو! اور پھر یاد رکھو! کہ غیر اللہ کی طرف جھکنا خدا سے کاٹتا ہے۔ نماز اور توحید کچھ ہی کہو کیونکہ توحید کے عملی اقرار کا نام ہی نماز ہے۔ اس وقت بے برکت اور بے سود ہوتی ہے جب اس میں نیستی اور تذلّل کی روح اور حنیف دل نہ ہو۔“ (ملفوظات جلد 1 صفحہ 166 تا 168)

جن لوگوں کو خدا کی طرف پورا التفات نہیں ہوتا اُنہی کو نماز میں بہت وساوس آتے ہیں

پھر نماز میں وساوس پیدا ہونے کی وجہ بیان فرماتے ہیں۔ بعض دفعہ کہتے ہیں کہ مختلف قسم کے وسوسے پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ خیالات آتے رہتے ہیں۔ فرمایا کہ:

”جن لوگوں کو خدا کی طرف پورا التفات نہیں ہوتا اُنہی کو نماز میں بہت وساوس آتے ہیں۔ دیکھو ایک قیدی جبکہ ایک حاکم کے سامنے کھڑا ہوتا ہے تو کیا اس وقت اس کے دل میں کوئی

وسوسہ گزر جاتا ہے۔"

ایک قیدی جب حاکم کے سامنے کھڑا ہو تو اور خیال اس کے دل میں آ ہی نہیں سکتا۔ یہی مثال ہے۔ فرمایا کہ:

"ہر گز نہیں۔"

کبھی اس کے دل میں یہ خیال نہیں آئے گا۔

"وہ ہمہ تن حاکم کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اس فکر میں ہوتا ہے کہ ابھی حاکم کیا حکم سناتا ہے۔ اس وقت تو وہ اپنے وجود سے بھی بالکل بے خبر ہوتا ہے۔ ایسا ہی جب صدق دل سے انسان خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کرے اور سچے دل سے اس کے آستانہ پر گرے تو پھر کیا مجال ہے کہ شیطان وساوس ڈال سکے۔" (ملفوظات جلد 10 صفحہ 90-91)

خدا تعالیٰ کو ہماری نمازوں کی کوئی ضرورت نہیں

نماز کی حفاظت کیوں کی جائے اور نماز کیوں پڑھی جائے؟ کیا اللہ تعالیٰ کو ہماری نمازوں کی ضرورت ہے؟ اکثر لوگوں کے ذہنوں میں یہ بھی سوال اٹھتے ہیں۔ آجکل کی دہریت کے اثر کی وجہ سے اٹھتے رہتے ہیں۔ اس بات کی وضاحت فرماتے ہوئے کہ اللہ غنی ہے اور اسے ہماری عبادتوں کی ضرورت نہیں ہے بلکہ ہمیں اس کی ضرورت ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں:

"پھر یہ بھی سمجھنا چاہیے کہ نماز کی حفاظت اس واسطے نہیں کی جاتی کہ خدا کو ضرورت ہے۔ خدا تعالیٰ کو ہماری نمازوں کی کوئی ضرورت نہیں۔ وہ تو غنی عن العالمین ہے۔ اس کو کسی کی حاجت نہیں۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان کو ضرورت ہے اور یہ ایک راز کی بات ہے کہ انسان خود اپنی بھلائی چاہتا ہے اور اسی لئے وہ خدا سے مدد طلب کرتا ہے۔ کیونکہ یہ سچی بات ہے کہ انسان کا خدا تعالیٰ سے تعلق ہو جانا حقیقی بھلائی کا حاصل کر لینا ہے۔ ایسے شخص کی اگر تمام دنیا دشمن ہو جائے اور اس کی ہلاکت کے درپے رہے تو اس کا کچھ بگاڑ نہیں سکتی اور خدا تعالیٰ کو ایسے شخص کی خاطر اگر لاکھوں کروڑوں انسان بھی ہلاک کرنے پڑیں تو کر دیتا ہے اور اس ایک کی بجائے لاکھوں کو فنا کر دیتا ہے۔" (ملفوظات جلد 10 صفحہ 66)

نماز خود دعا کا نام ہے…بڑے عظیم الشان کاموں کی کنجی دعا ہے

صحابہ کس طرح غالب آئے؟ اس کی وضاحت کرتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں:

”اخلاص جیسی اَور کوئی تلوار دلوں کو فتح کرنے والی نہیں۔ ایسے ہی امور سے وہ لوگ دنیا پر غالب آگئے تھے۔ صرف زبانی باتوں سے کچھ ہو نہیں سکتا۔“

فرمایا کہ:

”اب نہ پیشانی میں نور اور نہ روحانیت ہے اور نہ معرفت کا کوئی حصہ۔“

نماز کی معرفت نہیں ہے۔ نماز پڑھنے کی وجہ سے جو نور ملتا ہے وہ نہیں ہے۔ نمازیں بھی بوجھ سمجھی جاتی ہیں۔ فرمایا کہ:

”خدا تعالیٰ ظالم نہیں ہے۔ اصل بات ہی یہی ہے کہ ان کے دلوں میں اخلاص نہیں۔ صرف ظاہری اعمال سے جو رسم اور عادت کے رنگ میں کئے جاتے ہیں کچھ نہیں بنتا۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جماعت میں بہت سارے ایسے ہیں جو خالص ہو کر نمازیں پڑھنے والے ہیں۔“

یہ عمومی حالت آپ اُس زمانے کی بیان فرما رہے ہیں۔ پس یہ ہمارے لئے بھی سبق ہے اور ایک تنبیہ بھی ہے۔ ان باتوں کا خیال رکھیں۔ فرمایا:

”اس سے کوئی یہ نہ سمجھ لے کہ میں نماز کی تحقیر کرتا ہوں۔ وہ نماز جس کا ذکر قرآن میں ہے اور وہ معراج ہے۔ بھلا ان نمازیوں سے کوئی پوچھے تو سہی کہ ان کو سورہ فاتحہ کے معنی بھی آتے ہیں۔ پچاس پچاس برس کے نمازی ملیں گے مگر نماز کا مطلب اور حقیقت پوچھو تو اکثر بے خبر ہوں گے حالانکہ تمام دنیوی علوم ان علوم کے سامنے ہیچ ہیں۔ بایں دنیوی علوم کے واسطے تو جان توڑ محنت اور کوشش کی جاتی ہے اور اس طرف سے ایسی بے التفاتی ہے کہ اسے جنتر منتر کی طرح پڑھ جاتے ہیں۔“

اکثر مسلمانوں میں سے یہی حالت دیکھیں گے۔ فرمایا:

”مَیں تو یہاں تک بھی کہتا ہوں کہ اس بات سے مت رکو کہ نماز میں اپنی زبان میں دعائیں کرو۔ بے شک اردو میں، پنجابی میں، انگریزی میں، جو جس کی زبان ہو اُسی میں دعا کر

لے۔ مگر ہاں یہ ضروری ہے کہ خدا تعالیٰ کے کلام کو اِسی طرح پڑھو۔ اس میں اپنی طرف سے کچھ دخل مت دو۔ اس کو اِسی طرح پڑھو اور معنی سمجھنے کی کوشش کرو۔ اِسی طرح ماثورہ دعاؤں کا بھی اسی زبان میں التزام رکھو۔ قرآن اور ماثورہ دعاؤں کے بعد جو چاہو خدا تعالیٰ سے مانگو اور جس زبان میں چاہو مانگو۔ وہ سب زبانیں جانتا ہے۔ سنتا ہے۔ قبول کرتا ہے۔"

فرمایا:

"اگر تم اپنی نماز کو باحلاوت اور پُر ذوق بنانا چاہتے ہو تو ضروری ہے کہ اپنی زبان میں کچھ نہ کچھ دعائیں کرو۔ مگر اکثر یہی دیکھا گیا ہے کہ نمازیں تو ٹکّریں مار کر پوری کر لی جاتی ہیں۔ پھر لگتے ہیں دعائیں کرنے۔"

اکثر مسلمان ملکوں میں غیر احمدیوں میں یہی رواج ہے کہ نماز جلدی جلدی پڑھ لی۔ اس کے بعد ہاتھ اٹھا کے دعا کرنے لگ گئے۔ فرمایا یہ دعائیں کرنے لگ جاتے ہیں۔ فرمایا کہ:

"اس سے ظاہر تو یہی لگتا ہے کہ نماز تو ایک ناحق کا ٹیکس ہوتا ہے۔ اگر کچھ اخلاص ہوتا ہے تو نماز کے بعد میں ہوتا ہے۔ یہ نہیں سمجھتے کہ نماز خود دعا کا نام ہے جو بڑے عجز، انکسار، خلوص اور اضطراب سے مانگی جاتی ہے۔ بڑے بڑے عظیم الشان کاموں کی کنجی صرف دعا ہی ہے۔ خدا تعالیٰ کے فضل کے دروازے کھولنے کا پہلا مرحلہ دعا ہی ہے۔"

غفلت کو چھوڑ دو اور تضرّع اختیار کرو

فرمایا کہ:

"نماز کو رسم اور عادت کے رنگ میں پڑھنا مفید نہیں بلکہ ایسے نمازیوں پر تو خود خدا تعالیٰ نے لعنت اور وَیل بھیجا ہے چہ جائیکہ ان کی نماز کو قبولیت کا شرف حاصل ہو۔ وَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ (الماعون:5) خود خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

یہ ان نمازیوں کے حق میں ہے جو نماز کی حقیقت سے اور اس کے مطالب سے بے خبر ہیں۔ صحابہؓ تو خود عربی زبان رکھتے تھے اور اس کی حقیقت کو خوب سمجھتے تھے مگر ہمارے واسطے یہ ضروری ہے کہ اس کے معانی سمجھیں اور اپنی نماز میں اس طرح حلاوت پیدا کریں مگر ان لوگوں

نے تو ایسا سمجھ لیا ہے جیسے کہ دوسرا نبی آ گیا ہے اور اس نے گویا نماز کو منسوخ ہی کر دیا ہے۔"

آپؑ کے خلاف جو لوگ باتیں کرتے ہیں ان کے بارے میں آپؑ فرما رہے ہیں جب میں یہ کہتا ہوں کہ اپنی زبان میں دعائیں کرو تو کہتے ہیں کہ نئی شریعت لے آئے۔ فرمایا:

"دیکھو خدا تعالیٰ کا اس میں فائدہ نہیں بلکہ خود انسان ہی کا اس میں بھلا ہے کہ اُس کو خدا تعالیٰ کی حضوری کا موقع دیا جاتا ہے اور عرض معروض کرنے کی عزت عطا کی جاتی ہے جس سے یہ بہت سی مشکلات سے نجات پا سکتا ہے۔ میں حیران ہوں کہ وہ لوگ کیونکر زندگی بسر کرتے ہیں جن کا دن بھی گزر جاتا ہے اور رات بھی گزر جاتی ہے مگر وہ نہیں جانتے کہ ان کا کوئی خدا بھی ہے۔ یاد رکھو کہ ایسا انسان آج بھی ہلاک ہوا اور کل بھی۔"

فرمایا کہ:

"مَیں ایک ضروری نصیحت کرتا ہوں کاش لوگوں کے دل میں پڑ جاوے۔ دیکھو عمر گزری جا رہی ہے غفلت کو چھوڑ دو اور تضرع اختیار کرو۔ اکیلے ہو ہو کر خدا تعالیٰ سے دعا کرو کہ خدا ایمان کو سلامت رکھے اور تم پر وہ راضی اور خوش ہو جائے۔" (ملفوظات جلد 10 صفحہ 411 تا 413)

نماز ہی ایسی چیز ہے جو معراج کے مراتب تک پہنچا دیتی ہے

ایک موقع پر نصیحت کرتے ہوئے کہ حقیقی نماز کیا چیز ہے؟ آپؑ فرماتے ہیں کہ:

"وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا (العنکبوت:70) پوری کوشش سے اس کی راہ میں لگے رہو منزلِ مقصود تک پہنچ جاؤ گے۔"

کوشش کرو جہاد کرو۔ فرمایا کہ توبہ و استغفار وصول الی اللہ کا ذریعہ ہے۔ اس طرف توجہ دینی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے اور جو لوگ ہمارے رستے میں کوشش کرتے ہیں ان کو ہم پھر صحیح رستوں کی طرف رہنمائی بھی کر دیتے ہیں۔ فرمایا کہ:

"اللہ تعالیٰ کو کسی سے بخل نہیں۔ آخر انہیں مسلمانوں میں سے وہ تھے جو قطب اور اَبدال اور غوث ہوئے۔ اب بھی اُس کی رحمت کا دروازہ بند نہیں۔ قلبِ سلیم پیدا کرو۔ نماز سنوار کر پڑھو۔ دعائیں کرتے رہو۔ ہماری تعلیم پر چلو۔ ہم بھی دعا کریں گے۔ یاد رکھو ہمارا طریق

بعینہٖ وہی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کا تھا۔ آجکل فقراء نے کئی بدعتیں نکال لی ہیں۔ یہ چلّے اور ورد وظائف جو انہوں نے رائج کر لئے ہیں ہمیں ناپسند ہیں۔“

بہت سارے لوگ کہتے ہیں کہ بتائیں فلاں کیا دعا کریں۔ خاص دعا کیا ہے۔ خاص کوشش کیا کرنی چاہیے۔ اصل چیز نماز ہے۔ نماز کی طرف ہر احمدی کی پوری توجہ ہونی چاہیے۔ فرمایا کہ:

”اصل طریقِ اسلام قرآن مجید کو تدبّر سے پڑھنا اور جو کچھ اس میں ہے اس پر عمل کرنا اور نماز توجہ کے ساتھ پڑھنا اور دعائیں توجہ اور انابت اِلَی اللہ سے کرتے رہنا۔ بس نماز ہی ایسی چیز ہے جو معراج کے مراتب تک پہنچا دیتی ہے۔ یہ ہے تو سب کچھ ہے۔“(ملفوظات جلد10 صفحہ 107)

اور معراج پر پہنچانے والی نماز وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے حضور کھڑا ہونے والے کے دل کو پگھلا دے۔

تہجد میں خاص کر اٹھو اور ذوق اور شوق سے ادا کرو

پھر فرائض نمازوں کے ساتھ تہجد کی تاکید بھی آپ نے فرمائی اور انصار اللہ کو تو خاص طور پر اس کا بھی التزام کرنا چاہیے۔ آپؑ فرماتے ہیں:

”اس زندگی کے کُل اَنفاس اگر دنیاوی کاموں میں گزر گئے تو آخرت کے لئے کیا ذخیرہ کیا؟“۔ اگر ساری سانسیں اور ساری عمر دنیاوی کاموں کے لئے گزار دی تو آخرت کے لئے کیا ذخیرہ کیا؟ فرمایا کہ:

”تہجد میں خاص کر اٹھو اور ذوق اور شوق سے ادا کرو۔ درمیانی نمازوں میں بہ باعث ملازمت کے ابتلا آجاتا ہے۔“

یعنی آگے پیچھے بھی ہو جاتی ہیں۔ بعض دفعہ ایسا ابتلا بھی آجاتا ہے کہ قضاء بھی ہو جاتی ہیں۔ فرمایا کہ:

”رازق اللہ تعالیٰ ہے۔ نماز اپنے وقت پر ادا کرنی چاہیے۔ ظہر و عصر کبھی کبھی جمع ہو سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ جانتا تھا کہ ضعیف لوگ ہوں گے اس لئے یہ گنجائش رکھ دی۔ مگر یہ گنجائش تین

نمازوں کے جمع کرنے میں نہیں ہو سکتی۔ جبکہ ملازمت میں اور دوسرے کئی امور میں لوگ سزا پاتے ہیں اور (موردِ عتابِ حُکّام ہوتے ہیں) تو اگر اللہ تعالیٰ کے لئے تکلیف اٹھاویں تو کیا خوب ہے۔" (ملفوظات جلد 1 صفحہ 6)

احمدیوں کو اللہ تعالیٰ نے مسیح موعودؑ کو ماننے کی وجہ سے وہ رستہ دکھادیا

اگر دنیاوی کاموں میں بھی تکلیفیں اٹھارہے ہوتے ہیں، اگر نماز کے لئے، فرض پورا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے احکام پر چلنے کے لئے تھوڑی سی تکلیف اٹھالو تو کیا حرج ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ:

"یہ اللہ تعالیٰ کا کمال فضل ہے کہ اس نے کامل اور مکمل عقائد کی راہ ہم کو اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے بِدُوں مشقّت و محنت کے دکھائی ہے۔"

بغیر کسی مشقت اور محنت کے ہمیں راستہ دکھادیا۔

"وہ راہ جو آپ لوگوں کو اس زمانہ میں دکھائی گئی ہے بہت سے عالِم ابھی تک اس سے محروم ہیں۔"

احمدیوں کو اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود کو ماننے کی وجہ سے وہ رستہ دکھادیا۔

"پس خدا تعالیٰ کے اس فضل اور نعمت کا شکر کرو اور وہ شکر یہی ہے کہ سچے دل سے ان اعمال صالحہ کو بجالاؤ جو عقائد صحیحہ کے بعد دوسرے حصہ میں آتے ہیں اور اپنی عملی حالت سے مدد لے کر دعا مانگو کہ وہ ان عقائد صحیحہ پر ثابت قدم رکھے اور اعمال صالحہ کی توفیق بخشے۔ حصّہ عبادات میں صوم، صلوٰۃ و زکوٰۃ وغیرہ امور شامل ہیں۔ اب خیال کرو کہ مثلاً نماز ہی ہے یہ دنیا میں آئی ہے لیکن دنیا سے نہیں آئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قُرَّةُ عَيْنِيْ فِي الصَّلٰوةِ"

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 149-150)

حقیقی توحید کس طرح پوری ہوتی ہے

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس بات کی وضاحت فرماتے ہوئے کہ

حقیقی توحید کس طرح پوری ہوتی ہے فرمایا:

’’توحید تب ہی پوری ہوتی ہے کہ کُل مرادوں کا مُعطی اور تمام اَمراض کا چارہ اور مدار وہی ذاتِ واحد ہو۔ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ کے معنی یہی ہیں۔ صوفیوں نے اس میں اِلٰـہَ کے لفظ سے محبوب، مقصود، معبود مراد لی ہے۔‘‘

فرمایا:

’’بے شک اصل اور سچ یونہی ہے۔ جب تک انسان کامل طور پر توحید پر کاربند نہیں ہوتا اس میں اسلام کی محبت اور عظمت قائم نہیں ہوتی۔ اور پھر میں اصل ذکر کی طرف رجوع کر کے کہتا ہوں کہ نماز کی لذّت اور سرور اُسے حاصل نہیں ہو سکتا۔ مدار اسی بات پر ہے کہ جب تک برے ارادے، ناپاک اور گندے منصوبے بھسم نہ ہوں، اَنانیت اور شیخی دُور ہو کر نیستی اور فروتنی نہ آئے، خدا کا سچا بندہ نہیں کہلا سکتا۔ اور عبودیت کاملہ کے سکھانے کے لئے بہترین معلّم اور افضل ترین ذریعہ نماز ہی ہے۔‘‘

فرمایا:

’’مَیں پھر تمہیں بتلاتا ہوں کہ اگر خدا تعالیٰ سے سچا تعلق۔ حقیقی اِرتباط قائم کرنا چاہتے ہو تو نماز پر کاربند ہو جاؤ اور ایسے کاربند بنو کہ تمہارا جسم نہ تمہاری زبان بلکہ تمہاری رُوح کے ارادے اور جذبے سب کے سب ہمہ تن نماز ہو جائیں۔‘‘(ملفوظات جلد 1 صفحہ 169-170)

اجتماع میں پانچوں نمازوں کا اہتمام ہونا چاہیے

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حقیقی توحید پر قائم ہونے، اپنی نمازوں کی حفاظت کرنے اور پُر سرور نمازیں پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ غیر اللہ کو اپنا معبود بنانے کی بجائے ہم ہمیشہ اللہ تعالیٰ کو اپنا حقیقی معبود بنانے والے ہوں۔

انصار اللہ کا اجتماع جہاں ہو رہا ہے وہاں مجھے پتا لگا ہے کہ شاید مغرب اور عشاء کی نمازیں پڑھنے کا انتظام نہیں ہو گا کیونکہ شام کو ایک معیّن وقت کے بعد انہوں نے وہ جگہ چھوڑنی بھی ہے۔ شاید ہال خالی کرنا ہے۔ اگر تو یہ صحیح ہے تو پھر انتظامیہ کو اجتماع کا انتظام ایسا کرنا چاہیے کہ

دوسری جگہ جہاں بھی لے کے جانا ہے وہاں پر باجماعت نماز کا انتظام ہو سکے اور آئندہ بھی انصار اللہ کو چاہیے کہ اپنے اجتماعات ایسی جگہ منعقد کریں جہاں پانچوں وقت کی نمازوں کا اہتمام بھی ہو سکے۔ بہر حال اللہ تعالیٰ ان کا اجتماع کامیاب کرے اور ہمیں حقیقی عابد بنائے۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 29 ستمبر 2017ء بحوالہ الفضل انٹرنیشنل مؤرخہ 20 اکتوبر 2017ء صفحہ 5-9)

2018م

جس طرح شعبہ مال کام کرتا ہے اس طرح شعبہ تربیت بھی کام کرے تو بہت ترقی ہو سکتی ہے

نماز میں عاملہ نمونہ بنے

بیت الفتوح اِیسٹ کے صدر صاحب سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دریافت فرمایا کہ نماز باجماعت کی حاضری میں کیا ترقی ہوئی ہے؟ ان کا جواب سن کر فرمایا باقاعدہ حاضری رکھا کریں۔

پھر فرمایا: ماریشس جماعت کے امیر صاحب نے بتایا کہ مجلس عاملہ نے فیصلہ کیا ہے کہ جو تین ماہ کے دوران نماز باجماعت میں باقاعدہ نہ ہوجائیں انہیں مجلس عاملہ سے فارغ کر دیا جائے۔ فرمایا مجلس عاملہ کے اراکین کو تو فعّال ہونا چاہیے۔ اگر عاملہ کا نمونہ اچھا نہیں ہو گا تو دوسروں کا کیا حال ہو گا۔ فرمایا نماز ایسی شے ہے جو خدا نے فرض کی ہے کسی انسان نے نہیں کی۔ اس لئے اس میں نمونہ بنیں۔

بیت الفتوح ساؤتھ کے صدر صاحب سے نماز باجماعت کی حاضری کے متعلق دریافت فرمایا۔ پھر اُن کا جواب سن کر فرمایا کم از کم فجر اور عشاء باجماعت میں باقاعدہ ہونا چاہیے۔ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو فجر اور عشاء پر نہیں آتے ان میں منافقت پائی جاتی ہے۔ عہدیداروں کو خاص طور پر توجہ کرنی چاہیے۔

فرمایا: چند دن پہلے امیر صاحب جرمنی ملاقات کے لئے آئے۔ انہوں نے کہا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے تھے جس طرح شعبہ مال کا کام ہوتا ہے اسی طرح شعبہ تبلیغ بھی کام کرے تو بہت ترقی ہو سکتی ہے۔ فرمایا: مَیں چاہتا ہوں کہ جس طرح شعبہ مال کام کرتا ہے اس طرح شعبہ تربیت بھی کام کرے تو بہت ترقی ہو سکتی ہے۔

نماز باجماعت کی عادت پیدا کرنی چاہیے

پھر فرمایا: چندوں کے لئے کم از کم تین ماہ میں خاص زور لگا کر کام کیا جاتا ہے۔ ایک ماہ عام

چندوں کے لئے، ایک ماہ تحریک جدید کے لئے اور ایک ماہ وقف جدید کے لئے۔ لیکن تربیت کے لئے صرف ایک ماہ رمضان میں زور سے کام ہوتا ہے۔ اس لئے اس طرف توجہ کی ضرورت ہے۔ دس دس گھروں کو نماز کیلئے لے کر آئیں۔

صدر صاحب بیت الفتوح نے ذکر کیا کہ گزشتہ سال حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دورانِ ملاقات فرمایا تھا دس دس ہمسایوں سے اچھے تعلقات پیدا کریں۔ چنانچہ ہم نے اس تحریک پر بفضلہٖ تعالیٰ عمل کرنے کی خاص کوشش کی ہے۔ اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ: اب ہر عاملہ کا ممبر بالخصوص اور دوسرے جو نمازوں میں باقاعدہ ہیں وہ دس دس گھروں کو نماز کے لئے بھی لے کر آئیں۔

فرمایا: ایک احمدی ٹیکسی ڈرائیور نے بتایا کہ ایک دفعہ وہ کام کے دوران اپنی باری کا منتظر تھا کہ نماز کا وقت آگیا۔ اُس نے اپنے سے پچھلے شخص کو کہا تم میری باری لے لو، مَیں نماز کے لئے جا رہا ہوں۔ چنانچہ جب وہ نماز پڑھ کر واپس آیا تو دیکھا کہ کوئی سواری آئی ہی نہیں اور وہ پچھلا آدمی وہیں کھڑا تھا۔ پیچھے رہنے والا اس پر شرمندہ ہوا کیونکہ وہ بھی احمدی تھا۔

فرمایا: نماز باجماعت کی عادت پیدا کرنی چاہیے جہاں بھی دوسرا آدمی میسر ہو اگر مسجد یا صلوٰۃ سنٹر سے دُور ہیں تو وہیں نماز باجماعت پڑھ لیں۔

تمام مردوزن اور بچے تحریک جدید اور وقف جدید میں شامل ہوں

صدر صاحب بیت الفتوح ساؤتھ نے عرض کیا کہ حضور! بفضلہٖ تعالیٰ اس سال ہماری جماعت کے سو فیصد افراد تحریک جدید اور وقف جدید میں شامل ہوئے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ: یہی کوشش ہونی چاہیے کہ تمام مردوزن اور بچے تحریک جدید اور وقف جدید میں شامل ہوں۔

اگلی نسلوں کو... تبلیغی کاموں کے لئے تیار کریں

ایک دوست نے اپنے بعض ذاتی تجربات بتائے کہ کس طرح وہ اخبارات میں مخالف

اسلام شائع ہونے والے خطوط کا جواب لکھتے ہیں۔ اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ: اگلی نسلوں کو بھی یہ واقعات بتائیں اور انہیں ان تبلیغی کاموں کے لئے تیار کریں۔

مجلسِ عاملہ کے اراکین کو اپنے تبلیغی رابطے بڑھانے چاہئیں

ایک سیکرٹری صاحب تبلیغ نے ہمسایوں سے اچھے تعلقات کے متعلق رپورٹ پیش کی۔ اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دریافت فرمایا کہ: مجلسِ عاملہ کے اراکین کے کتنے تبلیغی رابطے ہیں؟ انہیں اپنے تبلیغی رابطے بڑھانے چاہئیں۔

تمام احمدی ٹیکسی ڈرائیورز کو مختلف زبانوں میں تعارفی لٹریچر مہیا کیا جائے

ایک ممبر عاملہ نے عرض کیا کہ وہ ٹیکسی ڈرائیور ہیں اور اپنی سواریوں کو جماعت کا تعارف کرواتے ہیں اور لٹریچر بھی تقسیم کرتے ہیں۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ: تمام احمدی ٹیکسی ڈرائیورز کو مختلف زبانوں میں تعارفی لٹریچر مہیا کیا جائے تاکہ وہ اپنی اپنی سواریوں میں لٹریچر تقسیم کر سکیں۔ اس طرح نہ صرف برطانیہ میں بلکہ باہر کے ممالک سے آنے والے زائرین کے ذریعہ دوسرے ممالک تک بھی پیغام پہنچے گا۔ فرمایا اس کی تمام احمدی ٹیکسی ڈرائیوروں کو تحریک کریں۔

قیدیوں سے رابطے پیدا کرنے چاہئیں

ایک ممبر مجلس عاملہ نے عرض کیا کہ وہ Detention Centre بھی جاتے ہیں اور قیدیوں کی مدد کرتے ہیں اور انہیں جماعت کا بھی تعارف کراتے ہیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ: امریکہ میں اس سلسلہ میں کافی کام ہو رہا ہے۔ یہاں بھی قیدیوں سے رابطے پیدا کرنے چاہئیں، ان کی مدد بھی کی جائے اور انہیں جماعت کا تعارف بھی کرایا جائے۔

ایسے پمفلٹ تقسیم کئے جائیں کہ انسان کو مذہب کی ضرورت ہے

بیت الفتوح ایسٹ کے صدر صاحب نے عرض کیا کہ حضور کے ارشاد کے مطابق 3500 گھروں تک پیغام پہنچانے اور ہمسایوں سے اچھے تعلقات کے لئے کوشش کی جا رہی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ: ایسے پمفلٹ تقسیم کئے جائیں کہ انسان کو مذہب کی ضرورت ہے۔اسی طرح یہ کہ خدا تعالیٰ واقعی موجود ہے تاکہ دہریت کے اثر کو زائل کیا جائے۔

اُنہیں (نومبائعین کو) نماز سکھائیں اور نماز کی عادت ڈالیں

ایک دوست نے ذکر کیا کہ خدا کے فضل سے انہیں گزشتہ کچھ عرصہ کے دوران تین بیعتیں کروانے کی توفیق ملی ہے۔

فرمایا: اب انہیں نماز سکھائیں اور نماز کی عادت ڈالیں۔

(ملاقات مقامی مجالسِ عاملہ لندن 7 جنوری 2018ء الفضل انٹرنیشنل مؤرخہ 2 فروری 2018ء صفحہ 10)

یہ احساس ہے جو ہمارے ہر عہدیدار میں پیدا ہونا چاہیے کہ کس طرح کام کرنا ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب کی وفات پر ان کا ذکرِ خیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”امیر ضلع خوشاب منور مجوکہ صاحب لکھتے ہیں کہ ایک اعلیٰ منتظم، انتہائی شریف النفس، نافع الناس وجود تھے۔ فرائض کی ادائیگی میں انتہائی معمولی اور چھوٹی چھوٹی باتوں کا بھی بے حد خیال رکھتے تھے۔

... یہ احساس ہے جو ہمارے ہر عُہدیدار میں پیدا ہونا چاہیے کہ کس طرح کام کرنا ہے۔ صرف یہی نہیں کہ کام کے لئے بھیج دیا بلکہ جو بھی درخواست آتی ہے، وہ درخواست دینے والا خود تو اس کو follow up کرنے کی کوشش کرتا ہے لیکن عُہدیداروں کو بھی جب تک اس پر عمل درآمد نہ ہو جائے اور شکایت دور نہ ہو جائے یا جو معاملہ ہے وہ طے نہ ہو جائے، اُس وقت تک اس معاملے کو دیکھنا چاہیے اور کوشش کر کے حل کرنا چاہیے، بجائے اس کے کہ سر سے ٹالا جائے۔ اگر ہر عُہدیدار میں یہ عادت پیدا ہو جائے جیسا کہ میں نے پہلے کہا تو ہمارے بہت سے مسائل ختم ہو سکتے ہیں۔

... باجماعت نماز کی ادائیگی کے اہتمام میں آپ ایک خوبصورت نمونہ تھے۔ جب صدر انصار اللہ بنے تو ہر میٹنگ میں بار بار نماز باجماعت اور قیام نماز کی طرف توجہ دلاتے تھے بلکہ خود ہی کہتے تھے کہ تم لوگ کہو گے کہ صرف ایک ہی بات پر اس کی سوئی اٹکی رہتی ہے۔ لیکن میں کیا کروں جب تک اس ذمہ داری کا حق ادا نہیں ہوتا، میرا فرض ہے کہ مَیں یاددہانی کرواتا رہوں اور عُہدیداروں کو بھی چاہیے، میں نے دیکھا ہے بعض عُہدیدار بھی باجماعت نماز تو علیحدہ رہی بعض دفعہ نمازیں بھی چھوڑ دیتے ہیں۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ مؤرخہ 19 جنوری 2018ء بحوالہ الفضل انٹرنیشنل مؤرخہ 9 فروری 2018ء صفحہ 7)

مجلسِ عاملہ کے اراکین کو سو فیصد نمازی ہونا چاہیے

فرمایا: مسجد چرچ نہیں جو صرف ویک اینڈ پر کھُلتی ہو۔

پھر فرمایا: عاملہ کے ممبران کو نمازی ہونا چاہیے۔ ورنہ امیر صاحب کو رپورٹ کریں۔

فرمایا: مجلس عاملہ کے اراکین کو سو فیصد نمازی ہونا چاہیے تب تسلّی ہو گی۔

پھر فرمایا: اس غرض کے لئے دورے بھی کیا کریں۔

پھر فرمایا: جن لوگوں کو ٹیکسی کے کام کی وجہ سے مسجد آنے میں دقّت ہو وہ کام پر ہی دوسرے احمدیوں کے ساتھ مل کر نماز باجماعت پڑھ لیا کریں۔

پھر فرمایا: جب نماز ٹھیک ہو جائے گی تو باقی کام خود بخود ٹھیک ہو جائیں گے۔

ہر دو ماہ بعد عشرہ صلوٰۃ منایا کریں

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جتنا زور تحریک جدید اور وقف جدید کے چندوں کی وصولی پر لگاتے ہیں کیا اتنا زور نماز پر لگاتے ہیں؟

پھر دریافت فرمایا کہ: کیا کوئی عشرہ صلوٰۃ مناتے ہیں؟ عرض کیا گیا کہ مہینہ میں ایک دن مساجد میں اجتماعی تہجد پڑھتے ہیں۔

فرمایا: ہر دو ماہ بعد عشرہ صلوٰۃ منایا کریں اس طرح سال میں چھ دفعہ کوشش کریں گے تو نماز کی حاضری میں ضرور فرق پڑے گا۔

پھر فرمایا: ابھی جون آرہا ہے۔ اس سے پہلے اپریل مئی میں چندے کی وصولی پر زور ہو گا۔ لیکن اگر نمازوں پر زور دیں گے تو چندے خود بخود آجائیں گے۔

خدام و انصار کے اراکین عاملہ کی بھی حاضری سو فیصد ہونی چاہیے

فرمایا: آپ مسجدیں تو لے رہے ہیں، نمازی بھی بنائیں تا کہ ”برسوں میں نمازی بن نہ سکا“ والا معاملہ نہ ہو۔ پھر زعیم صاحب انصار اللہ سے دریافت فرمایا: آپ کی عاملہ کے اراکین کتنے ہیں؟ عرض کیا گیا 20۔

فرمایا: کُل انصار کتنے ہیں؟ عرض کیا43۔زعیم صاحب نے عرض کیا کہ کوشش کر رہے ہیں کہ سب نماز کے لئے آئیں۔

فرمایا: صرف کوشش نہ کریں بلکہ پوری کوشش کریں۔ جس طرح چندہ پر زور دیتے ہیں اسی طرح نماز پر دیں۔

اس کے بعد زعیم انصاراللہ مارڈن ساؤتھ سے دریافت فرمایا کہ: آپ کے اراکین عاملہ میں سے کتنے نماز میں باقاعدہ ہیں؟ عرض کیا گیا کہ 12 میں سے 5 باقاعدہ ہیں۔

فرمایا: اگر انصار خدام اور جماعت کی عاملہ کے تمام اراکین نماز باجماعت میں باقاعدہ ہو جائیں تو حاضری بہت بہتر ہو جائے اور پھر باقی لوگ بھی آئیں گے۔

قائد صاحب مارڈن ساؤتھ سے دریافت فرمایا کہ: آپ کے خدّام نماز کے لئے کتنے آتے ہیں؟ انہوں نے عرض کیا کہ ویک اینڈ پر زیادہ آتے ہیں، باقی دنوں میں کم آتے ہیں۔

فرمایا: مسجد چرچ نہیں ورنہ آپ کو پادری صاحب کو بلانا پڑے گا کہ ویک اینڈ پر نماز پڑھا دیا کریں۔

پھر فرمایا: اگر ان تینوں جماعتوں کے انصار خدّام اور جماعت کی عاملہ کے اراکین نماز باجماعت کے لئے آئیں تو صرف ان کی حاضری 150 ہو جائے۔

مارڈن کے زعیم صاحب انصاراللہ نے عرض کیا کہ مَیں اسی سال زعیم منتخب ہوا ہوں۔

فرمایا: پہلے عاملہ کو باقاعدہ نمازی بنائیں۔

صدر، سیکرٹریان تربیت، ناظم تربیت اور منتظم تربیت سب نماز کی طرف توجہ دلائیں

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ: اگر صدر، سیکرٹریان تربیت جماعت، ناظم تربیت خدام الاحمدیہ اور منتظم تربیت انصاراللہ اُسی طرح نماز کی طرف لوگوں کی توجہ دلائیں جس طرح سیکرٹریان مال چندے کی طرف توجہ دلاتے ہیں تو نمازیوں کی تعداد میں نمایاں اضافہ ہو سکتا ہے۔

... فرمایا: تبلیغ کی کوشش کے ساتھ دعا بھی ضروری ہے۔ اور دعا کے لئے فرض نماز ضروری ہے اس طرف بھی توجہ کریں۔

تبلیغ کے لئے تدبیر اور دعا کو کتنا کتنا وقت دینا چاہیے

ایک دوست نے عرض کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ کامیابی کے لئے تدبیر کے ساتھ دعا بھی ضروری ہے۔ اس سلسلہ میں سوال یہ ہے کہ تبلیغ میں کامیابی کے لئے تدبیر اور دعا کو کتنا کتنا وقت دینا چاہیے؟

فرمایا: حدیث میں آتا ہے کہ اونٹ کے پاؤں باندھ کر پھر توکّل کرو۔ یہی بات تدبیر میں ہے۔ صرف کوشش کو کافی نہ سمجھا جائے۔ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ میں یہی بتایا ہے کہ اللہ کی مدد کے بغیر انسان کوشش بھی نہیں کر سکتا اور خدا کی مدد کے حصول کے لئے دعا ضروری ہے اور دعا کے لئے نماز پنجوقتہ ضروری ہے۔

پھر فرمایا کہ: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کتابیں لکھیں یہ تدبیر تھی اور ساتھ دعائیں بھی کیں۔ آپ کو الہام ہوا:

”تیری نمازوں سے تیرے کام افضل ہیں۔“ (ضمیمہ تذکرہ الہام نمبر 160۔ تذکرہ ایڈیشن سوم صفحہ 806) یہ اللہ تعالیٰ نے اس لئے فرمایا کیونکہ آپ یہ سب دینی کام خدا تعالیٰ کے لئے کر رہے تھے۔

پھر فرمایا: جہاں تک یہ سوال ہے کہ تدبیر اور دعا کو کتنا کتنا وقت دیا جائے، یہ حالات پر منحصر ہے۔ کبھی تبلیغ پر زیادہ وقت لگتا ہے اور کبھی دعا پر۔ اصل مطلب یہ ہے کہ فتح دعاؤں سے ہوگی لیکن کوشش اور دعا دونوں ضروری ہیں۔

فرمایا: حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تہجّد کی دعائیں ایسی تھیں کہ انسان اس کے حسن کا اندازہ نہیں کر سکتا اور ساتھ 83 سے زائد کتابیں بھی لکھیں، لیکچر بھی دیئے۔ مجالس میں بھی خطاب فرمائے۔

پس تبلیغ میں کامیابی کے لئے پانچوں نمازوں، نوافل اور تہجّد میں دعائیں کریں۔ اسی طرح چلتے پھرتے دعا کریں۔

انصار کو بھی پڑھائیں اور اُن کی آمین بھی کرائیں

حافظ مسعود صاحب نے عرض کیا کہ حضور مَیں بچوں کو قرآن کریم پڑھاتا ہوں۔

فرمایا: انصار کو بھی پڑھائیں اور اُن کی آمین بھی کرائیں۔

فرمایا: ربوہ میں پچھلے دنوں 280 انصار کی آمین کرائی گئی۔

اسی طرح فرمایا: انصاراللہ کے منتظم تعلیم القرآن ووقف عارضی خود بھی وقف عارضی کریں اور دوسروں سے بھی کرائیں اور اس میں قرآن کریم بھی پڑھائیں اور تبلیغ کے لئے بھی وقت دیں۔

تبلیغ کے متعلق حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ: صرف ویک اینڈ پر نہیں بلکہ مستقل سٹال لگائیں۔

(ملاقات مقامی مجالسِ عاملہ لندن 20 جنوری 2018ء بحوالہ الفضل انٹرنیشنل 16 مارچ 2018ء صفحہ 2-3)

جتنا مالی قربانی پر زور دیتے ہیں اتنا روحانی بجٹ پورا کرنے پر بھی زور دیں

عاملہ کو ٹھیک کرلیں تو سب ٹھیک ہو جائیں گے

زعیم صاحب سے دریافت فرمایا کہ: کتنے انصار ہیں؟

عرض کیا 27۔

فرمایا: عاملہ میں کتنے ہیں؟

عرض کیا 7۔

فرمایا: عاملہ کو نماز کا عادی بنایا ہے؟

عرض کیا کہ گھروں میں سنٹر بنائے ہیں۔

فرمایا: عاملہ سے پوچھیں نماز باجماعت کہاں پڑھتے ہیں؟

پھر فرمایا: عاملہ کو ٹھیک کرلیں تو سب ٹھیک ہو جائیں گے۔

فرمایا: عاملہ کو 100 فی صد آنا چاہیے اور باقی لوگوں کو کم از کم 80 فی صد، کیونکہ کچھ مجبور بھی ہو سکتے ہیں۔

فرمایا: مستقل نمازی بنائیں۔ نیز فرمایا عاملہ کو مستقل نمازی بنالیں تو 50 فی صد تو ٹھیک ہو جائیں گے۔

پھر فرمایا: جتنا مالی قربانی پر زور دیتے ہیں اتنا روحانی بجٹ پورا کرنے پر بھی زور دیں۔

فرمایا: کبھی ایسے سوچا ہے؟

مکرم امیر صاحب نے عرض کیا کہ نیشنل سیکرٹری تربیت جماعتوں کے بہت دورے کر کے نمازوں کی تلقین کرتے ہیں۔

فرمایا: نتیجہ آنا چاہیے جیسے تحریک جدید اور وقف جدید کے چندوں کا نتیجہ ہوتا ہے اسی طرح تربیت کا نتیجہ آنا چاہیے۔

سب سے پہلے جماعت، انصار اور خدام کی عاملہ کو نماز باجماعت میں باقاعدہ بنائیں

فرمایا: عورتوں پر نماز باجماعت فرض نہیں، اُن کی مرضی ہے۔ لیکن مردوں پر فرض ہے اور انہیں فرائض ادا کرنے چاہئیں۔

نیز فرمایا: سب سے پہلے جماعت، خدام اور انصار کی عاملہ کو نماز باجماعت میں باقاعدہ کریں اس کا باقی افراد پر بھی اثر پڑے گا۔

فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے دنیاوی فضل فرمائے ہوئے ہیں تو اللہ کا شکر بھی ادا کریں اور نمازوں میں باقاعدہ ہوں...سب سے ضروری یہ ہے کہ اللہ کے فرائض پورے کئے جائیں۔ اگر یہ کرلیں تو باقی اجلاسات تو ہوتے رہتے ہیں۔

نیز فرمایا: اگر رمضان میں رات کو ایک دو گھنٹے سوتے ہیں پھر بھی فجر میں آجاتے ہیں تو باقی دنوں میں کیوں نہیں آسکتے؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دریافت فرمایا کہ: آپ کی جماعت کے زیادہ لوگ کیا کام کرتے ہیں؟

عرض کیا ملازم پیشہ ہیں۔

فرمایا: چاہیں تو کام پر جانے سے پہلے نماز کے لئے آسکتے ہیں۔

نیز فرمایا: جہاں کام کرتے ہیں وہاں اکٹھے ہو کر نماز باجماعت پڑھ لیا کریں۔

ایک اور رُکن کو فرمایا کہ: کام کرنے والے سمجھتے ہیں کہ کپڑے گندے ہیں اس لئے رات کو گھر جا کر نماز پڑھ لیں گے۔ یہ بات درست نہیں۔ نماز وقت پر پڑھنی چاہیے۔

سیکرٹری وصایا موصیوں کی نماز باجماعت اور تلاوت کی بھی نگرانی کریں

فرمایا: صرف چندہ دینا کوئی بات نہیں، تربیت بھی ضروری ہے۔ سیکرٹری وصایا کا یہ بھی کام ہے کہ موصیوں کی نماز باجماعت اور تلاوت قرآن کریم کی بھی نگرانی کرے۔ اس طرف توجہ دلانے کا پروگرام بنائیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے... فرمایا سیکرٹریان کے ریفریشر کورس کروائیں۔ امیر صاحب نے عرض کیا کرواتے ہیں۔

فرمایا: ہر سیکرٹری کا علیحدہ علیحدہ بھی کروائیں۔

چندوں کی وصولی میں نرمی سے کام لیا جائے

سیکرٹری صاحب وقف جدید ٹالورتھ سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دریافت فرمایا کہ: وقفِ جدید کا ٹارگٹ ملتا ہے؟

عرض کیا جی حضور۔

فرمایا: ٹارگٹ پورا کر لیتے ہیں؟

عرض کیا جی حضور۔

فرمایا: ٹارگٹ لوگوں کی پہنچ کے مطابق ہوتا ہے اور اسے پورا کرنا مشکل تو نہیں ہوتا؟

عرض کیا نہیں، خدا کے فضل سے آرام سے پورا ہو جاتا ہے۔

نیز فرمایا: لوگوں کے پیچھے تو نہیں پڑتے؟

عرض کیا نہیں...

ایک رکنِ عاملہ سے دریافت فرمایا: آپ کے پاس کیا کام ہے؟

عرض کیا عہدے کا پتہ نہیں، جو کام دیا جاتا ہے کر دیتا ہوں۔

فرمایا: کام کا پتہ ہونا چاہیے کہ شعبہ کیا ہے اور کیا کرنا ہے۔

وقفِ عارضی کی بھی تحریک کریں

فرمایا: وقفِ عارضی کی بھی تحریک کریں کہ لوگ وقفِ عارضی کریں۔

فرمایا: مرد موصیوں کی تربیت کا معیار بلند کریں اور وہ نماز باجماعت پڑھیں۔

جن کی داڑھی نہیں وہ رکھ لیں

فرمایا: جن کی داڑھی نہیں، وہ داڑھی رکھ لیں۔

فرمایا: پوری معلومات ہونی چاہئیں کہ کتنے موصی کام کرتے ہیں۔

اسی طرح دریافت فرمایا کہ: وصیت کی تحریک کیسے کرتے ہیں۔

اُن کے جواب پر فرمایا: سیکرٹری وصایا کا یہ بھی کام ہے کہ موصیوں کی نماز باجماعت اور

تلاوت قرآن کریم کی بھی نگرانی کرے۔ اسی طرح وقف عارضی کی بھی تحریک کریں۔

ایڈیشنل سیکرٹری تربیت کنگسٹن سے دریافت فرمایا: آپ کے پاس کیا کام ہے؟

عرض کیا نماز کی طرف توجہ دلانا۔

فرمایا: کیا کام کیا ہے؟

عرض کیا خاص کام نہیں کیا۔

فرمایا: پھر کیا فائدہ؟

فرمایا: ایڈیشنل سیکرٹری بنانے کی وجہ ہی یہ ہوتی ہے کہ اس شعبے کا کام زیادہ ہے اس لئے ایڈیشنل کو اپنا کام کرنا چاہیے۔

ہر سیکرٹری کے پاس ہر وقت اپنے شعبہ کی مکمل معلومات ہونی چاہئیں

والٹن کے سیکرٹری وصایا سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دریافت فرمایا کہ: کتنے موصی ہیں؟

عرض کیا 27۔

فرمایا: کتنے مرد اور کتنی عورتیں؟

عرض کیا یہ معلوم نہیں۔

فرمایا: ہر سیکرٹری کے پاس اپنے شعبہ کی بروقت مکمل معلومات ہونی چاہئیں۔

عرض کیا کہ ہماری جماعت چھوٹی سی ہے۔

فرمایا: چھوٹی جماعت بنانے کا یہی مقصد ہوتا ہے کہ ہر شخص سے ذاتی تعلق ہو۔

نماز کا ترجمہ بھی سکھائیں

فرمایا: خدام کو نماز کا ترجمہ سکھائیں خاص طور پر سورۃ فاتحہ کا۔ سورۃ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ نیز فرمایا: نماز کو سوچ سمجھ کر پڑھنا چاہیے۔

(ملاقات مقامی مجالسِ عاملہ لندن مؤرخہ 4 فروری 2018ء بحوالہ الفضل انٹرنیشنل 13 اپریل 2018ء صفحہ 3-4)

اللہ تعالیٰ کی عبادت کا احساس ایک احمدی میں پیدا ہونا چاہیے

تشہد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مندرجہ ذیل آیت کی تلاوت فرمائی:

”وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ (الذّاریات:57)

اور میں نے جن وانس کو پیدا نہیں کیا مگر اس غرض سے کہ وہ میری عبادت کریں۔

پھر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

یہ اس آیت کا ترجمہ ہے جو میں نے تلاوت کی۔ گزشتہ ہفتے خدام الاحمدیہ کا اجتماع تھا۔ اس سال ان کے اجتماع کا theme ’صلوٰۃ‘ تھا بلکہ سارا سال ہی انہوں نے اس بات کے حصول کو اپنا ٹارگٹ مقرر کیا اور کوشش کی کہ خدام میں نمازوں کی طرف توجہ پیدا ہو۔ میں نے اپنی اختتامی تقریر میں ان کو اسی طرف توجہ دلائی تھی کہ یہ ایک سال کا ٹارگٹ نہیں ہے بلکہ انسانی زندگی کا مقصد حیات ہی یہ ہے اور یہ مقصد اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے مقرر کیا ہے۔

پس اس لحاظ سے میں آج انصار اللہ کو بھی اسی طرف توجہ دلانی چاہتا ہوں کہ یہ ایک ایسا مقصد ہے، زندگی کا ایک ایسا مقصد ہے جسے حاصل کئے بغیر کوئی مسلمان مسلمان ہونے کا حق ادا نہیں کر سکتا۔ لیکن جس طرح اور جس توجہ کے ساتھ اس طرف توجہ دینی چاہیے بد قسمتی سے اس کی جماعت کے ہر طبقے اور عمر کے لوگوں میں بھی کمی ہے، اور انصاراللہ کی عمر کے لوگوں میں سے بہت سے ایسے ہیں جو اس اہم فریضے اور مقصد حیات کی اہمیت کو نہیں سمجھتے۔ اور جو توجہ ہونی چاہیے تھی وہ توجہ نہیں ہے۔ انصار اللہ کی عمر میں آکر تو خاص طور پر اس طرف توجہ ہونی چاہیے۔ جوانی میں اگر احساس نہ بھی پیدا ہو، گو کہ جوانی میں بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت کا احساس ایک احمدی میں پیدا ہونا چاہیے اور مومن کی یہ شان ہے اور اگر یہ احساس پیدا نہیں ہوتا تو مومن کی شان کے خلاف ہے اور اسے ایمان سے باہر نکالتا ہے۔ لیکن بڑی عمر میں، چالیس سال کی عمر کے بعد تو یہ احساس بہت بڑھ جانا چاہیے کہ ہر آنے والا دن ہماری عمر میں اضافہ نہیں کر رہا بلکہ

ہماری عمر کو کم کر رہا ہے۔ جو وقت اللہ تعالیٰ نے دے دیا ہے اسے اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے استعمال کریں، اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے صرف کریں جو اللہ تعالیٰ نے ہماری زندگی کا مقصد بتایا ہے۔

میرے خیال میں گزشتہ اجتماع انصار اللہ جس میں مَیں شامل ہوا تھا اس میں بھی مَیں نے انصار اللہ کو نمازوں کی طرف توجہ دلائی تھی لیکن شاید چند دن یا کچھ تھوڑے عرصہ کے لئے کچھ حد تک اس پر توجہ دی گئی ہو لیکن بعد میں میرے خیال میں دنیاوی مصروفیات اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کردہ مقصد حیات پر حاوی ہو گئیں۔

اسی طرح اکثر خطبات میں بھی میں اس طرف توجہ دلاتا رہتا ہوں لیکن چند دنوں میں ہی اس بات کو بھول جاتے ہیں اور مسجدوں کی آبادیوں میں فرق پڑنا شروع ہو جاتا ہے۔ وہ رونق مسجد کی نہیں رہتی جس کی ایک احمدی مسجد سے توقع کی جاتی ہے۔

حقیقی مومنوں کے لئے یُقِیۡمُوۡنَ الصَّلٰوۃَ کے الفاظ کا استعمال

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بے شمار جگہ نماز قائم کرنے کا حکم دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کے شروع میں ہی ہدایت پانے والے اور حقیقی مومنوں کے لئے یُقِیۡمُوۡنَ الصَّلٰوۃَ کے الفاظ استعمال فرمائے یعنی نمازوں کو قائم کرنے والے۔ اگر ہم یُقِیۡمُوۡنَ الصَّلٰوۃَ کے الفاظ کی لغات کے لحاظ سے کچھ وضاحت کریں تو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ نماز کو باجماعت ادا کرنے والے۔ نماز کو اس کی شرائط کے مطابق اور وقت پر ادا کرنے والے۔ ایک دوسرے کو نماز کی تلقین کرنے والے تا کہ مسجدیں بارونق ہوں۔ نمازوں کی خواہش اور محبت دلوں میں پیدا کرنے والے۔ نمازوں کی ادائیگی میں باقاعدگی اور پابندی کرنے والے۔ نماز کی حفاظت کرنے والے۔ اسے گرنے سے بچانے والے۔ اپنی توجہ نماز کی طرف رکھنے والے۔

مومن جو ہیں ان کی معراج نماز ہے

نماز پڑھتے ہوئے بعض دوسرے خیالات کی طرف توجہ ہو جاتی ہے تو انسان پھر اللہ

تعالیٰ کی پناہ میں آتے ہوئے دعا کرتا ہے اور ان خیالات کو اور جھٹکتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتا ہے تا کہ نماز کی حفاظت ہو۔ تو بہر حال جب اللہ تعالیٰ نے ہدایت پانے والے مومنوں کو نمازوں کے قیام کی ہدایت فرمائی تو اس قیام کا مقصد یہ ہے کہ نہ صرف اپنی نمازوں کی پابندی کرنی ہے، ان کی حفاظت کرنی ہے، خود مسجدوں کو آباد کرنا ہے بلکہ دوسرے لوگوں کو بھی مسجد میں لانے کی کوشش کرنی ہے اور آپس میں مل جل کر ایک دوسرے میں ایسی روح پھونکنی ہے جس سے نمازوں کی طرف توجہ بڑھے اور مومنوں کی وہ جماعت قائم ہو جن کے بارے میں کہا گیا ہے کہ مومن جو ہیں ان کی معراج نماز ہے۔

اقامۃ الصلوٰۃ کا حق ادا کرنے والے بنیں

پس انصار اللہ کی یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ اس بات کی اہمیت کو سمجھیں۔ اقامۃ الصلوٰۃ کا حق ادا کرنے والے بنیں۔ اپنے بچوں کو، اپنے گھر والوں کو نمازوں کی طرف توجہ دلائیں۔ انصار اللہ کی عمر کے لوگوں میں سے جو اپنی متعلقہ مجالس کے عہدیدار بھی ہیں اگر وہ خود اس طرف توجہ کریں کہ انہوں نے قیام نماز کا حق ادا کرنا ہے، ہر سطح پر جو عہدیدار ہیں، اور اپنے بچوں کو بھی اس کی تلقین کرتے ہوئے مسجدوں میں لانے کی کوشش کرنی ہے اور اپنے احمدی ہمسایوں کو بھی نماز میں آتے جاتے اس طرف توجہ دلاتے رہنا ہے تو ہم دیکھیں گے کہ ہماری مسجدیں حقیقت میں بارونق مسجدیں بن جائیں گی۔ اور اگر تمام انصار اس کی طرف توجہ کریں تو ایک انقلاب پیدا ہو سکتا ہے۔ پس اس طرف توجہ کرنے کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔

اللہ تعالیٰ نے عبودیت اور ربوبیت میں ایک گہرا تعلق رکھا ہے

یہ آیت جو میں نے تلاوت کی ہے یہ انسان کے، ایک مومن کے اس مقصد پیدائش کی طرف توجہ دلاتی ہے کہ عبادتوں کے حق ادا کرو۔ اور عبادت کا حق اسی وقت ادا ہو گا جب اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے طریق کے م طابق اس کی عبادت کی جائے گی۔ یَعۡبُدُوۡنِ کا لفظ عَبۡد سے نکلا ہے اور اس کا مطلب ہے کہ عبادت کا حق ادا کرنے والے اور کامل اطاعت کرنے والے۔ پس

عبد ہونے کا حق ادا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حق ادا کرنا ہے اور اس کے حکموں کی کامل اطاعت کرنا ضروری ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس بات کی وضاحت فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عبودیت اور ربوبیت میں ایک گہرا تعلق رکھا ہے اور اس تعلق اور رشتہ کو قائم کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے نماز بنائی ہے۔(ماخوذ از ملفوظات جلد 6 صفحہ 371) پس اس رشتہ کو قائم کرنے کی ضرورت ہے۔ اس بات کو ہم میں سے ہر ایک کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ اگر نماز کے حق ادا نہیں کر رہے تو عبد ہونے کا بھی حق ادا نہیں کر رہے۔ اگر نماز اس کے تمام لوازمات کے ساتھ ادا کرنے کی، اپنے لئے یا اپنی اولاد کے لئے فکر نہیں ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کو ربّ کہنے کا دعویٰ بھی صرف منہ کی باتیں ہیں۔ پس ہمیں بہت فکر سے اپنی نمازوں کی فکر ہونی چاہیے تا کہ ہم عبد ہونے کا بھی حق ادا کرنے والے ہوں اور اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا بھی صحیح ادراک حاصل کرنے والے ہوں۔

انسان کی پیدائش کا مدّعا بلاشبہ خدا کی پرستش ہے

ہمیں اپنے مقصد پیدائش کی طرف توجہ دلاتے ہوئے اس آیت کی وضاحت فرماتے ہوئے ایک جگہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ”میں نے جنّ اور انسان کو اسی لئے پیدا کیا ہے کہ وہ مجھے پہچانیں اور میری پرستش کریں۔ پس اس آیت کی رُو سے اصل مدّعا انسان کی زندگی کا خدا تعالیٰ کی پرستش اور خدا تعالیٰ کی معرفت اور خدا تعالیٰ کے لئے ہو جانا ہے۔“

فرماتے ہیں کہ:

”...یہ تو ظاہر ہے کہ انسان کو تو یہ مرتبہ حاصل نہیں ہے کہ اپنی زندگی کا مدّعا اپنے اختیار سے آپ مقرّر کرے کیونکہ انسان نہ اپنی مرضی سے آتا ہے اور نہ اپنی مرضی سے واپس جائے گا۔ بلکہ وہ ایک مخلوق ہے اور جس نے پیدا کیا اور تمام حیوانات کی نسبت عمدہ اور اعلیٰ قویٰ اس کو عنایت کئے اسی نے اس کی زندگی کا ایک مدّعا ٹھہرا رکھا ہے۔“

انسان کو اشرف المخلوقات بنایا ہے تو ساتھ ہی ایک مقصد بھی بنایا ہے۔ یہ نہیں کہ باقی

جانوروں کی طرح پھرتے رہو، کھاؤ پیو سوؤ اور ختم ہو گیا قصہ۔ یا دنیا کمالی اور بہت ہو گیا۔ فرماتے ہیں:

”خواہ کوئی انسان اس مدّعا کو سمجھے یا نہ سمجھے مگر انسان کی پیدائش کا مدّعا بلاشبہ خدا کی پرستش اور خدا تعالیٰ کی معرفت اور خدا تعالیٰ میں فانی ہو جانا ہی ہے۔“ (اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 414)

خدا میں فانی انسان اسی وقت ہو سکے گا، خدا کی معرفت اسی وقت پیدا ہو گی جب ہر وقت اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کو سامنے رکھتے ہوئے اس کی عبادت کا حق ادا کرنے کی کوشش کرنے والا ہو گا۔ پھر ایک موقع پر اس کی مزید وضاحت فرماتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

”چونکہ انسان فطرتاً خدا ہی کے لئے پیدا ہوا جیسا کہ فرمایا وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ (الذاریات:57) اس لئے خدا تعالیٰ نے اس کی فطرت ہی میں اپنے لئے کچھ نہ کچھ رکھا ہوا ہے اور مخفی در مخفی اسباب سے اسے اپنے لئے بنایا ہے۔“

یعنی اللہ تعالیٰ کی معرفت پیدا کرنے کی انسان کو صلاحیت دی ہوئی ہے۔ یہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کہہ دیا کہ میری معرفت حاصل کرو اور صلاحیت نہیں ہے۔ صلاحیت ہے۔ انسان خود اپنی کمزوریوں کی وجہ سے ان صلاحیتوں کو یا دوسری ترجیحات کی وجہ سے ان صلاحیتوں کو ضائع کر دیتا ہے۔

تم اُس کی عبادت کرو اور اُس کے لئے بن جاؤ۔ دنیا تمہاری مقصود بالذّات نہ ہو

فرماتے ہیں:

”اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے تمہاری پیدائش کی اصل غرض یہ رکھی ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو مگر جو لوگ اپنی اس اصلی اور فطری غرض کو چھوڑ کر حیوانوں کی طرح زندگی کی غرض صرف کھانا پینا اور سو رہنا سمجھتے ہیں وہ خدا تعالیٰ کے فضل سے دور جا پڑتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کی ذمّہ داری ان کے لئے نہیں رہتی۔“

وہ اللہ تعالیٰ کا حق ادا نہیں کرتے اس لئے اللہ تعالیٰ بھی اپنے فضل سے انہیں حصہ نہیں دیتا۔

"وہ زندگی جو ذمہ داری کی ہے یہی ہے کہ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ (الذاریات 57:) پر ایمان لا کر زندگی کا پہلو بدل لے۔"

یعنی اس بات پر عمل کرو تا کہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو اور قرب حاصل کر کے اس کے فضلوں کو حاصل کرنے والے بن جاؤ۔ زندگی جو جانوروں کی طرح بسر ہو رہی ہے یا بغیر عبادتوں کے زندگی بسر ہو رہی ہے اس کو بدل کر پرستش والی زندگی اللہ تعالیٰ کی عبادت والی زندگی اختیار کرو۔ تمہارا ایک عابد ہونے کا پہلو نمایاں ہو جائے، اللہ تعالیٰ کے حقیقی عبد بننے کا پہلو نمایاں ہو جائے۔ فرمایا کہ:

"موت کا اعتبار نہیں... تم اس بات کو سمجھ لو کہ تمہارے پیدا کرنے سے خدا تعالیٰ کی غرض یہ ہے کہ تم اُس کی عبادت کرو اور اُس کے لئے بن جاؤ۔ دنیا تمہاری مقصود بالذّات نہ ہو۔"

فرماتے ہیں:

"مَیں اس لئے بار بار اس امر کو بیان کرتا ہوں کہ میرے نزدیک یہی ایک بات ہے جس کے لئے انسان آیا ہے۔"

فرماتے ہیں:

"... میرے نزدیک یہی ایک بات ہے جس کے لئے انسان آیا ہے اور یہی بات ہے جس سے وہ دُور پڑا ہوا ہے۔"

فرماتے ہیں:

"مَیں یہ نہیں کہتا کہ تم دنیا کے کاروبار چھوڑ دو۔ بیوی بچوں سے الگ ہو کر کسی جنگل میں یا پہاڑ میں جا بیٹھو۔ اسلام اس کو جائز نہیں رکھتا اور رہبانیت اسلام کا منشاء نہیں ہے۔"

اسلام قطعاً یہ نہیں کہتا کہ دنیا کو چھوڑ دو اور جنگلوں میں جا کر بیٹھ جاؤ۔ نہیں۔ فرمایا:

"اسلام تو انسان کو چُست، ہوشیار اور مستعد بنانا چاہتا ہے۔ اس لئے مَیں تو کہتا ہوں کہ تم اپنے کاروبار کو جد وجہد سے کرو..."

اپنے کاروبار جو ہیں، جس کی جو دنیاوی ذمہ داریاں ہیں ان کے لئے کوشش کرو اور پوری

کوشش کرو۔ اور اس کو بھی انتہا تک پہنچانے کی کوشش کرو۔ ان میں ترقی کرو۔ یہ بھی تو مسیح موعود علیہ السلام کے ماننے والوں کی نشانی ہے کہ وہ دنیاوی معاملات میں بھی ترقی کریں گے۔ یہ نہیں کہ مانگنے والے ہاتھ ہی رہیں، کام کرنے کی طرف توجہ نہ ہو، محنت کرنے کی طرف توجہ نہ ہو اور ہر وقت یہی ہو کہ ہماری مدد کی جائے۔ یہ نہیں۔ جو بھی کام ہے انسان کو، ایک حقیقی مومن کو اپنے دنیاوی کاموں کے لئے بھی پوری کوشش کرنی چاہیے۔

اگر کوئی اس سے یہ مراد لے کہ دنیا کے کاروبار سے الگ ہو جائے وہ غلطی کرتا ہے

فرماتے ہیں کہ:

"حدیث میں آیا ہے کہ جس کے پاس زمین ہو اور وہ اس کا تردّد نہ کرے..."

اس میں محنت نہ کرے، اس کو صحیح طرح استعمال نہ کرے

"...تو اس سے مؤاخذہ ہوگا۔"

اس سے بھی جواب طلبی ہوگی کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں دنیاوی سامان دیئے تھے تا کہ اس سے تمہارے اندر بہتری پیدا ہو، تمہارے ہاں کشائش پیدا ہو۔ تم اپنے بیوی بچوں کے حق ادا کرنے والے بنو۔ تم جماعت کے حق ادا کرنے والے بنو۔ اگر تم نے اس جائیداد کا صحیح استعمال نہیں کیا، جو کاروبار تھے ان کو صحیح طرح نہیں چلایا، جو محنت جس کی توقع کی جاتی ہے وہ صحیح طرح نہیں کی تو تب بھی اللہ تعالیٰ پوچھے گا کہ تمہیں میں نے دنیاوی ساز و سامان، یہ سب کچھ دیا تھا، تم نے کیوں ان سے فائدہ نہیں اٹھایا؟

پس فرماتے ہیں:

"پس اگر کوئی اس سے یہ مراد لے کہ دنیا کے کاروبار سے الگ ہو جائے وہ غلطی کرتا ہے۔"

فرمایا:

"نہیں اصل بات یہ ہے کہ یہ سب کاروبار جو تم کرتے ہو اس میں دیکھ لو کہ خدا تعالیٰ کی رضاء مقصود ہو۔ اور اُس کے ارادے سے باہر نکل کر اپنی اغراض و جذبات کو مقدم نہ کرو۔" (ملفوظات جلد 1 صفحہ 181 تا 184)

ہاں دنیاوی کاروبار بھی کرنے ہیں اس میں بھی اللہ تعالیٰ کی رضا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حق ادا کرنے کے جب وقت آتے ہیں، اس کی عبادت کرنے کے جب وقت آتے ہیں، نمازوں کے اوقات جب آتے ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ کی رضا اس وقت یہ ہے کہ اس کی عبادت کرو اور جب وہ عبادت کر لو، وقت پر نمازیں پڑھ لو اور ان کا حق ادا کرتے ہوئے پڑھ لو تو پھر دنیاوی کاموں میں مصروف ہو جاؤ کیونکہ یہ بھی کرنا اللہ تعالیٰ کا ہی حکم ہے۔ پس عبد بننے کے لئے ضروری ہے کہ اس کی رضا مقصود ہو۔ عبادت بھی اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق ہو اور حکموں پر چلتے ہوئے جن کے کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے، اللہ تعالیٰ کے حکموں پر چلنا بھی اس کو، انسان کو اللہ تعالیٰ کا کامل عبد بناتا ہے جس کے لئے ہر انسان کو، ہر مومن کو کوشش کرنی چاہیے۔

دنیا کے لئے کوشش کرو، لیکن... جس حد تک اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے

پھر ایک موقع پر اس بارے میں بیان فرماتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مزید فرماتے ہیں کہ:

”جو اس اصل غرض کو مدّ نظر نہیں رکھتا اور رات دن دنیا کے حصول کی فکر میں ڈوبا ہوا ہے کہ فلاں زمین خرید لوں، فلاں مکان بنالوں، فلاں جائیداد پر قبضہ ہو جاوے تو ایسے شخص سے سوائے اس کے کہ خدا تعالیٰ کچھ دن مہلت دے کر واپس بلالے اور کیا سلوک کیا جاوے۔“

جو نیکیاں کرنے کا اجر ہے، جو ثواب ہے جو اللہ تعالیٰ کے ہاں جا کے ملنا ہے وہ تو نہیں پھر ملے گا۔ وہ تو دنیا میں ہی ڈوبا ہوا ہے۔ دنیا کماؤ، دنیا کے لئے تردّد کرو، دنیا کے لئے کوشش کرو، لیکن اس کے مطابق اور اس حد تک جس حد تک اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔

انسان کے دل میں خدا کے قرب کے حصول کا ایک درد ہونا چاہیے

”انسان کے دل میں خدا (تعالیٰ) کے قرب کے حصول کا ایک درد ہونا چاہیے۔ جس کی وجہ سے اس کے نزدیک وہ قابل قدر شئے ہو جائے گا...“

خدا کے حصول کا ایک درد ہونا چاہیے کہ ہم نے خدا تعالیٰ کو حاصل کرنا ہے۔ جب یہ ہو

گا تو فرمایا کہ اس وجہ سے پھر انسان ایک قابل قدر شے ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کی نظر میں بھی قابل قدر ہو جائے گا اور دنیا میں بھی وہ قابل قدر ہو گا۔

”اگر یہ درد اس کے دل میں نہیں ہے اور صرف دنیا اور اس کے مافیہا کا ہی درد ہے تو آخر تھوڑی سی مہلت پا کر وہ ہلاک ہو جاوے گا۔“(ملفوظات جلد 7 صفحہ 289)

پس اس مقصد کو حاصل کرنے کی کوشش ہمیں کرنی چاہیے نہ کہ دنیا داروں کی طرح زندگی گزاریں جو خدا تعالیٰ کو بھول جاتے ہیں۔

نماز ہی صحیح عبد بننے کی طرف ہمیں لے جاتی ہے

اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے جو عبادت کا طریق سکھایا ہے وہ کیا ہے؟ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کس طرح اس بارے میں ہمیں یہ طریق اختیار کرنے کے بارے میں فرمایا ہے اور کیا فرمایا ہے؟ آپؑ کے بعض ارشادات میں پیش کرتا ہوں جس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ صحیح عبد بننے کا طریق کیا ہے اور عبد بننے کے لئے کیا چیز ضروری ہے۔ اور جو ہم دیکھتے ہیں تو اس سے یہی پتہ چلتا ہے کہ نماز ہی صحیح عبد بننے کی طرف ہمیں لے جاتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

”ایک مرتبہ میں نے خیال کیا کہ صلوٰۃ میں اور دعا میں کیا فرق ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ اَلصَّلٰوۃُ ھِیَ الدُّعَاءُ۔ اَلصَّلٰوۃُ مُخُّ الْعِبَادَۃِ یعنی نماز ہی دعا ہے نماز عبادت کا مغز ہے۔“

فرماتے ہیں:

”جب انسان کی دعا محض دنیوی امور کے لئے ہو تو اس کا نام صلوٰۃ نہیں۔“

نماز پڑھ رہے ہیں اور صرف اس لئے پڑھ رہے ہیں کہ دنیا ہی مانگنی ہے۔ سارا دن کمائی بھی دنیا کے لئے کرتے رہے، کوشش بھی دنیا کے لئے کرتے رہے، اللہ تعالیٰ کے پاس آئے تو وہاں بھی صرف دنیا ہی مانگتے رہے تو فرماتے ہیں کہ اس کا نام پھر صلوٰۃ نہیں ہے۔

”لیکن جب انسان خدا کو ملنا چاہتا ہے اور اس کی رضا کو مدّ نظر رکھتا ہے اور

ادب، انکسار، تواضع اور نہایت محویت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور میں کھڑا ہو کر اس کی رضا کا طالب ہوتا ہے۔ تب وہ صلوٰۃ میں ہوتا ہے۔“

فرمایا کہ:

”اصل حقیقت دعا کی وہ ہے جس کے ذریعہ سے خدا اور انسان کے درمیان رابطہ تعلق بڑھے۔“ خدا اور انسان کے درمیان تعلق اور رابطہ بڑھے یہ اصل صلوٰۃ ہے، یہ دعا ہے۔ فرمایا کہ:

”یہی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کا ذریعہ ہوتی ہے اور انسان کو نامعقول باتوں سے ہٹاتی ہے۔“

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ نماز جو ہے وہ اس کو فحشاء سے اور منکر سے ہٹاتی ہے۔ تو تبھی ہٹائے گی جب یہ سوچ ہوگی، اس سوچ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور کھڑا ہو گا۔

خدا سے خدا کو مانگو پھر دنیاوی ضروریات کے لئے بھی دعا کرو

فرمایا کہ:

”اصل بات یہی ہے کہ انسان رضائے الٰہی کو حاصل کرے۔ اس کے بعد روا ہے کہ انسان اپنی دنیوی ضروریات کے واسطے بھی دعا کرے۔“

پہلے رضائے الٰہی، اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرو۔ نیکیاں کرنے کی توفیق مانگو۔ اُس سے اُس کے حکموں پر چلنے کی توفیق مانگو۔ اُس سے، خدا سے خدا کو مانگو پھر دنیاوی ضروریات کے لئے بھی دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ ان میں بھی برکت ڈالے تو دنیاوی کاموں میں برکت پڑے گی اور مقصد بھی پورا ہو جائے گا۔ فرمایا کہ:

”یہ اس واسطے روا رکھا گیا ہے کہ دنیوی مشکلات بعض دفعہ دینی معاملات میں حارج ہو جاتے ہیں۔“ بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ دنیاوی مشکلات میں پڑتے ہیں تو دینی معاملات میں بھی حارج ہو جاتے ہیں کہ ایمان کمزور ہوتا ہے۔ فرمایا:

”خاص کر خامی اور کچ پنے کے زمانے میں یہ امور ٹھوکر کا موجب بن جاتے ہیں۔ صلوٰۃ کا لفظ پر سوز معنے پر دلالت کرتا ہے۔“

مزید اس کے بارے میں آپؑ فرماتے ہیں کہ:

”صلوٰۃ کا لفظ پر سوز معنے پر دلالت کرتا ہے جیسے آگ سے سوزش پیدا ہوتی ہے...“

آگ سے سوزش پیدا ہوتی ہے، گرم آگ پہ ہاتھ رکھے یا اس کی گرمی بھی محسوس ہو جائے، قریب لے جاؤ ہاتھ کو یا کوئی بھی جسم کا حصہ تو وہاں سوزش پیدا ہو جائے گی تو فرمایا کہ صلوٰۃ بھی یہی چیز ہے کہ اس سے سوزش پیدا ہونی چاہیے۔ فرمایا کہ:

”ویسی ہی گدازش دعا میں پیدا ہونی چاہیے۔ جب ایسی حالت کو پہنچ جائے جیسے موت کی حالت ہوتی ہے تب اس کا نام صلوٰۃ ہوتا ہے۔“ (ملفوظات جلد 7 صفحہ 367-368)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت میں بہت سے ایسے ہیں جن کی نمازوں میں گدازش ہے

پس ایسی نمازیں ہیں جن کی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم سے توقع رکھتے ہیں۔ اور جب ایسی گدازش والی اور پر سوز نمازیں ہوں گی تو پھر یہ شکوہ نہیں ہو گا کہ اللہ تعالیٰ ہماری سنتا نہیں ہے ہم نے بہت دعائیں کیں۔ فلاں مقصد کے لئے دعائیں کیں۔ مقصد صرف دنیاوی ہے تو پھر وہ حالت پیدا نہیں ہو گی جس حالت میں اللہ تعالیٰ بندے کی سنتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت میں بہت سے ایسے ہیں جن کی نمازوں میں گدازش ہے۔ ان کی نمازوں سے ان میں سوزش پیدا ہوتی ہے۔ ان کو نمازوں میں سرور اور مزہ آتا ہے اور انہیں کوئی شکوہ نہیں ہوتا کہ اللہ تعالیٰ ہماری سنتا نہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی ہوتے ہیں۔ کبھی ان کا سرور کم نہیں ہوتا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آنے کے بعد عبادتوں میں سرور آنے اور مزہ آنے کا ذکر تو بہت سے نئے آنے والے بھی اب کرنے لگ گئے ہیں جن کو بیعت میں آئے کچھ عرصہ ہی ہوا ہے۔ چنانچہ بینن سے ہی وہاں کے لوکل مشنری لکھتے ہیں کہ میرے ریجن کے ایک نومبائع احمدی ادریس صاحب ہیں۔ احمدیت قبول کرنے سے پہلے مسلمان ہی تھے۔ ادریس صاحب نے پانچ ماہ قبل احمدیت قبول کی۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ احمدیت قبول کرنے سے پہلے میں مسلمان تھا۔ نمازیں بھی پڑھتا تھا بلکہ تہجد بھی پڑھا کرتا تھا لیکن نمازوں میں مجھے

سرور اور لذت نہیں ملتی تھی۔ وہ گداز ش پیدا نہیں ہوتی تھی، وہ سوزش پیدا نہیں ہوتی تھی لیکن جب سے میں احمدی ہوا ہوں بالکل کایا پلٹ گئی ہے۔ نمازوں میں سرور اور لذت پاتا ہوں۔ اب میری نمازوں کا مزہ ہی اور ہو گیا ہے۔

نماز ہزاروں خطاؤں کو دور کر دیتی ہے

پس جب اللہ تعالیٰ کی معرفت انسان کو ملتی ہے اور دعاؤں میں درد پیدا ہوتا ہے تو پھر سرور بھی آتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس سوزش اور گدازش والی نمازوں کی حالت کو پیدا کرنے کے بارے میں فرماتے ہیں کہ:

”جس طرح بہت دھوپ کے ساتھ آسمان پر بادل جمع ہو جاتے ہیں اور بارش کا وقت آجاتا ہے ایسا ہی انسان کی دعائیں ایک حرارت ایمانی پیدا کرتی ہیں اور پھر کام بن جاتا ہے۔“

فرمایا: ”نماز وہ ہے جس میں سوزش اور گدازش کے ساتھ اور آداب کے ساتھ انسان خدا تعالیٰ کے حضور میں کھڑا ہوتا ہے۔“

عاجزی ہوتی ہے، ایک حرارت پیدا ہوتی ہے۔ ایک درد پیدا ہوتا ہے اور پھر جو نماز کے آداب ہیں یا عاجزی کی انتہا، اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہو رہے ہیں۔ جب خدا تعالیٰ کے حضور کھڑا ہوتا ہے تو پھر ایک حقیقی حالت نماز کی پیدا ہوتی ہے۔ فرمایا کہ:

”جب انسان بندہ ہو کر لاپرواہی کرتا ہے تو خدا کی ذات بھی غنی ہے۔ ہر ایک امت اس وقت تک قائم رہتی ہے جب تک اس میں توجہ الی اللہ قائم رہتی ہے۔ ایمان کی جڑ بھی نماز ہے۔“

فرمایا: ”ایمان کی جڑ بھی نماز ہے۔ بعض بیوقوف کہتے ہیں کہ خدا کو ہماری نمازوں کی کیا حاجت ہے؟“

فرمایا کہ: ”اے نادانو! خدا کو حاجت نہیں مگر تم کو حاجت ہے کہ خدا تعالیٰ تمہاری طرف توجہ کرے۔“

فرماتے ہیں: ”خدا کی توجہ سے بگڑے ہوئے کام سب درست ہو جاتے ہیں۔ نماز ہزاروں خطاؤں کو دور کر دیتی ہے اور ذریعہ حصول قرب الٰہی ہے۔“ (ملفوظات جلد 7 صفحہ 378)

تم لوگ دعا کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے معرفت طلب کرو

پس اللہ تعالیٰ کو ہماری ضرورت نہیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے کہا تو اس لئے کہا کہ ہم پر اس نے احسان کیا ہے کہ ہم اس کے قریب ہوں گے تو دین بھی پائیں گے اور دنیا بھی پائیں گے۔ بہت سے نمازیوں کی ظاہری حالت کا نقشہ کھینچتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک موقع پر فرمایا کہ:

''بہت ہیں کہ زبان سے تو خدا تعالیٰ کا اقرار کرتے ہیں لیکن اگر ٹٹول کر دیکھو تو معلوم ہو گا کہ ان کے اندر دہریت ہے۔ کیونکہ دنیا کے کاموں میں جب مصروف ہوتے ہیں تو خدا تعالیٰ کے قہر اور اس کی عظمت کو بالکل بھول جاتے ہیں۔ اس لئے یہ بات بہت ضروری ہے کہ تم لوگ دعا کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے معرفت طلب کرو۔''

اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کرنی ہے تو وہ بھی دعا کے ذریعہ سے مانگو۔

''بغیر اس کے یقین کامل ہرگز حاصل نہیں ہو سکتا۔ وہ اس وقت حاصل ہو گا جبکہ یہ علم ہو کہ اللہ تعالیٰ سے قطع تعلق کرنے میں ایک موت ہے۔''

یقین کامل اس وقت حاصل ہو گا، معرفت اس وقت حاصل ہو گی جب یہ خوف ہو کہ کہیں اللہ تعالیٰ سے جب میں نے تعلق کاٹا، اس کے حق ادا نہ کئے، اس کے حکموں پر نہ چلا، اس کا صحیح عبد بننے کی کوشش نہ کی تو میری موت ہے۔ یہی حقیقی موت ہے۔ جب یہ احساس پیدا ہو گا تب پھر معرفت کے لئے پرسوز دعائیں بھی ہوں گی۔

گناہ سے بچنے کے لئے جہاں دعا کرو وہاں ساتھ ہی تدابیر کے سلسلہ کو ہاتھ سے نہ چھوڑو

فرماتے ہیں: ''گناہ سے بچنے کے لئے جہاں دعا کرو وہاں ساتھ ہی تدابیر کے سلسلہ کو ہاتھ سے نہ چھوڑو۔'' صرف دعا سے گناہ سے نہیں بچا جاتا، تدبیریں بھی ضروری ہیں۔

''اور تمام محفلیں اور مجلسیں جن میں شامل ہونے سے گناہ کی تحریک ہوتی ہے ان کو ترک کرو۔''

ایک طرف تو انسان دعائیں مانگ رہا ہو کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنی معرفت عطا کر اور اس میں مَیں ترقی کروں اور تیرا صحیح عبد بنوں۔ دوسری طرف مجلسیں ایسی ہیں جن میں گناہ کی تحریک ہو رہی ہے۔ ٹی وی پر بیٹھے ہوئے ہیں، غلط قسم کی فلمیں دیکھ رہے ہیں۔ عورتوں کی طرف سے، بچوں کی طرف سے انصاراللہ کی عمر کے لوگوں کی رپورٹیں مجھے آتی ہیں کہ غلط پروگرام دیکھ رہے ہیں یا بعض مجالس میں بیٹھے ہیں، گپیں مار رہے ہیں، اس قسم کے اعتراضات کر رہے ہیں۔ بعض لوگ نظام پہ اعتراض کر رہے ہیں۔ ایک دوسرے کی چغلیاں کر رہے ہیں۔ تو یہ ساری مجالس جو ہیں اگر ان میں بیٹھنا نہیں چھوڑو گے تو معرفت بھی حاصل نہیں ہو گی۔

فرماتے ہیں کہ: ”مجلسیں جن میں شامل ہونے سے گناہ کی تحریک ہوتی ہے ان کو ترک کرو اور ساتھ ہی ساتھ دعا بھی کرتے رہو...“

یہ ترک بھی کرو اور دعا بھی کرتے رہو کہ معرفت اللہ تعالیٰ عطا فرمائے۔

”اور خوب جان لو کہ ان آفات سے جو قضاء و قدر کی طرف سے انسان کے ساتھ پیدا ہوتی ہیں جب تک خدا تعالیٰ کی مدد ساتھ نہ ہو ہرگز رہائی نہیں ہوتی۔“

فرمایا: ”نماز جو کہ پانچ وقت ادا کی جاتی ہے...“

ایک دو تین نمازیں نہیں، پانچ وقت نماز ادا کی جاتی ہے۔

”اس میں بھی یہی اشارہ ہے کہ اگر وہ نفسانی جذبات اور خیالات سے اسے محفوظ نہ رکھے گا تب تک وہ سچی نماز ہرگز نہ ہو گی۔“

نماز میں بھی، پانچوں وقت نماز میں کوشش کرنی ہے کہ نفسانی جذبات اور خیالات سے اپنے آپ کو محفوظ رکھنا ہے تا کہ حقیقی نماز ہو۔ فرماتے ہیں کہ:

”نماز کے معنے ٹکریں مار لینے اور رسم اور عادت کے طور پر ادا کرنے کے ہرگز نہیں۔ نماز وہ شے ہے جسے دل بھی محسوس کرے کہ روح پگھل کر خوفناک حالت میں آستانۂ الوہیت پر گر پڑے۔“

ایسے دل میں احساس پیدا ہو، سوز پیدا ہو، گدازش پیدا ہو، جذبات پیدا ہوں، رقت پیدا

ہو کہ اس حالت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور گر پڑو۔ فرمایا کہ:

”جہاں تک طاقت ہے وہاں تک رقت کے پیدا کرنے کی کوشش کرے اور تضرّع سے دعامانگے کہ شوخی اور گناہ جو اندر نفس میں ہیں وہ دور ہوں۔“

یہ بھی دعامانگو کہ اللہ تعالیٰ میرے اندر اتنی کمزوریاں، اتنی شوخیاں ہیں، نفس کے گناہ ہیں ان کو بھی دور فرما اور اپنی معرفت عطا فرما۔ مجھے حقیقی عبد بنا۔ فرمایا کہ:

”اسی قسم کی نماز بابرکت ہوتی ہے۔ اور اگر وہ اس پر استقامت اختیار کرے گا تو دیکھے گا کہ رات کو یا دن کو ایک نور اس کے قلب پر گرا ہے اور نفس امّارہ کی شوخی کم ہو گئی ہے۔ جیسے اژدھا میں ایک سمّ قاتل ہے۔ اسی طرح نفس امّارہ میں بھی سمِّ قاتل ہوتا ہے اور جس نے اسے پیدا کیا اسی کے پاس اس کا علاج ہے۔“(ملفوظات جلد 7 صفحہ 123)

پس نفس تو بار بار برائی کی طرف بلاتا ہے، برائی پر مجبور کرتا ہے اس لئے اس کو قتل کرنے کے لئے، اس کو مارنے کے لئے جس طرح سانپ اور اژدھا کو مارنا ہے اللہ تعالیٰ کو ہی تلاش کرنا پڑے گا۔ پس اس پہلو کو ہمیں ہر وقت اپنے سامنے رکھنا چاہیے۔

نماز کا مزا نہیں آتا جب تک حضور نہ ہو

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”پانچ وقت اپنی نمازوں میں دعا کرو۔ اپنی زبان میں بھی دعا کرنی منع نہیں ہے۔ نماز کا مزا نہیں آتا جب تک حضور نہ ہو۔“

جب تک کہ پوری طرح توجہ نہ ہو۔

”اور حضور قلب نہیں ہوتا جب تک عاجزی نہ ہو۔“

اپنے اندر عاجزی پیدا کرو تبھی دل کی پوری توجہ بھی پیدا ہو گی۔

”عاجزی جب پیدا ہوتی ہے جو یہ سمجھ آجائے کہ کیا پڑھتا ہے اس لئے اپنی زبان میں اپنے مطالب پیش کرنے کے لئے جوش اور اضطراب پیدا ہو سکتا ہے۔“

عاجزی تبھی پیدا ہو گی جب انسان الفاظ جو دہرا رہا ہے پتہ بھی تو ہو کہ مَیں کہہ کیا رہا

ہوں۔ جب یہ پتہ ہو گا تبھی زبان کے الفاظ کے ساتھ دل کی کیفیات بھی بدلیں گی، دماغ بھی پوری طرح متوجہ ہو گا، اضطراب پیدا ہو گا۔ فرمایا:

”مگر اس سے یہ ہر گز نہیں سمجھنا چاہیے کہ نماز کو اپنی زبان ہی میں پڑھو۔“

یہ بھی مطلب نہیں کہ نماز کی وہ ساری باتیں جو عربی کے الفاظ ہیں یا مسنون دعائیں ہیں ان کو بھی اپنے الفاظ میں پڑھو۔

”نہیں میرا یہ مطلب ہے کہ مسنون ادعیہ اور اذکار کے بعد اپنی زبان میں بھی دعا کیا کرو۔ ورنہ نماز کے ان الفاظ میں خدا نے ایک برکت رکھی ہوئی ہے۔ نماز دعا ہی کا نام ہے اس لئے اس میں دعا کرو کہ وہ تم کو دنیا اور آخرت کی آفتوں سے بچاوے اور خاتمہ بالخیر ہو۔ اپنے بیوی بچوں کے لئے بھی دعا کرو۔ نیک انسان بنو اور ہر قسم کی بدی سے بچتے رہو۔“(ملفوظات جلد 6 صفحہ 146)

باجماعت عبادتوں کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ عبادتوں کے ساتھ اس مذہب کے ماننے والے مسلمان ایک امّت واحدہ بن جائیں اور باجماعت عبادتیں اور دعائیں جب اکٹھی ہو کر اللہ تعالیٰ کے حضور پہنچتی ہیں تو پھر ان کی قبولیت کا بھی ایک اور درجہ ہوتا ہے۔ اور پھر وہ انقلاب پیدا کرتی ہیں۔ اور اگر ہم نے انقلاب لانا ہے تو اس طرف ہمیں توجہ کرنی ہو گی۔

اللہ تعالیٰ کا یہ منشا ہے کہ تمام انسانوں کو ایک نفسِ واحد کی طرح بنادے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

”اللہ تعالیٰ کا یہ منشا ہے کہ تمام انسانوں کو ایک نفس واحد کی طرح بنادے، اس کا نام وحدت جمہوری ہے جس سے بہت سے انسان بحالت مجموعی ایک انسان کے حکم میں سمجھا جاتا ہے۔“

وحدتِ جمہوری ہو گی، ایک قوم بنے گی تو بہت سے انسان اکٹھے ہو کر ایک انسان کے حکم میں آجائیں گے، ایک روح سمجھی جائیگی، ایک جسم سمجھا جائے گا۔ فرمایا:

”مذہب سے بھی یہی منشا ہوتا ہے کہ تسبیح کے دانوں کی طرح وحدت جمہوری کے ایک دھاگہ میں سب پروئے جائیں۔ یہ نمازیں باجماعت جو کہ ادا کی جاتی ہیں وہ بھی اسی وحدت کے لئے ہیں تا کہ کُل نمازیوں کا ایک وجود شمار کیا جاوے۔ اور آپس میں مل کر کھڑے ہونے کا حکم

اس لئے ہے کہ جس کے پاس زیادہ نور ہے وہ دوسرے کمزور میں سرایت کر کے اسے قوت دیوے حتیٰ کہ حج بھی اس لئے ہے۔ اس وحدت جمہوری کو پیدا کرنے اور قائم رکھنے کی ابتدا اس طرح سے اللہ تعالیٰ نے کی ہے کہ اوّل یہ حکم دیا کہ ہر ایک محلّہ والے پانچ وقت نمازوں کو باجماعت محلّہ کی مسجد میں ادا کریں تا کہ اخلاق کا تبادلہ آپس میں ہو۔ اور انوار مل ملا کر کمزوری کو دور کر دیں۔"

مسجد میں جانا ہے، پانچ نمازیں پڑھنی ہیں تو وہ بھی اس لئے جانا چاہیے، اس نیت سے جانا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنی ہے اور ہم نے ایک بننے کی کوشش کرنی ہے۔ یہ نہیں کہ مسجدوں میں بھی جائیں اور دل بھی پھٹے ہوں اور لڑائیاں بھی ہو رہی ہوں۔ فرمایا کہ:

"...مل ملا کر کمزوری کو دور کر دیں اور آپس میں تعارف ہو کر انس پیدا ہو جاوے۔ تعارف بہت عمدہ شے ہے کیونکہ اس سے انس بڑھتا ہے جو کہ وحدت کی بنیاد ہے۔ حتیٰ کہ تعارف والا دشمن ایک ناآشنا دوست سے بہت اچھا ہوتا ہے کیونکہ جب غیر ملک میں ملاقات ہو تو تعارف کی وجہ سے دلوں میں انس پیدا ہو جاتا ہے۔ وجہ اس کی یہ ہوتی ہے کہ کینہ والی زمین سے الگ ہونے کے باعث بغض جو کہ عارضی شے ہوتا ہے وہ تو دور ہو جاتا ہے اور صرف تعارف باقی رہ جاتا ہے۔"

دشمن بھی بعض دفعہ دوسرے ملکوں میں جا کر ایک ہو جاتے ہیں۔ آپس میں اگر کسی وجہ سے اختلافات بھی ہوں تو ایک ملک کے اگر دوسرے ملک میں جاتے ہیں، جب اپنے قوم کے لوگ نہیں ملتے تو پھر ایک دوسرے پر ہی انحصار کرنا ہوتا ہے اور اس میں پھر دوستی اور تعلق پیدا ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے چاہا ہے کہ آپس میں الفت اور انس ترقی پکڑے

فرمایا کہ:

"پھر دوسرا حکم یہ ہے کہ جمعہ کے دن جامع مسجد میں جمع ہوں کیونکہ ایک شہر کے لوگوں کا ہر روز جمع ہونا تو مشکل ہے اس لئے یہ تجویز کی کہ شہر کے سب لوگ ہفتہ میں ایک دفعہ

مل کر تعارف اور وحدت پیدا کریں۔ آخر کبھی نہ کبھی تو سب ایک ہو جاویں گے۔ پھر سال کے بعد عیدین میں یہ تجویز کی کہ دیہات اور شہر کے لوگ مل کر نماز ادا کریں تا کہ تعارف اور انس بڑھ کر وحدت جمہوری پیدا ہو۔ پھر اس طرح تمام دنیا کے اجتماع کے لئے ایک دن عمر بھر میں مقرر کر دیا کہ مکہ کے میدان میں سب جمع ہوں۔ غرضکہ اس طرح سے اللہ تعالیٰ نے چاہا ہے کہ آپس میں الفت اور انس ترقی پکڑے۔" (ملفوظات جلد 7 صفحہ 129-130)

اب اللہ تعالیٰ کی خاطر آپس کا یہ انس اور محبت جو اللہ تعالیٰ پیدا کرنا چاہتا ہے، امّت مسلمہ کو ایک واحد قوم بنانا چاہتا ہے، ایک حقیقی مومن میں پیدا کرنا چاہتا ہے اس کے لئے اس سوچ کے ساتھ انسان کو اپنی نمازوں کی طرف بھی توجہ دینی چاہیے، پانچ وقت نمازوں کے لئے بھی اور جمعہ کے لئے بھی اور عیدین کے لئے بھی مسجد میں آنا چاہیے۔

پھر ہمیں اس زمانے میں دینی مجالس منعقد کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے جلسوں اور اجتماعوں کے انعقاد کے بھی انتظام فرما دیئے ہوئے ہیں۔ یہاں ہم اکٹھے ہوتے ہیں اس لئے کہ دینی باتیں بھی سنیں، اکٹھے ہو کر نمازیں بھی پڑھیں، محبت اور انس پیدا ہو۔ تو یہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ سے ایک زائد چیز ہم میں پیدا فرما دی ہے جس کے لئے اللہ تعالیٰ کا ہمیں شکر گزار ہونا چاہیے۔ اور اس شکر گزاری کرنے کا حق یہ ہے، شکر گزاری کرنے کا حقیقی طریق یہی ہے کہ پھر اپنے دلوں میں ایسی محبت پیدا کریں اور یہ عہد کریں کہ ہم اللہ تعالیٰ کا صحیح عبد بننے کی کوشش کریں گے۔ اللہ تعالیٰ کا بھی حق ادا کریں گے اور بندوں کے بھی حق ادا کریں گے۔

نماز کا مزا دنیا کے ہر ایک مزے پر غالب ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"نماز خدا کا حق ہے اسے خوب ادا کرو اور خدا کے دشمن سے مداہنہ کی زندگی نہ برتو۔ وفا اور صدق کا خیال رکھو۔ اگر سارا گھر غارت ہوتا ہو تو ہونے دو مگر نماز کو ترک مت کرو۔"

پھر آپؑ نماز کے بارے میں فرماتے ہیں کہ:

''یہ دین کو درست کرتی ہے، اخلاق کو درست کرتی ہے، دنیا کو درست کرتی ہے۔ نماز کا مزا دنیا کے ہر ایک مزے پر غالب ہے۔ لذّات جسمانی کے لئے تم لوگ ہزاروں روپیہ خرچ کرتے ہو پھر ان کا نتیجہ بیماریاں ہوتی ہیں اور اگر نمازیں پڑھنے والا ہو تو یہ مفت کا بہشت ہے جو انسان کو ملتا ہے۔''

فرماتے ہیں: ''قرآن شریف میں دو جنتوں کا ذکر ہے۔ ایک ان میں سے دنیا کی جنت ہے اور وہ دنیا کی جنت کیا ہے؟''

فرمایا: ''اور وہ نماز کی لذت ہے۔'' (ماخوذ از ملفوظات جلد 6 صفحہ 370-371)

نماز میں لذت آئے گی تو سمجھو تمہیں دنیا کی جنت مل گئی۔ کس طرح نمازیں پڑھنے والوں میں یہ انقلاب پیدا ہوتا ہے۔ کس طرح ان کو یہ سرور حاصل ہوا اور دنیا کی جنت حاصل کرنے والے بنتے ہیں۔ جماعت میں بہت سارے ایسے لوگ ہیں بلکہ ان کو دیکھ کر ان کے بچوں کی بھی حالت بدل گئی ہے۔ وہ بھی اس دنیاوی جنت کو حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ چنانچہ ایک مثال میں آپ کے سامنے پیش کر دیتا ہوں۔

نمونہ دکھانا انصار اللہ کا کام ہے

بینن کی ایک جماعت کے لوکل مشنری نے لکھا کہ ایک دوست ہیں لافیا عبد المومن صاحب۔ انہوں نے بتایا کہ میں ایک پیدائشی مسلمان ہوں لیکن نماز وغیرہ کی طرف توجہ نہیں تھی اور اسی وجہ سے وہ کہتے ہیں کہ میرے بچے بھی خصوصاً میری چھوٹی بیٹی تو بالکل اسلام سے دور تھی۔ میرا اپنا ہی نمونہ ٹھیک نہیں تھا اس لئے میں جو بھی نصیحت کرتا وہ نصیحت اثر نہیں کرتی تھی۔ لیکن جب میں نے احمدیت قبول کی تو میرے اندر بھی تبدیلی آئی اور اب خدا کا شکر ہے کہ میری بیٹی نہ صرف اسلام سے محبت رکھتی ہے بلکہ باقاعدہ جماعتی پروگراموں میں شمولیت کرتی ہے اور ہم سب کی نمازوں کی طرف بھی پہلے سے بڑھ کر توجہ پیدا ہو گئی ہے بلکہ حقیقی توجہ پیدا ہو گئی ہے۔

تو دیکھیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ماننے کے بعد نہ صرف اپنی اصلاح ہوئی بلکہ

بچوں کی بھی اصلاح ہو گئی۔ پس ہم میں سے ہر ایک کا نمونہ جو ہے وہ اپنے گھر والوں کی اصلاح کے لئے ضروری ہے اور یہ نمونہ دکھانا انصار اللہ کا کام ہے اور یہی حقیقی انصار اللہ ہونے کا مقصد ہے۔

جب تم دعا کرو گے تو میں تمہاری پرواہ کروں گا

دعاؤں اور عبادتوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے ایک موقع پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

''انسانوں میں سے بھی جو سب سے زیادہ قابل قدر ہے اسے اللہ تعالیٰ محفوظ رکھتا ہے اور یہ وہ لوگ ہوتے ہیں...''

کون قابل قدر ہیں؟''وہ لوگ ہوتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنا سچا تعلق رکھتے اور اپنے اندرونہ کو صاف رکھتے ہیں۔''

اندر باہر ایک ہیں۔ اپنے اندرونے کو بھی صاف رکھتے ہیں۔ خدا تعالیٰ سے ایک حقیقی تعلق ہے۔ صرف منہ سے نہیں کہتے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ سے پیار اور محبت ہے، ہم اللہ تعالیٰ کے عبد ہیں بلکہ دل بھی ان کی اس بات کی گواہی دے رہے ہوتے ہیں اور ان کا ہر عمل اس بات کی گواہی دے رہا ہوتا ہے اور فرمایا:

''اور نوع انسان کے ساتھ خیر اور ہمدردی سے پیش آتے ہیں۔''

ان کی ایک یہ بھی نشانی ہے کہ ایک دوسرے کے ساتھ ہمدردی اور خیر سے پیش آتے ہیں۔ ان کے لئے بھلائی دکھاتے ہیں۔

''اور خدا کے سچے فرمانبردار ہیں۔ چنانچہ قرآن شریف سے بھی ایسا ہی معلوم ہوتا ہے قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ لَوْلَا دُعَآؤُكُمْ (الفرقان78:) یعنی تُو کہہ دے کہ اگر تمہاری دعا نہ ہوتی تو میرا رب تمہاری کوئی پرواہ نہ کرتا۔''

فرمایا کہ:

''اس کے مفہوم مخالف سے صاف پتہ لگتا ہے کہ وہ دوسروں کی پرواہ کرتا ہے اور وہ وہی لوگ ہوتے ہیں جو سعادتمند ہوتے ہیں۔''

یعنی کہ فرمایا اس کا مطلب یہی ہے کہ جب تم دعا کرو گے تو میں تمہاری پرواہ کروں گا اور جب اللہ تعالیٰ پرواہ کرتا ہے تو ان کو ایک خاص مقام مل جاتا ہے۔ اور فرمایا کہ:

”یہ اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کرنے والے اور اس کے آگے جھکنے والے اور دعاؤں کا حق ادا کرنے والے لوگ ہیں جو حقیقی سعادتمند لوگ ہیں۔ وہ تمام کسریں ان کے اندر سے نکل جاتی ہیں جو خدا اسے دور ڈال دیتی ہیں۔ اور جب انسان اپنی اصلاح کر لیتا ہے اور خدا سے صلح کر لیتا ہے تو خدا اس کے عذاب کو بھی ٹلا دیتا ہے۔ خدا کو کوئی ضد تو نہیں۔ چنانچہ اس کے متعلق بھی صاف طور پر فرمایا ہے۔ مَا یَفْعَلُ اللّٰہُ بِعَذَابِکُمْ اِنْ شَکَرْتُمْ (النساء:148) یعنی خدا نے تم کو عذاب دے کر کیا کرنا ہے اگر تم دیندار ہو جاؤ۔“ (ملفوظات جلد 3 صفحہ 395)

پاک تبدیلیاں پیدا کرنے والوں میں جو انقلاب پیدا ہوا اس کی اَور ایک مثال دیتا ہوں میں۔ تنزانیہ مشرقی افریقہ کا ملک ہے وہاں کا ایک ریجن شیانگا ہے۔ اس کے معلّم لکھتے ہیں کہ ایک نئے گاؤں اگیمبیا (Igembya) میں جماعت کا قیام عمل میں آیا۔ اس گاؤں میں اکثریت لامذہب کی ہے جہاں جماعت کا قیام عمل میں آیا وہ لوگ مذہب کو مانتے ہی نہیں۔ ان میں سے اکثر لوگوں کا مشغلہ شراب نوشی ہے۔ ہر وقت شراب میں دھت ہیں، جوا کھیلتے ہیں اور دوسری برائیاں بھی ان میں عام ہیں۔ کوئی برائی نہیں جو ان میں نہ ہو۔ کہتے ہیں وہاں جب تبلیغ کے لئے ہم گئے اور گاؤں کی حالت کا اندازہ لگایا تو ہمارا خیال تھا کہ شاید ہمیں کوئی خاطر خواہ کامیابی نہیں ہو گی۔ یہ دنیا میں دھت لوگ ہیں۔ شراب میں، نشہ میں ڈوبے ہوئے، جوا کھیلنے والے سب برائیوں میں ملوث، اِنہوں نے ہماری دین کی اور مذہب کی اور خدا کی بات کیا سننی ہے۔ ہم نے سوچ لیا تھا کہ شاید کوئی کامیابی نہیں ہو گی بلکہ وہ ہماری بات سننا بھی گوارہ نہ کریں۔ کامیابی تو دور کی بات ہے شاید ہماری بات سننا بھی گوارہ نہ کریں۔

کہتے ہیں بہرحال جب ہم نے تبلیغ کی تو انہی میں سے لوگوں نے نہ صرف اسلام احمدیت کا پیغام سنا بلکہ کافی لوگوں نے اسی وقت بیعت کر کے اسلام اور احمدیت کو قبول کر لیا۔ پھر بیعت کرنے والوں میں ایسی تبدیلی رونما ہوئی کہ پہلے تو ان کا اَور کوئی شغل ہی نہ تھا دنیاداری میں پڑے

ہوئے تھے، نشہ میں پڑے ہوئے، جوا کھیلنے میں پڑے ہوئے تھے لیکن ان میں سے بعض لوگوں میں ایسا انقلاب پیدا ہوا کہ چار کلو میٹر دور ایک قریبی جماعت تھی کِڈانڈا (Kidanda) اس میں جمعہ ادا کرنے کے لئے مسجد میں پہنچتے تھے۔ کیونکہ نئی جماعت تھی وہاں ان کی اپنی جگہ مسجد نہیں تھی تو سفر کر کے ہر جمعہ کو جمعہ ادا کرنے پہنچتے تھے۔ اور ان کی اسلام کے اندر دلچسپی اور ان کے اندر تبدیلی دیکھ کر پھر وہاں ایک عارضی مسجد بھی بنائی گئی اور اب مسجد بننے کے بعد باقاعدہ وہاں نماز باجماعت کا آغاز ہو گیا ہے۔ وہی لوگ جو نشوں میں ڈوبے ہوئے تھے، وہی لوگ جو شرابی تھے، وہی لوگ جو جوا کھیلنے میں ہر وقت مصروف رہتے تھے، وہی لوگ جو دوسری برائیوں میں ملوث تھے اب وہ پانچ وقت مسجد میں نمازیں پڑھ رہے ہیں۔ تو یہ انقلاب ہے جو بیعت کرنے کے بعد ان لوگوں میں پیدا ہوا۔

اللہ تعالیٰ کی کوئی کسی سے رشتہ داری نہیں ہے

اب دنیا میں نئی جماعتیں بن رہی ہیں اور نئی جماعتیں بن کر پھر مسجدیں بنا کر انہیں بھرنے کی کوشش کر رہی ہیں اور یہ ہمارے لئے ایک بڑا سوچنے کا مقام ہے۔ آپ کی اکثریت یہاں جو میرے سامنے بیٹھی ہے، اس میں اکثر جو ہیں وہ اس وجہ سے یہاں ان مغربی ممالک میں آئے ہیں کہ ہماری عبادتوں پر پابندی تھی۔ ہمیں کھل کر عبادت کرنے کی اجازت نہیں تھی۔ ہمیں کھل کر اپنے آپ کو مسلمان کہنے کی اجازت نہیں تھی۔ ہمیں اسلامی احکامات پر عمل کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ ہمیں کھل کر اللہ تعالیٰ کا نام لینے کی اجازت نہیں ہے اور ان تنگیوں کی وجہ سے ہم یہاں آئے ہیں تو اس کے بعد تو کس قدر یہ حق بنتا ہے بلکہ فرض بنتا ہے ہمارا کہ ہم اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرنے والے ہوں اور اس کے حکموں کے مطابق چلنے والے ہوں، اپنی مسجدوں کو آباد کرنے والے ہوں۔ اگر ہم یہ نہیں کریں گے، عبادت کا حق ادا نہیں کریں گے، اللہ تعالیٰ کے حکموں پر نہیں چلیں گے اس کا صحیح عبد نہیں بنیں گے تو پھر اللہ تعالیٰ بھی بے نیاز ہے۔ یہ بات بھی ہمیں ہمیشہ یاد رکھنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کی کوئی کسی سے رشتہ داری نہیں ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

"ان کو کہہ دے کہ اگر تم نیک چلن انسان نہ بن جاؤ اور اس کی یاد میں مشغول نہ رہو تو میرا خدا تمہاری زندگی کی پروا کیا رکھتا ہے اور سچ ہے کہ جب انسان غافلانہ زندگی بسر کرے اور اس کے دل پر خدا کی عظمت کا کوئی رعب نہ ہو اور بے قیدی اور دلیری کے ساتھ اس کے تمام اعمال ہوں تو ایسے انسان سے ایک بکری بہتر ہے جس کا دودھ پیا جاتا ہے اور گوشت کھایا جاتا ہے اور کھال بھی بہت سے کاموں میں آجاتی ہے۔" (مجموعہ اشتہارات جلد 3 صفحہ 543)

اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا وارث بننے کے لئے ہمیں محنت کرنی پڑے گی

پھر وہ جانور انسانوں سے زیادہ بہتر بن جاتا ہے جو حلال جانور ہے۔ پس بہت غور اور فکر کا مقام ہے۔ ہمیں ہر وقت اس بارے میں سوچنا چاہیے۔

صرف نعرے لگانے سے اسلام فتح نہیں ہو گا۔ صرف نعرے لگانے سے ہماری اصلاح نہیں ہو گی۔ صرف نعرے لگانے سے ہماری اگلی نسلوں میں احمدیت اور اسلام کا حقیقی پیغام جاری نہیں رہے گا بلکہ اس کے لئے کوشش کرنی ہو گی۔ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا وارث بننے کے لئے ہمیں محنت کرنی پڑے گی۔

اللہ تعالیٰ ہمیں عبادتوں کا صحیح حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اس کی معرفت ہمیں پیدا ہو۔ نہ صرف اپنی اصلاح کرنے والے ہوں بلکہ اپنے بچوں کے لئے بھی نمونہ بن جائیں۔

آجکل دنیا جس تیزی سے خدا تعالیٰ کو بھلا رہی ہے اس کی اصلاح صرف اور صرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت ہی کر سکتی ہے جن کو اس کام کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں بھیجا ہے۔

اگر پرانے احمدی اس اہمیت کو نہیں سمجھیں گے اور یہاں آکر شکر گزاری کے بجائے دنیا میں ڈوب جائیں گے، اپنے بچوں کے لئے مثالیں قائم نہیں کریں گے تو اللہ تعالیٰ اَور مخلصین حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا فرما دے گا اور دنیا میں ہر جگہ عطا فرما رہا ہے۔ پھر وہی لوگ ہوں گے جو دین کا عَلم اور جھنڈا اٹھانے والے ہوں گے۔ حقیقی انصار اللہ ہوں گے۔

پس اس بات کو ہمیں ہمیشہ سامنے رکھنا چاہیے کہ اگر ان لوگوں میں شامل ہونا ہے اور

اپنی نسلوں کو ان لوگوں میں شامل کرنا ہے جن کی اللہ تعالیٰ پرواہ کرتا ہے تو پھر اپنی نمازوں کی، اپنی عبادتوں کی حفاظت کرنی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔"

(اختتامی خطاب سالانہ اجتماع مجلس انصار اللہ یوکے 30 ستمبر 2018ء الفضل انٹرنیشنل یکم فروری 2019ء صفحہ 32)

2019م

اپنے جائزے لیتے رہیں

”بدری صحابہ کے بیان کا جو سلسلہ میں نے شروع کیا ہوا ہے وہی آج بھی بیان کروں گا لیکن اس سے پہلے انصار اللہ کو اجتماع کے حوالے سے یہ بھی بتادوں کہ وہ صحابہ جن میں انصار بھی تھے اور مہاجر بھی تھے انہوں نے جب اسلام قبول کیا تو اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کیں اور نہ صرف قربانیوں کے بلکہ تقویٰ کے اعلیٰ معیار کے اور اخلاص ووفا کے عجیب نمونے دکھائے۔ آپ میں سے اکثر جو اس وقت یہاں موجود ہیں، جو انصار اللہ کی عمر کے ہیں؛ وہ انصار بھی ہیں اور مہاجر بھی ہیں۔ وہ اس لحاظ سے اپنے جائزے لیتے رہیں کہ ہمارے سامنے جو نمونے پیش کیے گئے تھے ان پر ہم کس حد تک چلنے والے اور عمل کرنے والے ہیں۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 13 ستمبر 2019ء بحوالہ الفضل انٹرنیشنل 17 ستمبر 2019ء صفحہ 5)

کیا ہم انصار کہلاتے ہوئے اپنی زندگیاں حضرت مسیح موعودؑ کی خواہش کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کر رہے ہیں

تشہّد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کی تعداد میں ترقی کے ساتھ مجلس انصار اللہ کی بھی ترقی ہو رہی ہے اور اعداد و شمار کے مطابق مختلف پروگراموں میں اور مختلف activities میں مجلس انصار اللہ کے ممبران کی نمائندگی بھی بڑھ کر نظر آتی ہے لیکن ان تمام باتوں کے ساتھ انصار اللہ کو یا مجلس انصار اللہ کے ممبران کو جو حقیقی جائزہ اپنا لینا چاہیے وہ اس پر لینا چاہیے کہ کیا ہم انصار اللہ کہلاتے ہوئے اپنی زندگیاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کر رہے ہیں؟ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم سے کیا چاہتے ہیں؟ جب تک ہم ایک فکر کے ساتھ اس بات کی تلاش نہیں کریں گے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم کی روشنی میں جو حقیقتاً قرآن کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم ہے، اپنا لائحہ عمل ترتیب دے کر بار بار اس کا جائزہ نہیں لیں گے ہم اپنی زندگیاں اس تعلیم کی روشنی میں ڈھال نہیں سکتے۔

بنیادی باتوں کو بار بار ہمیں اپنے سامنے لاتے رہنا چاہیے

یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ بار بار ہمارے سامنے ایک ہی طرح کی بعض باتیں دہرائی جاتی ہیں۔ بعض دفعہ میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض حوالے بار بار پیش کرتا ہوں۔ اس سے شاید کوئی یہ خیال کرے بلکہ بعض یہ خیال کرتے بھی ہیں کہ کیا ان حوالوں سے باہر ہمیں نکلنا بھی ہے کہ نہیں؟ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو ہر مضمون پر بے شمار لکھا۔ ہر قسم کے حوالے موجود ہیں۔ قرآن کریم کی ایک تفسیر ہے جو آپؑ کے ارشادات میں ہمیں ملتی ہے، آپؑ کی کتب میں ملتی ہے لیکن بعض باتیں ایسی ہیں جو بنیادی ہیں اور جنہیں بار بار

ہمیں اپنے سامنے لاتے رہنا چاہیے۔ میں کہتا ہوں کہ کیا ہم میں سے اسّی فیصد نے ان باتوں پر عمل کرنا شروع کر دیا ہے جو آپ کے سامنے بار بار لائی جاتی ہیں؟ اور اپنی زندگیوں کو اس کے مطابق ڈھال رہے ہیں جو مختلف مواقع پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی جن کی بار بار ہمیں نصیحت فرمائی اور جو ہمارے سامنے پیش فرمائے؟ یا اسّی فی صد تو بڑی بات ہے، ساٹھ فی صد یا پچاس فی صد یا چالیس فی صد بھی اس پر عمل ہو رہا ہے جو ہم باتیں سنتے ہیں کہ ان پر عمل کریں۔ صرف اگر ہم باجماعت نماز کو ہی لے لیں تو وہاں بھی ہمارے معیار جو ہیں بہت پیچھے ہیں بلکہ عہدیداروں کے بھی معیار بہت پیچھے ہیں۔

کیا جو انصار اللہ کا نام ہے ہم حقیقت میں اس نام کا پاس رکھ رہے ہیں

اگر ہم اپنا جائزہ لیں تو باوجود انصار اللہ کہلانے کے ہماری حالت قابل فکر ہے۔ آپ علیہ السلام تو ہر فردِ جماعت سے اعلیٰ معیار چاہتے ہیں کجا یہ کہ انصار اللہ کہلا کر اس طرف توجہ نہ دیں جو توجہ کا حق ہے۔ ہمارے نمونے ہی ہیں جو نوجوانوں کے لئے بھی صحیح سمت متعین کرنے والے ہوں گے۔ ہمارے نمونے ہی ہیں جو ہمارے بچوں کے لئے بھی رہ نما ہوں گے۔ ہمارے نمونے ہی ہیں جو معاشرے میں تبدیلیاں لانے والے ہوں گے۔ ہمیں اپنی عبادتوں کے معیاروں کو بھی دیکھنا ہو گا۔

ہمارے نمونے ہی ہیں جو معاشرے میں تبدیلیاں لانے والے ہوں گے

اپنے اخلاق کے معیاروں کو بھی دیکھنا ہو گا اور پھر عہدیداروں کو، ہر سطح کے عہدیداروں کو، ایک حلقے کے عہدیدار سے لے کے، ریجن کے عہدیداروں سے لے کے مرکزی عہدیداروں تک اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ کیا جو انصار اللہ کا نام ہے ہم حقیقت میں اس نام کا پاس رکھ رہے ہیں؟ حقیقت میں اس کے مطابق اپنی زندگیاں گزار رہے ہیں؟ پس ہر ناصر خود اپنے یہ جائزے لے سکتا ہے۔ اب میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کچھ اقتباسات پیش کرتا ہوں جو مزید ہمیں اس طرف توجہ دلاتے ہیں۔

صرف لفّاظی اور لسّانی کام نہیں آسکتی جب تک کہ عمل نہ ہو

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

"میں کھول کر کہتا ہوں کہ جب تک ہر بات پر اللہ تعالیٰ مقدم نہ ہو جاوے اور دل پر نظر ڈال کر وہ نہ دیکھ سکے کہ یہ میرا ہی ہے۔"

یعنی ایسا مقدم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ خود یہ ذکر کرے کہ یہ بندہ جو ہے یہ میرا ہی ہے اور میرے احکام کی پیروی کر رہا ہے۔ آپؑ نے فرمایا:

"اس وقت تک کوئی سچا مومن نہیں کہلا سکتا۔ ایسا آدمی تو آل (عُرفِ عام) کے طور پر مومن یا مسلمان ہے۔ جیسے چوہڑے کو بھی مصلی یا مومن کہہ دیتے ہیں۔"

فرماتے ہیں:

"مسلمان وہی ہے جو اَسۡلَمَ وَجۡهَهٗ لِلّٰهِ کا مصداق ہو گیا ہو۔ وَجۡہ منہ کو کہتے ہیں مگر اس کا اطلاق ذات اور وجود پر بھی ہوتا ہے۔ پس جس نے ساری طاقتیں اللہ کے حضور رکھ دیں ہوں وہی سچا مسلمان کہلانے کا مستحق ہے۔"

آپؑ فرماتے ہیں کہ:

"مجھے یاد آیا کہ ایک مسلمان نے کسی یہودی کو دعوت اسلام کی کہ تو مسلمان ہو جا۔"

مسلمان جو تھا وہ فرمایا کہ:

"مسلمان خود فسق و فجور میں مبتلا تھا۔"

برائیوں میں مبتلا تھا۔

"یہودی نے اس فاسق مسلمان کو کہا کہ تو پہلے اپنے آپ کو دیکھ۔ مجھے جو تبلیغ کر رہا ہے اور تُو اس بات پر مغرور نہ ہو کہ تو مسلمان کہلاتا ہے۔ خدا تعالیٰ اسلام کا مفہوم چاہتا ہے نہ نام اور لفظ۔ یہودی نے اپنا قصہ بیان کیا" اس مسلمان کو "کہ میں نے اپنے لڑکے کا نام خالد رکھا تھا مگر دوسرے دن مجھے اسے قبر میں گاڑنا پڑا۔"

دوسرے دن فوت ہو گیا۔ خالد کا مطلب ہمیشہ رہنے والا ہے۔

''کہنے لگا کہ اگر صرف نام ہی میں برکت ہوتی تو وہ کیوں مرتا۔ اگر کوئی مسلمان سے پوچھتا ہے کہ کیا تو مسلمان ہے؟ تو وہ جواب دیتا ہے۔ الحمد للہ۔ لیکن صرف نام کے مسلمان۔''

پس آپؑ نے اپنی جماعت کو فرمایا کہ تم نام کے مسلمان نہ بنو۔ پھر اس بات کی وضاحت کرتے ہوئے کہ لفّاظی کہیں کام نہیں آتی، باتیں کام نہیں آتیں بلکہ عمل ہیں جو کام آتے ہیں۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ:

''پس یاد رکھو کہ صرف لفّاظی اور لسّانی کام نہیں آسکتی جب تک کہ عمل نہ ہو۔ محض باتیں عنداللہ کچھ بھی وقعت نہیں رکھتیں۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ''(الصف:4)(ملفوظات جلد اول صفحہ 76-77)

کہ اللہ کے نزدیک اس بات کا دعویٰ کرنا جو تم کرتے نہیں بہت ناپسندیدہ بات ہے۔

تم اپنے نفسوں کو ایسے پاک کرو کہ قدسی قوت ان میں سرایت کرے

پس ہمیں اس بات کے جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ کیا ہمارے قول و فعل برابر ہیں۔ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ یعنی ہم اللہ کے انصار ہیں کا دعویٰ ہمارے عمل سے ثابت ہے یا نہیں؟ ہم اسلام کو دنیا میں پھیلانے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اس کو پورا کرنے کے لئے ہماری اپنی کوشش اور حالت کیا ہے، یہ دیکھنے کی ضرورت ہے۔ پھر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

''اگر تم اسلام کی حمایت اور خدمت کرنا چاہتے ہو تو پہلے خود تقویٰ اور طہارت اختیار کرو جس سے خود تم خدا تعالیٰ کی پناہ کے حصنِ حصین میں آسکو اور پھر تم اس خدمت کا شرف اور استحقاق حاصل ہو۔''

تمہیں اس خدمت کا شرف اور استحقاق حاصل ہو۔ اللہ تعالیٰ کی پناہ کے قلعہ میں آؤ۔

فرمایا کہ:

''تم دیکھتے ہو کہ مسلمانوں کی بیرونی طاقت کیسی کمزور ہو گئی ہے۔ قومیں ان کو نفرت و حقارت کی نظر سے دیکھتی ہیں۔ اگر تمہاری اندرونی اور قلبی طاقت بھی کمزور اور پست ہو گئی تو بس

پھر تو خاتمہ ہی سمجھو۔“

تم تو بڑے دعوے کرتے ہو، مسلمانوں کی حالت آج کل تو اَور بھی زیادہ باہر ظاہر ہو رہی ہے۔ فرمایا کہ اگر تم احمدی ہو کے بھی یہی رہے تو پھر تو خاتمہ ہی سمجھنا۔ فرمایا کہ:

”تم اپنے نفسوں کو ایسے پاک کرو کہ قدسی قوت ان میں سرایت کرے اور وہ سرحد کے گھوڑوں کی طرح مضبوط اور محافظ ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہمیشہ متقیوں اور راستبازوں ہی کے شامل حال ہوا کرتا ہے۔ اپنے اخلاق اور اطوار ایسے نہ بناؤ جن سے اسلام کو داغ لگ جاویں۔ بد کاروں اور اسلام کی تعلیم پر عمل نہ کرنے والے مسلمانوں سے اسلام کو داغ لگتا ہے۔“

فرمایا کہ:

”بدکاروں اور اسلام کی تعلیم پر عمل نہ کرنے والے مسلمان جو ہیں وہ تو اسلام کو داغ لگانے والے ہیں۔“

فرمایا:

”کوئی مسلمان شراب پی لیتا ہے تو کہیں قَے کرتا پھرتا ہے۔ پگڑی گلے میں ہوتی ہے۔ موریوں اور گندی نالیوں میں گرتا پھرتا ہے۔ پولیس کے جوتے پڑتے ہیں۔ ہندو اور عیسائی اس پر ہنستے ہیں۔ اس کا ایسا خلاف شرع فعل اس کی ہی تضحیک کا موجب نہیں ہوتا بلکہ درپردہ اس کا اثر نفس اسلام تک پہنچتا ہے۔“

ایک شخص کا عمل جو ہے وہ اسی تک محدود نہیں رہتا بلکہ اس کے اثرات پھر اسلام تک پہنچتے ہیں۔ لوگ کہتے ہیں یہ مسلمان ہے دعویٰ یہ کرتا ہے عمل یہ کرتا ہے۔ فرمایا:

”...اپنی بداعتدالیوں سے صرف اپنے آپ کو نقصان نہیں پہنچاتے بلکہ اسلام پر ہنسی کراتے ہیں۔“

پھر فرمایا:

”...... پس اپنے چال چلن اور اطوار ایسے بنالو کہ کفار کو بھی تم پر (جو دراصل اسلام پر ہوتی ہے) نکتہ چینی کرنے کا موقعہ نہ ملے۔“ (ملفوظات جلد اول صفحہ 77-78)

عقل سے کام لو اور کلام الٰہی کی ہدایات پر چلو

پھر اپنے اخلاق اور عملی حالتوں کو بہتر کرنے کی نصیحت فرماتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''اگر تم چاہتے ہو کہ تمہیں فلاحِ دارَین حاصل ہو''

ہمیشہ کی فلاح حاصل ہو، دونوں جہانوں کی فلاح حاصل ہو۔

''اور لوگوں کے دلوں پر فتح پاؤ تو پاکیزگی اختیار کرو، عقل سے کام لو اور کلامِ الٰہی کی ہدایات پر چلو۔''

کلامِ الٰہی کی ہدایات پر چلنے کے لئے، ان کو حاصل کرنے کے لئے قرآن کریم کو پڑھنا ضروری ہے۔ اسے سمجھنا ضروری ہے۔ نہ صرف ترجمہ بلکہ تفسیر جاننا بھی ضروری ہے۔ فرمایا کہ:

''خود اپنے تئیں سنوارو اور دوسروں کو اپنے اخلاق فاضلہ کا نمونہ دکھاؤ تب البتہ کامیاب ہو جاؤ گے۔''

اگر دلوں پر اثر اندازی چاہتے ہو تو عملی طاقت پیدا کرو

کسی نے کیا اچھا کہا ہے کہ۔

سخن کز دل بروں آید نشیند لاجرم بر دل

کہ دل سے نکلی ہوئی بات دل پر اثر کرتی ہے۔ فرمایا کہ:

''پس پہلے دل پیدا کرو۔ اگر دلوں پر اثر اندازی چاہتے ہو تو عملی طاقت پیدا کرو کیونکہ عمل کے بغیر قولی طاقت اور انسانی قوت کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔''

بڑی اہم بات ہے۔ فرمایا کہ:

''عمل کے بغیر قولی طاقت اور انسانی قوت صرف باتیں یا کوئی اَور طاقت جو ہے کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔''

زبان سے قیل و قال کرنے والے تو لاکھوں ہیں۔ بہت سے مولوی اور علماء کہلا کر

منبروں پر چڑھ کر اپنے تئیں نائب الرسول اور وارث الانبیا قرار دے کر وعظ کرتے پھرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ تکبر، غرور، بدکاریوں سے بچو مگر جو ان کے اپنے اعمال ہیں اور جو کرتوتیں وہ خود کرتے ہیں، وہ ایسی باتیں ہیں فرمایا کہ اس سے تم اندازہ لگا سکتے ہو ان نصیحت کرنے والوں کی باتوں کا اثر نہیں ہوتا۔ اس لئے ہم میں سے ہر ایک کے لئے آپؑ نے فرمایا کہ تم نے اگر واعظ بننا ہے، تم نے اسلام کا پیغام پہنچانا ہے تو ہر ایک کو اپنے قول و فعل کو ایک کرنا ہو گا تاکہ پھر دنیا پر بھی ہم اپنا اثر قائم کر سکیں۔ پھر آپؑ فرماتے ہیں:

"اگر اس قسم کے لوگ عملی طاقت بھی رکھتے۔"

جو یہ نصیحتیں کرتے ہیں اگر ان کی عملی طاقت بھی ہوتی۔

"اور کہنے سے پہلے خود کرتے تو قرآن شریف میں لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ۔(الصف:3) کہنے کی کیا ضرورت پڑتی؟ یہ آیت بتلاتی ہے کہ دنیا میں کہہ کر خود نہ کرنے والے بھی موجود تھے اور ہیں اور ہوں گے۔"(ماخوذ از ملفوظات جلد اول صفحہ 67)

لیکن جو اللہ تعالیٰ کی نصیحتوں پر عمل کریں گے ان کی اصلاح بھی ہو جائے گی۔

عقل اور کلامِ الٰہی سے کام لو

اپنی باتوں اور نصیحتوں پر عمل کرنے اور عقل اور کلامِ الٰہی سے کام لینے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

"میری یہ باتیں اس لئے ہیں کہ تا تم جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو اور اس تعلق کی وجہ سے میرے اعضاء ہو گئے ہو۔ ان باتوں پر عمل کرو اور عقل اور کلامِ الٰہی سے کام لو تاکہ سچی معرفت اور یقین کی روشنی تمہارے اندر پیدا ہو اور تم دوسرے لوگوں کو ظلمت سے نور کی طرف لانے کا وسیلہ بنو۔ اس لئے کہ آج کل اعتراضوں کی بنیاد طبعی اور طبابت اور ہیئت کے مسائل کی بناء پر ہے۔ اس لئے لازم ہوا کہ ان علوم کی ماہیت اور کیفیت سے آگاہی حاصل کریں تاکہ جواب دینے سے پہلے اعتراض کی حقیقت تو ہم پر کھل جائے۔"(ملفوظات جلد اول صفحہ 68)

اگر عمل نہیں تو وعدہ بھی پورا نہیں ہو گا

آپ علیہ السلام نے بارہا نصیحت فرمائی کہ جو آپ علیہ السلام کی باتوں پر عمل کرنے والے ہیں، ان سے خدا تعالیٰ کا ترقی کا وعدہ ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ:

"میرے ماننے والے علم و معرفت میں ترقی کریں گے۔"

فرمایا:

"یہ ان سے وعدہ ہے جو عمل کرنے والے ہیں نہ کہ ہر ایک جو کہے کہ میں مسیح موعود کی بیعت میں آگیا ہوں اور عمل نہیں ہے اس سے وعدہ ہرگز نہیں ہے۔"

اگر عمل نہیں تو وعدہ بھی پورا نہیں ہو گا۔

اللہ تعالیٰ سے خاص تعلق ہمیں پیدا کرنا ہو گا

ایک جگہ اس بات کو بیان فرماتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ:

"اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے: وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ (آل عمران:56) یہ تسلی بخش وعدہ ناصرت میں پیدا ہونے والے ابن مریم سے ہوا تھا مگر میں تمہیں بشارت دیتا ہوں کہ یسوع مسیح کے نام سے آنے والے ابنِ مریم کو بھی اللہ تعالیٰ نے اِنہی الفاظ میں مخاطب کر کے بشارت دی ہے۔

اب آپ سوچ لیں کہ جو میرے ساتھ تعلق رکھ کر اس وعدہ عظیم اور بشارت عظیم میں شامل ہونا چاہتے ہیں کیا وُہ وُہ لوگ ہو سکتے ہیں جو امّارہ کے درجے میں پڑے ہوئے ہوں۔ اللہ تعالیٰ اُنہیں کافروں پر فوقیت دے گا اور قیامت تک ان پر فوقیت دے گا جو صحیح اتباع کرنے والے ہیں۔ جو نہیں اتباع کرنے والے ان کو نہیں۔"

آپؑ نے فرمایا کہ اب آپ سوچ لیں کہ جو میرے ساتھ تعلق رکھ کر اس وعدہ عظیم اور بشارت عظیم میں شامل ہونا چاہتے ہیں کیا وہ وہ لوگ ہو سکتے ہیں جو امّارہ کے درجے میں پڑے ہوئے فسق و فجور کی راہوں پر کاربند ہیں؟ جن کے دل چھوٹی برائیوں اور بڑی برائیوں میں مبتلا ہیں

ان کی اصلاح نہیں ہو رہی۔ فرمایا:

”نہیں، ہر گز نہیں۔“

فرمایا کہ:

”یہ وعدہ تو ان لوگوں کے ساتھ ہے جو اللہ تعالیٰ کے اس وعدہ کی سچی قدر کرتے ہیں اور میری باتوں کو قصہ کہانی نہیں جانتے۔“

آپؑ فرماتے ہیں:

”یاد رکھو اور دل سے سن لو۔ میں پھر ایک بار ان لوگوں کو مخاطب کر کے کہتا ہوں جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہیں اور وہ تعلق کوئی عام تعلق نہیں بلکہ بہت زبردست تعلق ہے اور ایسا تعلق ہے کہ جس کا اثر نہ صرف میری ذات تک بلکہ اس ہستی تک پہنچتا ہے جس نے مجھے بھی اس برگزیدہ انسان کامل کی ذات تک پہنچایا ہے جو دنیا میں صداقت اور راستی کی روح لے کر آیا۔ میں تو یہ کہتا ہوں کہ اگر ان باتوں کا اثر میری ہی ذات تک پہنچتا تو مجھے کچھ بھی اندیشہ اور فکر نہ تھا اور نہ ان کی پرواہ تھی مگر اس پر بس نہیں ہوتی۔ اس کا اثر ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور خدائے تعالیٰ کی برگزیدہ ذات تک پہنچ جاتا ہے۔ پس ایسی صورت اور حالت میں تم خود دھیان دے کر سن رکھو کہ اگر اس بشارت سے حصہ لینا چاہتے ہو اور اس کے مصداق ہونے کی آرزو رکھتے ہو کہ قیامت تک تم فوقیت حاصل کرو کافروں پر اور اتنی بڑی کامیابی کہ قیامت تک کافرین پر غالب رہو گے اس کی سچی پیاس تمہارے اندر ہے تو پھر اتنا ہی میں کہتا ہوں کہ یہ کامیابی اس وقت تک حاصل نہ ہوگی جب تک لوّامہ کے درجہ سے گزر کر مطمئنہ کے مینار تک نہ پہنچ جاؤ۔“

برائی ہوتی بھی ہے تو دل اس پہ ملامت کرنا چاہیے اور پھر کوشش ہونی چاہیے اس کے لئے اور پھر آہستہ آہستہ اللہ تعالیٰ کی مدد سے اللہ تعالیٰ کے قرب حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے اور اس وقت وہاں تک پہنچنا ہے جہاں اللہ تعالیٰ بھی راضی ہو۔ اپنی نیکی اور تقویٰ کے معیار کو بڑھانا ہو گا، اللہ تعالیٰ سے خاص تعلق ہمیں پیدا کرنا ہو گا۔ یہ نہیں کہ پانچ نمازیں بھی وقت پر نہ پڑھ سکیں اور اپنے کام کی مصروفیت کا بہانہ ہم کر دیں۔ آپؑ فرماتے ہیں:

"اس سے زیادہ اور میں کچھ نہیں کہتا کہ تم لوگ ایک ایسے شخص کے ساتھ پیوند رکھتے ہو جو مامور من اللہ ہے پس اس کی باتوں کو دل کے کانوں سے سنو اور اس پر عمل کرنے کے لئے ہمہ تن تیار ہو جاؤ تا کہ ان لوگوں میں سے نہ ہو جاؤ جو اقرار کے بعد انکار کی نجاست میں گر کر ابدی عذاب خرید لیتے ہیں۔" (ماخوذ از ملفوظات جلد اول صفحہ 103 تا 105)

تقویٰ ہی ایک ایسی چیز ہے جس کو شریعت کا خلاصہ کہہ سکتے ہیں

ایک موقع پر اس طرف توجہ دلاتے ہوئے کہ ہر احمدی کو تقویٰ کی راہ اختیار کرنی چاہیے کیونکہ شریعت کا خلاصہ ہی یہ تقویٰ ہے آپؑ فرماتے ہیں:

"چاہیے کہ وہ تقویٰ کی راہ اختیار کریں کیونکہ تقویٰ ہی ایک ایسی چیز ہے جس کو شریعت کا خلاصہ کہہ سکتے ہیں اور اگر شریعت کو مختصر طور پر بیان کرنا چاہیں تو مغز شریعت تقویٰ ہی ہو سکتا ہے۔ تقویٰ کے مدارج اور مراتب بہت ہیں لیکن اگر طالب صادق ہو کر ابتدائی مراتب اور مراحل کو استقلال اور خلوص سے طے کرے تو وہ اس راستی اور طلب صدق کی وجہ سے اعلیٰ مدارج کو پالیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ (المائدہ:28) گویا اللہ تعالیٰ متقیوں کی دعاؤں کو قبول فرماتا ہے۔ یہ گویا اس کا وعدہ ہے اور اس کے وعدوں میں۔ (یعنی اللہ تعالیٰ کے وعدوں میں) تخلّف نہیں ہوتا۔"

اللہ تعالیٰ اپنے وعدوں کے خلاف نہیں کرتا

"جیسا کہ فرمایا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ (الرّعد:32) پس جس حال میں تقویٰ کی شرط قبولیت دعا کے لئے ایک غیر منفک شرط ہے تو ایک انسان غافل اور بے راہ ہو کر اگر قبولیت دعا چاہے تو کیا وہ احمق اور نادان نہیں ہے۔ تقویٰ تو شرط ہے اور اگر انسان غافل ہو اور پھر کہے میں نے قسمت سے آج ایک دعا کر لی تھی۔ آج میں نے بڑا لمبا سجدہ کر لیا تھا اور اللہ تعالیٰ نے قبول نہیں کیا تو اس کو کیا کہیں گے۔"

فرمایا: "احمق اور نادان ہے وہ، بے وقوف ہے پاگل ہے۔"

فرمایا: ”لہٰذا ہماری جماعت کو لازم ہے کہ جہاں تک ممکن ہو ہر ایک ان میں سے تقویٰ کی راہوں پر قدم مارے تا کہ قبولیت دعا کا سرور اور حظّ حاصل کرے اور زیادتی ایمان کا حصہ لے۔“ (ملفوظات جلد اول صفحہ 108-109)

قویٰ کی تعدیل اور جائز استعمال کرنا ہی ان کی نشوونما ہے

پھر تزکیہ نفس اور تقویٰ اختیار کرنے کے بارے میں آپؑ فرماتے ہیں کہ:

”اللہ تعالیٰ نے جس قدر قویٰ عطا فرمائے ہیں وہ ضائع کرنے کے لئے نہیں دیئے گئے ان کی تعدیل اور جائز استعمال کرنا ہی ان کی نشوونما ہے۔“ ان کو ٹھیک طرح صحیح موقع پر استعمال کرنا اور جائز اس کا استعمال کرنا یہی اس کی نشوونما ہوتی ہے۔

”اسی لئے اسلام نے قوائے رجولیت یا آنکھ کے نکالنے کی تعلیم نہیں دی۔“

انسان کے مرد عورت کے تعلقات کے جو قویٰ ہیں ان کو ضائع کرنے کے لئے نہیں کہا یا آنکھ کو نکالنے کے لئے نہیں کہا کہ بد نظری نہ کرو۔

”بلکہ ان کا جائز استعمال اور تزکیہ نفس کروایا جیسے فرمایا قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ (المؤمنون:2) اور ایسے ہی یہاں بھی فرمایا۔ متّقی کی زندگی کا نقشہ کھینچ کر آخر میں بطور نتیجہ یہ کہا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (البقرہ:6) یعنی وہ لوگ جو تقویٰ پر قدم مارتے ہیں۔ ایمان بالغیب لاتے ہیں۔ نماز ڈگمگاتی ہے پھر اسے کھڑا کرتے ہیں۔ خدا کے دیئے ہوئے سے دیتے ہیں۔ باوجود خطراتِ نفس بلا سوچے گذشتہ اور موجودہ کتاب اللہ پر ایمان لاتے ہیں اور آخر کار وہ یقین تک پہنچ جاتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جو ہدایت کے سر پر ہیں وہ ایک ایسی سڑک پر ہیں جو برابر آگے کو جا رہی ہے۔“

ہماری جماعت تقویٰ کا غم کُل دنیوی غموں سے بڑھ کر اپنی جان پر لگائے

”پس یہ یقین پیدا کرنا ہوگا جو آگے تک لے جاتا چلا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کی ذات پر یقین ہوگا۔ ایمان بالغیب کرنا ہوگا۔ اور جس سے آدمی فلاح تک پہنچتا ہے۔“

پھر کامیابیاں حاصل ہو جائیں گی۔ فرمایا:

”پس یہی لوگ فلاح یاب ہیں جو منزل مقصود تک پہنچ جائیں گے اور راہ کے خطرات سے نجات پا چکے ہیں۔ اس لئے شروع میں ہی اللہ تعالیٰ نے ہم کو تقویٰ کی تعلیم دے کر ایک ایسی کتاب ہم کو عطا کی جس میں تقویٰ کے وصایا بھی دیئے۔ سو ہماری جماعت یہ غم کل دنیوی غموں سے بڑھ کر اپنی جان پر لگائے۔“

فرمایا:

”سو ہماری جماعت یہ غم یعنی تقویٰ حاصل کرنے کا غم، اللہ تعالیٰ سے ملنے کا غم، فکر، (غم سے مراد ہے فکر)، کل دُنیوی غموں سے بڑھ کر اپنی جان پر لگائے۔“

کہ ان میں تقویٰ ہے یا نہیں۔ پس آپ علیہ السلام ہمیں اپنے جائزے لینے کی طرف اس میں توجہ دلا رہے ہیں اور ہم یہ خود ہی اپنے جائزے لے سکتے ہیں۔

اپنی زندگی غربت اور مسکینی میں بسر کریں

پھر اس طرف توجہ دلاتے ہوئے کہ تقویٰ والے کون لوگ ہیں اور جس کے دل میں تقویٰ ہو اسے اپنی زندگی کس طرح بسر کرنی چاہیے، فرماتے ہیں:

”اہلِ تقویٰ کے لئے یہ شرط ہے کہ وہ اپنی زندگی غربت اور مسکینی میں بسر کریں۔ یہ تقویٰ کی ایک شاخ ہے جس کے ذریعہ سے ہمیں ناجائز غضب کا مقابلہ کرنا ہے۔ بڑے بڑے عارف اور صدیقوں کے لئے آخری اور کڑی منزل غضب سے بچنا ہی ہے۔“

فرمایا:

”عجب و پندار غضب سے پیدا ہوتا ہے۔“

نخوت یا تکبر اور غرور جو ہے یہ غضب سے، غصہ میں جو انسان آتا ہے اس وقت پیدا ہوتا ہے۔

”اور ایسا ہی کبھی خود غضب، عجب و پندار کا نتیجہ ہوتا ہے کیونکہ غضب اس وقت ہو گا

جب انسان اپنے نفس کو دوسرے پر ترجیح دیتا ہے۔“

فرمایا:

”میں نہیں چاہتا کہ میری جماعت والے آپس میں ایک دوسرے کو چھوٹا یا بڑا سمجھیں یا ایک دوسرے پر غرور کریں یا نظر استخفاف سے دیکھیں۔ خدا جانتا ہے کہ بڑا کون ہے یا چھوٹا کون ہے۔ یہ ایک قسم کی تحقیر ہے جس کے اندر حقارت ہے۔ ڈر ہے کہ یہ حقارت بیج کی طرح بڑھے اور اس کی ہلاکت کا باعث ہو جاوے۔“

یہ بڑی قابل غور بات ہے۔ فرمایا کہ:

”بعض آدمی بڑوں کو مل کر بڑے ادب سے پیش آتے ہیں۔“

یہ بھی ہم دیکھتے ہیں کہ بڑوں سے مل کر بڑے ادب سے پیش آتے ہیں، بڑی عزت کرتے ہیں، بڑا احترام کرتے ہیں۔ فرمایا:

”لیکن بڑا وہ ہے جو مسکین کی بات کو مسکینی سے سنے۔“

اصل بڑائی تو یہ ہے کہ کمزور اور کم طاقت والا جو ہے اس کی بات کو سنو، غریب کی بات کو سنو، مسکین کی بات کو سنو۔

فرمایا کہ یہی جڑ ہے عاجزی کی اور یہی بنیاد ہے عاجزی کی۔ اس پہ قائم ہو گے تو تبھی کہہ سکتے ہیں کہ تقویٰ پیدا ہوا ہے اور اس کے لئے آپؑ نے فرمایا کہ غریب کی بات سنو۔

”اس کی دلجوئی کرے۔ اس کی بات کی عزت کرے۔ کوئی چِڑ کی بات منہ پر نہ لاوے کہ جس سے دکھ پہنچے۔“

خدا تعالیٰ کے نزدیک بڑا وہ ہے جو متقی ہے

”خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِیْمَانِ وَمَنْ لَّمْ یَتُبْ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ (الحجرات:12) تم ایک دوسرے کا چِڑ کے نام نہ لو۔ یہ فعل فساق و فجار کا ہے۔ جو شخص کسی کو چِڑاتا ہے وہ نہ مرے گا جب تک وہ خود اسی

طرح مبتلا نہ ہو گا۔ اپنے بھائیوں کو حقیر نہ سمجھو۔ جب ایک ہی چشمہ سے کل پانی پیتے ہو تو کون جانتا ہے کہ کس کی قسمت میں زیادہ پانی پینا ہے۔ مکرم و معظم کوئی دنیاوی اصولوں سے نہیں ہو سکتا۔ خدا تعالیٰ کے نزدیک بڑا وہ ہے جو متقی ہے اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ "(الحجرات:14)(ملفوظات جلد اول صفحہ 35-36)

اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمہارے میں سے زیادہ معزز وہی ہے جو زیادہ متقی ہے۔ اس بات کو بیان فرماتے ہوئے کہ سچی فراست اور سچی دانش اللہ تعالیٰ کی طرف سے رجوع کیے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی۔ آپؑ فرماتے ہیں:

"سچی فراست اور سچی دانش اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کئے بغیر حاصل ہی نہیں ہو سکتی۔ اسی واسطے تو کہا گیا ہے کہ مومن کی فراست سے ڈرو کیونکہ وہ نورِ الٰہی سے دیکھتا ہے۔ صحیح فراست اور حقیقی دانش...... کبھی نصیب نہیں ہو سکتی جب تک تقویٰ میسر نہ ہو۔"

فرمایا:"اگر تم کامیاب ہونا چاہتے ہو۔ تو عقل سے کام لو۔ فکر کرو۔ سوچو۔ تدبر اور فکر کے لئے قرآن کریم میں بار بار تاکیدیں موجود ہیں۔

کتاب مکنون اور قرآن کریم میں فکر کرو اور پارسا طبع ہو جاؤ۔ جب تمہارے دل پاک ہو جائیں گے اور ادھر عقل سلیم سے کام لو گے اور تقویٰ کی راہوں پر قدم مارو گے پھر ان دونوں کے جوڑ سے وہ حالت پیدا ہو جائے گی کہ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ (آل عمران:192) تمہارے دل سے نکلے گا اس وقت سمجھ میں آ جائے گا کہ یہ مخلوق عبث نہیں۔" جو تم نے بنایا ہے یہ جھوٹ نہیں ہے، بے فائدہ نہیں بنایا۔

"بلکہ صانعِ حقیقی کی حقانیت اور اثبات پر دلالت کرتی ہے تا کہ طرح طرح کے علوم و فنون جو دین کو مدد دیتے ہیں ظاہر ہوں۔"(ملفوظات جلد اول صفحہ 66)

پس تقویٰ ہو گا تو دینی علوم کے ساتھ دنیوی علوم کے بھی راستے کھلیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کے بھی راستے دکھائے گا۔ ان کا بھی ادراک حاصل ہو گا اور اس سے پھر علم و معرفت میں بھی ترقی ہو گی۔

پاک عقل آسمان سے آتی ہے اور اپنے ہمراہ ایک نور لاتی ہے

راستبازی اور تقویٰ کی طرف توجہ دلاتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں:

”ذرا سوچو اور سمجھو خدا کے واسطے عقل سے کام لو اور اس لئے کہ عقل میں جودت اور ذہانت پیدا ہو راستباز اور متقی بنو۔ پاک عقل آسمان سے آتی ہے اور اپنے ہمراہ ایک نور لاتی ہے لیکن وہ جوہر قابل کی تلاش میں رہتی ہے۔ اس پاک سلسلہ کا قانون وہی قانون ہے جو ہم جسمانی قانون میں دیکھتے ہیں۔ بارش آسمان سے پڑتی ہے لیکن کوئی جگہ اس بارش سے گلزار ہوتی ہے اور کہیں کانٹے اور جھاڑیاں ہی اگتی ہیں اور کہیں وہی قطرہ بارش سمندر کی تہہ میں جا کر ایک گوہر شہوار بنتا ہے۔ بقول کسے ۔

’در باغ لالہ روید در شورہ بُوم خس ‘کہ وہ (بارش) باغ میں تو پھول اگاتی ہے اور بنجر میں گھاس پھوس اگاتی ہے۔“

پھر اس کی وضاحت فرماتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں کہ:

”اگر زمین قابل نہیں ہوتی تو بارش کا کچھ بھی فائدہ نہیں پہنچتا بلکہ الٹا ضرر اور نقصان ہوتا ہے۔ اسی لئے آسمانی نور اترا ہے اور وہ دلوں کو روشن کرنا چاہتا ہے۔ اس کے قبول کرنے اور اس سے فائدہ اٹھانے کو تیار ہو جاؤ تا ایسا نہ ہو کہ بارش کی طرح کہ جو زمین جوہر قابل نہیں رکھتی۔“جس میں خاصیت ہی نہیں جو بنجر زمین ہے۔

”وہ اس کو ضائع کر دیتی ہے۔ تم بھی باوجود نور کی موجودگی کے تاریکی میں چلو۔“

بارش تو ہو رہی ہے لیکن اگر زمین اچھی نہیں تو تاریکی میں چلوگے۔ نور موجود ہے، نور سے فائدہ نہیں اٹھا سکوگے۔ ”اور ٹھوکر کھا کر اندھے کنوئیں میں گر کر ہلاک ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ مادرِ مہربان سے بھی بڑھ کر مہربان ہے وہ نہیں چاہتا کہ اس کی مخلوق ضائع ہو۔ وہ ہدایت اور روشنی کی راہیں تم پر کھولتا ہے مگر تم ان پر قدم مارنے کے لئے عقل اور تزکیہ نفوس سے کام لو۔ جیسے زمین کہ جب تک ہل چلا کر تیار نہیں کی جاتی تخم ریزی اس میں نہیں ہوتی اسی طرح جب تک مجاہدہ اور ریاضت سے تزکیہ نفوس نہیں ہوتا پاک عقل آسمان سے اتر نہیں سکتی۔“

میں وہ انسان ہوں جو اللہ تعالیٰ نے غیرت کھا کر بھیجا ہے

’’اس زمانہ میں خدا تعالیٰ نے بڑا فضل کیا اور اپنے دین اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تائید میں غیرت کھا کر ایک انسان کو جو تم میں بول رہا ہے، بھیجا۔‘‘

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں اپنے بارے میں کہ میں وہ انسان ہوں جو اللہ تعالیٰ نے غیرت کھا کر بھیجا ہے۔

’’تا کہ وہ اس روشنی کی طرف لوگوں کو بلائے۔ اگر زمانہ میں ایسا فساد اور فتنہ نہ ہوتا اور دین کے محو کرنے کے لئے جس قسم کی کوششیں ہو رہی ہیں نہ ہوتیں تو چنداں حرج نہ تھا لیکن اب تم دیکھتے ہو کہ ہر طرف یمین و یسار اسلام ہی کو معدوم کرنے کی فکر۔۔‘‘

ہر طرف دائیں بائیں ہر جگہ دیکھو اسلام کو ختم کرنے کی فکر میں، معدوم کرنے کی فکر۔

’’میں جملہ اقوام لگی ہوئی ہیں۔‘‘

فرماتے ہیں:

’’مجھے یاد ہے اور براہین احمدیہ میں بھی مَیں نے ذکر کیا ہے کہ اسلام کے خلاف چھ کروڑ کتابیں تصنیف اور تالیف ہو کر شائع کی گئی ہیں۔‘‘

فرمایا کہ: ’’عجیب بات ہے کہ ہندوستان کے مسلمانوں کی تعداد بھی چھ کروڑ ہے۔‘‘

اُس وقت ہندوستان میں مسلمانوں کی تعداد چھ کروڑ تھی۔

’’اور اسلام کے خلاف کتابوں کا شمار بھی اسی قدر ہے۔ اگر اس زیادتی تعداد کو جو اب تک ان تصنیفات میں ہوئی ہے چھوڑ بھی دیا جائے تو بھی ہمارے مخالف ایک ایک کتاب ہر ایک مسلمان کے ہاتھ میں دے چکے ہیں۔‘‘

اور اب تو صرف کتابیں نہیں بلکہ ہر قسم کے میڈیا کے ذریعہ سے اسلام کو بدنام اور ختم کرنے کے لئے کوششیں کی جا رہی ہیں۔ اس لئے اب ہماری سب سے بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ اسلام کو سمجھیں اپنی حالتوں کو بہتر کریں اور اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کریں اور حقیقی اسلام دنیا کو دکھانے کے لئے میدان میں اتریں۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ:

''اگر اللہ تعالیٰ کا جوش غیرت میں نہ ہوتا اور اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ اس کا وعدہ صادق نہ ہوتا تو یقیناً سمجھ لو کہ اسلام آج دنیا سے اٹھ جاتا۔ اور اس کا نام و نشان تک مٹ جاتا مگر نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔ خدا تعالیٰ کا پوشیدہ ہاتھ اس کی حفاظت کر رہا ہے۔''

اسلام کی حفاظت کر رہا ہے۔ فرمایا:

''مجھے افسوس اور رنج اس امر کا ہوتا ہے کہ لوگ مسلمان کہلا کر ناطے بیاہ کے برابر بھی تو اسلام کا فکر نہیں کرتے۔'' (ملفوظات جلد اول صفحہ 72-73)

اصلی بہادر وہی ہے جو تبدیلِ اخلاق پر مقدرت پاوے

اپنے اخلاق کو عمدہ اور اعلیٰ معیار پر لے جانے کی نصیحت فرماتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں:

''ہماری جماعت میں شہ زور اور پہلوانوں کی طاقت رکھنے والے مطلوب نہیں بلکہ ایسی قوت رکھنے والے مطلوب ہیں جو تبدیلِ اخلاق کے لئے کوشش کرنے والے ہوں۔ یہ ایک امرِ واقعی ہے کہ وہ شہ زور اور طاقت والا نہیں جو پہاڑ کو جگہ سے ہٹا سکے۔ نہیں نہیں۔ اصلی بہادر وہی ہے جو تبدیلِ اخلاق پر مقدرت پاوے۔ پس یاد رکھو کہ ساری ہمت اور قوت تبدیلِ اخلاق میں صَرف کرو کیونکہ یہی حقیقی قوت اور دلیری ہے۔'' (ملفوظات جلد اول صفحہ 140)

فرمایا کہ:

''بات یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی رضامندی جو حقیقی خوشی کا موجب ہے حاصل نہیں ہو سکتی جب تک عارضی تکلیفیں برداشت نہ کی جاویں۔ خدا ٹھگا نہیں جا سکتا۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو رضائے الٰہی کے حصول کے لئے تکلیف کی پروا نہ کریں کیونکہ ابدی خوشی اور دائمی آرام کی روشنی اس عارضی تکلیف کے بعد مومن کو ملتی ہے۔'' (ملفوظات جلد اول صفحہ 76)

خدا کو ناراض کرنے والی باتوں سے توبہ کریں

توبہ اور عبادت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں:

''اس لئے اس سے پیشتر کہ عذاب الٰہی آکر توبہ کا دروازہ بند کر دے توبہ کرو۔ جب کہ دنیا کے قانون سے اس قدر ڈر پیدا ہوتا ہے تو کیا وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے قانون سے نہ ڈریں۔

جب بلا سر پر آپڑے تو اس کا مزا چکھنا ہی پڑتا ہے۔ چاہیے کہ ہر ایک شخص تہجد میں اٹھنے کی کوشش کرے۔ اور پانچ وقت کی نمازوں میں بھی قنوت ملا دیں۔

ہر ایک خدا کو ناراض کرنے والی باتوں سے توبہ کریں۔ توبہ سے یہ مراد ہے کہ ان تمام بد کاریوں اور خدا کی نارضامندی کے باعثوں کو چھوڑ کر ایک سچی تبدیلی کریں اور آگے قدم رکھیں اور تقویٰ اختیار کریں۔ اس میں بھی خدا کا رحم ہوتا ہے۔ عادات انسانی کو شائستہ کریں۔ غضب نہ ہو۔ تواضع اور انکسار اس کی جگہ لے لے۔ اخلاق کی درستی کے ساتھ اپنے مقدور کے موافق صدقات کا دینا بھی اختیار کرو۔

یُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّہٖ مِسْکِیْنًا وَّیَتِیْمًا وَّاَسِیْرًا (الدھر:9) یعنی خدا کی رضا کے لئے مسکینوں اور یتیموں اور اسیروں کو کھانا دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ خاص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہم دیتے ہیں اور اس دن سے ہم ڈرتے ہیں جو نہایت ہی ہولناک ہے۔ قصہ مختصر دعا سے، توبہ سے کام لو اور صدقات دیتے رہو تاکہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم کے ساتھ تم سے معاملہ کرے۔" (ملفوظات جلد اول صفحہ 208)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے بھی تدریجاً تربیت پائی

پھر فرمایا (انصار اللہ کے لئے خاص طور پر):

"راتوں کو اٹھو اور دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ تم کو اپنی راہ دکھلائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے بھی تدریجاً تربیت پائی۔ وہ پہلے کیا تھے؟ ایک کسان کی تخم ریزی کی طرح تھے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آب پاشی کی۔ آپؐ نے ان کے لئے دعائیں کیں۔ بیج صحیح تھا اور زمین عمدہ تو اس آب پاشی سے پھل عمدہ نکلا۔ جس طرح حضور علیہ السلام چلتے اسی طرح وہ چلتے۔ وہ دن کا یا رات کا انتظار نہ کرتے تھے۔

تم لوگ سچے دل سے توبہ کرو تہجد میں اٹھو۔ دعا کرو، دل کو درست کرو۔ کمزوریوں کو چھوڑ دو اور خدا تعالیٰ کی رضا کے مطابق اپنے قول و فعل کو بناؤ۔

یقین رکھو کہ جو اس نصیحت کو ورد بنائے گا اور عملی طور سے دعا کرے گا اور عملی طور پر

التجا خدا کے سامنے لائے گا، اللہ تعالیٰ اس پر فضل کرے گا اور اس کے دل میں تبدیلی ہو گی۔ خدا تعالیٰ سے ناامید مت ہو۔ بر کریماں کارہا دشوار نیست۔" (ملفوظات جلد اول صفحہ 45) کہ نیک لوگوں کے لئے کوئی بھی کام مشکل نہیں ہوتا۔

میرے دوست سن رکھیں کہ وہ میری باتوں کو ضائع نہ کریں

پھر بڑے درد سے نصیحت کرتے ہوئے اور آخرت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:

"پس میں پھر پکار کر کہتا ہوں اور میرے دوست سن رکھیں کہ وہ میری باتوں کو ضائع نہ کریں اور ان کو صرف ایک قصہ گو یا داستان کی کہانیوں ہی کا رنگ نہ دیں بلکہ میں نے یہ ساری باتیں نہایت دل سوزی اور سچی ہمدردی سے جو فطرتاً میری روح میں ہے کی ہیں۔ ان کو گوش دل سے سنو اور ان پر عمل کرو... ہاں خوب یاد رکھو اور اس کو سچ سمجھو کہ ایک روز اللہ تعالیٰ کے حضور جانا ہے۔ پس اگر ہم عمدہ حالت میں یہاں سے کوچ کرتے ہیں تو ہمارے لئے مبارکی اور خوشی ہے ورنہ خطرناک حالت ہے۔"

انصار کی عمر تو ایسی ہوتی ہے کہ ان کو تو بڑی فکر رہنی چاہیے۔ فرمایا:

"یاد رکھو کہ جب انسان بری حالت میں جاتا ہے تو مکان بعید اس کے لئے یہیں سے شروع ہو جاتا ہے یعنی نزع کی حالت ہی سے اس میں تغیر شروع ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اِنَّهٗ مَنْ يَّاْتِ رَبَّهٗ مُجْرِمًا فَاِنَّ لَهٗ جَهَنَّمَ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى (طٰہٰ:75) یعنی جو شخص مجرم بن کر آوے گا اس کے لئے ایک جہنم ہے جس میں نہ مرے گا اور نہ زندہ رہے گا۔ یہ کیسی صاف بات ہے۔ اصل لذّت زندگی کی راحت اور خوشی ہی میں ہے۔" اِنَّهٗ مَنْ يَّاْتِ رَبَّهٗ مُجْرِمًا فَاِنَّ لَهٗ جَهَنَّمَ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى۔ جو مجرم بن کے آئے گا اس کے لئے ایک جہنم ہے اس میں نہ مرے گا نہ زندہ رہے گا۔"

فرمایا کہ کیسی صاف بات ہے اصل لذت زندگی کی راحت اور خوشی ہی میں ہے۔

"بلکہ اسی حالت میں وہ زندہ متصور ہوتا ہے جبکہ ہر طرح کے امن و آرام میں ہو۔ اگر وہ

کسی درد مثلاً قولنج یا درد دانت ہی میں مبتلا ہو جاوے تو وہ مردوں سے بدتر ہوتا ہے اور حالت ایسی ہوتی ہے کہ نہ تو مردہ ہی ہوتا ہے اور نہ زندہ ہی کہلا سکتا ہے۔ پس اسی پر قیاس کرلو۔"

اسی کو سامنے رکھو جو ظاہری بیماریاں دنیا میں ہوتی ہیں اسی کو سامنے رکھ کر دیکھو۔" کہ جہنم کے دردناک عذاب میں کیسی بری حالت ہوگی۔" (ملفوظات جلد اول صفحہ 142-143)

اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نصائح پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آپؑ کی خواہشات کے مطابق آپؑ کی بیعت میں آنے کا حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے حکموں پر عمل کرتے ہوئے ہم اپنی دنیا و آخرت سنوارنے والے ہوں۔ حقیقی انصار اللہ بننے کی توفیق اللہ تعالیٰ ہمیں عطا فرمائے اور اپنی نسلوں کے لئے نیک نمونے چھوڑ کر جانے کی توفیق ہمیں اللہ تعالیٰ عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کو ہم حاصل کرنے والے ہوں۔"

(خطاب سالانہ اجتماع مجلس انصاراللہ یوکے 15 ستمبر 2019ء الفضل انٹرنیشنل 3 دسمبر 2019ء صفحہ 1)

اپنے ممبران کو جماعت کے ساتھ مضبوطی سے جوڑ دیں

”پیارے ممبران مجلس انصار اللہ کینیڈا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمدللہ کہ آپ کو امسال بھی اپنا سالانہ اجتماع منعقد کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے بہت بابرکت فرمائے اور تمام انصار کو اس بابرکت موقعہ سے بھرپور استفادہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

یہ دور سائنسی ترقی کا دور ہے۔ نئی ایجادات نے لوگوں کی مصروفیات اور رجحانات کو یکسر بدل دیا ہے اور مختلف برائیوں کو جنم دیا ہے جن میں سے بعض ٹی وی، انٹرنیٹ وغیرہ کی ہیں۔ اکثر گھروں کا جائزہ لے لیں۔ بڑے سے لے کر چھوٹے تک صبح فجر کی نماز اس لئے وقت پر نہیں پڑھتے کہ رات دیر تک یا تو ٹی وی دیکھتے رہے یا انٹرنیٹ پر بیٹھے رہے، اپنے پروگرام دیکھتے رہے، نتیجۃً صبح آنکھ نہیں کھلی۔ پھر ایپلی کیشنز ہیں، فون وغیرہ کے ذریعہ سے یا آئی پیڈ کے ذریعہ شیطان انسان کو ان میں مبتلا کرتا چلا جاتا ہے۔ ایک احمدی گھرانے کو ان تمام بیماریوں سے بچنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ بہت زیادہ بڑھ کر اپنی حالتوں پر نظر رکھنے کی ضرورت ہے۔ ماں باپ کا فرض ہے بچوں کو مسجدوں سے جوڑیں۔ ذیلی تنظیموں کے پروگرام میں شامل کریں۔ ذیلی تنظیموں کی بھی یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ اپنے ممبران کو جماعت کے ساتھ مضبوطی سے جوڑ دیں۔ احمدیت کی تعلیمات سے اپنے اعمال کو مزین کریں اور شیطان کے حملوں سے خود بھی بچیں اور اپنے اہل و عیال کو بھی بچا کر رکھیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا۔ یعنی اے مومنو! اپنے اہل کو بھی اور اپنی جانوں کو بھی دوزخ سے بچاؤ۔ (سورۃ التحریم۔ آیت نمبر 6)

پس ہم نے جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مانا ہے تو اس وجہ سے کہ اس زمانے میں مسیح موعود کے ذریعہ شیطان کے ساتھ آخری جنگ ہے۔ یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ کی مدد اور اس کے آگے جھکنے کے بغیر شیطان کے حملے سے بچنا ممکن نہیں ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کی مدد تلاش کرو۔

ایک بچے کی طرح بن کر اس کے حکموں کے نیچے چلو

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہمیں نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”عزیزو!! خدائے تعالیٰ کے حکموں کو بے قدری سے نہ دیکھو۔ موجودہ فلسفہ کی زہر تم پر اثر نہ کرے۔ ایک بچے کی طرح بن کر اس کے حکموں کے نیچے چلو۔ نماز پڑھو، نماز پڑھو کہ وہ تمام سعادتوں کی کنجی ہے۔ اور جب تو نماز کے لئے کھڑا ہو تو ایسا نہ کر کہ گویا رسم ادا کر رہا ہے بلکہ نماز سے پہلے جیسے ظاہر وضو کرتے ہو ایسا ہی باطنی وضو بھی کرو۔ اور اپنے اعضاء کو غیر اللہ کے خیال سے دھو ڈالو۔ تب تم دونوں وضوؤں کے ساتھ کھڑے ہو جاؤ اور نماز میں بہت دعا کرو اور رونا اور گڑگڑانا اپنی عادت کر لو تا تم پر رحم کیا جائے۔ سچائی اختیار کرو، سچائی اختیار کرو کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔“ (ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 549)

اپنے آپ کو خلافت کے ساتھ جوڑیں

پس اللہ تعالیٰ کے تمام حکموں کو قدر کی نگاہ سے دیکھیں اور نیکی اور روحانیت میں ترقی کے لئے ہر دم کوشاں رہیں۔ دیکھیں اللہ تعالیٰ کا ہم پر کس قدر احسان ہے کہ جہاں معاشرہ شیطانی محرکات سے بھرا پڑا ہے وہاں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیاری جماعت کو ایم ٹی اے کا ایسا بابرکت ذریعہ عطا فرمایا ہے جو شیطان کے حملوں سے بھی بچاتا ہے اور روحانی ترقی کے سامان بھی کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایم ٹی اے کو خلافت سے جماعت کا تعلق جوڑنے کا ذریعہ بنایا ہے۔ اگر گھروں میں آپ لوگ اس طرف توجہ نہیں دیں گے تو آہستہ آہستہ آپ کی اولادیں پیچھے ہٹنا شروع ہو جائیں گی۔ پس اس سے پہلے کہ پچھتاوا شروع ہو جائے اپنے آپ کو خلافت کے ساتھ جوڑیں۔ کم از کم اس کے ذریعہ خطبات تو ضرور سنا کریں۔

ہماری جماعت میں اجتماع اور جلسے روحانی اور دینی تربیت کے لئے منعقد کیے جاتے ہیں۔ نماز باجماعت، درسوں اور تقاریر کا خاص اہتمام کیا جاتا ہے۔ اس بابرکت موقعہ سے بھرپور فائدہ اٹھائیں۔ عملی اصلاح اور اہل و عیال کی تربیت پر خاص توجہ دیں۔

خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ عملی راستی دکھاؤ تا وہ تمہارے ساتھ ہو

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ عملی راستی دکھاؤ تا وہ تمہارے ساتھ ہو۔ رحم، اخلاق، احسان، اعمالِ حسنہ، ہمدردی اور فروتنی میں اگر کمی رکھو گے تو مجھے معلوم ہے اور بار بار میں بتلا چکا ہوں کہ سب سے اول ایسی ہی جماعت ہلاک ہو گی۔ موسیٰ علیہ السلام کے وقت جب اس کی امت نے خدا تعالیٰ کے حکموں کی قدر نہ کی تو باوجودیکہ موسیٰ ان میں موجود تھا مگر پھر بھی بجلی سے ہلاک کئے گئے۔" (ملفوظات جلد 4 صفحہ 112)

آج کل میں خطبات میں صحابہ کی سیرت بیان کر رہا ہوں اسی لئے کہ ہمارے سامنے وہ نمونے آجائیں جن کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے صحابہ جو ہیں یہ ستاروں کی مانند ہیں، جس کے پیچھے بھی چلو گے وہ تمہیں صحیح رستے کی طرف لے جائے گا۔

اللہ تعالیٰ کرے کہ ہم بیعت کا حق ادا کرتے ہوئے اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنے والے بنیں تا کہ اللہ تعالیٰ کے ان فضلوں کے وارث بنیں جن کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام سے کیا ہے۔ آمین"

(خصوصی پیغام بر موقع سالانہ اجتماع 2019ء مجلس انصار اللہ کینیڈا الفضل انٹرنیشنل 6 دسمبر 2019ء صفحہ 6)

2020م

رپورٹس پر تبصرہ بھی بھجوانا چاہیے

”حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دریافت فرمایا کہ جو رپورٹس آتی ہیں، ان پر تبصرہ بھی کرتے ہیں؟ امیر جماعت یا سیکرٹریان یا آپ کوئی تبصرہ یا کوئی comments بھجواتے ہیں؟ اس پر جنرل سیکرٹری صاحب نے بتایا کہ فی الحال تو جماعتوں کی طرف سے رپورٹس بھجوانے میں کافی کمزوری تھی، اس پر کام ہو رہا ہے کہ ہم زیادہ سے زیادہ رپورٹیں حاصل کر سکیں۔ رپورٹس کے حوالہ سے صرف رسیدگی کی اطلاع دی جاتی ہے کہ مل گئی ہیں۔

اس پر حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ یہ تو صحیح نہیں ہے۔ تبصرہ ہونا چاہیے تاکہ انہیں پتہ چلے کہ ان کے کام کا جائزہ لیا گیا ہے اور آگے کہاں بہتری کرنی ہے۔ جب ان کو تبصرہ ہی نہیں جاتا تو وہ تو یہی سمجھیں گے کہ بس اتنا ہی کام کافی ہے کہ رپورٹ بنا کر بھیج دی، چاہے کچھ کام ہوا یا نہیں ہوا۔

اگر عاملہ ممبران کام نہیں کر رہے تو باقیوں پر کیا اثر ہو گا

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اگر عاملہ ممبران کام نہیں کر رہے تو باقیوں پر کیا اثر ہو گا۔ پہلے تو آپ اپنے سامنے سے شروع کریں، اپنے گھر سے شروع کریں۔ صرف وہی گھر نہیں ہے جو آپ کے بیوی بچوں والا ہے، یہ بھی آپ کا گھر ہے۔ بیوی بچے کا تو گھر ہے ہی، ہر سیکرٹری کا گھر اس کی اپنی عاملہ بھی ہے اور پھر جس علاقہ میں وہ رہتا ہے، وہ بھی اس کا گھر ہے۔ وہاں اگر کام نہیں کریں گے تو لوگوں کو کام کرنے کی عادت ہی نہیں پڑے گی۔ آپ کا نمونہ دیکھیں گے نہیں تو وہ سامنے کیسے آئیں گے۔

اس لئے پہلے تو تمام عاملہ ممبران سے وقت لیں، وقفِ عارضی کا فارم پُر کروائیں۔ ان سے وقت لیں کہ یہ سال میں دو ہفتہ کی وقفِ عارضی کریں گے، کس کس ماہ کریں گے اور کہاں کہاں کریں گے۔ پھر جہاں جہاں یہ رہتے ہیں وہاں کے صدران سے یہ جائزہ لیں کہ کتنے افراد ہیں جو قرآنِ کریم پڑھنا جانتے ہیں، جو نہیں جانتے کیا ان کو قرآنِ کریم پڑھانے کا کوئی انتظام ہے یا

نہیں؟ انتظام نہیں ہے تو دیکھیں کہ یہ عاملہ ممبران پڑھا رہے ہیں یا نہیں پڑھا رہے۔ اگر کوئی ایسا نہیں ہے جو قرآنِ کریم نہ جانتا ہو تو پھر اپنے گھر میں ہی پڑھائیں۔ یہاں سے تو شروع کریں۔ پھر آپ کی جو 14 جماعتیں ہیں، ان کے صدران اور لوکل عاملہ کو کہیں کہ وہ اپنا نمونہ دکھائیں۔ پھر انصار اللہ کی عاملہ کو کہیں کہ وہ اپنی عاملہ کو کہے، وہ وقفِ عارضی کے لئے نمونہ دکھائیں اور قرآنِ کریم پڑھانے کا نمونہ دکھائیں، پھر خدام الاحمدیہ کو کہیں، پھر لجنہ کو کہیں۔ اگر آپ اس طرح صرف عاملہ کو ہی قابو کرلیں، ہر سطح پر، جماعتی بھی اور ذیلی تنظیموں کی بھی تو 80 فیصد تو آپ کا کام ہو گیا۔ صرف کاغذ فِل کرنا اور لوگوں کے پیچھے پڑنا تو مقصد نہیں ہے۔ عہدیدار اگر خود اپنا نمونہ دکھائے گا تو لوگ خود بخود کام کرنا شروع کردیں گے۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صدر مجلس انصار اللہ سے دریافت فرمایا کہ آپ کی کل تعداد کتنی ہے؟

صدر انصار اللہ نے عرض کیا کہ انصار کی تعداد 343 ہے۔ پھر حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صدر مجلس خدام الاحمدیہ سے دریافت فرمایا کہ آپ کے بیس سال سے اوپر کے خدام کی تعداد کتنی ہے۔ اس پر صدر مجلس خدام الاحمدیہ نے عرض کیا کہ ہماری کل تعداد 365 ہے، لیکن بیس سال کے اوپر کے خدام کی معین تعداد معلوم نہیں ہے۔ حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے ارشاد فرمایا کہ آپ کو یہ پتہ ہونا چاہیے۔

شعبہ تربیت کے لئے زرّیں نصائح

سیکرٹری تربیت نے اپنا تعارف کروایا۔ حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ارشاد فرمایا کہ 'تربیت کا کیا پروگرام بنایا ہوا ہے؟ آپ کا شعبہ اگر فعال ہو جائے تو امورِ عامہ کا کام بھی آسان ہو جاتا ہے، رشتہ ناطہ کا کام بھی آسان ہو جاتا ہے اور مال کا کام بھی آسان ہو جاتا ہے، تو آپ نے شعبہ تربیت کی سکیم کیا بنائی ہوئی ہے؟

اس پر سیکرٹری تربیت نے عرض کیا کہ ہم سب سے زیادہ زور اس بات پر دے رہے ہیں کہ اصلاحی کمیٹی فعال ہو جائے۔ پچھلے سال سے ہم اس پر کام کر رہے ہیں۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ یہ تو اس شعبہ کا صرف ایک حصہ ہے۔ آپ کے اتنے بگڑے ہوئے لوگ ہیں کہ صرف اصلاحی کمیٹی پر زور دینا ہے، باقی کام نہیں کرنے؟ تربیت کا تو یہ بھی کام ہے کہ جائزہ لیں اور لوگوں کو توجہ دلائیں اور آجکل تو ویسے ہی سب کی توجہ ہوئی ہوئی ہے۔ گھر میں بیٹھے ہیں تو جائزہ لیں کہ گھروں میں نماز باجماعت کا انتظام ہو رہا ہے کہ نہیں، حالات ٹھیک ہیں تو دیکھیں کہ مسجد یا نماز سینٹر میں نماز باجماعت کا انتظام ہو رہا ہے کہ نہیں۔ گھروں میں قرآنِ کریم پڑھنے کا رواج ہے کہ نہیں، بیوی بچوں سب کی نگرانی ہو رہی ہے۔ مرد عورتیں اور بچے سب قرآنِ کریم پڑھتے ہیں کہ نہیں، نمازوں میں باقاعدگی ہے کہ نہیں۔

رشتہ ناطہ کے مسائل ہیں، ان کو بھی گائیڈ کرنا ہے کہ کس طرح ہم نے حل کرنے ہیں، احمدی بچوں لڑکوں اور لڑکیوں کی تربیت کرنی ہے کہ آپس میں رشتے کریں۔ پھر جھگڑے ہیں، ان سے کیسے بچنا ہے۔ یہاں کی اس معاشرے کی جو برائیاں ہیں، مغربی معاشرے کی برائیاں ہیں، ان سے کیسے بچنا ہے۔ آپ لوگوں نے یہ ساری سکیم بنائی ہوئی ہے؟

اس پر سیکرٹری تربیت نے عرض کیا کہ گذشتہ سال سے ہم نے اصلاحِ احوال کا پروگرام شروع کیا تھا۔ بچوں اور والدین میں باہمی دوری کو ختم کرنے کا پروگرام تھا۔ families کو سوالات دیے جاتے تھے کہ وہ آپس میں ایک دوسرے سے سوال کریں، تاکہ وہ کھل کر آپس میں بات چیت کر سکیں۔ والدین اور بچوں کی دوری ختم کرنے کی کوشش تھی اور ہر گھر کو یہ ٹارگٹ دیا گیا تھا کہ کم از کم روزانہ ایک کھانا سب اکٹھے مل کر کھائیں۔ پھر سوشل میڈیا کے حوالہ سے رہنمائی دیں۔ بچوں کو مصروف رکھیں تاکہ سوشل میڈیا پر کم بیٹھیں۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اچھی بات ہے۔ اس سارے کام کو مزید expand کرنا چاہیے۔ یہ تو ہر سطح پر کام ہونا چاہیے۔ ہر گھر کی سطح پر آپ یہ کام کر رہے ہیں تو

بڑی اچھی بات ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ اس تمام کام کا نتیجہ کیا نکلا ہے؟ اب یہ دیکھنے والی بات ہے کہ نتیجہ کیا ہے؟ آیا آپ نے جو پروگرام بنایا تھا، اس پر لوگ عمل بھی کر رہے ہیں کہ نہیں اور اگر عمل کر رہے ہیں تو کتنے فیصد عمل کر رہے ہیں۔ کتنے گھر ہیں جو ان ہدایات پر عمل کر رہے ہیں اور پھر آپ کو ان کا فیڈ بیک بھی مل رہا ہے۔ صرف یہ سوچ لینا کہ ہم نے یہ فیصلے کئے ہیں اور لوگ ان پر عمل کر رہے ہوں گے، اس سے تو کچھ نہیں ہو گا۔ فیڈ بیک بھی لینا چاہیے۔ تربیت کے تو بہت مسائل ہیں، رشتہ ناطہ کے مسائل ہیں۔ ان سب پر کام کریں۔ پھر ذیلی تنظیموں کے شعبہ تربیت سے coordinate کر کے ایسا پلان بنائیں، جس سے جماعت کا ہر فرد involve ہو جائے اور بہتر رنگ میں تربیت ہو سکے۔

سکیم تو بن گئی، مجھے بتائیں کہ فائدہ کتنوں نے اٹھایا

ایک سیکرٹری صاحب کے سکیم پیش کرنے پر حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے استفسار فرمایا: یہ جو اتنی بڑی سکیم بنائی ہے، اس سے کتنے لوگوں نے فائدہ اٹھایا ہے؟ ڈیٹا بتائیں۔ اس پر سیکرٹری صاحب نے عرض کیا کہ یہ ڈیٹا نہیں ہے۔ اس پر حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ مجھے تو یہ ڈیٹا چاہیے، نتیجہ چاہیے۔ سکیم تو بن گئی، مجھے بتائیں کہ فائدہ کتنوں نے اٹھایا۔ وہ figure آپ کے پاس نہیں ہیں۔ وہ figure مجھے چاہیے تھے... حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ارشاد فرمایا کہ یہ exact ڈیٹا نہیں ہے تو پھر آپ نے کام کیا کرنا ہے۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: مختلف دورہ جات کی رپورٹس ہیں، آپ نکال کر دیکھیں، ان میں مربیان کے لئے بھی اور عاملہ کے ممبران کے لئے بھی ہدایات ہیں۔ جنہوں نے عمل کرنا ہوتا ہے، وہیں سے دیکھ لیتے ہیں۔ جنہوں نے عمل کرنا ہوتا ہے، وہ خطبہ سنتے ہیں اور خطبہ میں سے کوئی پوائنٹ نکال لیتے ہیں۔ چاہے خطبہ صحابہؓ کی سیرت پر بیان ہو رہا ہو، وہیں سے پوائنٹ نکال لیتے ہیں کہ یہ ہمارا کام ہے، یہ ہم نے کرنا ہے۔

تو جس نے نکات نکالنے ہوتے ہیں، وہ نکال کر کام شروع کر دیتے ہیں۔ یہ امیر کا کام

ہے، کہ جو دیکھو، اس کے بعد متعلقہ سیکرٹری سے کہے کہ اس پر عمل کرو۔ تو یہ اب آپ کی ذمہ داری ہے کہ کام کروائیں۔ سیکرٹریان کو تو میں نے کہہ دیا ہے کہ یہ کرو، وہ کرو، لیکن نگرانی کرنا تو آپ کا کام ہے۔ ان سے کام لینا اور کام کروانا آپ کا کام ہے۔ ان کے کام نہ کرنے سے آپ بری الذمہ نہیں ہو جاتے۔

واقفِ زندگی، چوبیس گھنٹے کا واقفِ زندگی ہے

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ عاملہ میں جو مربیان ہیں، ان کے بارے میں تو میں نے بتایا ہے کہ وہ صحیح کام نہیں کر رہے اور انہی سے میں اندازہ لگالوں گا کہ ان کے جو اصل کام ہیں، تعلیم و تربیت کے، ان میں بھی کہیں نہ کہیں کمی ہوتی ہوگی۔ اس لئے جو جو کام کسی کے سپرد کیا ہے، اس کو دل لگا کر کرنا چاہیے۔ یہ نہیں کہ اگر ایک صدر خدام الاحمدیہ بن گیا ہے یا مہتمم تربیت بن گیا ہے یا کوئی اور بن گیا ہے، تو جماعتی کام نہیں کرنا۔ یا ایک جگہ کسی کمیٹی کا ممبر بن گیا تو دوسرا کام نہیں کرنا۔ واقفِ زندگی، چوبیس گھنٹے کا واقفِ زندگی ہے اور چوبیس گھنٹے اس کو کام کے لئے تیار رہنا چاہیے اور دوسروں سے بڑھ کر کام کرنا چاہیے اور اپنا نمونہ قائم کرنا چاہیے۔ یہ نصیحت ہے، اس پر آپ سب عمل کریں۔"

(ملاقات نیشنل عاملہ جماعت احمدیہ بیلجیئم 26 ستمبر 2020ء الفضل انٹرنیشنل یکم جنوری 2021ء صفحہ 4)

2021م

ہر کام جو ہے دعا سے ہونا چاہیے

”حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مجلس انصار اللہ کے جملہ اراکین کو قرآن کریم کی تعلیم عام کرنے کے حوالہ سے راہنمائی فرمائی نیز نماز باجماعت کی ادائیگی کے حوالہ سے 100 فیصد انصار کو نمازی بنانے کا ٹارگٹ عطا فرمایا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اراکین مجلس انصار اللہ کو فعال رکھنے کے حوالہ سے فرمایا کہ ایسے انصار جن کے پاس سائیکل ہے وہ روزانہ سائیکل چلائیں۔ گاڑیاں اور دیگر سواریاں استعمال کرنے کی بجائے، یہ بہتر ہے کہ مجلس انصار اللہ کے جوان انصار جو صف دوم کے ہیں، اپنے دفاتر تک جانے کے لئے سائیکل استعمال کریں اور اگر ممکن ہو تو ورزش کی غرض سے بعض دوسرے اوقات میں بھی سائیکل استعمال کریں۔

ایک ناصر نے سوال پوچھا کہ ہم اخلاقی لحاظ سے کیسے ترقی کر سکتے ہیں؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جو ہمیں طریقہ بتایا ہے کہ تمہارا، جو انسان کی پیدائش کا مقصد ہے وہ عبادت ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کی عبادت اس کا حق ادا کرتے ہوئے کی جائے، پانچ وقت کی نمازیں ہیں، اگر پانچ وقت کی نمازیں ادا کی جائیں اور اس کا حق ادا کیا جائے، اللہ کے آگے رو کے، جھک کے دعا کی جائے، سجدوں میں دعا کی جائے، اپنے گناہوں کی غلطیوں کی معافی مانگی جائے، اپنی نسل کی بہتری کے لئے دعا کی جائے اور اپنی روحانی ترقی کے لئے دعا کی جائے تو اللہ تعالیٰ کہتا ہے تم اپنے مقصدِ پیدائش کو پورا کرنے والے ہو۔ میں دعائیں قبول کرتا ہوں۔ تو ذاتی بہتری کے لئے یہی چیز ہے کہ اللہ تعالیٰ سے مانگو۔ ہمارا تو یہی مقصد ہے۔ ہر کام جو ہے دعا سے ہونا چاہیے اور یہی انسان کی پیدائش کا مقصد ہے۔

جب ایک انسان رسالہ الوصیت پڑھتا ہے تو اس کو احساس ہوتا ہے کہ مجھے کس معیار کا احمدی ہونا چاہیے

ایک ناصر نے سوال کیا کہ حضور بعض احباب ایسے ہیں جن کو جب نظامِ وصیت میں

شامل ہونے کے لئے کہا جاتا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم متقی نہیں ہیں اس لئے ہم اس میں شامل نہیں ہوسکتے۔ پیارے آقا، اس سلسلہ میں ہمارا لائحہ عمل کیا ہونا چاہیے؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ بات یہ ہے کہ اس بارے میں مَیں نے جو شروع میں جبکہ وصیت کی طرف خاص طور پر توجہ دلائی تھی، اس وقت بھی مَیں نے اس بارے میں یہی کہا تھا کہ جو لوگ یہ کہتے ہیں ہم تو متقی نہیں، ہم نیک نہیں، ہم وصیت کس طرح کریں، ہم تو وصیت کی شرائط پہ پورا نہیں اترتے تو اس وقت مَیں نے یہی بتایا تھا، اس وقت بھی اور ہمیشہ یہی کہتا ہوں، کئی مجالس میں کہہ چکا ہوں، پہلے تو یہ بات ہے کہ رسالہ الوصیت پڑھیں۔ جب ایک انسان رسالہ الوصیت پڑھتا ہے تو اس کو احساس ہوتا ہے کہ مجھے کس معیار کا احمدی ہونا چاہیے۔ پھر اس کے بعد جب وہ وصیت کرتا ہے تو اس کے بعد وہ کوشش کرتا ہے کہ میں اس معیار پہ پہنچوں۔ یہ کہہ دینا کہ میں اس معیار کا نہیں ہوں اس لئے وصیت نہیں کروں گا تو پھر ساری عمر نہ وہ کوشش کرے گا نہ وہ کبھی اچھا، نیک اعلیٰ معیار حاصل کرنے کی کوشش کرے گا۔ تو یہ تو ایک ذریعہ ہے۔ یہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ تم لوگ وصیت بھی کروگے تو تم لوگوں کی اس طرف توجہ پیدا ہوگی، اور وصیت کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خلافت کے ساتھ ایک تعلق جوڑا ہے۔

جب انسان وصیت کرتا ہے اور اس کے لئے پھر نیکیاں اختیار کرنے کی کوشش کرتا ہے، نیکیاں اپنانے کی کوشش کرتا ہے، نیکیاں کرنے کی کوشش کرتا ہے تو پھر اس کا معیار، روحانی معیار بھی بڑھتا ہے اور پھر اس کا خلافت کے ساتھ تعلق اور وفا کا تعلق بھی بڑھتا ہے اور پھر وہ ایک سچا اور پکا احمدی ہوتا ہے۔ نہیں تو یہ سادہ ایک عہد ہے کہ مَیں دین کو دنیا پہ مقدم رکھوں گا، میں اپنے آپ کو اور اپنی اولاد کو قربان کرنے کے لئے تیار رہوں گا۔ وہ اپنے مال کو تھوڑا سا مال ہے اس کو قربان کرنے کے لئے تیار نہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تقویٰ کے بڑھانے کا ذریعہ، طریقہ بتایا ہے اس کو اپنانے کے لئے تیار نہیں تو پھر وہ کس طرح عہد کر سکتا ہے، کھڑا ہو کے انصار اللہ کا عہد دہرا دیتا ہے مَیں یہ کر دوں گا مَیں وہ کر دوں گا۔

تو انصاراللہ کو یہ بتانا ہو گا کہ تم لوگ اپنے عہد پہ پورا اسی وقت اترو گے جب ہر نیکی کو کرنے کی کوشش کرو گے اور نیکیوں کو کرنے کے لئے ایک بہت بڑا ذریعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نظام وصیت کو جاری کر کے فرمایا ہے جس میں روحانی معیار کو اونچا کرنا بھی ہے اور مالی قربانی بھی ہے اور پھر اس کے ساتھ خلافت کے ساتھ وفا کا تعلق بھی ہے۔

تو جب آپ اس طرح سمجھائیں گے تو ان کو سمجھ آئے گی، نہیں تو پھر انسان تو ڈھیلا ہی رہتا ہے۔ انسان کہے گا مَیں تو نیک نہیں، مَیں تو متقی نہیں، میں نیک کام کس طرح کر سکتا ہوں۔ حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اسی کام کے کرنے کے لئے تو وصیت کا نظام جاری ہوا ہے کہ تم اس میں شامل ہو جاؤ تو اللہ تعالیٰ تمہیں نیکی اور تقویٰ کی توفیق بھی عطا فرمائے گا۔

ان کو بتائیں کہ تم احمدی ہو اور احمدی کے کچھ فرائض ہیں اور کچھ اس کی ڈیوٹیز ہیں

ایک اور ناصر نے پوچھا کہ پیارے حضور بعض انصار جماعتی کاموں میں حصہ نہیں لیتے اور مجلس کے کاموں میں بھی شامل نہیں ہوتے۔ ان کو بار بار توجہ دلائی جاتی ہے۔ تو اس سلسلہ میں ہم کون سا لائحہ عمل اختیار کریں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ یہی حکم ہے بار بار توجہ دلانا۔ اور بار بار توجہ ہی دلاتے رہنا چاہیے۔

ان کو بتائیں کہ تم احمدی ہو اور احمدی کے کچھ فرائض ہیں اور کچھ اس کی ڈیوٹیز ہیں جس پر اس نے عمل کرنا ہے تو یہی حکم ہے ہمیں۔ ذَکِّر کا حکم ہے ہمیں۔ نصیحت کرنے کا حکم ہے ہمیں۔ بار بار توجہ دلانے کا ہمیں حکم ہے اور یہی حکم اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا تھا تو اسی حکم پہ اب ہم نے چلنا ہے اور نصیحت اسی لئے کی جاتی ہے اور بار بار کی جاتی ہے تا کہ توجہ پیدا ہوتی رہے۔

ہمارا کام یہ ہے کہ اپنی طرف سے کوشش کرتے رہنا اور توجہ دلاتے رہنا۔ چھوڑنا نہیں جب تک کہ کوئی انسان یہ کہتا ہے کہ میں احمدی ہوں اور جماعت میں شامل ہوں۔ ٹھیک ہے؟

بعض سست ہوتے ہیں۔ ان کی سستیوں کو اسی طرح دور کیا جا سکتا ہے کہ ان کو توجہ دلائی جاتی رہے اور بار بار ان کو توجہ دلائی جاتی رہے پیار سے توجہ دلائی جاتی رہے ان کو یہ احساس نہ پیدا ہو کہ ہم پر کوئی سختی کر رہا ہے یا ہم جائیں گے تو ہمارے خلاف کوئی ایکشن لیا جائے گا۔

اگر پیار سے محبت سے سمجھاتے رہیں، چاہے وہ انصار بھی ہو گئے ہوں تو وہ آپ کے پروگراموں میں حصہ لیں گے۔

ہر طرف سے ایک مشترکہ اور ایک ٹھوس کوشش ہو گی تو پھر تربیت کی طرف... توجہ پیدا ہو گی

دوسرے یہ کہ یہی انصار ہیں جن کی عورتیں بھی ہیں ان کے بچے بھی ہیں۔ اگر شعبہ تربیت فعال ہو گا۔ شعبہ تربیت کا کام ہے کہ ان کو توجہ دلائے، ان کی تربیت کرے تا کہ وہ اپنے بچوں کی بھی تربیت کر سکیں۔

اسی طرح خدام الاحمدیہ کا کام ہے، لجنہ کا کام ہے کہ وہ بھی اُس خاندان کے اپنی اپنی مجلس کے ممبران کو توجہ دلاتے رہیں۔ جب خاندان میں ایک concerted effort ہو جائے گی، ہر طرف سے ایک مشترکہ اور ایک ٹھوس کوشش ہو گی تو پھر تربیت کی طرف انصار کو بھی توجہ پیدا ہو گی، لجنہ کو بھی ہو گی، خدام اور انصار اور اطفال کو بھی ہو گی۔ تو ایسے لوگ جو بالکل ہی نہیں آتے، پھر اس فیملی کے ساتھ تربیت کے لئے انصار خدام اور لجنہ اور جماعتی نظام سب کو مل کے توجہ کرنی چاہیے اور ان کو توجہ دلانی چاہیے لیکن یہی ہے کہ نصیحت کرتے جاؤ، کرتے جاؤ اور ہر طبقے کا احمدی اور جس جس مجلس کا وہ ممبر ہے اس مجلس کے ذریعہ سے بھی اس خاندان میں ان کو توجہ دلائی جائے۔

ہو سکتا ہے بچہ باپ کی تربیت کا باعث بن جائے، بیوی خاوند کی تربیت کا باعث بن جائے اور پھر اس طرح انصار اللہ میں بھی آپ کو تربیت کے جو ایشوز ہیں وہ اتنے نہیں اُٹھیں گے اور پھر خود انصار کو توجہ دلائیں کہ اگر تم توجہ نہیں دو گے تو تمہارے بچے اور تمہاری بیوی بھی جماعت

سے دور ہٹ جائیں گے اور اس کا تمہیں نقصان ہو گا اور اس کے تم ذمہ دار ہو گے اور خدا تعالیٰ کے سامنے اس کے تم جوابدہ ہو گے۔

تو پیار سے، حکمت سے سمجھاتے رہیں۔ جو الفاظ میں نے کہے ہیں وہ بھی اگر کہیں لیکن پیار سے کہیں تو امید ہے ان شاء اللہ تعالیٰ آہستہ آہستہ اثر پڑے گا۔ باقی سارے برابر نہیں ہوتے، کچھ زیادہ وقت لیتے ہیں کچھ کم وقت لیتے ہیں لیکن ہمارا کام یہ ہے، جو ہمیں نصیحت، حکم ہے قرآن کریم کا اس کے اوپر عمل کرتے چلے جانا۔"

(ملاقات نیشنل عاملہ مجلس انصار اللہ بنگلہ دیش 16 جنوری 2021ء الفضل انٹر نیشنل 2 نومبر 2021ء صفحہ 3)

شعبہ تعلیم القرآن ووقف عارضی کے لئے راہنمائی

”حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ پہلے آپ کو ممبران عاملہ پر توجہ دینی چاہیے۔ پھر جملہ مرکزی تنظیموں پر اور جماعت پر بھی۔ پھر ریجنل اور لوکل ممبران عاملہ اور پھر دوسرے لوگوں سے (فارمز فل کروانے کی کوشش کریں) اگر یہ سب وقفِ عارضی کی سکیم میں شامل ہو جائیں گے تو دوسرے بھی شامل ہو جائیں گے۔“

(ملاقات نیشنل عاملہ جماعت احمدیہ برطانیہ 17 جنوری 2021ء الفضل انٹر نیشنل 9 نومبر 2021ء صفحہ 2)

انصار کو تو اپنی عاقبت کی فکر ہونی چاہیے

”دورانِ ملاقات حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مجلس انصار اللہ کے ممبران کی پنجوقتہ نماز کی ادائیگی پر زور دیا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ انصار کو تو اپنی عاقبت کی فکر ہونی چاہیے یہاں تو hundred percent نماز پڑھنے والے ہونے چاہئیں۔ انصار کیا کہتے ہیں، انصار کی عمر بڑھ رہی ہے تو ان کو تو اور زیادہ فکر مند ہونا چاہیے۔ کسی شاعر نے کہا تھا۔

وقت کا پنچھی اڑتا جائے　　　عمر کا سایہ گھٹتا جائے

اس لئے اگر اس کو سوچیں تو فکر ہونی چاہیے۔ اس لئے اپنے انصار کو کہیں کہ کم از کم پانچ وقت کی نماز تو ضرور پڑھیں اور جن کو موقع ملتا ہے وہ باجماعت نماز ادا کرنے کی کوشش کریں۔ اگر ان کا نماز سنٹر یا مسجد دور ہے تو پھر اپنے گھروں میں نماز باجماعت کا اہتمام کریں۔ کم از کم ان کے بیوی بچے نماز پڑھیں گے تو نئی نسل کو بھی آگے عادت پڑے گی۔ پانچ وقت اور باجماعت نماز پڑھنے کی اور نماز کی اہمیت پیدا ہو گی۔ اس بارے میں خاص پروگرام بنائیں۔

اپنے گھروں میں بھی جائزہ لیں کہ... بچے بھی نمازوں اور قرآن کی طرف توجہ دے رہے ہیں کہ نہیں

اسی طرح قرآن کریم کی پڑھنے کی، تلاوت کی عادت ڈالیں اور انصار کی یہ بھی ڈیوٹی لگائیں کہ وہ اپنے گھروں میں بھی جائزہ لیں کہ ان کے بچے بھی نمازوں اور قرآن کی طرف توجہ دے رہے ہیں کہ نہیں۔ یہ بھی انصار کی ذمہ داری ہے۔

اسی طرح کوئی نہ کوئی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اقتباس پر مشتمل درس وغیرہ کا انتظام اگر گھروں میں ہو جائے تو تربیت کا پہلو ہو جائے گا۔

جس طرح ہم دور جا رہے ہیں، زمانہ دور جا رہا ہے انصار کی ذمہ داریاں اَور زیادہ بڑھ رہی ہیں کہ اپنے بچوں کی تربیت کریں تا کہ نئی نسلوں کو سنبھال سکیں۔

اگر انصار اللہ نے اب نئی نسلوں کو نہ سنبھالا تو پھر کچھ سالوں کے بعد بڑی مشکل پیش آئے گی۔ ان ملکوں میں رہ کے تو پھر سارے بالکل ہی دنیادار ہو جائیں گے۔

اللہ کا کلام ہے، سیکھنے میں کیا حرج ہے

دورانِ ملاقات حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے قرآن کریم کی تلاوت کے حوالہ سے پھر زور دیا اور دریافت فرمایا کہ: کیا آپ کے سو فیصد انصار قرآن کریم پڑھنا جانتے ہیں۔ جس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو بتایا گیا کہ تین فیصد نہیں جانتے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ان کے لئے انتظام کریں، کوئی فرق نہیں پڑتا۔ کئی بوڑھے بوڑھے انصار بھی شوق سے پڑھتے ہیں۔ ابھی کل ہی میں نے ذکر کیا تھا، ایک حافظ صاحب گھانین (Ghanian) جو فوت ہوئے تھے Boateng صاحب، 48 سال کی عمر میں انہوں نے دوبارہ قاعدہ اور قرآن پڑھا تاکہ ان کا تلفظ درست ہو جائے۔ تو اس میں شرم کی کوئی بات نہیں۔ اللہ کا کلام ہے، سیکھنے میں کیا حرج ہے۔ کوشش اگر صحیح طرح کی جائے تو کامیابی بھی ہو جاتی ہے۔ صرف 'کوشش کریں گے' نہ کہیں۔

پورے ملک میں وسیع پیمانے پر درخت لگانے کی مہم شروع کریں

دوران ملاقات حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سیکرٹری وقار عمل کو ہدایات سے نوازا کہ وہ پورے ملک میں وسیع پیمانے پر درخت لگانے کی مہم شروع کریں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ حالیہ حالات کے پیش نظر جب جنگلوں میں لگنے والی آگ نے بہت سے جنگل ختم کر دیئے ہیں، درخت لگانے کی اہمیت اَور بھی بڑھ گئی ہے۔

سائیکل استعمال کر کے اپنے ماحول کو صاف بنانے میں بھی کردار ادا کریں

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صفِ دوم کے انصار اللہ کی ورزشی رپورٹ کے حوالہ سے استفسار فرمایا کہ کتنے انصار سائیکل استعمال کرتے ہیں۔ اس پر ایک دوست نے بتایا کہ حضور 97 انصار سائیکل چلاتے ہیں، جن میں سے 32 انصار صف دوم کے ہیں جبکہ 65

صف اول کے انصار ہیں۔ اور وہ باقاعدہ سائیکل چلاتے ہیں، صرف رکھے ہوئے نہیں ہیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ دوسرے انصار کو بھی سائیکل چلانے کی طرف توجہ دلائیں۔ کم از کم قریبی فاصلوں کے لئے سائیکل چلایا کریں۔ یوں سائیکل استعمال کر کے اپنے ماحول کو صاف بنانے میں بھی کردار ادا کریں۔

سب کو مل کر اپنے اپنے ماحول میں تربیت کی طرف توجہ دینی چاہیے

ایک دوست نے جماعتی سطح پر متعدد شعبہ جات جن میں شعبہ تربیت، رشتہ ناطہ، اصلاحی کمیٹی اور امور عامہ کے موجود ہونے کے باوجود بڑھتے ہوئے عائلی مسائل کے حوالہ سے استفسار کیا کہ پھر عائلی مسائل کے ساتھ ساتھ رشتے ٹوٹ جاتے ہیں اور نوبت طلاق تک آجاتی ہے، یوں طلاق کی شرح میں اضافہ ہو رہا ہے۔ اس سلسلہ میں انصار اللہ کو کیا کردار ادا کرنا چاہیے؟

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ بات یہ ہے کہ یہ صرف آپ کا مسئلہ نہیں ہے، یہ ساری دنیا کا مسئلہ ہے اور آپ میرے بعض خطبات اور تقاریر، خاص طور پر لجنہ سے تقاریر وغیرہ غور سے سنیں تو اس میں بھی مَیں یہی باتیں بیان کرتا رہتا ہوں اور خدام الاحمدیہ کو بھی بیان کرتا رہتا ہوں اور انصار کو بھی۔ خطبات میں بھی میں نے کئی بار ذکر کیا ہے کہ اس لئے کہ دنیا داری زیادہ آگئی ہے، صبر اور حوصلہ کم ہو گیا ہے، دونوں طرف کی غلطیاں ہوتی ہیں۔ لڑکی کی بھی، لڑکے کی بھی۔ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد تو کرتے ہیں لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بات کو یاد نہیں رکھتے کہ جب تم رشتے کرو تو یہ جائزہ لو کہ دین کو ہم نے ترجیح دینی ہے بجائے دنیاوی دوسری چیزوں کے، دنیا کے یا حسن کے یا دولت کے۔

تو اگر ان چیزوں کو مد نظر رکھیں تو مسائل کم پیدا ہوں گے۔ یہ مادیت کا اثر ہمارے احمدی معاشرے پر بھی ہو رہا ہے۔ اس لئے اصلاحی کمیٹی کو اور سیکرٹریان تربیت کو جماعتی طور پر، سیکرٹری تربیت لجنہ کو، مہتمم تربیت خدام الاحمدیہ کو، قائد تربیت انصار اللہ کو، ان سب کو مل کر اپنے اپنے ماحول میں تربیت کی طرف توجہ دینی چاہیے۔ اس طرف توجہ دلانی چاہیے کہ ہم ایک

عہد کرتے ہیں کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے اس کے باوجود ہم اس عہد پر عمل نہیں کرتے اور توڑ دیتے ہیں اور پھر یہی دنیاوی خواہشات ہی بڑھتی ہیں، صبر اور حوصلہ لڑکیوں میں بھی کم ہو گیا ہے اور لڑکوں میں بھی۔ یہ بھی میں نے دیکھا ہے۔ اس لئے یہ الزام جو دیا جاتا ہے اسلام کو کہ arrange marriage کی وجہ سے ہمارے رشتے صحیح طرح match نہیں ملائے گئے، اس لئے ہمارے رشتے ٹوٹ گئے، یہ بھی غلط ہے۔

دنیا میں مجموعی طور پر یہی رجحان پیدا ہو رہا ہے اور دنیاداری کا (رجحان) کیونکہ ہمارے معاشرے میں (بھی) آرہا ہے اس لئے ہمیں بھی مشکلات کا سامنا ہے۔

ایک بات یہ ہے کہ رشتے ہوئے اور ٹوٹ گئے، دوسری بات یہ ہے کہ لڑکیوں کو اچھے رشتے نہیں ملتے، عائلی مسائل ہیں۔ اگر لڑکوں کی تربیت صحیح کریں، انصار بھی اپنے بچوں کی صحیح تربیت کریں، خدام اپنے بھائیوں کی صحیح تربیت کریں اور ان کو بتائیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھو۔ اور (دین) کو دیکھو اور لجنہ صحیح تربیت کرے اور لڑکی دین پر قائم رہنے والی ہو تو جو دین کو ترجیح دیتے ہوئے ہونے والے رشتے ہوں گے وہ پھر کامیاب بھی ہوں گے اور ہوتے ہیں۔ جو دنیاداری کو سامنے رکھتے ہوئے کرتے ہیں ان میں پھر دراڑیں بھی پڑتی ہیں۔ یہ ایک لمبا اور مستقل process ہے، تمام تربیتی اور اصلاحی شعبوں کا۔ اس پر کوشش کرتے رہیں اور اسی طرح انصار اپنے گھروں میں کوشش کرتے رہیں۔ صرف جماعتی نظام پر ہی نہ چھوڑیں کہ جماعتی نظام ہی یہ کرے بلکہ انصار کی تربیت کیا کریں کہ وہ اپنے بچوں کی تربیت کیا کریں۔

بعض جگہ الاّ ماشاء اللہ ایسے واقعات ہوتے ہیں کہ تربیت کے باوجود لڑکی پر ظلم ہو رہا ہوتا ہے یا بعض دفعہ میں نے دیکھا ہے کہ لڑکوں پر بھی ظلم ہو جاتا ہے۔ لڑکیاں یہاں باہر کے ملکوں میں آتی ہیں، رشتہ کرکے یا شادی کرکے اور آنے کے بعد کہتی ہیں کہ ہم نے رشتہ نہیں کرنا اور مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ کسی طرح پہنچ جائیں غیر ملک میں اور وہاں جا کر رشتہ توڑ دیں۔ ایسے معاملات بھی آتے ہیں۔ سارے حقائق کو ہمیں سامنے رکھنا چاہیے اور اس کو سامنے

رکھتے ہوئے پھر اس کا حل تلاش کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ یہ آپ کی ساری تربیتی اور اصلاحی کمیٹیوں کا کام ہے کہ ان کا حل تلاش کریں۔ لیکن ساتھ ہی سب سے اہم کام یہی ہے کہ گھروں کے ماحول ٹھیک کریں۔ اور گھروں میں یہ چیزیں پیدا کریں اور پھر جب پاکستان سے رشتے لاتے ہیں تو وہاں سے بھی چاہے وہ لڑکا ہو یا لڑکی ہو، سوچ سمجھ کر لایا کریں، صرف جلد بازی سے کام نہ لیا کریں۔ اللہ تعالیٰ نے جو فرمایا ہے کہ دعا کرکے رشتے کرو، تو دعا کرکے کرنے چاہئیں، ہاں اس کے بعد بعض اوقات مسائل پیدا ہوتے ہیں لیکن وہ اکا دکا ہوتے ہیں۔ عمومی طور پر اگر ہم صحیح کوشش کریں تو یہ مسائل کم ہو سکتے ہیں۔

ہدایت دینا اللہ تعالیٰ کا کام ہے

پھر ایک دوست نے سوال کیا کہ پیارے حضور کیا وجہ ہے کہ عذاب آنے کے باوجود دنیا کی توجہ امام الزمان کی طرف مبذول نہیں ہو رہی جبکہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ مَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا۔

اس کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ پھر؟ اس کے بعد کیا ہوا؟ جو پرانے انبیاء، رسول آئے تو ان کی قوموں کو توجہ پیدا ہو گئی تھی۔ عذابوں سے تباہ ہی ہوئے ناں۔ سوائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جو آخری نبی تھے۔ آپؐ کے جو عذاب کی شکل تھی وہ جنگوں کی صورت میں تھی۔ یہاں پانی کا عذاب، آگ کا عذاب یا دوسرے عذاب نہیں آئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لکھا ہے کہ جنگ جو ہے وہی ان کے لئے عذاب تھی۔ اس میں مسلمان بھی شہید ہوتے تھے لیکن اس کا یہ نتیجہ نکلا کہ پھر بہر حال ایک وقت آیا جب لوگوں نے realise کر لیا۔ تو اَب بھی یہی حالت ہے۔ دنیاداری کی طرف پڑے ہوئے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لکھا ہے کہ تم اس طرف توجہ نہیں کرو گے تو عذاب بڑھتے رہیں گے اور تباہ ہو جاؤ گے اور آپؑ نے یہ بھی فرمایا کہ یہ ضروری نہیں ہے کہ تم ضرور اسلام کو اور احمدیت کو مانو۔ ٹالنے کے لئے اگر اللہ تعالیٰ کا حق اور بندوں کے حق ادا کرنے شروع

کردو اور جو لغویات اور فضولیات اور گناہ ہیں ان سے بچنا شروع کردو تو تب بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت حرکت میں آئے گی اور تم لوگ عذابوں سے بچ جاؤ گے۔

تو دنیا اس وقت مادیت میں ڈوبی ہوئی ہے وہ realise ہی نہیں کرتی کہ یہ سب کچھ کس وجہ سے ہو رہا ہے۔ باوجود اس کے ہم تنبیہ بھی کرتے رہتے ہیں اور پچھلے دنوں میں مَیں نے سربراہان کو بھی خط لکھے تھے ان کو بھی یہی بتایا تھا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالے سے کہ اگر توجہ نہیں کرتے تو پھر اللہ تعالیٰ کی آفات بھی آتی ہیں۔

اب بھی دیکھ لیں جب یہ Covid آیا یا کوئی بھی سونامی یا طوفان یا زلزلہ آتا ہے تو توجہ پیدا ہوتی ہے۔ تھوڑے عرصہ کے لئے اللہ اللہ کرتے ہیں۔ جو اپنے مذہب کے مطابق کوئی اللہ اللہ کرتا ہے، کوئی رام رام کرتے ہے کوئی اپنا دوسرا طریقہ اختیار کرتا ہے لیکن اصلاح کرنے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ حقوق ادا کر سکیں ایک دوسرے کے بھی اور اللہ کا بھی۔ لیکن جب وہ ٹل جاتی ہے تو بات پھر واپس وہیں چلی جاتی ہے۔

یہی قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جب عذاب آتا ہے، مشکل میں پھنستے ہو تو تم اللہ اللہ کرتے ہو، دعا مانگتے ہو؛ اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے ٹال دے تو ہم ٹھیک ہو جائیں گے اور جب ٹل جاتا ہے، یہ بھی تو اللہ تعالیٰ نے کہا ہے قرآن کریم میں کہ جب عذاب ٹل جاتا ہے تو پھر تم اسی طرح دنیاداری میں مصروف ہو جاتے ہو۔

تو یہی حال ان دنیا داروں کا ہے۔ آخر ultimately یہی ہو گا اگر نہیں مانیں گے اور نہیں سمجھیں گے تو پھر تباہ و برباد ہو جائیں گے۔ پہلی قومیں بھی تباہ ہوتی رہی ہیں اب بھی تباہ ہو رہی ہیں۔ آہستہ آہستہ اسی طرح مٹتی جائیں گی اور جو نیک لوگ ہوں گے وہ اپنی اصلاح کرتے چلے جائیں گے۔

تو بہر حال ہمارا کام یہ ہے کہ تنبیہ کرنا، پیغام کو پہنچانا، تبلیغ کرنا، ہر ایک تک پہنچنا، باقی ہدایت دینا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔

ہم اپنا کام سنجیدگی سے کرتے رہیں تو یہی ہمارے فرض پورے ہو جاتے ہیں اور پھر دعا

بھی کریں کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ہدایت دے اور قومیں جو ہیں بربادی اور تباہی سے بچ جائیں۔ یہ ہمارا کام ہے اور یہی ہم نے کرتے چلے جانا ہے جب تک کہ دنیا قائم ہے۔ آپ اس کی فکر نہ کریں کہ دنیا کی اصلاح ہو جائے گی۔ ہم نے ٹھیکہ نہیں لیا ہوا دنیا کی اصلاح کا۔

ہاں ہمیں جو ٹھیکہ ملا ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچاؤ اور ان کو اللہ تعالیٰ کے حقوق ادا کرنے اور بندوں کے حقوق ادا کرنے سکھاؤ اور ان کی طرف توجہ دلاؤ اور پھر ساتھ دعا بھی کرو۔ اس فرض کو اگر ہم پورا کر رہے ہیں حقیقت میں پورا کر رہے ہیں اور سنجیدگی سے پورا کر رہے ہیں تو ٹھیک ہے ہم بری الذمہ ہو جاتے ہیں باقی اللہ تعالیٰ کا معاملہ اور ان کے بندوں کا معاملہ۔“

(ملاقات نیشنل عاملہ مجلس انصار اللہ آسٹریلیا 6 مارچ 2021ء الفضل انٹر نیشنل 27 اگست 2021ء صفحہ 2-3)

مستقل ورزش کرنی چاہیے

"حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صفِ دوم کے انصار کو مخاطب ہو کر فرمایا کہ انہیں مستقل ورزش کرنی چاہیے اور سائیکل چلانی چاہیے خاص طور پر قادیان میں (جہاں زیادہ فاصلے پر نہیں جانا ہوتا)۔ حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ یہ نہ صرف انصار کی صحت کے لئے بہتر ہے بلکہ ماحولیاتی آلودگی کو بھی کم کرے گا اور کاربن کے مضر اثرات میں بھی کمی آئے گی۔

انصار اپنے گھروں کی بھی نگرانی کریں

قائد صاحب تربیت کو ہدایات سے نوازتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ قیام نماز کے پروگرام میں، آپ نے یہ شامل کیا ہے کہ انصار اپنے گھروں کی بھی نگرانی کریں کہ ان کے بچے بھی قیام نماز کر رہے ہیں کہ نہیں۔ انصار اللہ کا کام یہ ہے کہ اپنے گھروں کی بھی نگرانی رکھیں اور یہ بھی دیکھیں کہ ان کے بیوی بچے باقاعدہ نماز میں شامل ہوتے ہیں کہ نہیں۔ یا گھروں میں نماز ادا کرتے ہیں کہ نہیں اور اگر لڑکے ہیں تو لڑکوں کی نگرانی رکھیں کہ جہاں تک اجازت ہے مسجد جانے کی وہ مسجد میں نماز پڑھنے جاتے ہیں کہ نہیں۔ قیام نماز تو تبھی ہو گا کہ جب مرد، خدام ہوں یا بچے ہوں یا انصار ہوں تمام زیادہ سے زیادہ نماز باجماعت ادا کرنے کی کوشش کریں اور اگر حالات کی وجہ سے مسجد میں restriction ہے کہ اس سے زیادہ نمازی نہیں آسکتے تو پھر گھروں میں باجماعت نماز کا اہتمام کریں۔ اسی طرح دوسرے یہ کہ تربیت میں یہ بھی رکھیں انصار میں بھی ایک رجحان پیدا ہو گیا ہے کہ گھروں میں لڑائیاں بہت ہوتی ہیں تو انصار کی یہ تربیت بھی کریں کہ ذرا بیویوں سے حسن سلوک کیا کریں۔

شعبہ تربیت نو مبائعین کے لئے راہنمائی

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے قائد صاحب تربیت نو مبائعین کو مختلف قوموں سے جماعت احمدیہ میں نئے شامل ہونے والے افراد کی تربیت کے حوالے سے ہدایات

دیتے ہوئے فرمایا کہ جو تو غیر مسلم ہیں ان کی تربیت ان کو نماز، سورت فاتحہ، پھر سورت فاتحہ کا ترجمہ سکھانے سے شروع کریں تا کہ نماز میں وہ پڑھ سکیں۔ نماز میں سورت فاتحہ پڑھنا انتہائی ضروری ہے۔ اس لئے سورت فاتحہ ان کو سکھائی جائے اور بہت سارے مسلمان بھی ایسے ہیں جن کو مشکل سے کلمہ ہی شاید آتا ہو، سورت فاتحہ بھی نہیں آتی نماز بھی نہیں آتی تو ان میں سے خاص طور پر دیہات میں رہنے والوں کے لئے بھی ایسا پروگرام بنائیں کہ تربیت ہو۔

پھر ان کو جماعتی نظام کا پتہ ہونا چاہیے، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعوے کا پتہ ہونا چاہیے، خلافت کا نظام، جماعتی نظام، یہ چیزیں بھی ان کو بتائیں آہستہ آہستہ ایک حصہ بنیں۔ پھر ان کو کچھ نہ کچھ مالی قربانیوں کی طرف توجہ دلانے کی کوشش کریں چاہے وہ وقفِ جدید میں ہوں، تحریکِ جدید میں ہوں اگر باقاعدہ نہیں ہیں۔ تو پھر وہ main stream میں شامل ہو جائیں گے۔ اس کا فیڈ بیک بھی لیا کریں۔ صرف توجہ نہ دلایا کریں یہ دیکھیں کہ اس کا نتیجہ کیا نکل رہا ہے۔

تبلیغ کے لئے مخصوص ٹارگٹ رکھنے چاہئیں

قائد صاحب تبلیغ سے گفتگو فرماتے ہوئے حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ آپ کو تبلیغ کے لئے مخصوص ٹارگٹ رکھنے چاہئیں پھر ان کو پورا کرنے کی کوشش کریں۔ ملکی سطح پر بھی ٹارگٹ سیٹ کریں اور لوکل سطح پر بھی۔ جب آپ نے ایک ہدف اور ٹارگٹ رکھا ہوگا تو آپ قدرتی طور پر زیادہ محنت کریں گے۔ لیکن اگر کوئی مخصوص ہدف نہ ہوا تو پھر سستی اور کمزوری آجاتی ہے۔

ملاقات کے اختتام پر حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس بات پر زور دیا کہ صرف مروجہ طریقے اور ذرائع ہی زیرِ استعمال نہ لائے جائیں بلکہ نئے نئے اور جدید ذرائع کو بروئے کار لایا جائے تا کہ اسلام کے پیغام اور تعلیمات کا زیادہ سے زیادہ پرچار کیا جا سکے اور احمدی مسلمانوں کی اخلاقی اور روحانی حالتوں کو بہتر کیا جا سکے۔

خود سوچیں اور خود نئے نئے رستے نکالا کریں

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ میں نے تو مختصر سی باتیں کی ہیں۔ باقی خود سوچیں اور خود نئے نئے رستے نکالا کریں۔ یہ نہیں ہے کہ جو ہم نے ایک ٹکسالی قسم کا پروگرام بنالیا ہوا ہے اسی کے اوپر عمل کرنا ہے۔ خود دیکھیں کہ کس طرح improve کرنے کے نئے رستے ہم نکال سکتے ہیں۔ اپنے دماغوں کو لڑایا کریں اور اس کو استعمال کیا کریں۔ ماشاء اللہ تعالیٰ نے آپ لوگوں کو کافی اچھے ذہن دیئے ہوئے ہیں۔ ان کو ذرا اس کام کی طرف لانے کے لئے ہمت اور کوشش کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق دے۔“

(ملاقات نیشنل عاملہ مجلس انصار اللہ بھارت 11 اپریل 2021ء الفضل انٹرنیشنل 16 جولائی 2021ء صفحہ 2)

ایک ناصر کو صرف اپنی فکر نہیں کرنی چاہیے، اپنی نسل کی فکر بھی کرنی چاہیے

”حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اپنے گھروں کی، اپنے بچوں کی تربیت کی طرف توجہ دیں۔ خدام اور اطفال کی تربیت کرنا انصار کا کام ہے۔ اور جب تک ان کے اپنے نمونے قائم نہیں ہوں گے وہ بچوں کی تربیت کیا کریں گے، نوجوانوں کی اور بچوں کی کیا تربیت کریں گے۔ اس لئے یہ دیکھیں کہ انصار صرف خود ہی نہ نمازیں پڑھنے والے ہوں اور خود ہی نہ قرآن پڑھنے والے ہوں بلکہ ان کے گھروں میں ان کی بیویاں بھی، بیٹیاں بھی، بیٹے بھی، بچے بھی نمازیں پڑھنے والے ہوں، قرآن پڑھنے والے ہوں۔ تربیت کا ایسا پلان ہونا چاہیے۔ یہی تو اصل کوشش ہے اگلی نسل کو سنبھالنا۔ خود تو سنبھالے گئے، خود تو پڑھ لیا، قرآن پڑھ لیا، نماز پڑھ لی اور چلے گئے اگلے جہان میں۔ تو پیچھے جو نسل چھوڑ کے جا رہے ہیں ان کو بھی تو اس نہج پہ چلنا چاہیے۔ ایک ناصر کو صرف اپنی فکر نہیں کرنی چاہیے، اپنی نسل کی فکر بھی کرنی چاہیے۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مجلس انصار اللہ کو جسمانی طور پر مزید فعال ہونے کی طرف توجہ دلائی اور انہیں پیدل چلنے اور سائیکل چلانے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ اس سے ان کی ذہنی قوت اور صلاحیتوں پر مثبت اثر پڑے گا اور انہیں بہتر رنگ میں جماعت احمدیہ کی خدمت کی توفیق ملے گی۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف پائے جانے والے تعصّب کے بارے میں فرمایا کہ ایسے حالات میں احمدی مسلمانوں کو چاہیے کہ اپنی تبلیغی کاوشیں اَور تیز کر دیں اور اسلام کی پُرامن تعلیمات کا خوب پرچار کریں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ تبلیغ کی طرف بھی توجہ دیں۔ جتنی زیادہ مخالفت ہے تبلیغ اتنی زیادہ ہونی چاہیے۔ اسلام کے خلاف جو یہاں (منفی) خیالات پائے جاتے ہیں اس کا جواب صحیح تو یہی ہے کہ تبلیغ اتنی زیادہ کی جائے۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 2009ء میں سوئٹزرلینڈ میں پاس ہونے والے ایک قانون کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ یہاں مناروں کی تعمیر پر پابندی لگائی گئی ہے اور اس سال

کے شروع میں سوئس پبلک نے پبلک مقامات پر پردے کی پابندی کے حق میں ووٹ دیا ہے۔ اس حوالے سے مجلس عاملہ کے ایک ممبر نے اپنے خیال کا اظہار کیا کہ سیاسی جماعتیں اپنے ووٹ بنانے کی خاطر اسلام اور مسلمانوں کو نشانہ بناتی ہیں۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: تو اس کا مطلب ہے کہ پولیٹیکل پارٹی نے لوگوں کی psyche کو دیکھ کے ایجنڈا بنایا۔ اس کا مطلب ہے کہ عام پبلک میں اس قسم کی tendency ہے یا اسلام کے خلاف کچھ نہ کچھ (تحفظات) ہیں جن کی وجہ سے پولیٹیکل پارٹیز بھی اپنے interest کو حاصل کرنے کے لئے ایجنڈا بناتی ہیں۔

کسی مسلمان کے اپنے عقائد کے اظہار پر سوئٹزرلینڈ میں قانونی پابندی پر تبصرہ کرتے ہوئے حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ پھر وہاں human rights یا religious rights، freedom of religion تو نہ ہوا۔ ایک طرف سوئٹزرلینڈ کا یہ دعویٰ ہے کہ ہم بالکل آزاد ہیں اور ہم کسی influence میں نہیں آتے دوسری طرف جو freedom of religion ہے اور freedom of expression ہے freedom of portrait of their belief ہے وہ کوئی نہیں ہے۔

ٹارگٹس مقرر کرتے ہوئے... حقائق کو سامنے رکھنا چاہیے

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ مختلف شعبہ جات کے ٹارگٹس مقرر کرتے ہوئے ممبران عاملہ کو حقائق کو سامنے رکھنا چاہیے مگر بلند نظر بھی ہونا ضروری ہے۔ حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سوئس انصار کو خاص تاکید فرمائی کہ اسلام کی پُرامن تعلیمات کے بارے میں آگاہی پیدا کرنے کے لئے بھرپور سکیم بنائیں۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اَور کچھ نہیں تو کم از کم جماعت کا، اسلام کا تعارف اس طرح لوگوں میں کروائیں کہ لوگوں کے دلوں میں اسلام کے متعلق جو reservations ہیں وہ دور ہو جائیں۔ بہترین پیغام لوگوں کو پہنچے، ان کو سمجھ آجائے کہ اسلام حقیقت میں کیا چیز ہے۔ سوئٹزرلینڈ کی ہر آبادی تک جماعتی طور پر تو پہنچتا ہی ہے، انصار اللہ کو بھی

چاہیے کہ وہ ایسی سکیم بنائیں کہ ہر شخص تک اسلام کا ایک تعارف، مختصر تعارف امن اور محبت اور پیار کے حوالے سے پہنچ جائے۔ ٹھیک ہے! بیعتیں ہونا اور کسی کو قبول کرنے کی توفیق دینا یہ تو اللہ تعالیٰ کا کام ہے لیکن ہمارا کام پیغام پہنچا دینا ہے۔ اور اس کے لئے یہ دیکھیں کہ اس وقت کس چیز کی ضرورت ہے۔ اس لئے تم مسلمان ہو جاؤ، مسیح موعود آ گئے اور ان کو مان لو یہ ٹھیک ہے، ایک علیحدہ بات ہے لیکن اس سے پہلے یہ دیکھنا چاہیے کہ اس وقت لوگوں کی نفسیات کیا ہے۔ ان کو کس قسم کا لٹریچر چاہیے، اسلام کے متعلق جو ان کے تحفظات ہیں ان کو کس طرح ہم دور کر سکتے ہیں۔ اس کے لئے انصار اللہ کو بھی چاہیے کہ جماعت کے ساتھ بھی مل کے کوشش کریں اور لٹریچر بنائیں اور پھر تقسیم کریں اور سوئٹزر لینڈ کی آبادی کا ہر شہر جو ہے، کم از کم اس کی پچاس فیصد آبادی تک یہ تعارف حاصل ہو جائے کہ اسلام کی حقیقی تعلیم کیا ہے۔ امن، پیار اور محبت کی تعلیم ہے اور میڈیا میں جو لوگ تم دیکھتے ہو، سنتے ہو وہ غلط ہے۔‘‘

(ملاقات نیشنل عاملہ مجلس انصار اللہ سوئٹزر لینڈ 19 جون 2021ء الفضل انٹر نیشنل 6 جولائی 2021ء صفحہ 2)

احمدی مسلمان بچوں کو انٹرنیٹ پر موجود ضرر رساں اور خطرناک مواد سے بچانے کے لئے مناسب اقدام اٹھانے چاہئیں

”حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مجلس انصار اللہ کو ہدایت فرمائی کہ احمدی مسلمان بچوں کو انٹرنیٹ پر موجود ضرر رساں اور خطرناک مواد سے بچانے کے لئے مناسب اقدام اٹھانے چاہئیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جن انصار کے بچے بڑے ہو کر انصار میں جاچکے ہیں ان کے بھی چھوٹے بچے ہیں۔ بعض ان میں سے ایسے ہیں جو ان بچوں کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ وہ آجکل انٹرنیٹ پر بیٹھے رہتے ہیں اور جب سکولوں میں چھٹیاں ہوتی ہیں تو خاص طور پر۔ پھر انٹرنیٹ پر جا کر غلط قسم کے پروگرام دیکھنے کی طرف رجحان زیادہ بڑھتا چلا جارہا ہے۔ اس کے لئے آپ لوگوں نے کوئی پروگرام بنایا ہے کوئی آپ لوگوں نے؟ خدام الاحمدیہ تو بناتی ہے، انصار کو بھی بنانا چاہیے۔ ان حالات کے مطابق اپنا پروگرام بنانا چاہیے اور اس کی فوری implementation ہونی چاہیے۔

شرمانا نہیں چاہیے... تم نے قرآن کریم پڑھنا ہے تو تمہارے پڑھنے کا انتظام کر دیتے ہیں

بعد ازاں حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مجلس انصار اللہ کے ایسے اراکین کے حوالہ سے جو قرآن کریم پڑھنا نہیں جانتے سکیم بنانے کے متعلق ہدایات دیتے ہوئے فرمایا:

ایک confidential report لیں اپنی۔ اگر کوئی شرماتا ہے تو کہہ دیں کہ تمہارا نام disclose نہیں کیا جائے گا، اگر قرآن کریم پڑھنا نہیں آتا تو تم اپنے بارے میں بتا دو، تمہیں قرآن کریم پڑھانے کی کلاس رکھی جائے۔ ویسے تو قرآن کریم پڑھنے کے بارے میں شرمانا نہیں چاہیے۔ میں خطبات میں بھی بعضوں کے مرحومین کا ذکر کرتا رہا ہوں وہ بڑے ہو کے بھی سیکھتے رہے، پڑھتے رہے۔ اسی طرح ربوہ میں بھی انصار اللہ کی کلاسیں لگ رہی ہیں جن کو قرآن کریم

پڑھنا نہیں آتا تھا اور انہوں نے پڑھنا سیکھا۔ تو یہ تو ایسی کوئی ایسی بات نہیں ہے جس پہ شرمایا جائے یا جھجکا جائے لیکن اگر کسی میں جھجک ہے تو اس کو یہ بتادیں کہ تمہارا نام نہیں بتائیں گے۔ تم نے قرآن کریم پڑھنا ہے تو تمہارے پڑھنے کا انتظام کر دیتے ہیں۔

مذہب کی ضرورت اور اسلام کی ضرورت ایسے موضوعات ہیں جن میں مجلس انصاراللہ کے ممبران کو خوب مہارت ہونی چاہیے

کتاب دیباچہ تفسیر القرآن کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ممبران عاملہ مجلس انصار اللہ یوکے کو مخاطب ہو کر فرمایا انہیں اس بات کو سمجھنا چاہیے کہ مذہب کی ضرورت کیا ہے، اسلام کے کیا مقاصد ہیں اور دیگر مذاہب کے موازنہ کی تعلیم سے خود کو روشناس کروانا ضروری ہے۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: دیباچہ تفسیر القرآن کا پہلا حصہ موازنہ مذاہب سے تعلق رکھتا ہے، مذہب کی ضرورت اور اسلام کی ضرورت ایسے موضوعات ہیں جن میں مجلس انصاراللہ کے ممبران کو خوب مہارت ہونی چاہیے اور ان پر خوب واضح ہونے چاہئیں۔ ان سب کو پتا ہونا چاہیے کہ مذاہب کے باہمی اختلافات کیا ہیں اور مذہب کی کیا ضرورت ہے اور اسلام کے قائم کرنے کی کیا ضرورت تھی۔"

(ملاقات نیشنل عاملہ مجلس انصار اللہ یوکے 13 جون 2021ء بحوالہ الفضل انٹر نیشنل 2 جولائی 2021ء صفحہ 3)

عمر بڑھنے کے اثر دماغی رویہ سے پتہ چلتے ہیں

"حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اراکین مجلس انصار اللہ کو سائیکلنگ کے حوالہ سے توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ وہ باقاعدگی سے سائیکلنگ کریں اور دیگر کھیلوں میں بھی شامل ہوا کریں تاکہ عمر کے بڑھنے سے ان کی صحت اور fitness برقرار رہے۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ عمر بڑھنے کے اثر دماغی رویہ سے پتہ چلتے ہیں۔ اگر کوئی شخص مثبت سوچ سے کام لے رہا ہو اور دل کا جوان ہو تو اس کا عمومی صحت اور حالات پر مثبت اثر ہو گا۔

قائد صاحب تعلیم کی راہنمائی

قائد صاحب تعلیم سے حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دریافت فرمایا کہ آپ انصار کو سال میں کتنی کتابیں پڑھنے کے لئے دیتے ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ پہلے تو زیادہ دیتے تھے لیکن اس دفعہ ایک کتاب رکھی ہے۔ یعنی حقیقۃ الوحی۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے استفسار فرمایا کہ یہ کتاب ایک سال میں پڑھنی ہے یا اس کو دو تین سالوں میں تقسیم کیا ہے؟ اس پر قائد تعلیم نے بتایا کہ ایک سال میں۔ حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دریافت فرمایا کہ یہ بتائیں کہ عاملہ کے ممبران میں سے کتنوں نے پڑھ لی۔ پہلے گھر سے شروع کریں۔ گھر آپ کا، عاملہ ہے۔ مجھے بتائیں عاملہ کے ممبران نے پڑھی؟ پہلے تو عاملہ سے رپورٹ لیں۔ صدر صاحب سے شروع کریں اور پھر باقیوں سے پوچھتے جائیں۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جب عاملہ نے پڑھ لی تو پھر آپ اپنے زعماء کے پاس جائیں۔ پھر دیکھیں زعماء نے پڑھ لی۔ پھر آپ اپنے ناظمین کے پاس جائیں پھر دیکھیں انہوں نے پڑھ لی۔ پھر آپ غیر عہدیدار ناصر سے پوچھیں۔ تو اگر آپ عاملہ کے ممبران جو ہیں ہر لیول پہ ان سے کتابیں پڑھوا لیں یا کسی پروگرام میں بھی شامل کر لیں تو 60 فیصد تو آپ

کی تجنید کا ویسے ہی کام ہو جاتا ہے۔ بس آپ کی عاملہ جو ہے مختلف لیولز کی اگر وہ active ہو جائیں تو ساٹھ فیصد کام تو آپ کا ہو گیا مسئلہ ہی نہیں رہتا۔ مسئلہ یہ ہے کہ ہم صرف گھر بیٹھ کے آرڈر کر دیتے ہیں خود پڑھتے نہیں۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے قائد تعلیم سے دریافت فرمایا کہ انہوں نے یہ کتاب کتنی پڑھ لی ہے اور یہ کہ اس کتاب کے پہلے حصے کا مضمون کیا ہے؟ اس پر انہوں نے بتایا کہ 70 فیصد پڑھ لی ہے اور پہلے حصے میں وحی کی اقسام بیان ہوئی ہیں۔

اس پر حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت فرمایا کہ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ خوابیں دیکھ کے زیادہ خوش نہ ہو جایا کرو۔ اصل چیز نیکی اور تقویٰ ہے۔

بہر حال آپ اپنے جو قائدین ہیں ان سے رپورٹ بھی لیں کتنوں نے پڑھی۔ پھر زعماء سے لیں اور ناظمین سے لیں اور اگر کہیں منتظمین ہیں تو ان سے بھی لیں اور پھر دوسرے انصار ممبران ہیں مجلس کے ممبران ان سے پوچھیں اور اپنے ہر لیول کے اوپر آپ کا جو ناظم تعلیم ہے اس کو active کریں کہ وہ رپورٹ دیا کرے پتہ کر کے۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہدایات سے نوازا کہ اسلام کا پیغام پہنچانے کی بھرپور کوشش کرنی چاہیے تا کہ ہالینڈ میں اسلام کی حقیقی تعلیم کا پرچار کیا جاسکے۔

نیز فرمایا کہ مجلس انصار اللہ کو دیگر ذیلی تنظیموں اور جماعتی سطح پر احمدیہ مسلم جماعت کے ساتھ مل کر اجتماعی کوشش کرنی چاہیے تا کہ بہترین نتائج نکل سکیں۔

افریقہ کے غیر ترقی یافتہ حصوں میں واٹر پمپ اور ماڈل ویلیج۔۔ کی تعمیر کے حوالہ سے مدد کرنی چاہیے

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مجلس انصار اللہ کے شعبہ ایثار کے حوالہ سے مجلس انصار اللہ کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ انہیں افریقہ کے غیر ترقی یافتہ حصوں میں واٹر پمپ اور ماڈل ویلیج (جس میں مقامی دیہاتی آبادی کو بنیادی ضروریات زندگی مہیا کی جاتی ہیں) کی تعمیر کے حوالہ سے مدد کرنی چاہیے اور ایک پروجیکٹ کا آغاز کرنا چاہیے۔

جب خدا تعالیٰ کی خاطر کام کر رہے ہیں تو پھر کسی انسان کی تعریف یا بد تعریفی کی پرواہ ہی نہیں کرنی چاہیے

ملاقات کے اختتام پر ایک ناصر نے سوال کیا کہ ہماری نیشنل عاملہ کے ممبران اور اسی طرح لوکل سطح پر بھی جو عاملہ ممبران ہیں ان کے ساتھ مختلف موقعوں پر انصار کا رویہ بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ ان کی ذرا حوصلہ شکنی ہو جاتی ہے ان کو حوصلہ دینے کے لئے کیا کرنا چاہیے۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اگر تو وہ ان ممبران کے لئے کام کر رہے ہیں تو پھر تو حوصلہ شکنی جائز ہے اور اگر وہ خدا تعالیٰ کی خاطر کام کر رہے ہیں تو حوصلہ شکنی ناجائز ہے۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اول تو بچے تو نہیں ناں انصار۔ ماشاء اللہ چالیس سال کی mature عمر کے بعد انصار میں داخل ہوتے ہیں۔

اس کے بعد اگر کوئی کسی ناصر کی طرف سے حوصلہ شکنی ہو بھی جاتی ہے، حوصلہ شکنی ہوتی ہے بعض بوڑھوں کی طرف سے جو بندہ پینسٹھ سال cross کرتا ہے ناں وہ بعض دفعہ سنا بھی دیتا ہے یا پھر بعض نوجوان انصار جو ہیں اُن کی طرف سے بھی ہو جاتی ہو لیکن عموماً بڑوں کی طرف سے ہوتی ہے تو اس میں آپ لوگ یہ سوچ رکھیں اور ہر ایک کو یہ بتائیں کہ ہم نے خدا کی خاطر کام کرنا ہے اور جب خدا تعالیٰ کی خاطر کام کرنا ہے تو پھر کسی دنیا والے کی حوصلہ شکنی یا لومۃ لائم کی پرواہ نہیں کرنی چاہیے۔ کوئی بچے تو نہیں آپ۔ ماشاء اللہ چالیس سال کی عمر گزار کے پورے mature ہو چکے ہیں اس میں تو حوصلہ شکنی ہو بھی جائے تو کیا ہے؟

تو کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اپنے رشتہ داروں کو بلایا تبلیغ کے لئے نبوت کے مقام ملنے کے بعد تو روٹی کھا کے سارے دوڑ گئے تھے۔ حوصلہ شکنی کر دی تھی تو کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہار مان لی تھی؟

انہوں نے اگلی دفعہ پھر تھوڑے عرصہ کے بعد دوبارہ دعوت کی دوبارہ پہلے اپنا پیغام

پہنچایا پھر ان کو روٹی کھلائی اس کے بعد بھی وہ روٹی کھا کے چلے گئے، ڈھیٹ قسم کے لوگ، تو کیا حوصلہ شکنی ہو گئی۔

تو ہمیں تو مضبوط اعصاب کے مالک ہونا چاہیے۔ کارکنان، ہر آدمی اور چاہے اپنوں کی طرف سے ہو یا غیروں کی طرف سے ہو پرواہ ہی نہیں کرنی چاہیے اور یہ سوچ رکھنی چاہیے کہ ہم خدا تعالیٰ کی خاطر کام کر رہے ہیں۔

جب خدا تعالیٰ کی خاطر کام کر رہے ہیں تو پھر کسی انسان کی تعریف یا بد تعریفی کی پرواہ ہی نہیں کرنی چاہیے۔ جب اللہ تعالیٰ نے ہمارے کام کی جزا دینی ہے تو بس پھر اس سے جزا مانگیں پھر بندوں سے کیوں کسی قسم کا reward آپ مانگنا چاہتے ہیں۔"

(آن لائن ملاقات مجلس انصار اللہ ہالینڈ 15 اگست 2021ء بحوالہ الفضل انٹرنیشنل 31 اگست 2021ء صفحہ 3)

صرف نام کے انصار اللہ نہ ہوں

”حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک موقع پر فرمایا کہ:

”انبیاء کو بھی جب مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ (آل عمران:53) یعنی کون ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف لے جانے میں میرے مددگار ہوں، کہنا پڑا تو اس لئے کہ عظیم اور بڑے کاموں کو چلانے کے لئے مددگاروں کی ضرورت ہوتی ہے اور یہ قانونِ قدرت ہے کہ جو کام بہت سے لوگوں کے کرنے کا ہو اسے احسن رنگ میں کرنے کے لئے بہت سے لوگ چاہئیں اور ایک آدمی نہیں کر سکتا اور باوجود اس کے کہ انبیاء توکّل کے اعلیٰ معیار پر ہوتے ہیں، تحمل اور مجاہدات کے اعلیٰ معیار پر ہوتے ہیں وہ اسی قانون قدرت کے مطابق مددگاروں کو بلاتے ہیں۔“(ماخوذ از براہین احمدیہ حصہ دوم روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 59-60)

پس آپ جو اپنے آپ کو انصار اللہ کہتے ہیں، اس بات کو ہر وقت سامنے رکھیں کہ انصار اللہ تبھی کہلا سکتے ہیں جب اس زمانے کے امام، اللہ تعالیٰ کے فرستادے، مسیح موعود اور مہدی معہودؑ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے صرف نام کے انصار اللہ نہ ہوں بلکہ اس روح کو سمجھتے ہوئے نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ (آل عمران:53) کا نعرہ لگائیں۔

اللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں تکمیلِ اشاعت دین کا کام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سپرد کیا ہے یعنی تبلیغِ اسلام کا عظیم کام آپؑ کے سپرد کیا گیا ہے اور یہی کام کرنے کی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی جماعت کے افراد سے توقع کی ہے اور انصار اللہ کو سب سے بڑھ کر اس کا مخاطب اپنے آپ کو سمجھنا چاہیے۔

پس ہمیں اپنے عہد بیعت کو نبھانے کے لئے، اپنے انصار اللہ کے عہد کو نبھانے کے لئے، اس عظیم کام میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مددگار بننے کے لئے، اپنی تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ اس عظیم کام کو سرانجام دینے کے لئے میدان میں اترنا ہوگا، تبھی ہم حقیقی انصار اللہ کہلا سکتے ہیں۔ صرف منہ سے دعویٰ کر دینا کہ ہم انصار اللہ ہیں، کافی نہیں ہے۔ اس کے

لئے ہمیں اپنے جائزے بھی لینے ہوں گے کہ کس طرح ہم اس عظیم کام کو سرانجام دے سکتے ہیں۔ ہمیں اپنی حالتوں کو دیکھنا ہو گا کہ کیا وہ اس معیار کی ہیں جو بڑے بڑے کام سرانجام دینے کے لئے ہونی چاہئیں اور جس کی اس وقت دین کو ضرورت ہے۔

اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مددگار کس طرح بن سکتے ہیں

دین کا پیغام دنیا کے کونے کونے میں پھیلانا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ اس کے لئے ہمیں تعلق باللہ میں بھی ترقی کرنی ہو گی، تقویٰ میں بھی ترقی کرنی ہو گی، اپنے علم کو بڑھانے کی کوشش بھی کرنی ہو گی، اللہ تعالیٰ کے احکامات پر پوری طرح کاربند رہنے کے لئے بھی کوشش کرنی ہو گی۔ پس ہمیں اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ کیا ہم نے اپنی حالتوں میں وہ تبدیلی پیدا کر لی ہے یا اس تبدیلی کے پیدا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشن کو آگے بڑھانے کے لئے ضروری ہے، جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مددگار بننے کے لئے ضروری ہے۔ اگر نہیں تو ہمارا نَحْنُ اَنْصَارُاللّٰہِ کا نعرہ بے مقصد اور بے بنیاد ہے۔

ہم میں سے بعض کا تو یہ حال ہے کہ خدام الاحمدیہ کی ابتدائی عمر کے خدام مجھ سے یہ پوچھتے ہیں کہ اگر ہمارے بڑے قابل اصلاح ہیں تو ہمیں اس کے لئے کیا کرنا چاہیے۔ جہاں یہ بات خوش کن ہے کہ ہمارے نوجوانوں میں یہ سوچ پیدا ہو رہی ہے کہ ہمارے بڑوں کے تقویٰ کے معیار وہ نہیں جو ہونے چاہئیں اور ہم اس کی اصلاح کس طرح کر سکتے ہیں وہاں قابلِ فکر اور قابلِ شرم ہے ان لوگوں کے لئے جو بجائے نوجوانوں کے لئے نمونہ بننے کے ان کو فکر مند کر رہے ہیں۔ پھر کس منہ سے ہم نعرہ لگا سکتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کے لئے مددگار ہیں۔ پس ایسے لوگوں کے لئے بہت سوچنے کا مقام ہے۔ ہمیں بہت گہرائی میں جا کر اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مددگار کس طرح بن سکتے ہیں۔

پس ہر ایک اپنے اندر کا جائزہ لے اور تلاش کرے کہ ہمیں کس چیز کی ضرورت ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم سے کیا چاہتے ہیں۔ ہمیں اس معیار کو حاصل کرنے کے لئے اپنے اندرونے کو کھنگالنا ہو گا، اپنے اندر جھانکنا ہو گا تبھی ہمیں پتہ چلے گا کہ کس قسم کے احمدی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیں دیکھنا چاہتے ہیں۔

ہماری بیعت تو بیعتِ توبہ ہی ہے

اس وقت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض ارشادات سامنے رکھنا چاہتا ہوں جن سے ہمیں ان معیاروں کا پتہ چلے جو ہم نے حاصل کرنے ہیں۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک موقع پر فرماتے ہیں:

”اس سلسلہ کو اللہ تعالیٰ نے خود اپنے ہاتھ سے قائم کیا ہے اور اس پر بھی ہم دیکھتے ہیں کہ بہت سے لوگ آتے ہیں اور وہ صاحبِ اغراض ہوتے ہیں۔“

یعنی ان کی کوئی ذاتی غرضیں ہوتی ہیں۔

”اگر اغراض پورے ہوگئے تو خیر ورنہ کدھر کا دین اور کدھر کا ایمان۔ لیکن اگر اس کے مقابلہ میں صحابہؓ کی زندگی میں نظر کی جاوے تو ان میں ایک بھی ایسا واقعہ نظر نہیں آتا۔ انہوں نے کبھی ایسا نہیں کیا۔“

فرمایا کہ:

”ہماری بیعت تو بیعتِ توبہ ہی ہے لیکن ان لوگوں کی بیعت تو سر کٹانے کی بیعت تھی۔“

میری بیعت کی ہے تم نے تو یہ اس لئے کہ ہم اپنے گناہوں سے توبہ کرتے ہیں۔ ہم یہ عہد کرتے ہیں کہ نیکیوں کو قائم کریں گے، ہم یہ عہد کرتے ہیں کہ اسلام کی تبلیغ کو دنیا میں پھیلائیں گے اور اپنی حالتوں کو بدلیں گے لیکن جو پرانے لوگ تھے، صحابہ تھے، انہوں نے جو بیعت کی تھی وہ زمانہ تو ایسا تھا جب ظلموں کی انتہا تھی اور جنگیں بھی ہو رہی تھیں، جنگیں ٹھونسی جاتی تھیں اور سر کٹوائے جاتے تھے۔ فرمایا کہ:

”ایک طرف بیعت کرتے تھے اور دوسری طرف اپنے سارے مال ومتاع، عزت وآبرو

اور جان و مال سے دست کش ہو جاتے تھے گویا کسی چیز کے بھی مالک نہیں ہیں اور اس طرح پر ان کی کُل امیدیں دنیا سے منقطع ہو جاتی تھیں۔ ہر قسم کی عزت و عظمت اور جاہ و حشمت کے حصول کے ارادے ختم ہو جاتے تھے۔ کس کو یہ خیال تھا کہ ہم بادشاہ بنیں گے یا کسی ملک کے فاتح ہوں گے۔ یہ باتیں ان کے وہم و گمان میں بھی نہ تھیں بلکہ وہ تو ہر قسم کی امیدوں سے الگ ہو جاتے تھے اور ہر وقت خدا تعالیٰ کی راہ میں ہر دکھ اور مصیبت کو لذت کے ساتھ برداشت کرنے کو تیار ہو جاتے تھے یہاں تک کہ جان تک دینے کو آمادہ رہتے تھے۔ ان کی اپنی تو یہی حالت تھی کہ وہ اس دنیا سے بالکل الگ اور منقطع تھے لیکن یہ الگ امر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر اپنی عنایت کی اور ان کو نوازا اور ان کو جنہوں نے اس راہ میں اپنا سب کچھ قربان کر دیا تھا ہزار چند کر دیا۔" (ملفوظات جلد 5 صفحہ 397-398)

جو لوگ اپنے آپ کو انصار اللہ کہتے ہیں ان کا کیا معیار ہونا چاہیے

یہ تو ایک احمدی کا معیار ہے جو بیعت کر کے سلسلہ میں شامل ہوتا ہے جس کی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس سے توقع رکھ رہے ہیں لیکن جو لوگ اپنے آپ کو انصار اللہ کہتے ہیں ان کا کیا معیار ہونا چاہیے۔ خود ہی ہمیں اپنے جائزے لینے ہوں گے۔ ایک موقع پر آپؑ نے فرمایا کہ:

"لوگ حقیقتِ اسلام سے بالکل دور جا پڑے ہیں۔"

پتہ ہی نہیں کہ اسلام کی حقیقت کیا ہے؟

"اسلام میں حقیقی زندگی ایک موت چاہتی ہے جو تلخ ہے لیکن جو اس کو قبول کرتا ہے آخر وہی زندہ ہوتا ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ انسان دنیا کی خواہشوں اور لذتوں کو ہی جنت سمجھتا ہے حالانکہ وہ دوزخ ہے اور سعید آدمی خدا کی راہ میں تکالیف کو قبول کرتا ہے اور وہی جنت ہوتی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ دنیا فانی ہے اور سب مرنے کے لئے پیدا ہوئے ہیں۔ آخر ایک وقت آجاتا ہے کہ سب دوست، آشنا، عزیز و اقارب جدا ہو جاتے ہیں۔ اس وقت جس قدر ناجائز

خوشیوں اور لذتوں کو راحت سمجھتا ہے وہ تلخیوں کی صورت میں نمودار ہو جاتی ہیں۔ سچی خوشحالی اور راحت تقویٰ کے بغیر حاصل نہیں ہوتی اور تقویٰ پر قائم ہونا گویا زہر کا پیالہ پینا ہے۔'' بہت مشکل کام ہے۔ بہت محنت کرنی پڑتی ہے اس کے لئے۔

متقی کے لئے خدا تعالیٰ ساری راحتوں کے سامان مہیا کر دیتا ہے

فرمایا کہ:

''متقی کے لئے خدا تعالیٰ ساری راحتوں کے سامان مہیا کر دیتا ہے۔ مَنۡ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجۡعَلۡ لَّہٗ مَخۡرَجًا وَّ یَرۡزُقۡہُ مِنۡ حَیۡثُ لَا یَحۡتَسِبُ (الطلاق:3-4) پس خوشحالی کا اصول تقویٰ ہے لیکن حصولِ تقویٰ کے لئے نہیں چاہیے کہ ہم شرطیں باندھتے پھریں۔ تقویٰ اختیار کرنے سے جو مانگو گے ملے گا۔ خدا تعالیٰ رحیم و کریم ہے۔ تقویٰ اختیار کرو۔ جو چاہو گے وہ دے گا۔ جس قدر اولیاء اللہ اور اقطاب گذرے ہیں انہوں نے جو کچھ حاصل کیا تقویٰ ہی سے حاصل کیا۔ اگر وہ تقویٰ اختیار نہ کرتے تو وہ بھی دنیا میں معمولی انسانوں کی حیثیت سے زندگی بسر کرتے۔ دس بیس کی نوکری کر لیتے یا کوئی اور حرفہ یا پیشہ اختیار کر لیتے۔ اس سے زیادہ کچھ نہ ہوتا۔ مگر آج جو عروج ان کو ملا اور جس قدر شہرت اور عزت انہوں نے پائی یہ سب تقویٰ ہی کی بدولت تھی۔ انہوں نے ایک موت اختیار کی اور زندگی اس کے بدلہ میں پائی۔'' (ملفوظات جلد 5 صفحہ 106-107)

ایسے بنو کہ تا تم پر خدا تعالیٰ کی برکات اور اس کی رحمت کے آثار نازل ہوں

انصار اللہ کی عمر تو ایسی عمر ہے کہ جس میں اگلی زندگی کا سفر زیادہ واضح نظر آتا ہے اور آنا چاہیے۔ جتنی عمر بڑھتی ہے موت اتنی ہی قریب ہوتی جاتی ہے۔ اس میں ہماری ترجیحات کیا ہونی چاہئیں؟ پھر میں کہوں گا اس کا اندازہ ہم خود ہی سوچ کر لگا سکتے ہیں۔ پھر انسانی پیدائش کے مقصد کے بارے میں بیان فرماتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''ایسے بنو کہ تا تم پر خدا تعالیٰ کی برکات اور اس کی رحمت کے آثار نازل ہوں۔ وہ عمروں

کو بڑھا بھی سکتا ہے مگر ایک وہ شخص جس کا عمر پانے سے مقصد صرف ورلی دنیا ہی کے لذائذ اور حظوظ ہیں، اس کی عمر کیا فائدہ بخش ہو سکتی ہے؟ اس میں تو خدا کا حصہ کچھ بھی نہیں۔ وہ اپنی عمر کا مقصد صرف عمدہ کھانے کھانے اور نیند بھر کے سونے اور بیوی بچوں اور عمدہ مکان کے یا گھوڑے وغیرہ رکھنے یا عمدہ باغات یا فصل پر ہی ختم کرتا ہے۔ وہ تو صرف اپنے پیٹ کا بندہ اور شکم کا عابد ہے۔" وہ انہی کی عبادت کرتا ہے، اللہ کی عبادت تو نہیں کرتا۔

"اس نے تو اپنا مقصود و مطلوب اور معبود صرف خواہشاتِ نفسانی اور لذائذِ حیوانی ہی کو بنایا ہوا ہے مگر خدا تعالیٰ نے انسان کے سلسلۂ پیدائش کی علت غائی صرف اپنی عبادت رکھی ہے۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ (الذاریات:57) پس حصر کر دیا ہے کہ صرف صرف عبادتِ الٰہی مقصد ہونا چاہیے۔"

محدود کر دیا ہے، انسان کو پابند کر دیا ہے کہ عبادت الٰہی تمہارا مقصد ہونا چاہیے۔

"اور صرف اسی غرض کے لئے یہ سارا کارخانہ بنایا گیا ہے۔ بر خلاف اس کے اَور ہی اَور ارادے اور اَور ہی اَور خواہشات ہیں۔"

لیکن عموماً کیا ہوتا ہے اس کے بالکل بر خلاف ہو رہا ہے اور مختلف ارادے ہیں اور مختلف خواہشات ہیں۔

انصار اللہ کا کام تو باغ کی نگہداشت کرنا ہے

فرمایا: "بھلا سوچو تو سہی کہ ایک شخص ایک شخص کو بھیجتا ہے کہ میرے باغ کی حفاظت کر۔ اس کی آبپاشی اور شاخ تراشی سے اسے عمدہ طور کا بنا اور عمدہ عمدہ پھول، بیل بوٹے لگا کہ وہ ہرا بھرا ہو جاوے۔ شاداب اور سرسبز ہو جاوے مگر بجائے اس کے وہ شخص آتے ہی جتنے عمدہ عمدہ پھل پھول اس میں لگے ہوئے تھے ان کو کاٹ کر ضائع کر دے یا اپنے ذاتی مفاد کے لئے فروخت کر لے اور ناجائز دست اندازی سے باغ کو ویران کر دے تو بتاؤ کہ وہ مالک جب آوے گا تو اس سے کیسا سلوک کرے گا؟" پس انصار اللہ کا کام تو باغ کی نگہداشت کرنا ہے۔

دنیاوی چیزیں اس لئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے حق ادا کئے جائیں

باغوں کے پھل پھول کی حفاظت کرنا ہے۔ باغوں کی نوجوان کلیوں کو سنبھالنا ہے نہ کہ ان میں یہ احساس پیدا کرنا کہ ہمارے بڑے غلطی کر رہے ہیں۔ پس بہت سوچنے کا مقام ہے۔

”خدا نے تو بھیجا تھا کہ عبادت کرے اور حق اللہ اور حق العباد کو بجالاوے مگر یہ آتے ہی بیویوں میں مشغول، بچوں میں محو اور اپنے لذائذ کا بندہ بن گیا اور اس اصل مقصد کو بالکل بھول ہی گیا۔ بتاؤ اس کا خدا کے سامنے کیا جواب ہو گا؟“

فرمایا: ”دنیا کے یہ سامان اور یہ بیوی بچے اور کھانے پینے تو اللہ تعالیٰ نے صرف بطور بھاڑہ کے بنائے تھے جس طرح ایک یکہ بان چند کوس تک ٹٹو سے کام لے کر جب سمجھتا ہے کہ وہ تھک گیا ہے۔“ اس کے ٹانگے کا گھوڑا تھک گیا ہے۔

”اسے کچھ نہاری اور پانی وغیرہ دیتا ہے اور کچھ مالش کرتا ہے تا اس کی تھکان کا کچھ علاج ہو جاوے اور آگے چلنے کے قابل ہو اور درماندہ ہو کر کہیں آدھ میں ہی نہ رہ جائے اس سہارے کے لئے اسے نہاری دیتا ہے۔

سو یہ دنیوی آرام اور عیش اور بیوی بچے اور کھانے کی خوراکیں بھی اسی طرح اللہ تعالیٰ نے بھاڑے مقرر کئے ہیں کہ تا وہ تھک کر اور درماندہ ہو کر بھوک سے پیاس سے مر نہ جاوے اور اس کے قویٰ کے تحلیل ہونے کی تلافی مافات ہوتی جاوے۔ پس یہ چیزیں اس حد تک جائز ہیں کہ انسان کو اس کی عبادت اور حق اللہ اور حق العباد کے پورا کرنے میں مدد دیں۔“

دنیاوی چیزیں اس لئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے حق ادا کئے جائیں، بندوں کے حق ادا کئے جائیں، اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل کیا جائے، اپنے مقصد پیدائش کو پہچانا جائے۔

”ورنہ اس حد سے آگے نکل کر وہ حیوانوں کی طرح صرف پیٹ کا بندہ اور شکم کا عابد بنا کر مشرک بناتی ہیں اور وہ اسلام کے خلاف ہیں۔ سچ کہا ہے کسی نے ؎

خوردن برائے زیستن و ذکر کردن است تُو معتقد کہ زیستن از بہر خوردن است

کہ کھانا تو جینے اور یاد خداوندی کے لئے ہے۔ تُو صرف یہی سمجھتا ہے کہ زندگی محض

کھانے کے لئے ہے؟ نہیں۔ فرمایا کہ: ”مگر اب کروڑوں مسلمان ہیں کہ انہوں نے عمدہ عمدہ کھانے کھانا، عمدہ عمدہ مکانات بنانا، اعلیٰ درجہ کے عہدوں پر ہونا ہی اسلام سمجھ رکھا ہے۔“

مومن شخص کا کام ہے کہ پہلے اپنی زندگی کا مقصد اصلی معلوم کرے

”مومن شخص کا کام ہے کہ پہلے اپنی زندگی کا مقصد اصلی معلوم کرے اور پھر اس کے مطابق کام کرے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّي لَوْلَا دُعَاؤُكُمْ (الفرقان:78) خدا کو تمہاری پرواہی کیا ہے اگر تم اس کی عبادت نہ کرو اور اس سے دعائیں نہ مانگو۔

یہ آیت بھی اصل میں پہلی آیت وَ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ (الذاریات:57) ہی کی شرح ہے۔ جب خدا تعالیٰ کا ارادہ انسانی خلقت سے صرف عبادت ہے تو مومن کی شان نہیں کہ کسی دوسری چیز کو عین مقصود بنالے۔ حقوقِ نفس تو جائز ہیں مگر نفس کی بے اعتدالیاں جائز نہیں۔“

نفس کے حق جائز ہیں، ادا کرو، کرنے چاہئیں لیکن حد سے بڑھ کے نہیں۔

”حقوق نفس بھی اس لئے جائز ہیں کہ تا وہ درماندہ ہو کر رہ ہی نہ جائے۔ تم بھی ان چیزوں کو اسی واسطے کام میں لاؤ۔ ان سے کام اس واسطے لو کہ یہ تمہیں عبادت کے لائق بنائے رکھیں نہ اس لئے کہ وہی تمہارا مقصود اصلی ہوں۔“ (ملفوظات جلد 5 صفحہ 247-249)

پس یہ ہے معیار جو ہم نے حاصل کرنے کی کوشش کرنی ہے اور کوشش کرنی چاہیے۔ اگر زندگی کے اس مقصد کو ہم سمجھ گئے تو ہم حقیقی انصار میں شامل ہو جائیں گے کیونکہ یہی معیار حاصل کرنے والے وہ لوگ ہیں جو نبی کے حقیقی مددگار بن سکتے ہیں۔

عبادت اللہ تعالیٰ کی محبتِ ذاتی سے رنگین ہو کر کرو

پھر یہ بات بیان فرماتے ہوئے کہ عبادت کے معیار ایک حقیقی مومن کے کیا ہونے چاہئیں، عبادت کس طرح کی جائے، آپ علیہ السلام نے ہمیں سمجھایا کہ عبادت اللہ تعالیٰ کی محبتِ

ذاتی سے رنگین ہو کر کرو، خلاصہ یہ ہے۔ اس کی تفصیل بیان فرماتے ہوئے آپؒ فرماتے ہیں کہ:

"میں دوزخ اور بہشت پر ایمان لاتا ہوں کہ وہ حق ہے اور ان کے عذاب اور اکرام اور لذائذ سب حق ہیں لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ انسان خدا کی عبادت دوزخ یا بہشت کے سہارے سے نہ کرے بلکہ محبت ذاتی کے طور پر کرے۔

دوزخ بہشت کا انکار مَیں کفر سمجھتا ہوں اور اس سے یہ نتیجہ نکالنا حماقت ہے بلکہ میرا مطلب یہ ہے کہ عبادت اللہ تعالیٰ کی محبت ذاتی سے رنگین ہو کر کرے جیسے ماں اپنے بچہ کی پرورش کرتی ہے کیا اس امید پر کہ وہ اسے کھلائے گا۔ نہیں بلکہ وہ جانتی ہی نہیں کہ کیوں اس کی پرورش کر رہی ہے۔

یہاں تک کہ اگر بادشاہ اس کو حکم دیدے کہ تُو اگر بچے کی پرورش نہ کرے گی اور اس سے یہ بچہ مر بھی جاوے تو تجھ کو کوئی سزا نہ دی جاوے گی بلکہ انعام ملے گا۔ تو وہ اس حکم سے خوش ہو گی یا بادشاہ کو گالیاں دے گی؟ یہ محبتِ ذاتی ہے۔

اسی طرح خدا تعالیٰ کی عبادت کرنی چاہیے نہ کہ کسی جزا سزا کے سہارے پر۔ محبت ذاتی میں اغراض فوت ہو جاتے ہیں۔"

اگر محبت ذاتی ہو تو پھر کوئی غرض نہیں رہتی۔

"اور خدا تو وہ خدا ہے جو ایسا رحیم و کریم ہے کہ جو اس کا انکار کرتے ہیں ان کو بھی رزق دیتا ہے۔"

جب وہ دشمنوں کو محروم نہیں کرتا تو دوستوں کو کب ضائع کر سکتا ہے

کیا سچ کہا ہے۔

دوستاں را کجا کنی محروم　　　تو کہ با دشمناں نظر داری"

دوستوں کو تُو کب محروم کرے جبکہ تُو تو دشمنوں کی بھی دیکھ بھال کرتا رہتا ہے۔

"جب وہ دشمنوں کو محروم نہیں کرتا تو دوستوں کو کب ضائع کر سکتا ہے۔"

فرمایا کہ:

”حضرت داؤدؑ کا قول ہے کہ میں جوان تھا اب بوڑھا ہو گیا ہوں مگر میں نے متقی کو کبھی ذلیل و خوار نہیں دیکھا۔“

پھر فرماتے ہیں کہ:

”... اصل غرض انسان کی محبتِ ذاتی ہونی چاہیے اس سے جو کچھ اطاعت اور عبادت ہو گی وہ اعلیٰ درجہ کے نتائج اپنے ساتھ رکھے گی۔ ایسے لوگ خدا تعالیٰ کے مبارک بندے ہوتے ہیں۔ وہ جس گھر میں ہوں وہ گھر مبارک اور جس شہر میں ہوں وہ شہر مبارک۔ اس کی برکت سے بہت سی بلائیں دور ہو جاتی ہیں۔ اس کی ہر حرکت و سکون اس کے درودیوار پر خدا کی برکت اور رحمت نازل ہوتی ہے۔ میں اسی راہ کو سکھانا چاہتا ہوں، اسی غرض کے لئے خدا تعالیٰ نے مجھے مامور کیا ہے۔“

فرمایا:

”یقیناً یاد رکھو کہ پوست کام نہیں آتا بلکہ مغز کی ضرورت ہے۔ لکھا ہے کہ ایک یہودی سے کسی مسلمان نے کہا کہ تُو مسلمان ہو جا۔ کہا کہ میں تیرے قول کو تیرے فعل (کی وجہ سے) نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہوں۔“

ایک یہودی سے کسی مسلمان نے کہا کہ تُو مسلمان ہو جا۔ یہودی نے جواب دیا کہ میں تو تیرے قول کو، تیری باتوں کو، تیرے فعل کی وجہ سے نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہوں، تُو مجھے کہہ رہا ہے مسلمان ہو جا۔ لیکن جو تیری باتیں ہیں وہ اَور ہیں، تیرا عمل بالکل اَور ہے اور مجھے تو اس چیز سے نفرت ہے، کس بات پر تم مجھے بلا رہے ہو، کس بات کے لئے بلا رہے ہو کہ میں مسلمان ہو جاؤں، کیا تبلیغ مجھے کر رہے ہو؟ کہنے لگا یہودی کہ ”مَیں نے اپنے بیٹے کا نام خالد رکھا تھا۔“

اب خالد کا مطلب ہے ہمیشہ رہنے والا۔ کہتا ہے ”حالانکہ شام تک میں اس کو قبر میں دفن کر آیا۔“ اس نام رکھنے کے باوجود وہ زندہ نہیں رہا، شام تک میں نے اس کو دفنا بھی دیا۔ تو ناموں سے تو کچھ بھی نہیں ہوتا۔ تم نام کے مسلمان کہلاتے ہو، نام کے انصار اللہ کہلاتے ہو تو اس سے تو کچھ نہیں بنے گا جب تک کہ قول و فعل ایک نہیں ہو جاتے۔

خدا تعالیٰ مغز اور حقیقت کو چاہتا ہے، رسم اور نام کو پسند نہیں کرتا

پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ:

"نام کچھ حقیقت اپنے اندر نہیں رکھتا جب تک کام نہ ہو۔ اسی طرح پر خدا تعالیٰ مغز اور حقیقت کو چاہتا ہے، رسم اور نام کو پسند نہیں کرتا۔

جب انسان سچے دل سے سچے اسلام کی تلاش کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ اس کو اپنی راہیں دکھا دیتا ہے جیسے فرمایا۔ وَ الَّذِیۡنَ جَاهَدُوۡا فِیۡنَا لَنَهۡدِیَنَّهُمۡ سُبُلَنَا (العنکبوت:70) خدا تعالیٰ بخیل نہیں اگر انسان مجاہدہ کرے گا تو وہ یقیناً اپنی راہ کو ظاہر کر دے گا۔"

فرمایا کہ:

"......مومن حقیقی مسیح کے وقت وہی ہو گا جو اس کے تابع ہو گا۔" (ملفوظات جلد 5 صفحہ 107-109)

اور جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دعویٰ وہی مسیح موعود ہونے کا ہے تو پھر اسی طرح ہمیں ان باتوں کی پابندی بھی کرنی ہو گی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں فرمائی ہیں اور وہ کیا ہے؟ خدا اور اس کے رسولؐ کے احکامات پر عمل کرو۔

وہ تطہیر چاہتا ہے اور ایک پاک جماعت بنانا اس کا منشاء ہے

پھر آپؑ فرماتے ہیں:

"اس سلسلہ سے خدا تعالیٰ نے یہی چاہا ہے اور اس نے مجھ پر ظاہر کیا ہے کہ تقویٰ کم ہو گیا ہے۔ بعض تو کھلے طور پر بے حیائیوں میں گرفتار ہیں اور فسق و فجور کی زندگی بسر کرتے ہیں اور بعض ایسے ہیں جو ایک قسم کی ناپاکی کی ملونی اپنے اعمال کے ساتھ رکھتے ہیں مگر انہیں نہیں معلوم کہ اگر اچھے کھانے میں تھوڑا سا زہر پڑ جاوے تو وہ سارا زہریلا ہو جاتا ہے اور بعض ایسے ہیں جو چھوٹے چھوٹے (گناہ) ریاکاری وغیرہ جن کی شاخیں باریک ہوتی ہیں ان میں مبتلا ہو جاتے

ہیں۔اب اللہ تعالیٰ نے یہ ارادہ کیا ہے کہ وہ دنیا کو تقویٰ اور طہارت کی زندگی کا نمونہ دکھائے۔اسی غرض کے لئے اس نے یہ سلسلہ قائم کیا ہے۔ وہ تطہیر چاہتا ہے اور ایک پاک جماعت بنانا اس کا منشاء ہے۔"(ملفوظات جلد 5 صفحہ 96-97)

پس اس بات کے بعد ہمیں اپنے جائزے لینے چاہئیں کہ ہماری حقیقت میں تطہیر ہو گئی ہے؟ کیا ہم نے اپنی زندگیوں کو اتنا پاک کر لیا ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہم سے چاہتے ہیں یا اس کے لئے کوشش کر رہے ہیں؟ اگر نہیں تو اب ہم دوسروں کو حقیقی رنگ میں راستہ نہیں دکھا سکیں گے۔ پس ہمیں بڑے خوف سے بڑی دعاؤں اور استغفار کے ساتھ اپنے جائزے لیتے رہنے چاہئیں۔

قرآنِ کریم میں علمی اور عملی تکمیل کی ہدایت ہے

پھر اس بات کی طرف توجہ دلاتے ہوئے کہ قرآن کریم میں علمی اور عملی تکمیل کی ہدایت ہے آپؑ فرماتے ہیں:

"پھر یہ بھی یادرکھنا چاہیے کہ قرآنِ کریم میں علمی اور عملی تکمیل کی ہدایت ہے چنانچہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ (الفاتحہ:6) میں تکمیل علمی کی طرف اشارہ ہے اور تکمیل عملی کا بیان صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ (الفاتحہ:7) میں فرمایا کہ جو نتائج اکمل اور اتمّ ہیں وہ حاصل ہو جائیں۔ جیسے ایک پودا جو لگایا گیا ہے جب تک پورا نشوونما حاصل نہ کرے اس کو پھل پھول نہیں لگ سکتے۔

اسی طرح اگر کسی ہدایت کے اعلیٰ اور اکمل نتائج موجود نہیں ہیں وہ ہدایت مردہ ہدایت ہے جس کے اندر کوئی نشوونما کی قوت اور طاقت نہیں ہے۔ جیسے اگر کسی کو وید کی ہدایت پر پورا عمل کرنے سے کبھی یہ امید نہیں ہو سکتی کہ وہ ہمیشہ کی مکتی یا نجات حاصل کرلے گا اور کیڑے مکوڑے بننے کی حالت سے نکل کر دائمی سرور پالے گا تو اس ہدایت سے کیا حاصل۔ مگر قرآن شریف ایک ایسی ہدایت ہے کہ اس پر عمل کرنے والا اعلیٰ درجہ کے کمالات حاصل کر لیتا ہے اور خدا تعالیٰ سے اس کا ایک سچا تعلق پیدا ہونے لگتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کے اعمالِ صالحہ جو قرآنی

ہدایتوں کے موافق کئے جاتے ہیں وہ ایک شجرِ طیب کی مثال جو قرآن شریف میں دی گئی ہے، بڑھتے ہیں اور پھل پھول لاتے ہیں۔"

پس یہ عمل ہونے چاہئیں ہمارے۔ قرآن کریم کے حکموں کی تلاش کریں، جو نواہی اور اوامر ہیں ان کو دیکھیں، جو نہ کرنے والی باتیں ہیں، ان سے رکیں جو کرنے والی باتیں ہیں ان کو اختیار کریں، اپنی حالتوں کو بہتر بنائیں تبھی ہم حقیقی بیعت کا حق ادا کر سکتے ہیں اور تبھی ہم حقیقی رنگ میں انصار اللہ بن کے یہ پیغام دنیا کو پہنچا سکتے ہیں اور دنیا کو سیدھے رستے پہ چلا سکتے ہیں۔ پھر آپؑ فرماتے ہیں: "ایک خاص قسم کی حلاوت اور ذائقہ ان میں پیدا ہوتا ہے۔" (ملفوظات جلد 1 صفحہ 188-189)

جو یہ سب کام کرتے ہیں وہ پھر ایسے پھل پیدا کرتے ہیں جس میں ایک خاص قسم کی حلاوت پیدا ہو جاتی ہے۔ ذائقہ پیدا ہو جاتا ہے، ایک عجیب مزہ بن جاتا ہے اس چیز کا۔

صرف باتوں کے ذریعہ سے تبلیغ نہیں کرنی بلکہ اپنے عمل سے تبلیغ کرنی ہے

پھر عملی حالتوں کو قرآنی تعلیم کے مطابق ڈھالنے اور اپنے قول و فعل کو ایک کرنے کے بارے میں تَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَ تَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ (العصر:3-4) کی تفسیر کرتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں:

"مجھے معلوم ہے کہ ایک شخص ایک مولوی کی صحبت کے باعث مسلمان ہونے لگا۔"

باتیں سن سن کے، نیکی کی باتیں سن کے مسلمان ہونے لگا۔

"ایک روز اس نے دیکھا کہ وہی مولوی شراب پی رہا تھا تو اس کا دل سخت ہو گیا اور وہ رک گیا۔"

اس نے کہا کہ باتیں تو بڑی اچھی کر رہا ہے، نیکی کی باتیں بتا رہا ہے، شراب کے نقصان مجھے بتا رہا ہے لیکن ایک دن وہ مولوی خود بیٹھا شراب پی رہا ہے۔ اس نے کہا پھر ایسے مذہب سے بچ کے ہی رہنا چاہیے۔ فرمایا:

"غرض تَوَاصَوْا بِالْحَقِّ میں یہ فرمایا کہ وہ اپنے اعمال کی روشنی سے دوسروں کو نصیحت کرتے ہیں۔" یعنی اپنے عمل جو ہیں اس سے دوسروں کو نصیحت کرتے ہیں، صرف باتوں سے نہیں کرتے۔

"اور پھر ان کا شیوہ یہ ہوتا ہے۔ تَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ یعنی صبر کے ساتھ وعظ و نصیحت کا شیوہ اختیار کرتے ہیں۔"

اور پھر صبر کے ساتھ وعظ و نصیحت کرتے جاتے ہیں۔ صرف باتوں کے ذریعہ سے تبلیغ نہیں کرنی بلکہ اپنے عمل سے تبلیغ کرنی ہے، اپنے عمل سے دوسروں کو قائل کرنا ہے اور پھر مستقل مزاجی سے اس پر قائم رہتے ہوئے ان کو نصیحت کرنا اور تبلیغ کرتے چلے جانا ہے۔

"جلدی جھاگ منہ پر نہیں لاتے۔" (ملفوظات جلد 1 صفحہ 191-192) غصہ میں نہیں آ جاتے یہ لوگ اگر مخالفت ہو تو۔

اسلام ہی وہ حقیقی مذہب ہے جو دنیا کو راہ راست پر لا سکتا ہے

پس تبلیغ کے لئے یہ دو باتیں ہمیشہ یاد رکھنی چاہئیں کہ اپنے عمل اور تعلیم میں مطابقت پیدا کرنا اور دوسرے صبر سے کام لیتے ہوئے مستقل مزاجی سے اور برداشت سے تبلیغ کرتے چلے جانا ہے۔ پس ہمیں اس حوالے سے بھی اپنے جائزے لینے چاہئیں اور تبلیغ کے کام کو آگے بڑھانا چاہیے۔ یہاں تو مواقع ایسے ہیں کہ تبلیغ کے بہت سارے کام ہو سکتے ہیں۔

جہاں روکیں ہیں وہاں اگر روکیں ہمارے رستے میں حائل ہیں اور قانون اور حکومتیں اگر رستے میں حائل ہیں تو دوسری جگہ جہاں ہم فائدہ اٹھا سکتے ہیں کیوں نہ اٹھایا جائے۔

پس جو اِن ملکوں میں رہ رہے ہیں، آزادانہ طور پر جن کو تبلیغ کے مواقع میسر ہیں ان کو چاہیے کہ پہلے سے بڑھ کر تبلیغ کے لئے میدان میں نکلیں اور اپنے عمل سے ثابت کر دیں کہ اسلام ہی وہ حقیقی مذہب ہے جو دنیا کو راہ راست پر لا سکتا ہے اور دنیا کو نجات دلا سکتا ہے۔

بہر حال یہ سب کام اللہ تعالیٰ کی محبت دل میں پیدا کرتے ہوئے کریں گے تو برکت ہو

گی۔ذاتی اغراض نہیں ہونی چاہئیں جیسا کہ پہلے بھی ذکر ہو چکا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”انسان کو چاہیے کہ ساری کمندوں کو جلا دے اور صرف محبت الٰہی ہی کی کمند کو باقی رہنے دے۔ خدا نے بہت سے نمونے پیش کئے ہیں۔ آدمؑ سے لے کر نوحؑ و ابراہیمؑ اور موسیٰؑ و عیسیٰؑ اور حضرت محمد مصطفیٰ علیہم الصلوٰۃ والسلام تک کل انبیاء اسی نمونہ کی خاطر ہی تو اس نے بھیجے ہیں تا لوگ ان کے نقش قدم پر چلیں۔

جس طرح وہ خدا تعالیٰ تک پہنچے اسی طرح اَور بھی کوشش کریں۔ سچ ہے کہ جو خدا کا ہو جاتا ہے خدا اس کا ہو جاتا ہے۔

یاد رکھو کہ ایسا نہ ہو کہ تم اپنے اعمال سے ساری جماعت کو بدنام کرو۔“

فرمایا کہ:

”شیخ سعدی صاحب فرماتے ہیں۔ بدنام کنندہ نکونامے چند“(ملفوظات جلد 5 صفحہ 246)

کہ ایک بُرا آدمی کئی نیک ناموں کی بدنامی کا باعث بن جاتا ہے۔ پس ہمیں بہت سوچنے کی ضرورت ہے۔

ہمارے کاموں میں برکت اس وقت پڑے گی جب اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے راستے پر چلیں

انصار اللہ، حقیقی انصار اللہ بننے کے لئے بہت غور کرنے کی ضرورت ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کی محبت ہمیں اپنے دل میں پیدا کرنے کی بہت کوشش کرنی چاہیے کہ ہمارے عمل بھی اس وقت حقیقی عمل بنیں گے جب ہم خدا تعالیٰ کی محبت کی وجہ سے نیکیاں بجا لانے کی کوشش کریں گے۔ ہمارے کاموں میں برکت اس وقت پڑے گی جب اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے راستے پر چلیں گے۔ ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس عظیم کام میں معاون و مددگار تبھی بن سکیں گے جب ہم اپنے ہر قول و فعل کو اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے حکموں کے مطابق کرتے

ہوئے پھر اللہ تعالیٰ سے اس میں برکت کی دعائیں مانگیں گے اور اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگنے کا صحیح طریق اپنی عبادتوں کو اس کے حکم کے مطابق بجالانا ہے یعنی پانچ وقت کی نمازوں کی حفاظت اور ادائیگی، دلی سوز سے ادائیگی اور توجہ کے ساتھ ادائیگی۔

کمال ادب اور محبت اور خوف سے بھری ہوئی نماز ادا کرو

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک موقع پر فرمایا:

”سو تم نمازوں کو سنوارو اور خدا تعالیٰ کے احکام کو اس کے فرمودہ کے بموجب کرو۔ اس کی نواہی سے بچے رہو۔ اس کے ذکر اور یاد میں لگے رہو۔ دعا کا سلسلہ ہر وقت جاری رکھو۔ اپنی نماز میں جہاں جہاں رکوع و سجود میں دعا کا موقعہ ہے دعا کرو اور غفلت کی نماز کو ترک کردو، رسمی نماز کچھ ثمرات مرتب نہیں لاتی۔“

رسمی نمازوں کو کوئی پھل نہیں لگتے صرف فرض پورا کرنے کے لئے کی جاتی ہے۔

”اور نہ وہ قبولیت کے لائق ہے۔ نماز وہی ہے کہ کھڑے ہونے سے سلام پھیرنے کے وقت تک پورے خشوع خضوع اور حضور قلب سے ادا کی جاوے اور عاجزی اور فروتنی اور انکساری اور گریہ وزاری سے اللہ تعالیٰ کے حضور میں اس طرح سے ادا کی جاوے کہ گویا اس کو دیکھ رہے ہو۔ اگر ایسا نہ ہو سکے تو کم از کم یہ تو ہو کہ وہ تم کو دیکھ رہا ہے۔ اس طرح کمال ادب اور محبت اور خوف سے بھری ہوئی نماز ادا کرو۔“ (ملفوظات جلد 5 صفحہ 236)

ہماری کامیابی دعاؤں سے ہی ہونی ہے

یہ ہے نماز کی حقیقت۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا ہے کہ ہماری کامیابی دعاؤں سے ہی ہونی ہے۔

پس جب ہم اپنی عملی حالتوں کی تبدیلی کے ساتھ دعاؤں اور عبادات کے اعلیٰ معیار حاصل کرنے کی کوشش کریں گے تو تبھی ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حقیقی انصار میں شمار ہو سکتے ہیں۔ تبھی ہم اپنی اگلی نسلوں کے ذہنوں میں سوال پیدا کرنے کی بجائے ان

کی اصلاح اور جماعت سے جوڑنے کا ذریعہ بن سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

اب ہم دعا کریں گے۔ دعا سے پہلے میں ایک یہ بھی بتادوں کہ اس وقت مَیں جس جگہ سے بول رہا ہوں، خطاب کر رہا ہوں یہاں ایم ٹی اے اسلام آباد کا نیا سٹوڈیو ہے اور آج پہلی دفعہ یہاں سے یہ پروگرام جاری ہو رہا ہے گویا کہ انصار اللہ کے اس اجتماع کے ساتھ اس کا افتتاح بھی ہو گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو بھی اسلام کا پیغام، دین کا پیغام پہنچانے کا ذریعہ بنائے اور پہلے سے بڑھ کر ایم ٹی اے کے ذریعہ سے دنیا میں اسلام کا حقیقی پیغام پہنچ سکے۔"

(خطاب سالانہ اجتماع مجلس انصار اللہ یوکے 8 ستمبر 2021ء الفضل انٹرنیشنل 15 اکتوبر 2021ء صفحہ 13)

کوئی نئی نئی باتیں نکالا کریں۔ زمانے کے لحاظ سے چلیں، عمر کے لحاظ سے چلیں

”حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے استفسار فرمایا: ورزش کتنے کرتے ہیں؟

نائب صدر صف دوم: حضور! اس کی رپورٹ نہیں ہے۔

حضور: لینی چاہیے رپورٹ۔ صف دوم کا مطلب ہی یہ ہے کہ active رہیں۔ جس طرح خدام الاحمدیہ میں active ہوتے تھے اسی طرح انصار میں آکر ہو جائیں۔

فرمایا:۔ مجھے یہ بتائیں کہ ان کی روحانیت بڑھانے کے لیے، ان کی صحت اچھی کرنے کے لیے ان کو خدام الاحمدیہ سے زیادہ بہتر active کرنے کے لیے آپ نے کیا پلان بنایا؟

نیز فرمایا: آپ لوگ وہی پرانی گھسی پٹی باتیں کرتے رہتے ہیں کوئی نئی نئی باتیں نکالا کریں۔ زمانے کے لحاظ سے چلیں۔ عمر کے لحاظ سے چلیں۔ دیکھیں آپ نے کس طرح چلانا ہے؟ آپ سمجھتے ہیں صف دوم کچھ نہیں۔ بس ایک چل چلاؤ کام ہے۔

وہی حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ والی بات کہ ایک خادم جب 40 سال کا ہوتے ہی انصار اللہ میں قدم رکھتا ہے تو وہ سمجھتا ہے میں بوڑھا ہو گیا ہوں اور اب جماعت کا بے کار عضو بن جاؤں۔ حالانکہ جماعت کا بیکار عضو نہیں بننا۔ صف دوم بنائی ہی اسی لیے گئی تھی کہ ابھی کار آمد عضو کو لمبا عرصہ چلایا جائے۔

سارے شعبوں پر بھی تبصرہ ہونا چاہیے

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے لوکل مجالس کی ماہانہ رپورٹس پر تبصرہ کرنے کی اہمیت بیان کرتے ہوئے قائد صاحب عمومی سے استفسار فرمایا کہ:

کتنوں کو آپ تبصرہ بھجواتے ہیں؟

قائد صاحب عمومی: حضور ہر ماہ سب کو بھجواتے ہیں۔

حضور: آپ خود بھیجتے ہیں؟ یا صدر صاحب بھیجتے ہیں؟ یا آپ کے متعلقہ قائدین بھی

بھیجتے ہیں؟

قائد صاحب عمومی: متعلقہ قائدین بھی بھیجتے ہیں لیکن قیادت عمومی ہر ایک کا علیحدہ تبصرہ بھجواتی ہے۔

حضور: ہر شعبے کے قائدین اپنے شعبے کا تبصرہ بھجواتے ہیں؟

قائد صاحب عمومی: قائد صاحب تربیت بھی بھجواتے ہیں۔ قائد صاحب تبلیغ بھی کچھ بھجواتے ہیں۔ لیکن قائد صاحب تربیت باقاعدگی سے جس طرح شعبہ عمومی بھجواتا ہے اسی طرح وہ بھی بھجواتے ہیں۔

حضور: باقی قائدین کو بھی کہیں کہ وہ خود بھی active ہوں۔

پھر اس کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے استفسار فرمایا کہ قائد عمومی کی طرف سے تبصرہ جاتا ہے یا صدر کی طرف سے جاتا ہے؟

قائد صاحب عمومی: صدر صاحب کو دکھا کر قائد عمومی کی طرف سے جاتا ہے۔

حضور: acknowledge کرتے ہیں یا پھر تبصرہ بھی کرتے ہیں؟

قائد صاحب عمومی: ایک صفحہ ہوتا ہے (جس پر) باقاعدہ تبصرہ ہوتا ہے۔

حضور: آپ نے کمال کر دیا۔ آپ لکھنے کے کھلاڑی ہیں۔ تبصرے میں کیا لکھتے ہیں؟

قائد صاحب عمومی: تبصرے میں سب سے پہلے تو یہ ہے کہ بروقت رپورٹ آئی ہے یا نہیں آئی۔

اگر نہیں آئی تو اس پر سمجھاتے ہیں کہ ضرور 10 تاریخ تک بھجوانی چاہیے اور ساتھ ہی اس میں اجلاس عاملہ اور اجلاس عام کی حاضری پر تبصرہ لکھا جاتا ہے کہ کم ہے یا زیادہ۔

اگر اچھی ہے تو اس پر appreciate کرتے ہیں اور اگر کم ہو تو اس پر سمجھایا جاتا ہے۔

حضور: اس کے علاوہ جو تربیت کا کام ہے، تعلیم کا کام ہے، مال کا کام ہے ان سارے شعبوں پر بھی تبصرہ ہونا چاہیے۔

وہی قومیں ترقی کرتی ہیں جو اپنی کمزوریوں پر نظر رکھتی ہیں

قائد صاحب مال سے گفتگو کرتے ہوئے حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: چندہ کا جو بجٹ آپ بناتے ہیں اس پر آپ کو تسلی ہے کہ وہ بجٹ صحیح طرح بن رہا ہے جو مجالس کی طرف سے آرہا ہے؟

قائد صاحب مال: حضور! ہم مختلف اجلاسات میں کوشش کرتے رہتے ہیں اور سمجھاتے بھی رہتے ہیں۔

حضور: کوشش تو آپ کرتے رہتے ہیں۔ کیا آپ کی اپنی تسلی بھی ہے کہ جو اب تک بنا ہوا ہے وہ صحیح بنا ہوا ہے؟

قائد صاحب مال: حضور! خاکسار کو پوری طرح تسلی نہیں ہے۔

حضور: گنجائش ہے نا۔ اصل بات یہ ہے کہ اپنی کمزوریوں کی طرف توجہ رکھیں تو پھر ترقی (بھی) ہوتی ہے۔ اگر صرف خوش فہمی میں مبتلا ہو جائیں تو (پھر) ترقی نہیں ہوتی۔ وہی قومیں ترقی کرتی ہیں جو اپنی کمزوریوں پر نظر رکھتی ہیں اور اس کو بہتر کرنے کی کوشش کرتی ہیں۔ صرف یہ کہہ دینا کافی نہیں کہ ہم نے اتنا کر لیا اور ہم نے اتنا کر لیا۔ اور اگر کسی نے اعتراض کر دیا تو اس پر غصے میں آ گئے۔ ہم نے ترقی کرنی ہے اور اللہ تعالیٰ کی خاطر کام کرنا ہے۔ اس لیے حقائق کو اپنے سامنے رکھنا چاہیے۔ تبھی ہم صحیح طور پر اپنا جائزہ لے سکتے ہیں۔ کم از کم ہر ایک ناصر کو پتہ ہونا چاہیے۔ وہ اپنی آمد کے مطابق لکھ دے کہ میں چندہ نہیں دے سکتا۔ اس لیے میں اتنی (آمد) پر دوں گا۔ لیکن یہ کہہ دینا کہ میری آمد اتنی ہے وہ غلط ہے اس میں پھر برکت نہیں ہوتی۔ یہ تربیت کے لحاظ سے بتانا ضروری ہے۔ اور انصار تو اس عمر کو پہنچے ہوئے ہیں کہ اب ان کی تربیت کون کرے گا؟ ہر ایک نے اپنی تربیت خود ہی کرنی ہے۔ یہ تو آپ کو پتہ ہونا چاہیے کہ چندہ کی شرح اتنی ہے اور میں اس حساب سے دوں گا۔ آپ کو یہ اجازت لے لینی چاہیے۔ ٹھیک ہے زبردستی ہم نہیں کرتے۔ ٹیکس نہیں لگاتے۔ لیکن سچائی ضرور ہونی چاہیے۔

لائحہ عمل تو ایک موٹی موٹی گائیڈ لائن ہے

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: آپ کا تبلیغ کا کیا پلان ہے ؟

قائد صاحب تبلیغ: حضور! ہمارا جو لائحہ عمل ہے اور اس لحاظ سے جو کام ہو رہا ہے۔ اس میں تبلیغی نشستیں ہیں۔

حضور: لائحہ عمل آپ کو کیا کہتا ہے ؟ کیا کام کرنا ہے ؟

قائد صاحب تبلیغ: اس سال کے لیے چھوٹی اور بڑی تبلیغی نشستیں منعقد کرنی ہیں۔ جو آن لائن ہوتی ہیں لیکن بہت کم ہو رہی ہیں۔ اس کے علاوہ انفرادی تبلیغی نشستیں ہو رہی ہیں۔

حضور: سوال یہ ہے کہ جب انصار نے بیعتیں کروائی ہیں تو مجالس سے رپورٹ منگوانا آپ کا کام ہے۔ لائحہ عمل میں لکھا ہو یا نہ لکھا ہو۔ اپنا بھی کوئی دماغ استعمال کر کے دیکھیں کہ اس میں کیا بہتری کرنی ہے۔

ضروری تو نہیں کہ لائحہ عمل کے اوپر لکیر کے فقیر کی طرح چلنا ہے۔ لائحہ عمل تو ایک موٹی موٹی گائیڈ لائن ہے اس کے علاوہ اس کی detail میں جانا اور اس پر مزید کام کرنا، پروگرام بنانا اور پلاننگ کرنا، یہ آپ کا اپنا کام ہے اور جماعتی طور پر انصار کی عمر کے جو لوگ بیعت کر کے جماعت میں شامل ہوتے ہیں تو سیکرٹری تبلیغ سے ان کی انفارمیشن لیا کریں۔ معلومات لیں (اور) پھر اپنے قائد تربیت نومبائعین کو دیں۔

صدر صاحب انصار اللہ: جی حضور! جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ حضور! خاکسار نے درخواست کرنی تھی کہ ان شاء اللہ اگلے مہینے نومبر میں ہمارا سالانہ اجتماع Mannheim میں منعقد ہو گا۔ آپ سے درخواست کی ہوئی ہے کہ ازراہ شفقت اجتماع کے آخری دنوں میں اختتامی خطاب فرما دیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ آج جو باتیں ہوئی ہیں انہی کو میرا خطاب سمجھ لیں۔ مجلس انصار اللہ انگلستان کو میں نے جو خطاب کیا تھا وہ ان کو سنا دیں۔

ہمارے ہاں کام کرنے کی بھی اور دعائیں کرنے کی بھی کمزوری ہے

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اس میں سے پوائنٹس نکالیں اور وہ ان کو بھجوائیں۔ سوال جواب کوئی فائدہ نہیں دیتے جب تک عمل نہ کریں۔ اپنی پوری کوشش کریں اور عمل کریں۔ پھر دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس کوشش کے بہتر نتائج پیدا کرے۔ اور پھر معاملہ اللہ پر چھوڑ دیں۔ ہمارے ہاں کام کرنے کی بھی اور دعائیں کرنے کی بھی کمزوری ہے۔ پہلے دونوں طرف کی کمزوریوں کو دور کریں پھر ہی ہم کچھ کہہ سکتے ہیں کہ ہم نے کچھ کیا ہے۔“

(آن لائن ملاقات نیشنل عاملہ مجلس انصار اللہ و ناظمین علاقہ جرمنی مؤرخہ 24 ستمبر 2021ء بحوالہ الفضل انٹرنیشنل 5 اکتوبر 2021ء صفحہ 2)

اپنی زندگی متقیانہ بنائیں تو نیک اولاد کی خواہش نتیجہ خیز ہوگی

”پیارے ممبران مجلس انصاراللہ بھارت

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے یہ جان کر بہت خوشی ہوئی ہے کہ مجلس انصاراللہ بھارت کو اپنا سالانہ اجتماع منعقد کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے ہر لحاظ سے کامیاب اور بابرکت فرمائے اور اسے نیک نتائج سے نوازے۔ آمین

مجھ سے اس موقع پر پیغام بھجوانے کی درخواست کی گئی ہے۔ میں اس موقع پر آپ کو چند ضروری نصائح کرنا چاہتا ہوں۔

آج دنیا خاص طور پر دوسرے مسلمان شدید بے چینی میں مبتلا ہیں کہ ان کو کوئی ایسی لیڈر شپ ملے جو ان کی راہنمائی کرے۔ لیکن آپ پر اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا ہوا ہے کہ زمانے کے امام کی بیعت میں آکر راہنمائی مل رہی ہے۔ خلافت سے وابستہ رہنے سے نیکیوں پر قائم رہنے کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کے یہ سب فضل تقاضا کرتے ہیں کہ توجہ دلانے پر ہر برائی سے بچنے کا عہد کرتے ہوئے لبیک کہتے ہوئے آگے بڑھیں۔ نیکیوں پر خود بھی قدم ماریں اور اولاد کو بھی اس پر چلنے کی تلقین کریں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی پیاری جماعت کو تقویٰ شعاری اور تربیتِ اولاد کی نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ”صالح اور متقی اولاد کی خواہش سے پہلے ضروری ہے کہ وہ خود اپنی اصلاح کرے اور اپنی زندگی کو متقیانہ بناوے تب اس کی ایسی خواہش ایک نتیجہ خیز خواہش ہوگی اور ایسی اولاد حقیقت میں اس قابل ہوگی کہ اس کو باقیات صالحات کا مصداق کہیں۔“

آپؑ مزید فرماتے ہیں:

”میری اپنی تو یہ حالت ہے کہ میری کوئی نماز ایسی نہیں ہے جس میں اپنے دوستوں اور اولاد اور بیوی کے لئے دعا نہیں کرتا۔ بہت سے والدین ایسے ہیں جو اپنی اولاد کو بری عادتیں

سکھا دیتے ہیں۔ ابتداء میں جب وہ بدی کرنا سیکھتے ہیں تو ان کو تنبیہ نہیں کرتے، نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ دن بدن دلیر اور بے باک ہوتے جاتے ہیں... اللہ تعالیٰ نے اولاد کی خواہش کو اس طرح پر قرآن میں بیان فرمایا ہے رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّ اجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا (الفرقان:75)

یعنی خدا تعالیٰ ہم کو ہماری بیویوں اور بچوں سے آنکھ کی ٹھنڈک عطا فرماوے اور یہ تب ہی میسر آسکتی ہے کہ وہ فسق وفجور کی زندگی بسر نہ کرتے ہوں بلکہ عبادالرحمٰن کی زندگی بسر کرنے والے ہوں اور خدا کو ہر شے پر مقدم کرنے والے ہوں اور آگے کھول کر کہہ دیا کہ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا اولاد اگر نیک اور متقی ہو تو یہ ان کا امام ہی ہوگا۔ اس سے گویا متقی ہونے کی بھی دعا ہے۔" (ملفوظات جلد دوم صفحہ 309 تا 312)

خلافت کی مکمل اطاعت کی روح پیدا کریں

پس نیک نمونہ ،اولاد کی نیک تربیت اور ان کے لئے دعا کو اپنا روزمرہ معمول بنالیں۔ پھر یہ بھی ہمیشہ یاد رکھیں کہ انصاراللہ کا ایک بہت بڑا کام جیسا کہ آپ کے عہد میں بھی ہے، خلافت کی حفاظت کرنا ہے۔

دعائیں کرتے ہوئے، اللہ تعالیٰ کے فرائض کی مکمل ادائیگی کرتے ہوئے اپنے اور اپنے بیوی بچوں میں خلافت کی مکمل اطاعت کی روح پیدا کریں۔

اس جذبے کو بڑھائیں، سطحی نظر سے نہ دیکھیں کہ مومنین کی جماعت سے انعام کا وعدہ ہے۔ ان الفاظ پر غور کریں کہ کن سے خلافت کا وعدہ ہے۔

اپنے معیار ایسے بلند کریں جو ایک حقیقی مومن کے ہونے چاہئیں تاکہ آپ بھی انہی لوگوں کی صف میں شامل رہیں جن سے اس انعام کا وعدہ ہے۔

اپنے بچوں کو مسجدوں کے ساتھ، نماز سنٹروں کے ساتھ جوڑیں، انہیں دین کا علم حاصل کرنے کی طرف توجہ دلائیں۔ قرآن کریم پڑھنے کی طرف توجہ دلائیں۔

پھر نوجوانی میں قدم رکھنے کے بعد بچے باہر وقت گزارتے ہیں، اس وقت وہ ماؤں کے ہاتھوں میں نہیں رہتے، تو ان سے بھی ایسے دوستانہ تعلقات رکھیں کہ جب وہ گھر میں آئیں تو باہر کی باتیں آپ سے discuss کریں۔ انہیں پھر اچھے بُرے کا فرق سمجھائیں۔ اچھا کیا ہے، بُرا کیا ہے۔

اس طرح کوشش کر کے جب آپ اپنی اگلی نسل کو سنبھالیں گے۔ تو ان مومنین میں شمار ہوں گے جن کے ساتھ خلافت کا وعدہ ہے۔

اللہ تعالیٰ آپ کو نیکی اور تقویٰ میں ترقی کرنے اور اولاد کی نیک تربیت کرنے کی توفیق دے اور خلافت کی برکات سے بھرپور متمتع فرمائے۔ اللہ آپ کے ساتھ ہو۔ آمین''

(پیغام بر موقع سالانہ اجتماع مجلس انصار اللہ بھارت 2021ء الفضل انٹرنیشنل 16 نومبر 2021ء صفحہ 12)

ہم تبلیغ صرف اپنی تعداد بڑھانے کے لئے نہیں کرتے

”حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ دیکھیں، ہم تبلیغ صرف اپنی تعداد بڑھانے کے لئے نہیں کرتے، کسی کو اسلام احمدیت قبول کرنے کی دعوت دینے کا کیا فائدہ، اگر اس میں اپنی اصلاح کی قوت ارادہ ہی نہ ہو؟ اسلام اور دین ہے کیا؟ دین آپ سے یہ چاہتا ہے کہ آپ اپنی اصلاح کریں، اللہ کے سامنے جھکیں اور اس کے حقوق ادا کریں۔ اس کے علاوہ آپ کے بعض اخلاقی فرائض بھی ہیں جو اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے تعلق رکھتے ہیں۔ تو آپ ان سے کہہ دیں کہ یہ اسلام کی تعلیمات ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر آپ نے اپنی زندگی کی حفاظت کرنی ہے تو صرف یہ سوچ کر نہیں کرنی کہ یہی دنیاوی زندگی ہی (ایک) زندگی ہے، آپ کو ایک اور زندگی کا سامنا کرنا ہوگا جو کہ ابدی زندگی ہے۔ وہاں آپ اپنے تمام اعمال کے لئے اللہ تعالیٰ کے سامنے جواب دہ ہوں گے۔ اگر آپ نے اچھے کام کئے ہیں تو جزا ملے گی اور اگر برے کام کئے ہیں تو سزا ملے گی۔ یوں آپ کو اس بات کو سمجھنا ہوگا کہ یہ زندگی ابدی زندگی نہیں ہے اور آپ کو ہمیشہ آنے والی زندگی کو اپنے سامنے رکھنا ہوگا جو کہ حیات بعد الموت ہے۔ اور وہاں آپ کو اپنے اعمال کے لئے جوابدہ ہونا پڑے گا۔ اگر وہ اس بات کو سمجھ لیں تو انہیں اسلام احمدیت ضرور قبول کر لینی چاہیے اور اپنی اصلاح کی کوشش کرنی چاہیے۔ بصورت دیگر اسلام احمدیت میں محض لوگوں کا اضافہ کرنے کا کیا فائدہ ہو سکتا ہے اور وہ کسی کام کے نہیں۔ ورنہ وہ آپ کے نظام کو ہی خراب کر دیں گے۔ جو وہ چاہیں گے وہی کریں گے۔ وہ clubs اور casinos میں جائیں گے۔ شراب پئیں گے اور زنا کریں گے۔ اس کے علاوہ بھی بہت سے گناہ ہیں جو ان کے نزدیک غیر اخلاقی نہیں ہیں اور ان کی زندگی کا حصہ ہیں۔ لیکن شریعت اور اسلام میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان تمام برائیوں کو چھوڑنا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کا ضابطہ اخلاق، انسانوں کے بنائے ہوئے اخلاقی ضوابط سے الگ ہے۔ آپ ان کو بتا دیں کہ انہیں اس بات کو سمجھنا ہوگا کہ ایک اور زندگی ہے جو موت کے بعد ملے گی، جو اَبدی زندگی ہے۔ اگر وہ اس بات کو سمجھ لیں تو ٹھیک ہے ورنہ تعداد بڑھانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ ٹھیک ہے؟

تبلیغ کے لئے ہر ایک سے انفرادی ملاقات اور تعلق رکھنے کی ضرورت ہے

”ملک میں بھرپور تبلیغی مساعی کے بارے میں حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ آپ کو لوگوں کے ساتھ ذاتی تعلقات بڑھانے اور تبلیغ کے لئے ہر ایک سے انفرادی ملاقات اور تعلق رکھنے کی ضرورت ہے۔ لوگوں کو دعوت دیں اور ذاتی تعلقات بنائیں۔ یہ صرف لوگوں کے ساتھ ذاتی تعلقات بنانے پر ہی منحصر ہے کہ آپ بھرپور رنگ میں تبلیغ کر سکتے ہیں۔ بصورت دیگر محض leaflets کی تقسیم کافی نہیں ہے، جب تک آپ کو یہ پتہ نہ لگے کہ کس نے انہیں پڑھ لیا ہے اور اس کے ساتھ کیسا سلوک کیا ہے۔ leaflets بہت سے ذرائع میں سے ایک ذریعہ ہے۔ آپ کو ہر راستہ پر قدم مارنا چاہیے تاکہ آپ کو پتہ چلے کہ آپ کے حالات کے مطابق آپ کس طرح بہترین رنگ میں تبلیغ کر سکتے ہیں۔

ایک مبلغ سلسلہ نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں عرض کیا کہ انہوں نے حال ہی میں ایک سائیکلنگ کلب جانا شروع کیا ہے تاکہ لوکل لوگوں سے رابطہ بڑھا سکیں اور ارد گرد کے احباب کو تبلیغ کرنے کے لئے مزید راستے کھل سکیں۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ دیگر نوجوانوں کو بھی ایسے clubs میں جانے کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیے جہاں وہ لوکل لوگوں سے مل جل سکیں اور اپنے ایمان پر بھی قائم رہیں اور یوں اپنے تعلقات بڑھا کر لوگوں کو اسلام کی پرامن تعلیمات سمجھا سکیں۔“

(ملاقات نیشنل مجلسِ عاملہ آئرلینڈ مؤرخہ 24 اکتوبر 2021ء بحوالہ الفضل انٹرنیشنل 16 نومبر 2021ء صفحہ 2)

کیا ہمارے عمل اور اعتقاد میں کوئی تضاد تو نہیں

''پیارے ممبران مجلس انصاراللہ جرمنی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے یہ جان کر بہت خوشی ہوئی ہے کہ مجلس انصاراللہ جرمنی کو اپنا سالانہ اجتماع منعقد کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے ہر لحاظ سے کامیاب اور بابرکت فرمائے اور اسے نیک نتائج سے نوازے۔ آمین

مجھ سے اس موقع پر پیغام بھجوانے کی درخواست کی گئی ہے۔ میرا پیغام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ہم پر یہ احسان ہے کہ اُس نے اس زمانے میں جس شخص کو دنیا کی اعتقادی اور عملی اصلاح کے لئے بھیجا، ہم اُس کے ماننے والے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کا مقصد تو طبیعتوں میں ایک انقلاب پیدا کرکے چودہ سو سال کے عرصے میں جن اندھیروں نے دلوں پر قبضہ کرلیا تھا، اُنہیں روشنیوں میں بدلنا تھا۔

پس ہمیں اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ کیا ہم اُن معیاروں کو حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ جو ہمارے بڑوں نے کئے، چاہے وہ صحابہ تھے یا اُن کے بعد ہونے والے احمدی تھے۔ یہ دیکھنے کی ضرورت ہے کہ کیا ہمارے عمل اور اعتقاد میں کوئی تضاد تو نہیں؟ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے عہد اور نعرے صرف وقتی جذبات تو نہیں؟

جن شرائط پر ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کی ہے اُن کو اپنی زندگی کا حصہ بنانے کے لئے ہم عملی کوشش بھی کر رہے ہیں کہ نہیں؟ قرآنِ کریم میں نماز کی بار بار تاکید کی گئی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس کی اہمیت کی طرف بار بار توجہ دلائی ہے۔ شرائط بیعت کی تیسری شرط میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی ہم سے یہ عہد لیا ہے کہ:

''بلا ناغہ پنجوقتہ نماز موافق حکم خدا اور رسول ادا کرتا رہے گا''۔ (ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 564)

یہاں صرف یہی نہیں فرمایا کہ عہد کرو کہ نمازیں ادا کرو گے، بلکہ پنجوقتہ نماز اور ان کی ادائیگی موافق حکم خدا اور رسول ہے۔

ہمیشہ یاد رکھیں کہ صرف ہمارا اعتقاد ہمیں نہیں بچائے گا، نہ ہمارا اعتقاد انقلابی تبدیلیاں لائے گا بلکہ ہمارے عمل ہیں جو انقلاب لائیں گے انشاء اللہ۔ پس خلافت کے ہاتھ مضبوط کرنے کے لئے ہر احمدی کا فرض بنتا ہے کہ اپنی نمازوں کی طرف توجہ دے تا کہ وہ انقلاب جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ وابستہ ہے، جس کے نتیجے میں دنیا کی اکثریت نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع ہونا ہے، وہ جو دعاؤں کے ذریعے سے عمل میں آنا ہے، وہ عمل میں آئے۔

ایک احمدی نے اپنے عہد میں، عہدِ بیعت میں اس بات کا اقرار کیا ہوا ہے کہ اس نے تقویٰ میں ترقی کرنی ہے، تمام اعلیٰ اخلاق اپنانے ہیں، اس لئے آپ سب کو خاص طور پر یہ سوچ اپنے اندر بہت زیادہ پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ انصار اللہ ہیں۔ ایک ایسی عمر ہے جو نَحۡنُ اَنۡصَارُ اللّٰہِ کا اعلان کرتے ہیں۔

عہدِ بیعت کا خلاصہ

عہدِ بیعت کا خلاصہ کیا ہے؟ شرک سے اجتناب کرنا، جھوٹ سے بچنا، لڑائی جھگڑوں اور ظلم سے بچنا، خیانت سے بچنا، فساد اور بغاوت سے بچنا، نفسانی جوش کو دبانا، پانچ وقت نمازوں کی ادائیگی کرنا، تہجد کی ادائیگی کی طرف توجہ دینا، استغفار دعاؤں اور درود کی طرف توجہ دینا، تسبیح و تحمید کرنا، تنگی اور آسائش ہر حالت میں خدا تعالیٰ سے وفا کرنا، قرآنِ شریف کے احکامات پر عمل کرنا، تکبر نخوت سے پرہیز کرنا، عاجزی اور خوش خلقی کا اظہار کرنا، ہمدردی خلق کا جذبہ اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر اپنے اندر پیدا کرنا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کامل اطاعت کا جُوا اپنی گردن پر ڈالنا۔ یہ ہے خلاصہ شرائطِ بیعت کا اور یہ کم از کم معیار ہے جس کی ایک احمدی سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے توقع فرمائی ہے۔

اللہ تعالیٰ کرے کہ ہم آپ کی توقعات اور تعلیمات پر عمل کرنے والے ہوں اور ہماری

ایک کے بعد دوسری نسل توحید کے قیام اور عبادتوں کے معیار قائم کرنے کی بھرپور کوشش کرتی چلی جائے۔ آمین۔“

(پیغام برموقع سالانہ اجتماع مجلس انصاراللہ جرمنی 2021ء الفضل انٹرنیشنل 17دسمبر 2021ء صفحہ 13)

ممبرانِ مجلس عاملہ کے اپنے مثالی نمونے کی اہمیت

”حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ممبران مجلس عاملہ کو بھرپور توجہ دلائی کہ قبل اس کے کہ وہ دوسروں سے توقع کریں انہیں اپنے مثالی نمونے کے ذریعہ مجلس (انصار اللہ) کے جملہ پروگراموں میں شمولیت اختیار کرنی چاہیے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اگر ہر سطح پر ممبران مجلس عاملہ ان پروگرامز میں شمولیت اختیار کریں تو شاملین کی تعداد میں اچھا خاصا اضافہ ہو سکتا ہے اور دیگر ممبران بھی نتیجۃً زیادہ فعال ہو جائیں گے۔

دعا کے بغیر تو کام میں برکت نہیں پڑ سکتی

ہر سطح کے ممبران مجلس عاملہ کو پنجوقتہ نماز باجماعت ادا کرنے کے حوالہ سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ دعا کے بغیر تو کام میں برکت نہیں پڑ سکتی۔ اگر ان کا خیال ہے کہ ان کی اپنی لیاقت کی وجہ سے، ان کے اپنے علم کی وجہ سے، ان کی اپنی محنت کی وجہ سے کام میں کوئی برکت پڑ جائے گی تو وہ نہیں پڑ سکتی جب تک دعا ساتھ نہ ہو۔ اس لئے یہ چیزیں اچھی طرح ذہنوں میں ڈالیں۔

نماز تو سو فیصد ہونی چاہیے

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ میٹنگز کا کوئی فائدہ نہیں جب تک نتیجہ سامنے نہیں آتا۔ سو فیصد نماز۔ نماز تو سو فیصد ہونی چاہیے۔ ایک عام مسلمان آدمی کو سو فیصد نماز پڑھنے والا ہونا چاہیے کجا یہ کہ عاملہ کے ممبران کہہ دیں کہ جی ہم نے اتنے پرسنٹ (فیصد) پڑھی تو وہ بڑا اچھا رزلٹ ہو گیا۔ یہ تو اچھا رزلٹ نہیں ہے۔

جب آپ لوگ ایک دفعہ یہاں آئے تھے تو یہاں یوکے کا اجتماع ہو رہا تھا۔ اس وقت میں نے اس اجتماع پر جو میرا آخری خطاب تھا، میرا خیال ہے اس وقت بھی آپ لوگوں کو یہ توجہ دلائی تھی کہ نمازوں کی طرف توجہ دیں... حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اس تقریر کو دوبارہ سن لیں۔

نو مسلم نو مبائعین کو سورہ فاتحہ اور اس کا ترجمہ اور نماز پڑھنی سکھائیں

قائد تربیت نو مبائعین سے گفتگو فرماتے ہوئے جو نو مبائعین کی اخلاقی تربیت کے ذمہ دار ہیں، حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ ایسے نو مبائعین جو پہلے مسلمان نہیں تھے انہیں سورۃ الفاتحہ عربی اور اس کا ترجمہ سکھانا چاہیے اور انہیں نماز پڑھنی بھی سکھانی چاہیے۔

شعبہ تبلیغ کے ٹارگٹ بہت بلند ہونے چاہئیں

قائد تبلیغ سے گفتگو فرماتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ ان کے ٹارگٹس بہت بلند ہونے چاہئیں، صرف تب ہی وہ اپنے مقاصد کو پورا کر سکتے ہیں۔

ایسے لوگ تلاش کریں جو دین کی خدمت کا جذبہ رکھتے ہیں

ایسے لوگ تلاش کریں جو دین کی خدمت کا جذبہ رکھتے ہیں ایسے لوگ تلاش کریں جو دین کی خدمت کا جذبہ رکھتے ہیں

ایک ممبر مجلس انصار اللہ نے سوال کیا کہ بعض دوستوں کو جب کوئی ذمہ داری دینے کی کوشش کرتے ہیں تو وہ آگے سے معذرت کر لیتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ آپ ذمہ داری دینے کی کوشش کرتے ہیں، وہ معذرت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اب یہی تو آپ کے لئے چیلنج ہے کہ کس کی کوشش کامیاب ہوتی ہے۔

بات یہ ہے کہ پہلے دیکھا کریں کہ انسان کوئی ذمہ داری اٹھانے والا ہے بھی کہ نہیں۔ قحط الرجال تو کوئی نہیں پڑا ہوا۔ وہاں لوگوں کی کمی تو کوئی نہیں ہے۔ کینیڈا میں لوگ تلاش کریں۔ بعض لوگ، آپ سمجھتے ہیں کہ باتیں کرنے والے بڑے ہیں تو ان کو ذمہ داری دو۔ بعض لوگ ہوتے ہیں صرف باتیں کرنے والے۔ دوسروں کے کام پہ تنقید کرنے والے اور مشورے دینے والے کہ اس کو اس طرح ہونا چاہیے اور اس کو اس طرح ہونا چاہیے۔ جب آپ ان کو کہیں کہ اچھا آؤ بھئی سامنے آؤ، تم کام کرو۔ تو کہتے ہیں نہیں نہیں نہیں میرے پاس وقت نہیں ہے۔ ان

لوگوں کی عادت ہوتی ہے۔ صرف انہوں نے باتیں کرنی ہیں۔ اس لئے آپ لوگوں کو پریشان ہونے کی ضرورت کوئی نہیں۔ ہاں نئے نئے لوگ تلاش کریں، نئے آنے والے تلاش کریں۔

اب یہاں بھی میں نے دیکھا ہے بعض انصار آپ نے صف دوم کے لئے ہوئے ہیں۔ اگر بڑی عمر کے نہیں آتے تو صف دوم کے انصار کو کہیں کہ وہ آگے آئیں، ان سے کام لیں۔ آپ کی سیکنڈ لائن بھی تیار ہو جائے گی اور ان کی ٹریننگ بھی ہو جائے گی۔ اسی طرح آپ نے جو ایڈیشنل لگائے ہوئے ہیں ان کے ساتھ بہت سارے نائبین بھی لگائے جاسکتے ہیں۔ تو اس طرح بھی تربیت ہو جائے گی۔ تو آئندہ آپ کو کام کرنے والے لوگ مل جائیں گے۔

تو زبردستی تو آپ کسی سے کام نہیں لے سکتے۔ اور معیار کیا ہے آپ کا، کیوں آپ ان کو زبردستی دینے کی کوشش کرتے ہیں؟ جس کی خواہش ہی نہیں کہ دینی خدمت کرے اس سے زبردستی آپ خدمت نہیں لے سکتے اس لئے ایسے لوگ تلاش کریں جو واقعی دین کی خدمت کا جذبہ رکھنے والے ہوں، صرف باتیں کرنے والے نہ ہوں۔

آپ لوگ باتوں سے متاثر ہو جاتے ہیں، باتوں سے متاثر نہ ہوا کریں لوگوں کا، ہر شخص کا پہلے اچھی طرح گہرائی میں جا کے غور سے مطالعہ کیا کریں اور پھر دیکھیں کہ ہاں اس سے کس قسم کا کام لیا جاسکتا ہے اور پھر کام لینے کی کوشش کریں۔

جوانوں کے جوان بننا ہے تو اس طرح بنیں کہ اپنی activities کو تازہ رکھیں

قائد صاحب صحت جسمانی نے سوال کیا کہ تھوڑا سا ایک چیلنج ہے کہ جو خدام الاحمدیہ سے صف دوم میں نئے انصار آتے ہیں ان کی طرف سے کافی push ہوتی ہے کہ ہمیں سپورٹس ٹیم میں جیسے کہ خدام الاحمدیہ میں وہ کھیلتے آرہے ہیں ان کے لئے اس طرح کی کوئی سہولت مہیا کی جائے۔ اس سلسلہ میں حضور آپ کی کوئی رائے ہو۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ انتظام ہونا چاہیے۔ اس لئے کہ سوال یہ ہے کہ جب وہ آتے ہیں اور کھیلنا چاہتے ہیں اور ان کی خواہش ہے تو انصار اللہ کا کام ہے ان کو گراؤنڈ مہیا کریں جس طرح خدام الاحمدیہ کرتی ہے انتظام۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ

عنہ نے یہی تو فرمایا تھا کہ مجھے سمجھ نہیں آتی۔ ایک شخص جب تک خادم ہوتا ہے بڑا اچھا active ہوتا ہے، کام کر رہا ہوتا ہے اور جو نہی وہ چالیس سال کا ہوتا ہے، انصاراللہ میں داخل ہوتا ہے تو اس میں سستی پیدا ہونی شروع ہو جاتی ہے۔ اس لئے اگر وہ چاہے بھی کہ میرے میں سستی پیدا نہ ہو تو انصار اللہ کے جو بڈھے بیٹھے ہوئے ہیں وہ اس کو سست کرنے میں بڑا کردار ادا کرنے لگ جاتے ہیں۔ اب 48 کی کوئی عمر تو نہیں ہے کہ آپ کہہ دیں میرا کھیلنے کو دل نہیں چاہتا۔ لوگ پچپن پچپن، ساٹھ ساٹھ سال تک کچھ نہ کچھ کھیلتے رہتے ہیں کوئی نہ کوئی گیم، (soccer فٹ بال) نہ کھیلیں تو بیڈ منٹن کھیل لیں۔ وہ نہیں تو سائیکلنگ کر لیں۔ واک کر لیں، جاگنگ کریں۔

صفِ دوم اس لئے بنائی گئی تھی۔ ان کی ٹیمیں بنائیں، ان کے فٹ بال کی ٹیمیں بنائیں ان کی دوسری کھیلوں کی ٹیمیں بنائیں، ان سے کِھلوائیں، ان کے لئے activities کا سامان مہیا کریں۔ تو یہ تو صدر صاحب صفِ دوم کا بھی کام ہے ناں، مولانا صاحب آپ بھی اپنی ہمت کریں اور مہیا کریں ان کو۔ ان کے لئے سہولتیں مہیا کرنا یہ آپ لوگوں کا کام ہے تاکہ وہ کھیلیں کیوں سست بناتے ہیں آپ لوگ۔

تو ابھی تو آپ لوگ جوان ہیں اتنی جلدی آپ لوگوں نے یہ سوچ لیا کہ ہم چالیس سال کے ہو گئے ہیں، ہم بوڑھے ہو گئے۔ اس لئے صف دوم بنائی گئی تھی کہ آپ بوڑھے نہیں ہوئے۔ پچپن ساٹھ سال تک تو آپ بوڑھے کوئی نہیں۔ پچپن سال کے بعد سوچا جائے گا کہ ہاں بوڑھے ہوئے بھی ہیں کہ نہیں۔

تو جوانوں کے جوان بنا ہے تو اس طرح بنیں کہ اپنی activities کو تازہ رکھیں جو خدام الاحمدیہ میں کرتے آئے ہیں، ان کو انصار اللہ میں بھی جاری رکھیں۔"

(ملاقات نیشنل عاملہ مجلس انصار اللہ کینیڈا 6 نومبر 2021ء الفضل انٹرنیشنل 23 نومبر 2021ء صفحہ 3)

تبلیغ کریں اور مجالس اور جماعتیں قائم کریں

”قائد صاحب عمومی سے مخاطب ہوتے ہوئے حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے استفسار فرمایا کہ آپ کی کل مجالس کتنی ہیں امریکہ میں؟ انہوں نے بتایا کہ 61 مجالس ہیں۔ حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ آپ کی کل سٹیٹس 50 ہیں اور مجالس صرف 61 ہیں۔ آپ کی کل مجالس تو سٹیٹس کے مقابل پر دس گنا ہونی چاہئیں۔ اس لئے 500 مجالس کیوں نہیں ہیں۔ اس پر انہوں نے بتایا کہ بعض سٹیٹس میں مجالس نہیں ہیں اور بعض میں ایک سے زیادہ ہیں۔ اس پر حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا یہ آپ کا کام ہے اور آپ کے ... تبلیغ کا کام ہے کہ تبلیغ کریں اور وہاں مجالس اور جماعتیں قائم کریں۔

صفِ دوم کے انصار کو باقاعدہ ورزش کرنی چاہیے

نائب صدر صف دوم (عمر 40 سے 54 سال) سے گفتگو فرماتے ہوئے حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ورزش کی اہمیت کو اجاگر فرمایا نیز فرمایا صف دوم کے انصار کو باقاعدہ ورزش کرنی چاہیے اور جب ممکن ہو سکے سائیکل پر کام پر جانا چاہیے تاکہ آلودگی کو کم کیا جا سکے۔

نوکری کے حوالے سے پریشان احباب کی مدد کیسے کرنی ہے؟

ایک دوسرے ممبر عاملہ سے مخاطب ہو کر حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے توجہ دلائی کہ ایسے احمدی مسلمانوں کو ہنر اور ٹریننگ دینی چاہیے جنہیں نوکری ڈھونڈھنے میں مشکلات کا سامنا ہے خاص طور پر ایسے (احباب) جو مہاجر ہیں۔ حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ جو احباب نوکری کے حوالہ سے پریشان ہیں ان کو ایسے احمدیوں کے ساتھ منسلک کرنا چاہیے جن کا اپنا کاروبار ہے تاکہ وہ ایک دوسرے کی مدد کر سکیں۔

پنجوقتہ نمازیں نہ ادا کرنے والوں سے سوال

قائد صاحب تربیت سے مخاطب ہو کر حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اس سال آپ کا کیا پلان ہے؟ اس پر انہوں نے عرض کی کہ اس سال دو پروگرام ہیں پہلا تو یہ کہ

سو فیصد انصار اپنی پنجوقتہ نمازیں ادا کرنے والے ہوں۔ اس پر حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ کیا آپ نے ایسے انصار سے جو پنجوقتہ نمازیں ادا نہیں کر رہے پوچھا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حضور نماز نہ پڑھنے کا کیا عذر پیش کرتے ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ حضور ہر دو ماہ بعد ہم عشرہ صلوٰۃ مناتے ہیں اور اس دوران خاص طور پر جملہ ممبران کو بلاتے ہیں اور انہیں مسجد لانے کی کوشش کرتے ہیں۔ حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اس عمر میں انصار کو کم از کم اللہ تعالیٰ کو کسی بھی دوسری چیز سے زیادہ یاد رکھنا چاہیے۔

ہمیں اپنا پیغام پھیلانے کیلئے ہمیشہ نئے ذرائع اور طریقے تلاش کرنے چاہئیں

قائد صاحب تبلیغ نے بتایا کہ سوشل میڈیا پر انصار احباب اس لئے تبلیغ نہیں کر رہے یا تذبذب کا شکار ہیں کہ اس کی وجہ سے لوگ بانی جماعت احمدیہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو گالیاں نکالیں گے اور فائدہ کی بجائے اس کا زیادہ نقصان ہو گا۔

اس پر حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اگر کوئی ایک شخص بھی ہدایت پا جائے تو آپ نے اپنا مقصد پا لیا۔ تو صرف اس وجہ سے آپ کی تبلیغی سرگرمیاں رکنی نہیں چاہئیں۔ بہت سے لوگ ایسے ہیں جو صبح سے شام تک ہمیں گالیاں دیتے ہیں۔ اگر آپ پاکستان چلے جائیں تو آپ کو احمدیوں کے بارے میں غیر احمدیوں کی مسجدوں سے صرف گالیاں اور لعنتیں سننے کو ملیں گی۔ تو کیا ہم اس وجہ سے اپنا کام بند کر دیں؟ اس لئے یہ کوئی معقول وجہ نہیں ہے۔ ہم نہیں جانتے کہ یہ کووڈ کی وبا کب تک رہے گی تو ہم اس وبا کی وجہ سے اپنا کام تو نہیں روک سکتے۔ ہمیں اپنا پیغام پھیلانے کے لئے ہمیشہ نئے ذرائع اور طریقے تلاش کرنے چاہئیں۔

انصار کی صحت کے لئے پروگرام کی ضرورت

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے قائد صاحب صحت جسمانی سے استفسار فرمایا کہ آپ نے اپنی صحت کے علاوہ انصار کی صحت کے لئے بھی کوئی پروگرام بنایا ہے؟ اس پر انہوں نے عرض کی کہ جی حضور نائب صدر صف دوم کے ساتھ یہ پروگرام بنایا ہے کہ کم از کم 35 فیصد یا

اس سے زیادہ انصار باقاعدگی کے ساتھ ورزش کریں۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اچھا۔ کتنے ممبران عاملہ ورزش کرتے ہیں انہوں نے بتایا کہ رپورٹس کے اعداد و شمار کے مطابق اکثر ممبران عاملہ ورزش کرتے ہیں۔ جن میں سے بعض سائیکل چلاتے ہیں جبکہ دوسرے دوڑ لگاتے ہیں۔

ایمان کو بڑھائیں۔ صحیح تربیت کریں

ناظم اعلیٰ صاحب Great Lakes ریجن نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے سوال پوچھا کہ عمومی طور پر زعماء میں یہ تصور پایا جاتا ہے کہ جماعت کے 30 فیصد افراد کا جماعت کے ساتھ مضبوط تعلق ہوتا ہے جبکہ 70 فیصد کا تعلق بس پورا پورا ہوتا ہے۔ مجلس عاملہ اس تصور کو بدلنے میں کیا کردار ادا کر سکتی ہے؟

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اس کے لئے ایک مستقل کوشش درکار ہے۔ ہم زبردستی تو نہیں کر سکتے۔ اس کا انحصار ان کے ایمان پر ہے۔

سیکرٹری تربیت کا یہ کام ہے کہ وہ ایمان کو بڑھائیں۔ صحیح تربیت کریں۔ پھر ہر سطح پر متعلقہ ناظمین تربیت کو یہ کام کرنا چاہیے۔ یوں یہ ایک مجموعی کوشش ہے ہر ناظم تربیت قائد تربیت اور دیگر متعلقہ شعبہ کی۔ یہی ہے جو ہم کر سکتے ہیں۔ ہم ان کو مجبور نہیں کر سکتے۔ اس کا ان کے ایمان کے ساتھ تعلق ہے۔

اگر ایمان پختہ ہے، اگر آپ کو یقین ہے کہ یہ وہ موعود جماعت ہے، جس کی بنیاد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ رکھی جانی تھی۔ جیسے ہی ان کو اس حقیقت کا احساس ہو جائے تو وہ خود بخود فعال ہو جائیں گے۔ اس لئے انہیں اس حقیقت کا احساس دلائیں۔“

(ملاقات نیشنل عاملہ مجلس انصار اللہ امریکہ 4 دسمبر 2021ء الفضل انٹرنیشنل 24 دسمبر 2021ء صفحہ 2)

مجبوریوں کی وجہ سے چندہ نہ دے پانے والوں کیلئے ہدایت

"حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سیکرٹری صاحب مال سے ایسے احباب کے بارہ میں جو کہتے ہیں کہ وہ بعض مجبوریوں کی وجہ سے چندہ نہیں دے سکتے فرمایا کہ ٹھیک ہے ان کو توجہ ہی دلانا ہے اور اس کے علاوہ تو نہیں کر سکتے۔ ان سے کہیں دیکھو تمہاری مجبوریاں ہیں تم نہیں چندہ دے سکتے تو نہ دو لیکن کم از کم نظام جماعت کو بتادو کہ میں اس شرح سے یا کم شرح سے چندہ دے سکتا ہوں۔ ان کو یہ کہیں اگر ٹوٹل معاف کرانا ہے تو بھی، اگر حالات ایسے ہیں تو معاف ہو جائے گا لیکن اگر کم شرح سے دینا ہے تو پھر بھی دینا چاہیے تو ایمانداری کا تقاضا تو یہی ہے کہ یہ بتایا جائے۔ آپ ان کو آہستہ آہستہ پیار سے سمجھاتے رہا کریں۔ سمجھانا ہی ہمارا کام ہے اس سے زیادہ ہم کچھ نہیں کر سکتے۔

سیکرٹری صاحب مال نے بتایا کہ احباب جماعت ایسی درخواست لکھنے سے جھجکتے ہیں اور ان کو شاید شرمندگی محسوس ہوتی ہے۔

اس پر حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ ان سے کہیں مجھے براہ راست خط لکھ دیا کریں۔ وہ آپ کو نہ دیا کریں وہ مجھے براہ راست لکھا کریں۔

بنیادی چیز نماز ہے

سیکرٹری صاحب تعلیم القرآن نے عرض کیا کہ احمدیوں کی اکثریت روزانہ تلاوت قرآن کریم کی عادی ہے لیکن بعض افراد ایسے ہیں جو تھوڑے سست ہیں تو ان کے دلوں میں قرآن کریم کی محبت اور شوق کو کیسے مزید اجاگر کیا جا سکتا ہے تا کہ سو فیصد احمدی قرآن کریم کی تلاوت کے عادی خود بھی ہو جائیں اور اپنے بچوں کو بھی قرآن کریم کی تلاوت کے عادی بنائیں۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ بات یہ ہے کہ آپ کے جو سیکرٹری صاحب تربیت ہیں وہ کہتے ہیں کہ آپ کے 62 فیصد لوگ جو ہیں وہ نماز پڑھتے ہیں۔ نماز جو ایک بنیادی رکن ہے وہ اس کی اگر ادائیگی نہیں کر رہے تو اس کا مطلب ہے ان کے بچے بھی نہیں

پڑھتے ہوں گے ان کو دیکھا دیکھی یا اگر پڑھتے ہیں لوگ تو پانچ نمازوں کی بجائے دو یا تین نمازیں پڑھ لیتے ہیں ان کے بچوں پہ بھی یہی اثر ہو گا۔

اب کسی نے اطفال میں سے سوال کیا کسی بچے سے۔ بچے! دن میں کتنی نمازیں ہوتی ہیں اسلام میں؟ اس نے کہا تین۔ اس نے کہا تمہیں کس نے بتایا؟ کہتا ہے کہ میں نے تو اپنے ابا کو اتنی ہی پڑھتے دیکھا ہے۔ یا مسجدوں میں نمازیں جمع ہو گئیں تو بچے کو خیال ہو گیا کہ شاید مسجدوں میں نمازیں موسم کے لحاظ سے جمع ہو جاتی ہیں اس لئے تین نمازیں ہی ہوں گی حالانکہ یہ تو انتہائی صورت میں نمازوں کا جمع ہونے کی جو موسمی حالات یا وقت کے حالات ہوں ان دنوں میں ہوتا ہے۔ جب کھلا موسم ہوتا ہے ان دنوں میں پانچ نمازیں ادا کرنی چاہئیں تا کہ بچوں کی بھی تربیت صحیح ہو۔ تو بات یہ ہے کہ جب بنیادی چیز نماز ہے اسی کی طرف توجہ نہیں تو قرآن کریم کی تلاوت تو پھر بعد میں آتی ہے۔ تو وہ آپ نے مسلسل توجہ دلانی ہے۔ توجہ دلانا ہی آپ کا کام ہے۔

Consolidated کوشش سے آپ کو نتائج اچھے بہتر ملیں گے

ان کو کہنا تم لوگ قرآن کریم پڑھو گے تو تمہیں قرآنی احکام کا بھی پتہ لگے گا یہی میں بار بار اپنے خطبات میں تقریروں میں بھی کہتا رہتا ہوں کہ قرآن کریم پڑھو قرآنی احکام آپ کو پتہ لگیں، اپنی میٹنگوں میں بھی یہی بتاتا رہتا ہوں اگر وہ سنتے ہوں پروگرام کہ اسی سے تم لوگوں کو پھر پتہ لگے گا کہ اللہ تعالیٰ نے کیا حکم دیئے ہوئے ہیں۔ اگر وہی نہیں ہم پڑھ رہے ایک بات جو ہدایت نامہ ہمارے سامنے ہے اسی کو ہم پڑھ نہیں رہے تو ہمیں پتہ کیا لگے گا، ہمارے مقصد کیا ہیں، ہمارے فرائض کیا ہیں، ہماری ڈیوٹیاں کیا ہیں۔

تو یہ توجہ دلانا مسلسل کام ہے ہمارا اس لئے سیکرٹری بنایا گیا ہے تعلیم القرآن۔ وہ آپ کرتے رہیں پیار سے سمجھاتے رہیں، توجہ دلاتے رہیں، بار بار کہتے رہیں اور یہی قرآن کریم کا حکم ہے۔ ذَكِّرْ۔ نصیحت کرو نصیحت کرتے چلے جاؤ۔ داروغہ تو ہمیں بنایا نہیں ہوا۔ اللہ میاں نے کہا ہے نصیحت کرو اور نصیحت کرنا ہی ہمارا فرض ہے یہی ہمارا کام ہے۔ آپ نے تھکنا نہیں۔ یہ ارادہ کر لیں کہ آپ نے تھکنا نہیں۔ کسی سے مایوس نہیں ہونا۔ ہمارا یہی کام ہے مسلسل کوشش کوشش

کوشش اور کرتے جاؤ کوشش اور اپنے ساتھ خدام الاحمدیہ اور انصار اللہ کی تنظیمیں ہیں لجنہ کی تنظیمیں ہیں ان کو بھی توجہ دلائیں کہ وہ بھی اپنے خدام کو انصار کو لجنہ کو کہتی رہیں تو اس سے جب سارے مل کے کوشش کریں گے تو ایک consolidated کوشش جو ہو گی اس سے آپ کو نتائج اچھے بہتر ملیں گے۔

سیکرٹری صاحب تربیت کو ہدایت دیتے ہوئے حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ آپ کو لوگوں کو بتانا چاہیے کہ اگر وہ احمدی مسلمان ہیں تو انہیں اپنے فرائض کو ادا کرنا چاہیے۔ صرف عہد بیعت کر لینا کافی نہیں ہے بلکہ آپ کو بنیادی اسلامی تعلیمات اور ارکان اسلام پر عمل پیرا ہونا چاہیے۔"

(ملاقات نیشنل مجلسِ عاملہ ناروے 5 دسمبر 2021ء الفضل انٹر نیشنل 21 دسمبر 2021ء صفحہ 2-10)

2022م

آپ کے اجتماع کا عنوان خدمت خلق ہونا چاہیے

”مکرم صدر صاحب مجلس انصار اللہ دی نیدر لینڈز

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے آپ کا خط موصول ہوا ہے جس میں ”مالی قربانی: ماڈل ویلیج“ کے موضوع پر 26 سے 28 اگست 2022ء تک آپ کے نیشنل اجتماع کے انعقاد کے لئے راہنمائی کی درخواست کی گئی ہے۔ میں آپ کی نیشنل اجتماع کے انعقاد کی درخواست کو منظور کرتا ہوں، تاہم آپ کے اجتماع کا موضوع ”مالی قربانی: ماڈل ویلیج“ مناسب نہیں ہے اور مالی قربانیوں کے وسیع تر معنوں کے اعتبار سے بہت محدود موضوع ہے۔ ایسے پراجیکٹس سے متعلق بہت سا کام Humanity First اور IAAAE کے ذریعہ ہوتا ہے۔ اس لئے آپ کے اجتماع کا عنوان ”خدمت خلق“ میں تبدیل ہونا چاہیے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

”مرا مقصود و مطلوب و تمنا خدمتِ خلق است“

مزید برآں، جیسا کہ گزارش کی گئی ہے، اس پُرمسرت موقع پر مجلس انصار اللہ نیدرلینڈز کے ممبران کے لئے میرا پیغام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت سے ہمارے لئے اسلام کی حقیقی تعلیمات کو زندہ کیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے وضاحت فرمائی ہے کہ آپ کی آمد کا اہم اور بنیادی مقصد انسان کے اندر خلوصِ نیّت پیدا کرنا ہے تاکہ وہ حقوق اللہ اور اس کی مخلوق کے حقوق کی ادائیگی کے لئے پوری کوشش کرے۔ ”خدمتِ خلق“ جو کہ بنی نوع انسان کے لئے ایک جامع روحانی اور جسمانی خدمت ہے ہمارے دین کا ایک بنیادی پہلو ہے۔ تمام مذاہب، فرقے، رنگ ونسل اور قومیت کے لوگوں کی خدمت کرنا جماعت اور مجلس انصار اللہ کے اوّلین مقاصد میں سے ہے۔ تمام ممبران کی یہ اجتماعی ذمہ داری ہے کہ وہ ان خدمات میں حصہ لیں اور اس سلسلے میں ایک دوسرے کی مدد کریں۔ محبت، امن اور رحم کا مقدس پیغام، جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بنی نوع انسان کو دیا اور عمل کرنے کے لئے ہمارے لئے چھوڑا، ہمارے لئے ایک خوشگوار تبدیلی کا ذریعہ بن گیا ہے۔

ہمیں اپنے ارد گرد مشاہدہ کرنا چاہیے اور یہ دیکھنا چاہیے کہ آج مسلمان اسلام پر کس طرح عمل پیرا ہیں۔ اس پر غور کرنا لامحالہ سراسر مایوسی کے احساس کا باعث بنے گا۔ مسلمان صحیح راستہ سے بھٹک چکے ہیں۔ وہ اس مقصد کو حاصل کرنے میں ناکام رہے ہیں جس کے لئے اللہ نے اپنے پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا تھا۔ تاہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد سے اسلام کے ان بنیادی اور اہم اصولوں کو از سر نو زندہ کر دیا گیا ہے۔ لہٰذا یہ ہماری اولین ذمہ داری ہے کہ ہم اس مقصد کو سمجھیں اور پھر اپنی صلاحیتوں کے مطابق اسے پورا کرنے کی کوشش کریں۔

ہر ناصر کو چاہیے کہ وہ اپنے قول سے ہی نہیں بلکہ اپنے عمل کے ذریعے اور سچے جذبے کے ساتھ بنی نوع انسان کی خدمت کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیمات کو پوری دنیا میں پھیلانا اپنی اولین ترجیح بنائے۔ اُنہیں ضرورت مند لوگوں کی خدمت کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اُنہیں تمام لوگوں کی فلاح و بہبود کے لئے کام کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اُنہیں غریبوں کی امداد کے لئے خرچ کرنا چاہیے اور ان کی ضروریات کا خیال رکھنا چاہیے۔ اُنہیں چاہیے کہ وہ نیک نیتی اور خلوص نیت سے مسکینوں، یتیموں اور بیوہ عورتوں کی خدمت کے لئے کوشش کریں اور انسانیت کی بہتری کے لئے ہمیشہ تہہ دل سے کوشاں رہیں۔

یہ کوشش نہ صرف آپ کے اپنے ایمان کو مضبوط کرے گی بلکہ آپ کو دوسرے مذاہب کے لوگوں تک پہنچنے کے قابل بنائے گی، جو اسلام کی خوبصورت تعلیمات سے ناواقف ہیں۔ ایسے اعمال و افعال آپ کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ایک حقیقی انصار بنائیں گے اور آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیمات پر عمل پیرا ہو سکیں گے۔

اللہ تعالیٰ آپ کو ایسا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور آپ کے اجتماع کو ہر لحاظ سے برکت عطا فرمائے تاکہ آپ اس کے مختلف پروگراموں اور سرگرمیوں سے مستفید ہو سکیں۔ آمین"

(پیغام کا اردو مفہوم بر موقع اجتماع مجلس انصار اللہ ہالینڈ 2022ء الفضل انٹرنیشنل 6 دسمبر 2022ء صفحہ 21)

ہر احمدی خلیفۂ وقت کی ہر بات کا اپنے آپ کو مخاطب سمجھے

”ابھی کچھ دیر پہلے میں نے لجنہ سے خطاب کیا تھا اور انہیں بعض باتوں کی طرف توجہ دلائی تھی۔ یہ باتیں صرف عورتوں کے لئے نہیں ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جہاں ان باتوں کی طرف توجہ دلائی ہے وہاں مردوں اور عورتوں دونوں کو مخاطب کر کے یہ نیکیاں اپنانے اور ان کی طرف توجہ کرنے کا کہا ہے۔ ہاں میں نے بعض مثالیں عورتوں کو سامنے رکھتے ہوئے ان کے ماحول کے مطابق دی ہیں لیکن اکثر مثالیں مردوں اور عورتوں دونوں پر لاگو ہوتی ہیں۔

مثلاً سچائی کے اعلیٰ معیار یا عبادتوں کی طرف توجہ ہے تو مردوں کو بھی یہی معیار قائم کرنے کی ضرورت ہے تاکہ جہاں اپنی دنیا و عاقبت سنوارنے والے بنیں وہاں اپنی اولاد کی تربیت کے لئے بھی نمونہ بن کر ان کی دنیا و عاقبت سنوارنے کا بھی ذریعہ بنیں۔ بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ نصائح کا مخاطب اپنے آپ کو نہیں سمجھتے اور دوسرے کے بارے میں سمجھ کر پھر کہہ دیتے ہیں کہ دیکھا خلیفۂ وقت نے فلاں جماعت کو یا جماعت کے فلاں طبقے کو کس طرح سختی سے کہا ہے۔ وہ لوگ پھر یہ بھی آگے سے کہہ دیتے ہیں کہ یہ لوگ تو ہیں ہی ایسے، ان کی اصلاح ہونی چاہیے تھی۔ اپنے گریبان میں یہ لوگ نہیں جھانکتے۔ حالانکہ چاہیے تو یہ کہ ہر ایک اپنے آپ کو اس کا مخاطب سمجھے اور اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھے، اپنے آپ کو دیکھے کہ میں کیسا ہوں۔

اور یہ دیکھنا چاہیے کہ جو باتیں دوسروں کو کہی جا رہی ہیں، کسی بھی طبقے کو خلیفۂ وقت مخاطب ہے اور وہ اسلامی تعلیم کے مطابق بعض امور کی طرف توجہ دلا رہا ہے تو ہم اپنا جائزہ لیں کہ کیا ہم اس معیار پر پورا اتر رہے ہیں جو مختلف نیکیوں کے قائم کرنے اور انہیں اپنی زندگیوں کا حصہ بنانے کے معیار ہیں۔ پس اگر یہ بات سمجھ آ جائے کہ خلیفۂ وقت کسی بھی ملک کے احمدیوں کو بعض امور کی طرف توجہ دلا رہا ہے یا جماعت کے کسی بھی طبقے کو مختلف نیکی کی باتوں کی طرف توجہ دلا رہا ہے تو ہم بھی بحیثیت احمدی اپنا جائزہ لیں کہ کیا ہم میں یہ نیکیاں موجود ہیں جن کی طرف توجہ دلائی جا رہی ہے یا ہم میں یہ کمزوریاں تو نہیں ہیں جن کے چھوڑنے کی طرف توجہ دلائی جا رہی

ہے۔ پس اب جبکہ ٹی وی کے ذریعہ تمام دنیا رابطوں کے لحاظ سے ایک ہو گئی ہے، ہر احمدی ہر بات کا جو خلیفۂ وقت کی طرف سے جماعت کی بہتری کے لئے کہی جا رہی ہے اپنے آپ کو مخاطب سمجھے اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کرے تو ایک انقلاب ہے جو ہم اپنی حالتوں میں لا سکتے ہیں۔

انصار اللہ ہی وہ تنظیم ہونی چاہیے جو نمونے قائم کرنے والی ہو

پس پہلی بات تو یہ ہے کہ جو باتیں میں نے لجنہ میں کی ہیں ان کا انصار اپنے آپ کو بھی مخاطب سمجھیں۔ اور جب مرد اور عورت ایک ہو کر نیکیوں کو اختیار کرنے اور بدیوں کو ترک کرنے کے لئے کوشش کریں گے تو پھر ایک انقلاب ہو گا جو ہم اپنے گھروں میں بھی لا سکیں گے، اپنی حالتوں میں بھی لا سکیں گے، اپنے بچوں میں بھی لا سکیں گے اور اپنے معاشرے میں بھی لا سکیں گے۔

پس انصار اللہ کی عمر کو پہنچے ہوئے مرد جو اپنی عمر کے لحاظ سے اپنی سوچ کی بلوغت کو بھی پہنچ چکے ہیں انہیں خاص طور پر اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ ہر نیکی کی بات جو جماعت کے کسی بھی طبقے کو مخاطب کر کے کی جا رہی ہے اسے ہم نے نہ صرف اپنے پر لاگو کرنا ہے بلکہ دوسروں کے سامنے نمونہ بن کر حقیقی اسلامی معاشرہ قائم کرنا ہے۔

اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جو دنیا کی اصلاح کے لئے اور اسلام کی حقیقی تعلیم کے پھیلانے کے لئے آئے تھے، جن کو ہم نے مانا، اس لئے کہ اپنی بھی اصلاح کریں اور دنیا کو بھی اسلام کی خوبصورت تعلیم سے آگاہ کریں تو پھر اس کے لئے ہر نیکی کو اختیار کرنے اور ہر بدی کو بیزار ہو کر ترک کرنے کی ہمیں خاص کوشش کرنی ہو گی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جماعت کو جو مختلف مواقع پر نصائح فرمائیں اس کے حوالے سے بھی چند باتیں آپ سے کرنا چاہوں گا۔

جیسا کہ میں نے کہا کہ انصار اللہ کی عمر کے لوگ اپنی عقل اور تجربے کے لحاظ سے انتہا کو پہنچے ہوئے ہوتے ہیں، پس یہ بات ان سے یہ بھی تقاضا کرتی ہے کہ وہ اپنی دینی، روحانی اور اخلاقی حالتوں کے بھی اعلیٰ نمونے دکھائیں۔

اپنے جائزے لیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مان کر ہم نے اپنے اندر کیا تبدیلی پیدا کی ہے اور دوسروں کو اس سے کیا فائدہ پہنچا رہے ہیں۔ ایک موقع پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ: ”ہماری جماعت کو اللہ تعالیٰ ایک نمونہ بنانا چاہتا ہے۔“ (ملفوظات جلد 1 صفحہ 9 ایڈیشن 1984ء)

پس جماعت کا عقل و حکمت اور تجربے کے لحاظ سے جو بہتر حصہ کہلا سکتا ہے جیسا کہ میں نے کہا وہ آپ لوگ ہیں جو انصار کی عمر کے ہیں۔

پس عبادتوں کے معیار کے لحاظ سے بھی اور اعلیٰ اخلاق اور دوسری نیکیوں کے لحاظ سے بھی انصار اللہ ہی وہ تنظیم ہونی چاہیے جو نمونے قائم کرنے والی ہو۔

جب انسان کے دل میں تقویٰ ہو، تبھی انسان کا اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا ہوتا ہے

اور یہ اس وقت ہو سکتا ہے جب انسان کے دل میں تقویٰ ہو، تبھی انسان کا اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا ہوتا ہے، تبھی انسان کی عبادتوں کے اور اعلیٰ اخلاق کے معیار قائم ہوتے ہیں، تبھی ایک انسان حقیقی انصار میں شمار ہو سکتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس وجہ سے اپنے ماننے والوں کو بے شمار جگہ بڑے درد کے ساتھ تقویٰ پر چلنے کے بارے میں بار بار نصیحت فرماتے رہے کیونکہ تقویٰ ایک بنیادی چیز ہے۔ چنانچہ ایک جگہ آپؑ فرماتے ہیں:

”بجز تقویٰ کے اَور کسی بات سے اللہ تعالیٰ راضی نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِیْنَ ھُمْ مُّحْسِنُوْنَ (النحل:129)“ (ملفوظات جلد 1 صفحہ 10 ایڈیشن 1984ء) یقیناً اللہ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور جو احسان کرنے والے ہیں۔ پس ہر ایک ہم میں سے جائزہ لے کہ کس حد تک ہم میں تقویٰ ہے اور ہمارے احسان کرنے کے کیا معیار ہیں۔ تبھی ہم حقیقی انصار کہلا سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ لوگ محسنوں میں شمار ہوتے ہیں۔ پس جب ہم یہ نعرہ لگاتے ہیں کہ ہم انصار اللہ ہیں، اللہ تعالیٰ کے مددگار ہیں، اس کے دین کے مددگار ہیں تو پھر یہ خصوصیت بھی پیدا کرنی ہوگی کہ تقویٰ بھی ہو اور محسن بھی ہم ہوں۔

اللہ تعالیٰ کو ہماری کسی مدد کی ضرورت نہیں۔ وہ سب طاقتوں کا مالک ہے۔ یہ اس کا احسان ہے کہ اس نے ایک نظام قائم فرمایا اور یہ نظام بنا کر فرمایا کہ تم اس نظام کا حصہ بن جاؤ اور میرے دین کے مددگار بن جاؤ تو میں تمہیں اس طرح سمجھوں گا جس طرح تم اللہ تعالیٰ کے دین کے مددگار ہو لیکن یہ یاد رہے کہ مَیں یعنی اللہ تعالیٰ صرف انہیں دین کے مددگار سمجھوں گا جو تقویٰ کو اختیار کرنے والے ہیں اور احسان کرنے والے ہیں۔

تقویٰ کیا ہے؟

تقویٰ کیا ہے؟ یہی کہ اللہ تعالیٰ کی محبت، اس کا خوف، اس کی خشیت دل میں ہو اور ہر کام کرنے سے پہلے یہ سوچ لے کہ اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہا ہے اور اسی طرح محسن وہ ہیں جو نیک باتوں کا علم رکھنے والے اور نیکیاں کرنے والے ہیں۔

پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں تمہیں اس وقت اپنا مددگار سمجھوں گا جب تم میں تقویٰ ہو گا اور تمہارا ہر عمل اور خیال نیکیوں پر منتج ہو اور پھر میں تمہارے کاموں میں برکت ڈالوں گا۔ میں تمہارے ساتھ کھڑا ہوں۔ تم دین کی خدمت کے لئے جو کام بھی کرو گے اس میں کامیابی بھی عطا کروں گا۔

اگر اللہ تعالیٰ کا فضل نہ ہو تو انسان کی حیثیت ہی کیا ہے کہ یہ دعویٰ کرے کہ میں انصار اللہ ہوں، اللہ تعالیٰ کا مددگار ہوں۔ ہم تو اللہ تعالیٰ کے فضل کے بغیر ایک کے بعد دوسرا سانس بھی نہیں لے سکتے۔ پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں تمہیں اللہ تعالیٰ کے دین کا مددگار قبول کرتا ہوں اور میری مدد تمہارے ساتھ ہو گی بشرطیکہ تم تقویٰ پر چلو اور نیکیاں بجا لانے والے ہو۔ پھر ہمارے کاموں کے جو ہم اللہ تعالیٰ کی خاطر کرتے ہیں ایسے بھرپور نتائج نکلیں گے کہ نظر آئے گا کہ واقعی یہ لوگ انصار اللہ ہیں اور اس وجہ سے اللہ تعالیٰ بھی ان کے کاموں میں بے انتہا برکت عطا فرماتا ہے۔ پس یہ سوچ ہے جو ہم میں سے ہر ناصر کی ہونی چاہیے کیونکہ اس کے بغیر ہماری بیعت کا مقصد ہی کوئی نہیں رہتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک موقع پر یہ نصیحت فرمائی کہ:

"ہماری جماعت کے لئے خاص کر تقویٰ کی ضرورت ہے خصوصاً اس خیال سے بھی کہ وہ ایک ایسے شخص سے تعلق رکھتے ہیں اور اس کے سلسلۂ بیعت میں شامل ہیں جس کا دعویٰ ماموریت کا ہے تا وہ لوگ جو خواہ کسی قسم کے بغضوں، کینوں یا شرکوں میں مبتلا تھے یا کیسے ہی روبہ دنیا تھے ان تمام آفات سے نجات پاویں۔" (ملفوظات جلد 1 صفحہ 10 ایڈیشن 1984ء)

انصار اللہ کا اصل کام

پس اگر ہمارا نعرہ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہِ کا ہے تو اپنے نفس کو پہلے پاک صاف کرنا ہو گا تا کہ پھر اس مسیح موعودؑ کے مددگار بن کر دنیا کو برائیوں اور شرک سے پاک کریں اور خدائے واحد کے نور سے دلوں کو منور کریں جس کو اللہ تعالیٰ نے اس مقصد کے لئے مبعوث فرمایا ہے۔

لیکن اگر ہمارے اپنے ہی دل دنیا کی گندگیوں اور غلاظتوں اور لالچوں میں پڑے ہوئے ہیں تو پھر ہم دنیا کی کس طرح اصلاح کر سکتے ہیں۔

پس اب مامورِ زمانہ کے ساتھ جڑ کر انصار اللہ کا اصل کام یہ ہے کہ دنیا کو خدائے واحد کے آگے جھکانا اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے لانا۔ پس اس کے لئے خود ہمیں اپنے اندر جھانکنا ہو گا کہ کس قسم کے انصار اللہ ہم ہیں۔ اپنے اندرونی جائزے لینے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"میری جماعت سمجھ لے کہ وہ میرے پاس آئے ہیں اسی لئے کہ تخم ریزی کی جاوے جس سے وہ پھلدار درخت ہو جاوے۔"

پس ہر ایک اپنے اندر غور کرے کہ اس کا اندرونہ کیسا ہے اور اس کی باطنی حالت کیسی ہے۔ فرمایا:

"اگر ہماری جماعت بھی خدانخواستہ ایسی ہے کہ اس کی زبان پر کچھ ہے اور دل میں کچھ ہے تو پھر خاتمہ بالخیر نہ ہو گا۔"

اس عمر کو پہنچ کے خاتمہ بالخیر کی بھی فکر ہوتی ہے۔ فرمایا اگر زبان پر کچھ ہے اور دل میں کچھ ہے تو خاتمہ بالخیر نہ ہو گا۔ فرمایا کہ:

"اللہ تعالیٰ جب دیکھتا ہے کہ ایک جماعت جو دل سے خالی ہے اور زبانی دعوے کرتی ہے۔ وہ غنی ہے وہ پرواہ نہیں کرتا۔" (ملفوظات جلد 1 صفحہ 11 ایڈیشن 1984ء)

ہم حقیقی انصار اُس وقت بن سکتے ہیں جب عمدہ بیج بنیں

پس ہم حقیقی انصار اس وقت بن سکتے ہیں جب عمدہ بیج بنیں اور عمدہ بیج بننے کے لئے اللہ تعالیٰ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکموں پر چلنا اور زمانے کے امام اور مامور کی کامل پیروی اور اطاعت کرنا ضروری ہے اور جب یہ ہوگا تو پھر ہم اس بیج کے وہ پھل دار درخت ہوں گے جو دنیا کو نیکیوں کے پھل کھلانے والے ہوں گے۔ ہمارے قول و فعل کا ایک ہونا جہاں ہمیں اللہ تعالیٰ کا قرب دلانے والا ہوگا وہاں ہماری نسل کی اصلاح کا بھی ذریعہ ہوگا اور ہمیں یہ تسلی ہوگی کہ ہم اپنی نسلوں میں بھی تقویٰ اور نیکی کی جڑ لگا کر جا رہے ہیں۔ وہ پیوند لگا کر جا رہے ہیں جس سے اگلی نسل بھی خدا تعالیٰ کے ساتھ جڑ کر وہ پھل دار درخت بنیں گے جن پر نیکیوں کے پھل لگتے ہیں۔ اسی طرح دنیا کو بھی خدائے واحد کی طرف لانے والے بنیں گے تا کہ مامور زمانہ کے حقیقی انصار بن سکیں۔

پس اس مضمون کو جتنا کھولتے جائیں اتنا ہی ہمیں احساس ہوتا جائے گا کہ انصار اللہ کی کیا اہمیت ہے اور ہم نے اپنے عہد کو کس طرح نبھانا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ اپنے ماننے والوں کے کیا معیار دیکھنا چاہتے تھے؟

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس مضمون کو اپنی تقاریر اور مجالس میں اس شدت سے بیان فرمایا ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ آپؑ اپنے ماننے والوں کے کیا معیار دیکھنا چاہتے تھے اور یہی معیار ہیں جو جماعتی ترقی میں اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔ ایک موقع پر نصیحت کرتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: "ہمیشہ دیکھنا چاہیے کہ ہم نے تقویٰ وطہارت میں کہاں تک ترقی کی ہے۔ اس کا معیار قرآن ہے۔"

یعنی قرآن کریم کی جو تعلیم ہے اس کو دیکھو، اس کو غور سے پڑھو، اس کو سمجھو، اس کے

حکموں پر عمل کرو تب پتہ لگے گا کہ نیکی میں کہاں تک ترقی کی ہے۔ جب ایک لائحہ عمل ہمارے سامنے موجود ہے۔ اس کا معیار قرآن ہے۔ پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ:

"اللہ تعالیٰ نے متقی کے نشانوں میں سے ایک نشان یہ بھی رکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ متقی کو مکروہاتِ دنیا سے آزاد کر کے اس کے کاموں کا خود متکفل ہو جاتا ہے۔"

پھر آپؑ نے فرمایا کہ متقی کی علامت کیا ہے۔ بہت ساری علامتیں ہیں پھر ایک علامت کا ذکر کرتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں:

"جیسے کہ فرمایا وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ (الطلاق:3-4) یعنی اور جو اللہ سے ڈرے اس کے لئے وہ نجات کی کوئی نہ کوئی راہ بنا دیتا ہے اور وہ اسے وہاں سے رزق دیتا ہے جہاں سے وہ گمان بھی نہیں کر سکتا۔

آپؑ فرماتے ہیں: "جو شخص خدا تعالیٰ سے ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ ہر ایک مصیبت میں اس کے لئے راستہ مخلصی کا نکال دیتا ہے اور اس کے لئے ایسے روزی کے سامان پیدا کر دیتا ہے کہ اس کے علم و گمان میں نہ ہوں۔ یعنی یہ بھی ایک علامت متقی کی ہے۔"

اللہ تعالیٰ متقی کو نابکار ضرورتوں کا محتاج نہیں کرتا

متقی کی علامتوں میں سے ایک نشانی آپؑ نے علامت یہ بھی بتائی ہے کہ: "اللہ تعالیٰ متقی کو نابکار ضرورتوں کا محتاج نہیں کرتا۔" (ملفوظات جلد 1 صفحہ 12 ایڈیشن 1984ء)

پس بڑے سوچنے کی بات ہے، غور کرنے کی ضرورت ہے۔ عموماً ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا میں لوگ اس بڑی عمر کو جب پہنچتے ہیں جب ان کے بچے بھی بڑے ہو رہے ہوتے ہیں تو ان کی ضروریات کی انہیں زیادہ فکر شروع ہو جاتی ہے، ان کی تعلیم اور متفرق اخراجات کے لئے زیادہ سوچتے ہیں۔ چالیس سال کی عمر ایسی ہے جب یہ سوچیں زیادہ شروع ہو جاتی ہیں اور پھر بعض لوگ جو دنیا میں ڈوبے ہوئے ہوتے ہیں یا جن کو خدا تعالیٰ پر توکل کم ہوتا ہے وہ ان اخراجات کو پورا کرنے کے لئے مختلف حیلے اور طریقے تلاش کرتے ہیں چاہے جائز ہوں یا ناجائز ہوں جو بسا اوقات ناجائز بھی ہوتے ہیں۔ مثلاً یہاں ہم عام دیکھتے ہیں کہ اپنے اخراجات کے لئے، بچوں کے اخراجات

کے لئے، مکان خریدنے کے لئے یا کسی اَور دنیاوی خواہش کو پورا کرنے کے لئے بہت سے لوگ اپنے ٹیکس بھی غلط طریقے سے بچاتے ہیں اور دوسری قسم کے دھوکے دینے کی بھی کوشش کرتے ہیں حتّٰی کہ بعض احمدی بھی یہ کام کرتے ہیں اور پھر دنیاوی معاملات میں ہی نہیں بلکہ چندوں کی ادائیگی میں بھی اپنی آمد غلط بتادیتے ہیں حالانکہ چندوں کے بارے میں تو ان کے لئے واضح کر دیا گیا ہے کہ اگر شرح سے چندہ نہیں دے سکتے تو چھوٹ لے لیں۔ کوئی مجبوری نہیں ہے ایسی کہ زبردستی چندہ لیا جائے گا اور کہہ دیں کہ اس سے زیادہ میں اپنے حالات کی وجہ سے چندہ نہیں دے سکتا لیکن غلط بیانی نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تمہارے اندر تقویٰ ہے تو اللہ تعالیٰ خود انتظام کر دے گا یا تھوڑے میں ایسی برکت عطا فرما دیتا ہے کہ غیر محسوس طریقے پر اخراجات پورے ہونے کے سامان ہوتے ہیں اور یہ صرف منہ سے کہنے کی بات نہیں ہے بلکہ بے شمار احمدی ایسے ہیں جو مجھے یہ لکھتے ہیں کہ ہم نے اللہ تعالیٰ پر توکل کیا اور اللہ تعالیٰ نے غیر متوقع طور پر ہمارے لئے ایسے سامان کر دیئے کہ ہمارے اخراجات پورے ہو گئے، ہماری مالی ضرورت پوری ہو گئی۔

بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ غلط بیانی کیے بغیر کام نہیں چل سکتا

بے شمار ایسے واقعات جیسا کہ میں نے کہا میرے پاس موجود ہیں۔ اس وقت اتنا وقت نہیں ہے کہ میں وہ یہاں پیش کروں۔ وقتاً فوقتاً بیان کرتا رہتا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کی وضاحت میں خود اس کی مثال دی ہے کہ:

”بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ غلط بیانی کیے بغیر کام نہیں چل سکتا اس لئے جھوٹ بولتے ہیں اور پھر ڈھٹائی سے مجبوری کا دوسروں کے سامنے اظہار بھی کر دیتے ہیں کہ ہم نے اس لئے جھوٹ بولا تھا۔ بڑی ڈھٹائی سے کہہ دیتے ہیں۔“ (ماخوذ از ملفوظات جلد 1 صفحہ 12 ایڈیشن 1984ء)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

”یہ امر ہرگز سچ نہیں۔“

یہ امر ہرگز سچ نہیں۔ بالکل جھوٹ ہے۔ یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ ایک طرف تو اللہ

تعالیٰ متقی کے پریشانی سے نکلنے کے سامان عطا فرمانے کا وعدہ کرے اور دوسری طرف بعض لوگوں کو کہہ دے کہ تم غلط بیانی اور جھوٹ سے کام لو اور خود ہی اس مشکل سے نکل جاؤ۔ یہ خدا تعالیٰ کی شان نہیں ہے۔ جس خدا پر ہم یقین رکھتے ہیں، ہم ایمان رکھتے ہیں اس کی تو یہ شان نہیں ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

”یہ نہ سمجھو کہ اللہ تعالیٰ کمزور ہے وہ بڑا طاقت والا ہے۔ جب اس پر کسی امر میں بھروسہ کروگے تو وہ ضرور تمہاری مدد کرے گا۔ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ (الطلاق:4)(ملفوظات جلد 1 صفحہ 12 ایڈیشن 1984ء)

وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ۔ اور جو اللہ پر توکل کرے تو وہ اس کے لئے کافی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ پر توکل ضروری ہے اور یہ توکّل بغیر تقویٰ کے پیدا نہیں ہو سکتا۔ یہ زبانی جمع خرچ نہیں ہے کہ منہ سے کہہ دیا کہ ہم اللہ تعالیٰ پر توکّل کرتے ہیں بلکہ تقویٰ کے اعلیٰ معیاروں کو حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔ اپنی عبادتوں کے معیار بلند کرنے کی ضرورت ہے۔ اپنے اخلاق اعلیٰ سطح پر لے جانے کی ضرورت ہے۔ دوسروں کے حقوق ادا کرنے کی طرف توجہ کی ضرورت ہے۔ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کی ضرورت ہے۔ پس اگر ہم اپنی حالتوں میں حقیقت میں ایسی تبدیلی پیدا کرلیں، جب دین دنیا پر مقدم ہو جائے تو یہی حقیقی تقویٰ ہے اور یہی وہ مقام ہے جب اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے لئے کافی ہو جاتا ہے۔

جماعتی اور دین کے کاموں کو ترجیح دینے کی برکت

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”جو لوگ ان آیات کے پہلے مخاطب تھے وہ اہل دین تھے۔ ان کی ساری فکریں محض دینی امور کے لئے تھیں اور دنیاوی امور حوالہ بخدا تھے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے انہیں تسلی دی کہ میں تمہارے ساتھ ہوں۔“(ملفوظات جلد 1 صفحہ 12 ایڈیشن 1984ء)

اللہ تعالیٰ متقی کے راستے کی تمام دنیاوی روکیں دُور فرما دیتا ہے جو اس کے دین کے کام میں حارج ہوں۔ پس اگر دنیاوی کاموں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے نمازوں کی وقت پر ادائیگی ہم کر

رہے ہیں اور اسی طرح دوسرے دنیوی کاموں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے جماعتی کاموں اور دین کے کاموں کو ترجیح دے رہے ہیں تو وہ سب طاقتوں کا مالک خدا فرماتا ہے میں تمہارے ساتھ ہوں، تمہاری فکروں کو دُور کروں گا۔

پس انسان نے خدا تعالیٰ کی کیا مدد کرنی ہے، اللہ تعالیٰ ہے جو ہمیں دین کی خدمت کا موقع دیتا ہے، ہماری نیکیوں کے ہمیں اجر دیتا ہے، ہماری ضروریات پوری فرماتا ہے اور پھر ان تمام نوازشوں کے بعد ہمیں اپنے دین کے مددگاروں میں شامل فرماتا ہے۔ یہ بھی اعلان فرمادیتا ہے۔ کتنا مہربان ہے ہمارا خدا۔ کس قدر دیالو ہے ہمارا خدا۔ اس کا ہم کبھی احاطہ ہی نہیں کرسکتے۔

پس ہمیں چاہیے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے حقیقی شکر گزار بندے بنتے ہوئے، اس کے حکموں پر چلتے ہوئے، تقویٰ کی راہوں پر قدم مارتے ہوئے اپنی زندگیاں گزارنے والے بنیں اور یہی ہمارے حقیقی انصار ہونے کی روح ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔"

(خطاب سالانہ اجتماع مجلس انصار اللہ یوکے 18 ستمبر 2022ء الفضل انٹرنیشنل یکم نومبر 2022ء صفحہ 6-8)

تبلیغ کے پروگرامز آرگنائز کریں

”حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: کتنے آرگنائزڈ تبلیغ گروپ ہیں؟ اور کتنا لٹریچر تقسیم کیا ہے؟ قائدِ تبلیغ نے عرض کیا کہ مجالس سے ماہانہ رپورٹس حاصل کرتے ہیں۔ لٹریچر کے لئے کوئی معین تعداد کا علم نہیں ہے۔ لیکن ہم آئندہ سے یہ سوال بھی رپورٹ میں شامل کرلیں گے۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ ٹھیک ہے، لٹریچر، لیف لیٹس وغیرہ کی مختلف ریجنز میں تقسیم آرگنائز ہونی چاہیے۔ اگر آپ کے منتظمینِ تبلیغ فعال ہوں تو وہ اپنے اپنے ریجنز میں آرگنائز کرسکتے ہیں...

جس طرح وہ سٹیٹمنٹ میں اپنی انکم بتاتے ہیں، تو اس کے مطابق ان پر اعتبار کریں

قائد مال نے عرض کیا کہ کچھ تعداد ایسی ہے، جو باشرح چندہ ادا نہیں کرتے۔ اس پر حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: یہ تعداد پچاس فیصد ہو گی؟ قائد مال کے عرض کرنے پر کہ اس کا تعین بہت مشکل ہے۔ حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ کیوں مشکل ہے۔ اس پر موصوف نے عرض کیا کہ چونکہ ہمیں ان کی اصل انکم کا اندازہ نہیں ہے، اس لئے اس کا تعین مشکل ہے۔ اس پر حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جو انہوں نے اپنی income لکھوائی ہوئی ہے، اس کے مطابق پوچھ رہا ہوں۔ جس طرح وہ سٹیٹمنٹ میں اپنی انکم بتاتے ہیں، تو اس کے مطابق ان پر اعتبار کریں...

قائد تجنید اپنا ڈیٹا اکٹھا کیا کریں

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جماعت کے AIMS ڈیٹا پر انحصار نہ کیا کریں۔ اپنا ڈیٹا اکٹھا کریں۔ قائد تجنید نے عرض کیا کہ مجلس انصار اللہ کا اپنا ڈیٹا بیس ہے اور ہم اسے الگ سے maintain کرتے ہیں۔ اس پر حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا؛ اس ڈیٹا میں آپ کی اپنی الگ انفارمیشن ہے، جو آپ نے مجالس سے اکٹھی کی ہوئی ہے؟ اس پر قائد

تجنید نے عرض کیا کہ تمام مجالس کو ہمارے سسٹم تک رسائی ہے اور وہ اس میں متعلقہ ڈیٹا ڈالتے رہتے ہیں۔اس پر حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: کیا آپ کا منتظم یہ انفارمیشن اکٹھی کرنے کے لئے گھر گھر وزٹ کرتا ہے؟اس پر قائد تجنید نے عرض کیا کہ ہم سال میں دو مرتبہ تجنید ڈیٹا اَپ ڈیٹ کرتے ہیں اور ہمارا ٹارگٹ یہ ہوتا ہے کہ ہم ہر ناصر تک پہنچیں...

انصار اللہ کے کاموں میں رویہ کیا ہونا چاہیے؟

ایک ناظمِ اعلیٰ نے اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ جغرافیہ کے لحاظ سے ان کا ریجن بہت بڑا علاقہ ہے اور مجالس کافی مسافت پر ہیں۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: تو پھر کس طرح رابطہ کرتے ہیں؟ کیا آپ ان تمام مجالس میں گئے ہوئے ہیں؟

اس پر ناظمِ اعلیٰ نے عرض کیا کہ تمام مجالس میں نہیں گیا ہوا۔ خاص کر کووِڈ کی وجہ سے کافی جمود کی سی کیفیت ہے، جسے ٹوٹنے کی ضرورت ہے۔

اس پر حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسکراتے ہوئے فرمایا: بہر حال کووِڈ نے آپ کو ایک اچھا بہانہ دے دیا ہے۔ اب مزید کوئی بہانہ نہیں ہونا چاہیے۔ اب تو آپ کے مقامی قوانین کے مطابق کووِڈ ٹیسٹ پازیٹو آنے کے تین دن بعد چاہے کووِڈ نیگیٹو آیا ہو یا نہ آیا ہو، آپ نے ہر صورت کام پر جانا ہے۔اسی طرح آپ کا انصار اللہ کے کاموں میں رویہ ہونا چاہیے۔

ناظمِ اعلیٰ کو تمام مجالس میں جانا چاہیے

ناظمِ اعلیٰ نارتھ ایسٹ ریجن سے مخاطب ہوتے ہوئے حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ آپ گیمبیا سے ہیں۔ آپ کے ریجن میں کتنے انصار ہیں۔ اس پر موصوف ناظمِ اعلیٰ نے عرض کیا کہ 262 انصار ہیں اور 8 مجالس ہیں۔

اس پر حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: کیا یہ مختلف علاقوں میں پھیلی ہوئی ہیں اور آپ ان سے رابطہ کیسے کرتے ہیں؟اس پر ناظمِ اعلیٰ نے عرض کیا کہ یہ تمام مجالس دور دور

ہیں۔ ریجن کے ایک کنارے سے دوسری طرف کل 9 گھنٹہ کی مسافت ہے۔

اس پر حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: کیا آپ تمام مجالس میں خود گئے ہوئے ہیں؟ اس پر ناظمِ اعلیٰ نے عرض کیا کہ گذشتہ سال کے دوران تمام مجالس میں نہیں گیا۔ اس سے پہلے تمام مجالس میں گیا ہوا ہوں۔

پچاس فیصد انصار کو سائیکلنگ کی طرف لگانا چاہیے

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: آپ کو پچاس فیصد انصار کو سائیکلنگ کی طرف لگانا چاہیے۔

ماڈل ولیج فنڈ کرنے کی تحریک

قائد ایثار سے حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اِن کے تحت جاری پروگرام کے حوالہ سے دریافت فرمایا۔ موصوف نے عرض کیا کہ تین پروگرام ہیں، ایک خدمتِ خلق کے پروگرام ہیں، دوسرا وقارِ عمل سے متعلقہ ہے اور بعض مالی معاونت کے پروگرام ہیں۔

اس پر حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: کیا آپ افریقہ میں کوئی ماڈل ولیج بھی فنڈ کرتے ہیں؟ قائد ایثار نے عرض کیا کہ اس سال نہیں ہے۔

اس پر حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: آپ آسانی سے ہر سال ایک ولیج فنڈ کر سکتے ہیں۔ آپ کے انصار اتنے غریب تو نہیں ہیں۔ انصار کی کافی بڑی تعداد نفع بخش جاب اور بزنس وغیرہ کر رہے ہیں۔ اس پر 75 ہزار ڈالرز خرچ ہوں گے۔ آپ یہ آسانی سے اکٹھے کر سکتے ہیں۔

عاملہ کے تمام افراد کو ہر سال ایک سے دو ہفتہ کے لئے وقفِ عارضی کرنی چاہیے

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: آپ کی عاملہ کے تمام افراد کو ہر سال ایک سے دو ہفتہ کے لئے وقفِ عارضی کرنی چاہیے۔ آسانی سے کر سکتے ہیں۔ جب نیشنل، ریجنل

اور لوکل سطح پر تمام عاملہ ممبران وقفِ عارضی کر رہے ہوں گے تو آپ دیگر انصار کے سامنے اپنا نمونہ پیش کرنے والے ہوں گے اور پھر ان کو بھی کہہ سکیں گے... کم از کم آپ تو سال میں دو ہفتہ کے لئے وقفِ عارضی کر سکتے ہیں۔

100 فیصد انصار تحریکِ جدید میں شامل ہونے چاہئیں

قائد تحریکِ جدید نے بتایا کہ کل تجنید کے 44 فیصد انصار تحریکِ جدید میں شامل تھے۔ اس پر حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا 100 فیصد کیوں نہیں تھے؟ قائد تحریکِ جدید نے عرض کیا کہ اس کے لئے دعا کی درخواست ہے، کیونکہ میرے پاس اس کا کوئی جواب نہیں ہے۔ اس پر حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: صرف دعا نہیں۔ آپ کو قائل کرنے کی بھی صلاحیت چاہیے۔ باقاعدہ پلان بنائیں اور پھر فالو اَپ کرتے رہیں۔ اپنے متعلقہ منتظمین تحریکِ جدید سے رابطے کریں۔

آڈیٹر کو بجٹ کمیٹی کا حصہ ہونا چاہیے

اس کے بعد آڈیٹر نے حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے استفسار پر عرض کیا کہ تمام رسیدوں اور بلز کی کلیئرنس خاکسار کرتا ہے۔ ہر ایک رسید پر دستخط نہیں کرتا لیکن جائزہ لیتا ہوں اور اگر کوئی وضاحت چاہیے ہو تو معلوم کرتا ہوں۔ حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دریافت فرمانے پر موصوف نے بتایا کہ وہ بجٹ کمیٹی کے ممبر نہیں ہیں۔ اس پر حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: آپ کو اس کا حصہ ہونا چاہیے۔

کیا انہیں اس عمر میں بھی یہ احساس نہیں ہو رہا ہے کہ اب ان کی زندگی ختم ہونے والی ہے

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: آپ کے کتنے فیصد انصار روزانہ تین نمازیں باجماعت ادا کر رہے ہیں؟

اس پر قائد تربیت نے عرض کیا کہ اس کی تعداد اور بھی کم ہے۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: کیا انہیں اس عمر میں بھی یہ احساس نہیں ہو رہا ہے کہ اب ان کی زندگی ختم ہونے والی ہے۔

کیا قائدین کا اپنے متعلقہ منتظمین سے ذاتی رابطہ ہے

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے قائد عمومی سے دریافت فرمایا: آپ تبصرہ بھجواتے ہیں یا پھر صدر مجلس یا پھر متعلقہ قائد اپنے شعبہ کے حوالہ سے تبصرے بھجواتے ہیں۔ اس پر قائد عمومی نے عرض کیا کہ تمام مجالس صدر مجلس کو رپورٹس بھجواتی ہیں اور قائدین کو بھی اس کی نقل جاتی ہے۔ ہر ایک شعبہ سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ زعماء کو تبصرے بھجوائیں۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دریافت فرمایا: کیا قائدین کا اپنے متعلقہ منتظمین سے ذاتی رابطہ ہے۔ اس پر قائد عمومی نے عرض کیا کہ ان کو تمام لوکل عاملہ کے رابطہ نمبرز وغیرہ فراہم کیے جاتے ہیں۔ ان کے پاس اپنے متعلقہ منتظم کے رابطہ نمبرز وغیرہ ہوتے ہیں۔

قائد تعلیم سے حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دریافت فرمایا کہ آپ کا اس سال کا کیا پروگرام ہے؟ قائد تعلیم نے عرض کیا کہ ہم نے حضرت اقدس مسیحِ موعود علیہ السلام کی دو کتب منتخب کی ہیں۔ ضرورۃ الامام اور لیکچر لاہور۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دریافت فرمایا: کتنے انصار نے گزشتہ سال کتب مکمل کی تھیں۔ اس پر قائد تعلیم نے عرض کیا کہ گزشتہ سال 33 فیصد انصار نے اپنا تعلیم کا پرچہ دیا تھا۔ اس سال امتحان جاری ہے، ابھی تک ہمارے پاس ڈیٹا نہیں ہے۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: کیا یہ کتب کا بھی مطالعہ کرتے ہیں یا پھر صرف ٹیسٹ کے لئے دیکھ کر امتحان دے دیتے ہیں؟

اس پر قائد تعلیم نے عرض کیا کہ ہم انصار کو توجہ دلاتے ہیں کہ کتب کا مطالعہ کریں۔ ہر مجلس میں book club قائم کئے جا رہے ہیں، جہاں وہ کتب کا مطالعہ کر سکتے ہیں، ان کے حوالہ سے بات چیت کر سکتے ہیں۔ اس طرح کتب کا مطالعہ کرنے والوں کی تعداد بڑھی ہے۔

اس طرح مختلف طریق پر کوشش کی جاتی ہے۔ انہیں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ مطالعہ کے دوران اگر انہیں کوئی اقتباس زیادہ پسند آتا ہے، یا وہ اپنا پسندیدہ اقتباس سلیکٹ کرکے گروپ میں پوسٹ کریں اور اسے discuss کر سکتے ہیں۔

آپ کی روحانیت میں اس دوران کیا بہتری ہوئی ہے

نائب صدر صاحب نے سوال کیا کہ حضور نے گذشتہ روز خطبہ جمعہ کے آخر پر فرمایا تھا کہ یہاں مسجد 28 سال سے قائم ہے، تو ہم نے اپنے اندر کیا تبدیلی کی ہے۔ حضور یہ جملہ میرے لئے بہت چونکا دینے والا تھا۔ حضور ہم کیسے اندازہ کر سکتے ہیں کہ ہم کس معیار پر ہیں؟ میں یہاں بطور خادم رہا ہوں اور اب میں ناصر ہوں۔

اس پر حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: آپ اپنا جائزہ لے سکتے ہیں۔ یہاں کافی عرصہ سے مسجد ہے اور آپ کس طرح اس سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ پھر آپ تجزیہ کر سکتے ہیں کہ آپ کی روحانیت میں اس دوران کیا بہتری ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے تعلق قائم کرنے کے لئے کیا کوششیں کی ہیں۔ تو یہ تو آپ کو اپنے آپ سے پوچھنا چاہیے۔

خدمت کرنے کے نئے ذرائع تلاش کریں

معاون صدر صاحب نے سوال کیا کہ میں لوکل صدر جماعت بھی ہوں۔ کس طرح زعیم انصار اللہ لوکل سطح پر بہتر انداز میں جماعت کی خدمت کر سکتا ہے۔

اس پر حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: لوکل جماعت کا جو بھی پلان ہو، آپ اپنے لوکل انصار کو کہیں کہ اس میں معاونت کریں۔ کوشش کریں کہ انصار اللہ کی ان پروگراموں میں شمولیت سب سے زیادہ ہو۔ دیگر تنظیموں سے بڑھ کر پروگراموں میں اپنا حصہ ڈالیں۔ آپ سمجھ دار بڑی عمر کے لوگ ہیں۔ آپ کا نام انصار اللہ ہے۔ آپ ان کی راہنمائی بھی کریں۔ اگر ان کے پاس پلان نہ ہو تو ان کی راہنمائی کریں۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: بطور احمدی آپ ممبر جماعت

ہیں۔ آپ کے دو رولز ہیں۔ ایک یہ کہ آپ ممبر جماعت ہیں دوسرا آپ ممبر مجلس انصار اللہ ہیں۔ دونوں جگہ آپ کو اپنا کردار ادا کرنا ہے۔ خدمت کرنے کے نئے ذرائع تلاش کریں۔ مجھے پتا ہے کہ آپ لوگوں کے بہت ذہین دماغ ہیں۔ آپ کر سکتے ہیں۔"

(ملاقات نیشنل عاملہ مجلس انصار اللہ امریکہ مؤرخہ 14 اکتوبر 2022ء بحوالہ الفضل انٹرنیشنل خصوصی اشاعت بابت دورہ امریکہ 2022ء۔ 27 دسمبر 2022ء تا 2 جنوری 2023ء صفحہ 81-82 و 78)

سیکرٹریان تربیت کو فعال بنائیں کہ ہر احمدی پنجوقتہ نماز کا التزام کرے

”حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

سب سے پہلی چیز تو یہی ہے کہ ہر احمدی کو چاہیے کہ وہ پنجوقتہ نمازوں کا التزام کرے اور ترجیح یہ ہونی چاہیے کہ نمازیں باجماعت ادا ہوں۔ پھر تلاوت قرآنِ کریم ہے اور پھر خطبات ہیں۔

ہم پیسوں کے پیچھے تو نہیں ہیں، اصل میں تو یہ ہے کہ ہر احمدی کو مالی قربانی اور چندہ کی اہمیت کا احساس ہونا چاہیے۔

سیکرٹری مال نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دریافت فرمانے پر عرض کیا کہ اس سال کا ٹوٹل بجٹ 31.3 ملین ڈالرز ہے۔ اس میں سے لازمی چندہ جات 22 ملین ہیں۔ جبکہ چندہ وصیت 12.46 ملین ڈالرز ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ باشرح چندہ ادا کرنے کے حوالہ سے آپ نے کیا اقدامات کئے ہیں؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اگر لوکل جماعتوں کے سیکرٹریانِ مال فعال ہوں تو وہ ایسے لوگوں سے رابطہ کر کے ان کو توجہ دلا سکتے ہیں۔ اگر لوگوں کو صحیح طرح توجہ دلائی جائے اور انہیں چندہ کی اہمیت کا احساس دلایا جائے تو لوگ چندہ جات ادا کرتے ہیں۔

اصل چیز یہ ہے کہ لوکل سیکرٹریان فعال نہیں ہیں۔ اگر آپ لوکل سیکرٹریان کو فعال کر لیں تو آپ کے بجٹ میں پچاس فیصد اضافہ ہو سکتا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ صرف اس بات پر خوش نہ ہو جایا کریں کہ گذشتہ ہمارا اتنے ملین بجٹ تھا اور اس سال اس میں اتنا اضافہ ہو گیا ہے۔ ہم پیسوں کے پیچھے تو نہیں ہیں، اصل میں تو یہ ہے کہ ہر احمدی کو مالی قربانی اور چندہ کی اہمیت کا احساس ہونا چاہیے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اگر کوئی کسی مجبوری کی وجہ سے باشرح چندہ ادا نہیں کر سکتا تو انہیں چاہیے کہ وہ لکھ کر اجازت لے لیں۔“

(ملاقات نیشنل مجلس عاملہ امریکہ مؤرخہ 15 اکتوبر 2022ء بحوالہ الفضل انٹر نیشنل خصوصی اشاعت بابت دورہ امریکہ 2022ء۔ 27 دسمبر 2022ء تا 2 جنوری 2023ء صفحہ 86-87)

اپنے بچوں کی تربیت کی طرف خاص توجہ دیں... اُن کو جماعت کے ساتھ جوڑنے کی طرف توجہ دیں

”پیارے ممبران مجلس انصاراللہ بھارت

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے یہ جان کر بہت خوشی ہوئی ہے کہ مجلس انصاراللہ بھارت کو اپنا سالانہ اجتماع منعقد کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے اوراس کے نیک نتائج پیدا فرمائے۔ آمین

مجھ سے اس موقع پر پیغام بھجوانے کی درخواست کی گئی ہے۔ میرا پیغام یہ ہے کہ اپنے بچوں کی تربیت کی طرف خاص توجہ دیں۔ اُن کو وقت دیں۔ اُن کی پڑھائی کی طرف توجہ دیں۔اُن کو جماعت کے ساتھ جوڑنے کی طرف توجہ دیں۔ اپنے گھروں میں ایسے ماحول پیدا کریں کہ بچوں کی نیک تربیت ہو رہی ہو۔ بچے معاشرے کا ایک اچھا حصہ بن کر ملک و قوم کی ترقی میں حصہ لینے والے بن سکیں۔

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ بچوں کی تربیت کوئی آسان کام نہیں اور خاص طور پر اس زمانے میں جب قدم قدم پر شیطان کی پیدا کی ہوئی دلچسپیاں مختلف رنگ میں ہر روز ہمارے سامنے آرہی ہوں تو یہ بہت مشکل کام ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے جب دعائیں اور طریق بتائے ہیں تو اس لئے کہ اگر ہم چاہیں تو خود بھی اور اپنے بچوں کو بھی شیطان کے حملوں سے بچا سکتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جس انقلاب کے پیدا کرنے کے لئے دنیا میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے گئے اس کا حصہ بننے کے لئے ہم نے اپنی تمام تر صلاحیتوں اور استعدادوں کو استعمال کرنا ہے اور اپنی نسل میں بھی اس روح کو پھونکنا ہے۔ جو ہمارے مقاصد ہیں ان کے لئے دعائیں بھی کرنی ہیں۔ ان کی تربیت بھی کرنی ہے کہ معاشرے کے ان سب گندوں اور غلاظتوں کے باوجود ہم نے شیطان کو کامیاب نہیں ہونے دینا۔ اور دنیا میں خدا تعالیٰ کی حکومت قائم کرنے کی کوشش کرنی ہے۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

قرآن کریم میں حضرت زکریا کے حوالے سے سورۃ الانبیاء میں اس دعا کا بھی ذکر ملتا ہے کہ رَبِّ لَا تَذَرْنِيْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْوٰرِثِيْنَ (الانبیاء:90) کہ اے میرے رب مجھے اکیلا نہ چھوڑ اور تُو سب وارثوں سے بہتر ہے۔ اس دعا میں بھی جب اللہ تعالیٰ کو خَيْرُ الْوٰرِثِيْنَ کہا ہے تو واضح ہے کہ اولاد کی دعا صرف اس لئے نہیں کہ اولاد ہو جائے اور وارث پیدا ہو جائیں جو دنیاوی معاملات کے وارث ہوں بلکہ ایسے وارث اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوں جو دین کو دنیا پر مقدم رکھنے والے ہوں اور ظاہر ہے ایسی دعا وہی لوگ مانگ سکتے ہیں جو خود بھی دین کو دنیا پر مقدم رکھنے والے ہیں۔ اگر دنیا داری میں انسان ڈوبا ہوا ہے تو نیک وارث کس طرح مانگے گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

”پس خود نیک بنو اور اپنی اولاد کے لئے ایک عمدہ نمونہ نیکی اور تقویٰ کا ہو جاؤ اور اس کو متقی اور دیندار بنانے کے لئے سعی اور دعا کرو۔ جس قدر کوشش تم ان کے لئے مال جمع کرنے کی کرتے ہو اسی قدر کوشش اس امر میں کرو“۔ (ملفوظات جلد 8 صفحہ 109۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس اولاد کے لئے دعا اور خواہش اس سوچ کے ساتھ اور اس دعا کے ساتھ ہونی چاہیے کہ ایسی اولاد ہو جو دین کو دنیا پر مقدم کرنے والی ہو۔ جو ہماری یعنی ماں باپ کی اور خاندان کی عزت قائم کرنے والی ہو۔ اپنے دادا پڑدادا کے نام کی عزت قائم کرنے والی ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

”خدا تعالیٰ کی نصرت انہی کے شامل حال ہوتی ہے جو ہمیشہ نیکی میں آگے ہی آگے قدم رکھتے ہیں۔“

فرمایا:

”ایک جگہ ٹھہر نہیں جاتے اور وہی ہیں جن کا انجام بخیر ہوتا ہے۔“

اور انجام بخیر کے لئے آپ نے فرمایا کہ:

”اپنے لئے اور اپنے بیوی بچوں کے لئے مستقل دعا کرتے رہنا چاہیے۔“

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم میں سے ہر ایک اولاد کے لئے بہترین نمونہ بننے والے ہوں۔ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے عہد کو پورا کرنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہماری اولاد کو بھی ہمیشہ ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک بنائے رکھے اور پھر یہ سلسلہ آگے بھی چلتا چلا جائے۔ آمین“

(خصوصی پیغام بر موقع اجتماع مجلس انصار اللہ بھارت 2022ء الفضل انٹرنیشنل 22 نومبر 2022ء صفحہ 20)

اسلام احمدیت کے پیغام کو پھیلانے کے لئے خدام الاحمدیہ، لجنہ اماء اللہ، انصار اللہ اور نیشنل جماعت سب کو مل کر کام کرنا ہو گا

”ایک ناصر نے عرض کیا کہ حضور انور سے گذشتہ ملاقات میں انصار اللہ کو یہ ٹارگٹ دیا تھا کہ سوئٹزرلینڈ کی پچاس فیصد آبادی تک اسلام احمدیت کا پیغام پہنچائیں۔ اس ٹارگٹ کے حصول کے لئے پوری کوشش کی جارہی ہے لیکن اس حوالے سے مالی مشکلات کا سامنا ہے۔ مثلاً لٹریچر کی اشاعت کے لئے زیادہ بجٹ درکار ہے۔ کیا انصار اللہ نیشنل جماعت سے مزید لٹریچر کا مطالبہ کر سکتی ہے؟

اس پر حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے انہیں فرمایا کہ وہ ضرور جماعت سے لٹریچر حاصل کر کے سوئس لوگوں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔ اسلام احمدیت کے پیغام کو پھیلانے کے لئے خدام الاحمدیہ، لجنہ اماء اللہ، انصار اللہ اور نیشنل جماعت سب کو مل کر کام کرنا ہو گا۔ اس لئے انصار اللہ نیشنل جماعت سے لٹریچر کے حصول کے لئے مدد مانگ سکتی ہے۔

انصار اللہ جماعت سے معین تعداد میں لٹریچر کی درخواست کر سکتی ہے جسے وہ ایک معین مدد میں تقسیم کریں گے۔ لٹریچر ملنے پر اس بات کو یقینی بنائیں کہ وہ تقسیم بھی ہو۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ آپ جماعت سے مدد مانگ سکتے ہیں۔ اس کے لئے باہمی تعاون کی ضروت ہے۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ تقویٰ اور نیکی کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرو۔ اللہ کا پیغام پھیلانا تقویٰ کا کام ہے۔ اس لئے آپ ایسا کر سکتے ہیں۔

نمازوں کی طرف توجہ کرو

ایک ناصر نے سوال کیا کہ کچھ عرصے سے خصوصاً کووڈ-19 کی وجہ سے رابطے محدود ہو گئے ہیں۔ اب دوبارہ لوگ مل جل تو رہے ہیں لیکن ابھی بھی جماعتی پروگراموں اور رابطوں میں اس طرح کی قربت نہیں جس طرح پہلے تھی۔ اس کے لئے ہم کیا لائحہ عمل اختیار کر سکتے ہیں؟

اس پر حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ ہم نے تو یوکے کا جلسہ کیا ناں؟

یو کے کا جلسہ اس لئے کیا کہ یو کے میں احساس ختم ہو جائے کہ آپس میں رابطے ختم ہوئے تھے، ہم نے ملنا جلنا ہے، اکٹھے نمازیں بھی پڑھنی ہیں اور مسجدوں میں بھی آنا ہے۔ مسجدیں بھی کھول دی ہیں۔ زیادہ سے زیادہ یہی ہے کہ نمازیں پڑھتے جہاں تین فٹ کا فاصلہ تھا وہاں ایک فٹ کا رکھ لیا ہے، چھ انچ کا رکھ لیا ہے یا بعض جگہ نہیں بھی رکھا۔

ابھی میں امریکہ کا دورہ کر کے آیا ہوں۔ وہاں لوگ ماسک پہنتے تھے لیکن مسجد میں سارے آتے تھے۔ صفیں بنا کے ساتھ ساتھ کھڑے ہوتے تھے اور رابطے پورے رہے۔ تو یہ نمونے مَیں نے آپ کے سامنے پیش کر دیئے ہیں۔

اب ان نمونوں کو دیکھ کے اگر آپ لوگوں کو ہوش نہیں آنی اور نہیں کھلنا تو پھر اب میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ اسی لئے مَیں بار بار کہہ رہا ہوں کہ نمازوں کی طرف توجہ کرو۔

ان شاء اللہ تعالیٰ اگلے سال یو کے کا جلسہ ہو گا تو انٹرنیشنل جلسہ ہو گا۔ پہلے جس طرح اجازت ملتی تھی اَور کھل کے مل جائے گی تو مزید بہتری ہو جائے گی۔

آپ نے جو لوگوں کو دو اڑھائی سال میں گھروں میں نمازیں پڑھنے کی عادت ڈال دی ہے اور کہہ دیا کہ گھر میں نماز پڑھ کے بڑا مزہ آیا، ہماری بڑی اصلاح ہو گئی، ہمارے بچوں کی اصلاح ہو گئی۔ تو اب اس کو وسیع کریں۔

ان بچوں کی اصلاح کو مسجد میں لے کے آئیں اور ان تعلقات کو اور رابطوں کو مزید بہتر کرنے کی کوشش کریں اور بچوں کو احساس دلائیں کہ جس طرح گھر میں تمہیں نمازیں پڑھنے کا لطف آتا تھا اب مسجد میں بھی آئے گا۔ مسجد میں بھی آیا کرو۔

آپ کے سامنے نمونے تو پیش ہو گئے۔ دو موقعے آ گئے۔ یو کے کا جلسہ آ گیا۔ مَیں اس میں شامل ہوا۔ لوگ قریب ہو کے بیٹھے۔ امریکہ کا دورہ ہوا تو وہاں سارے لوگوں نے دیکھا۔ سب قریب ہو کے بیٹھے۔ انشاء اللہ اور اگلے فنکشن ہوں گے تو آپ کے سامنے مثالیں آ جائیں گی۔

جس نے اصلاح کرنی ہوتی ہے وہ تو ہلکے سے اشارے سے بھی اصلاح کر لیتا ہے اور جس نے نہیں کرنی اس نے نہیں کرنی۔ پھر آپ لوگ حجتیں تو کرتے رہیں گے۔

اس لئے لوگوں کو سمجھائیں، بتائیں اور یہ انصار اللہ کی کوشش ہے۔ اپنے گھروں میں بھی اپنے بیوی بچوں کو کہیں کہ جماعت کے پروگرام میں جاؤ۔ خدام الاحمدیہ کا کام ہے، لجنہ کا کام ہے۔ جو تنظیمیں ہیں ان کے عہدے دار اپنے گھر والوں کو کہیں۔

انصار اللہ کیونکہ بڑی عمر کے ہیں وہ اپنے بچوں کو کہیں اور خود بھی جائیں تو انشاء اللہ ٹھیک ہو جائے گا۔ یہ تو آپ کی کوشش ہے۔ اب اڑھائی سال میں جس آسانی کی عادت آپ نے ڈال دی تھی اب کم از کم سال تو لگے گا اس کو دوبارہ واپس لانے میں۔ اس لئے مسلسل کوشش کریں۔

تبلیغ کے ساتھ ساتھ دعا بھی ضروری ہے

ایک ناصر نے سوال کیا کہ یہاں پہ جب اللہ تعالیٰ ہمیں تبلیغ کرنے کا موقع دیتا ہے تو لوگ دلائل کو مان لیتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ آپ کی باتیں ٹھیک ہیں لیکن بیعت کر کے جماعت میں شامل ہونے کی طرف نہیں آتے۔ ہم کیا طریق اختیار کریں کہ وہ بیعت بھی کر لیں؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ کب کہا ہے کہ جس کو تم تبلیغ کرو گے وہ ضرور مان لے گا۔

اللہ تعالیٰ نے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی فرمایا: بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَیْكَ (المائدہ:68) تبلیغ کا حکم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تمہارا کام ہدایت دینا نہیں۔ تمہارا کام پیغام پہنچانا ہے۔ ہدایت دینا میرا کام ہے۔ آپ پیغام پہنچائیں اس کے لئے ساتھ دعا بھی کریں۔ جس جذبے اور شوق سے آپ لٹریچر لے کر تبلیغ کرتے ہیں، باتیں کرتے ہیں، اسی شوق سے آپ ان تبلیغی contacts کے لئے دو نفل بھی پڑھتے ہیں سجدہ بھی کرتے ہیں؟ اگر اسی شوق سے سجدہ بھی کیا جا رہا ہے، دعائیں بھی کی جائیں تو اللہ تعالیٰ اس میں برکت بھی ڈال دیتا ہے۔ تبلیغ کرنے کے ساتھ ساتھ دعا بھی ضروری ہے۔

ایک ہوں، اکائی ہوں پھر کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ اس میں برکت بھی ڈالتا ہے

دوسری بات یہ یاد رکھیں کہ ہمارا کام پیغام پہنچانا ہے... قرآن شریف میں ایک نابینا

صحابی کا قصہ آیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اللہ تعالیٰ نے یہی تنبیہ کی کہ تم سردار کے ساتھ بیٹھے ہو، اس کے پیچھے پڑے ہوئے ہو تمہیں کیا پتا اس نے مسلمان ہونا ہے کہ نہیں ہونا اور جو اخلاص سے آیا ہے اس کو تم چھوڑ رہے ہو۔

اللہ تعالیٰ نے اور بھی بہت جگہ مختلف حوالوں سے مثالیں دی ہیں۔ یہ مثالیں دے کر اللہ تعالیٰ نے یہ واضح کر دیا کہ تمہارا کام پیغام پہنچانا ہے، پہنچاؤ اور باقی ہدایت دینا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ آپس میں تم لوگ اپنے آپ کو سنبھالو۔ آپس میں زیادہ محبت پیار اور بھائی چارہ پیدا کرو تو پھر جماعت میں اکائی اور unity قائم ہو گی اور اس بھائی چارہ کے بعد جو آپ کوشش کریں گے وہ انفرادی کوششیں نہیں ہوں گی وہ جماعتی کوششیں ہوں گی۔ پھر اللہ تعالیٰ ان میں برکت بھی ڈالے گا۔

آپ باہر لوگوں میں تبلیغ کر رہے ہیں، پیغام پہنچا رہے ہیں، بڑا اچھا پیغام پہنچا رہے ہیں لیکن اندر آپس میں بہت ساری رنجشیں پیدا ہوئی ہوئی ہیں۔ ایک دوسرے کے متعلق باتیں کرنے سے نہیں چوکتے۔ بلاوجہ کی کدورتیں دل میں آئی ہوئی ہیں۔ ان کو بھی دور کریں۔ ایک ہوں، اکائی ہوں پھر کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ اس میں برکت بھی ڈالتا ہے۔ پھر دعا کریں اور پھر اکٹھے ہو کے دعا کریں۔ پھر اللہ تعالیٰ اس میں برکت بھی ڈالے گا۔ ہاں یہ اللہ تعالیٰ نے کہہ دیا کہ تمہارا کام پیغام پہنچانا ہے۔ تم پہنچائی جاؤ۔ اگر تم پیغام نہیں پہنچاؤ گے تو تمہارے سے پوچھا جائے گا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ کہیں نہیں کہا کہ کسی سے اگر بیعت نہ ہوئی تو تم ضرور پوچھے جاؤ گے۔ ہاں اللہ تعالیٰ برکت ڈالتا ہے جس طرح باقی کاموں میں بھی برکت ڈالتا ہے۔ محنت اور دعا میں جب اللہ تعالیٰ برکت ڈالتا ہے تو تبلیغ کے کاموں میں بھی برکت ڈالے گا۔ تو ہمارا کام یہی ہے۔

انفرادی طور پر آپ لوگ tree plantation کریں۔ درخت لگائیں

ایک ناصر نے سوال کیا کہ ماحولیاتی تبدیلی کے متعلق جو اس وقت انسانیت کے درپیش مسائل میں سے ایک بڑا مسئلہ ہے۔ اس سلسلے میں حضور سیاسی لیول پہ کیا راہنمائی کر سکتے ہیں اور انفرادی طور پر ہم کیا کر سکتے ہیں؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ انفرادی طور پر کیا کر سکتے ہیں؟ بچوں کو بھی میں کہہ چکا ہوں عورتوں کو بھی کہہ چکا ہوں کہ انفرادی طور پر آپ لوگ tree plantation کریں۔ درخت لگائیں۔ کاربن emission کی طرف توجہ کریں۔ زیادہ سے زیادہ کوشش یہ کریں کہ کم سے کم آپ کی کاروں اور دوسری چیزوں کا استعمال ہو۔ یہ تو انفرادی طور پہ آپ کا کام ہے۔ خود بھی تھوڑے فاصلے پر جانا ہو تو بجائے کاروں یا موٹر سائیکلوں پہ جانے کے پیدل چلے جائیں، سائیکل استعمال کریں اور plantation زیادہ کریں۔ یہ تو ظاہری چیزیں ہیں۔ باقی حکومتوں کا کام ہے کہ plantation کریں اور انڈسٹری کو بھی اس طرح آرگنائز کریں کہ کم سے کم کاربن emission ہو۔

اب چین کہتا ہے کہ یورپ اور امریکہ نے جو پچھلے پچاس ساٹھ سال carbon emission کی ہے اور انڈسٹریل ترقی کی ہے ہم اس سے پچاس ساٹھ سال پیچھے ہیں ہم بھی اتنا کریں گے پھر دیکھیں گے کہ ہم نے کیا کرنا ہے۔ تو ہر ایک اپنا اپنا مفاد چاہتا ہے۔ سیاسی طور پر یا ملکی سطح پر تو پھر لوگ اس طرح اپنا مفاد دیکھتے ہیں۔ باقی ہر چیز کو ہم نے سیاست ہی بنا لیا ہے۔ اب کہتے ہیں پاکستان میں flood آئے تو پاکستان کا اس میں کیا قصور ہے۔ یہ موسمی تبدیلی ہو رہی ہے۔ یہ تو ویسٹ، یورپ اور ترقی یافتہ ملکوں کے carbon emission اور موسم میں تبدیلی کی وجہ سے ہو رہی ہے۔ تو سوال یہ ہے کہ پاکستان نے کیا کردار ادا کیا؟

پاکستان نے اپنے سارے جنگل کاٹ دیئے۔ اپنے ذاتی مفادات کے لئے ٹھیکیداروں اور سیاستدانوں نے مل کے سوات کے پہاڑوں کو ٹُنڈ کر دیا مری کے علاقے کے پہاڑوں کو ٹُنڈ کر دیا۔ ناران کاغان کے پہاڑوں کو ٹُنڈ کر دیا۔ سارے علاقے تباہ کر دیئے۔ پھر ڈیم نہیں بنائے۔ harvest کے لئے طریقے تھے جو استعمال میں نہیں لائے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو جو عقل دی تھی اس کے مطابق کرتے تو یہ لوگ بہت بڑی تباہی سے بچ سکتے تھے۔ اس کا الزام صرف ویسٹ کے اوپر دے دینا کہ ویسٹ نے یہ نہیں کیا درست نہیں۔ خود ہمارا اپنا بھی قصور ہوتا ہے۔

بہرحال سیاسی طور پہ تو ہر ایک ملک میں خود غرضی پیدا ہو چکی ہے۔ ایک انڈسٹریل

ڈویلپمنٹ جہاں ہو رہی ہے وہاں انڈیا کہے گا ہماری تو انڈسٹریل ترقی ہو رہی ہے ہم اب کیوں کم کریں۔ چائنا کہتا ہے ہم کیوں کم کریں اور دوسرے اوپر آنے والے کوئی ملک ہیں وہ کہتے ہیں ہم کیوں کم کریں۔ ویسٹ نے کیونکہ یہ ترقی کر لی ہے، ایک مقام پہ پہنچ گیا ہے، یہ کہتے ہیں کہ کم کرواور یہ بھی کم نہیں کر رہا۔ یہ جہاں ٹکے ہوئے ہیں کہتے ہیں ہم تو یہاں ٹِک گئے، ہم اس سے زیادہ نہیں کریں گے، تم کم کرو۔ ترقی پذیر ممالک کہتے ہیں کہ تم مغربی ممالک اس سے زیادہ کیوں نہیں کروگے؟ تم بھی پھر کم کرو۔ تو یہ سیاسی طور پہ سارا چکر ہے۔

باقی جو آپ کی کوششیں ہو سکتی ہیں وہ یہی ہیں کہ جیسا میں نے کہا کہ انفرادی طور پہ اگر ہر کوئی realise کر لے اور اس کی طرف توجہ دے کہ کم سے کم کاروں کا استعمال ہو اور زیادہ سے زیادہ tree plantation ہو۔

پھر جو جنگیں ہو رہی ہیں یہ بھی تو ایک تباہی ہے۔ یہ بھی تو ماحول میں گرمی پیدا کر رہی ہیں۔ ان سے carbon emission ہو رہی ہے۔ آگیں لگ رہی ہیں۔ فساد ہو رہے ہیں۔ یہ ساری چیزیں شامل ہیں تو آپ کیا کر سکتے ہیں؟ انفرادی طور پر جو چھوٹی موٹی کوشش کر سکتے ہیں وہ کر لیں۔ ہم تو چھوٹی سی جماعت ہیں۔ چھوٹی سی جماعت کے اپنے ماحول میں جو کر سکتے ہیں کریں شاید آپ کو دیکھ کر دوسرے لوگ اثر پکڑیں اور پھر یہ پھیلتی جائے جاگ لگتی جائے اور پورا ملک اس بات کو realise کر لے اور وہ اس طرف توجہ کرنا شروع کر دیں۔

تو ہر ملک میں ہم چھوٹے پیمانے پہ کوشش ہی کر سکتے ہیں اور پھر لوگوں کو بتائیں کیونکہ اصل کوشش تو اس ملک کی آبادی نے کرنی ہے۔ آپ کی تو کسی بھی ملک میں 0.01 فیصد آبادی ہے۔ تو کیا کر سکتے ہیں؟"

(ملاقات مجلس انصار اللہ سوئٹزرلینڈ 13 نومبر 2022ء الفضل انٹرنیشنل 25 نومبر 2022ء صفحہ 1-2 و 18)

2023م

سیکرٹری مال کو تمام معلومات ہونی چاہئیں

”حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ ایک سیکرٹری مال کو جماعت کے تمام کمانے والے افراد کی تعداد معلوم ہونی چاہیے جو چندہ دے سکتے ہیں نیز ان لوگوں کی تعداد کا بھی علم ہونا چاہیے جو مالی قربانی میں حصہ لیتے ہیں۔اسی طرح ان کی تعداد بھی معلوم ہونی چاہیے جو غربت یا کم آمدنی کی وجہ سے بالکل بھی چندہ نہیں دے سکتے۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مزید فرمایا کہ چندہ کوئی ٹیکس نہیں بلکہ یہ نفس کو پاک کرنے کے لئے ضروری ہے۔اسی لئے اسلام نے مالی قربانی کو فرض کیا ہے۔

سارے ملک کے بچوں کی تربیت کریں تا کہ اگلی generation احمدی ماحول میں بڑھے

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بچوں کی تربیت کے بارے میں فرمایا کہ جو لوگ بھی وہاں احمدی ہیں اگر ان کے بچے احمدی ہیں تو شعبہ تربیت کا یہ کام ہے کہ ان کی بھی تربیت کرے۔سارے ملک کے بچوں کی تربیت کریں تا کہ اگلی generation احمدی ماحول میں بڑھے۔اگر بچوں کی تربیت نہیں کی تو آپ تو احمدی ہوں گے، لیکن بچے پھر اپنی مرضی سے جو دل چاہے گا، جہاں دل چاہے گا چلے جائیں گے۔ اس لئے ان کو جماعت کے ساتھ جوڑنے کے لئے ضروری ہے کہ ان کی تربیت کریں تا کہ بچے بھی آپ کے ساتھ جڑے رہیں۔

بچوں کو بتائیں کہ احمدیت کیا ہے اور کیوں ہم احمدی ہیں

بچوں کو بتائیں کہ احمدیت کیا ہے اور کیوں ہم احمدی ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا پیشگوئیاں تھیں، آخری زمانے میں کیا حالات ہونے تھے، پھر ان حالات کی وجہ سے کس مسیح اور مہدی نے آنا تھا۔یہ ساری باتیں احمدیت کی بنیادی تعلیم ہے جو ان کو پتا ہونی چاہیے۔

ہم احمدی ہیں، مسلمان ہیں اور حقیقی مسلمان ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والے ہیں۔ آپؐ کو خاتم النبیین ماننے والے ہیں۔ آپؐ کی تمام پیشگوئیوں پہ یقین رکھنے والے

ہیں۔ انصار اللہ بھی اور خدام الاحمدیہ بھی شعبہ اطفال الاحمدیہ کے تحت ان ساری باتوں کی بچوں کو بچپن سے ہی تربیت دینی شروع کرے تاکہ جب بچے بڑے ہوں تو ان کو پتا ہو کہ احمدیت کیا چیز ہے اور وہ کیوں احمدی ہیں۔

موصیان کی تعداد کو بڑھانے کی کوشش کریں

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ موصیان کی تعداد کو بڑھانے کی کوشش کریں۔ ہر موصی کے لئے رسالہ الوصیت کے مطالعہ کو لازمی قرار دیتے ہوئے حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ لوگوں کو رسالہ الوصیت پڑھنے کے لئے دیں تاکہ اس کو پڑھنے کے بعد پھر وہ موصی بنیں۔ بغیر رسالہ الوصیت پڑھے کسی سے وصیت نہیں کروانی۔ جب تک کوئی شخص رسالہ الوصیت نہیں پڑھ لیتا اس وقت تک اس کا وصیت کا فارم fill نہیں کروانا اور آپ کے باقی موصیان ہیں ان سے بھی پوچھ لیں کہ اگر انہوں نے کتاب پڑھی ہوئی ہے تو ٹھیک ہے نہیں تو ان کو دیں تاکہ وہ دوبارہ پڑھیں۔

سیکرٹری تربیت کا حلقے کے ہر احمدی سے رابطہ ہونا چاہیے

تربیت کے حوالے سے حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہدایت دیتے ہوئے فرمایا کہ سیکرٹری تربیت کے طور پر آپ کا حلقے کے ہر احمدی سے رابطہ ہونا چاہیے۔ انہیں بتائیں کہ ایک احمدی کا کس طرح کا رویّہ ہونا چاہیے اور کتنی تربیت ہونی چاہیے۔

احمدی کو پانچ وقت نمازوں کا پابند ہونا چاہیے، روزانہ قرآن کریم کی تلاوت کرنی چاہیے، پھر اس کے مطالب پر غور بھی کرنا چاہیے۔ اعلیٰ اخلاق ہونے چاہئیں۔ اپنے ہر احمدی ممبر کو یہ بتائیں۔ احمدیوں میں اور دوسروں میں ایک امتیاز ہونا چاہیے تاکہ لوگوں کو پتا لگے کہ ہم احمدی ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

جماعتی بلیٹن کی اشاعت کی طرف توجہ

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے باقاعدہ ایک جماعتی بلیٹن کی اشاعت کی

طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ اپنی جماعت میں ایک چھوٹا سا دو تین صفحوں کا بلیٹن بنالیں جو ہر مہینے یا ہر دو مہینے بعد جماعت کے لوگوں کو بھیجا کریں۔ اسے آن لائن بھی بھیج سکتے ہیں اور پرنٹ کر کے بھی بھیج سکتے ہیں۔

سیکرٹری صاحب اشاعت نے سوال کیا کہ ایسے بلیٹن میں کیا مواد شامل ہونا چاہیے؟ اس پر حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ قرآن کریم کی ایک آیت اور اس کی تفسیر۔ ایک حدیث اور اگر اس کی تفسیر جماعتی لٹریچر سے مل سکے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اقتباس۔ میرے کسی خطبہ کا خلاصہ اور کسی جماعتی پروگرام کی رپورٹ یا اس کے متعلق کوئی خبر۔"

(آن لائن ملاقات ذیلی تنظیمات نیشنل مجالسِ عاملہ مراکش یکم جنوری 2023ء بحوالہ الفضل انٹرنیشنل 13 جنوری 2023ء صفحہ 1-2و16)

خلافتِ احمدیہ کے تحت ہمارے نظام میں یک جہتی ہے اور ایک وجود آپ کی راہنمائی کرتا ہے

”ایک ناصر نے سوال کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد نظام خلافت اسلام کی تجدید اور اشاعت کے لئے کس قدر ضروری ہے؟ نیز ہم اشاعت اسلام میں کیسے ممد ثابت ہو سکتے ہیں اور خلیفہ وقت کے ساتھ ہم کیسے اچھا تعلق پیدا کر سکتے ہیں؟

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشگوئی تھی کہ ایک ہزار سال کے تاریک عرصے کے بعد مسلمانوں میں مسیح موعود کی آمد ہو گی اور وہ مسیح موعود اور مہدی ہونے کا دعویٰ کرے گا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے متعلق یہ الفاظ بیان فرمائے کہ ان کا مقام خلیفۃ الرسول کا ہو گا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ ہیں اور اس کے بعد یہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی تھی کہ اسلام کے پیغام کی اشاعت کے لئے نظام خلافت جاری رہے گا کیونکہ یہی موزوں وقت تھا کہ جب اسلام اور احمدیت کی اشاعت کے لئے تمام ذرائع میسر تھے۔ اب آپ دیکھ سکتے ہیں کہ میڈیا اور دیگر ذرائع میسر ہیں اور خلافت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نقش قدم پر چل کر کام کرے گی اور آپ کے ذریعہ اسلام اور احمدیت کا پیغام دنیا کے کناروں تک پہنچے گا۔

پھر یہ ایک منظم نظام ہو گا۔ دوسرے فرقوں میں آپ کو یہ نظام نہیں ملے گا۔ یہاں خلافت کے ماتحت اسلام احمدیت کا پیغام دنیا کے سارے کناروں تک پہنچا رہا ہے۔ مختصراً اس لئے اس کی ضرورت ہے۔ ورنہ اگر آپ کے پاس ایک قیادت نہیں ہے تو آپ ایک ریوڑ کی طرح ہیں جس کی دیکھ بھال کے لئے کوئی مقرر نہ ہو۔ پس خلافتِ احمدیہ کے تحت ہمارے نظام میں یک جہتی ہے اور ایک وجود آپ کی راہنمائی کرتا ہے اور ہمارا ایمان ہے کہ اس پر ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور راہنمائی نازل ہوتی ہے۔ اور جب بھی وہ ضروری سمجھتا ہے کہ فلاں کام ہونا چاہیے تو وہ جماعت کو

اس کے مطابق عمل کرنے کی تلقین کرتا ہے۔ پس خلافت کے نظام کی ایک وجہ ہے۔ اسی لئے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تھا کہ میرے جانے کے بعد خلافت راشدہ قائم ہو گی جس کے بعد ملوکیت کا ایک دَور آئے گا اور اس کے بعد تاریکی کا دَور آئے گا اور اس کے بعد جیسا کہ میں نے کہا مسیح و مہدی ظاہر ہو گا۔

یہ ہر ایک احمدی کی ذمہ داری ہے کہ وہ اسلام کے پیغام کو پھیلائے

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ وہ خلافت تاقیامت جاری رہے گی اور یہی ہمارا ایمان ہے کہ خلافت احمدیہ تاقیامت جاری رہے گی اور اللہ تعالیٰ اس خلافت کی نصرت اور راہنمائی فرمائے گا اور خلافت کی ہی ہدایت سے جماعت ترقی کرے گی اور پھولے پھلے گی اور یہی ہم آج دیکھ رہے ہیں۔ ہر سال ہزارہا لوگ احمدیت میں شامل ہو رہے ہیں۔

ایک اکیلا شخص جس نے ایک چھوٹی سی بستی میں مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا آج تقریباً دنیا بھر میں شہرت پا چکا ہے۔ یہ وہ نظام ہے جس کے ذریعہ سے اسلام کے پیغام کو دنیا بھر میں پھیلانے میں اللہ تعالیٰ ہماری مدد کر رہا ہے۔

اگر آپ نظام خلافت سے جڑ جائیں گے اور آپ اس بات پر ایمان لائیں گے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسلام کے پیغام کو پھیلانے کے لئے مبعوث ہوئے تھے اور آپ یہ بھی مانیں گے کہ آپ علیہ السلام کے بعد حقیقی خلافت جاری ہے تب آپ کو بھی اسلام کے بارے میں علم حاصل کر کے تبلیغ اسلام کے ذریعہ سے خلیفہ اور نظام جماعت کی مدد کرنی چاہیے۔

پس یہ ہر ایک احمدی کی ذمہ داری ہے کہ وہ اسلام کے پیغام کو پھیلائے کیونکہ بیعت کرتے وقت سب نے یہ عہد کیا ہے کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تبلیغ اسلام میں مدد کریں گے۔

پس آپ کو چاہیے کہ آپ اسلام کے بارے میں زیادہ علم حاصل کریں اور قرآن کریم کی تلاوت، اس کا ترجمہ اور اس کی تفسیر سیکھیں، اسی طرح معتبر احادیث بھی۔

اس کے ساتھ یہ بھی یقیناً بہت ضروری ہے کہ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصانیف کو پڑھیں۔ آپ علیہ السلام کی کافی کتب کا انگریزی زبان میں ترجمہ ہو چکا ہے۔ اگر نارویجن زبان میں ترجمہ موجود نہ ہو تو آپ کم از کم وہ کتب پڑھ سکتے ہیں جن کا انگریزی ترجمہ ہو چکا ہے۔ اس کے ذریعہ آپ اسلام اور احمدیت کے بارے میں اپنے علم کو تازہ کر سکتے ہیں بلکہ اس کو وسیع بھی کر سکتے ہیں اور پھر اس پیغام کو پھیلا سکتے ہیں۔

اس طرح آپ خلیفہ، جماعت، حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور بالآخر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مددگار ثابت ہوں گے اور ہمیں چاہیے کہ جیسے اللہ تعالیٰ اشرف المخلوقات یعنی انسانوں سے چاہتا ہے، ہم صراط مستقیم پر چلنے والے لوگ بنیں۔ جب آپ یہ سب کریں گے تو آپ کا خلافت سے اچھا تعلق قائم ہو جائے گا۔

جس طرح جماعت پھیل رہی ہے حسد بھی بڑھ رہا ہے

ایک ناصر نے سوال کیا کہ جماعت احمدیہ کی مخالفت میں پاکستان، ہندوستان اور الجزائر کے بعد اب حال ہی میں برکینا فاسو میں نو (9) احمدیوں کو دہشت گردوں نے شہید کر دیا ہے۔ کیا یہ مخالفت جماعت کی ترقی کو دیکھ کر مزید ملکوں میں بھی پھیلنے کا امکان ہے اور جماعت کو ان خطرات کی وجہ سے سیکیورٹی کے کیسے انتظامات کرنے چاہئیں؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ جس طرح جماعت پھیل رہی ہے حسد بھی بڑھ رہا ہے۔ اب حسد بڑھ رہا ہے تو فتنہ اور فساد پیدا کرنے، وسوسے ڈالنے والے اور دجالی صفت رکھنے والے لوگوں کے خلاف اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف کی آخری تین سورتوں میں پہلے ہی دعا سکھا دی۔ ان لوگوں کو پتا ہے کہ احمدی ہی ہیں جو خدائے واحد کی صحیح طرح عبادت کرنے والے ہیں۔

گو کہنے کو تو یہ ہمیں ان ملکوں میں خدا تعالیٰ یا اس کے رسول کے نام پہ قتل کرتے ہیں اور ہم پہ ظلم کرتے ہیں لیکن دراصل ان میں ایک حسد ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے حکموں کی خلاف ورزی کرنے والے ہیں اور ہر نبی کی جماعت کے ساتھ یہی ہوتا آیا ہے۔ جب بھی وہ پھیلتی ہے

حاسدین کی تعداد بھی بڑھتی ہے، وسوسے ڈالنے والوں کی تعداد بڑھتی ہے اور پھر جہاں ان کو موقع ملتا ہے وہ ظلم سے بھی دریغ نہیں کرتے اور یہی کچھ جماعت احمدیہ سے ہوا۔ پہلے ہندوستان میں ہوا جب پاکستان ہندوستان ایک تھا۔ اس وقت احراری شور مچاتے تھے۔ حالانکہ اس وقت برٹش گورنمنٹ تھی لیکن بعض مواقع ایسے آئے کہ انگریز افسران جماعت کی مخالفت کرتے تھے۔ یہ ہماری تاریخ سے ثابت ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے خلاف مقدمے کرتے رہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف مقدمے ہوتے رہے اور فساد پیدا ہونے کی بھی کوشش ہوتی رہی۔

پھر پاکستان ہندوستان بنا تو پاکستان میں کیونکہ جماعت کی تعداد زیادہ تھی وہاں شروع سے ہی پہلے 53ء کے فساد ہوئے۔ پھر اس کے بعد 74ء کے واقعات ہوئے 84ء میں ہمارے خلاف قانون مزید مضبوط بنانے کی کوشش کی اور پھر جو تبدیلیاں کر سکتے تھے، جو ان کے بس میں تھا، وہ کرتے رہے اور اب تک کر رہے ہیں۔

حاسدین جماعت کی ترقی دیکھ کر یہ کر رہے ہیں اور کریں گے اور یہی کچھ الٰہی جماعتوں کے ساتھ ہوتا آیا ہے۔ اس لئے ہمیں ہر وقت تیار رہنا چاہیے۔ ہندوستان میں بھی مولویوں نے آج کل سر اٹھانا شروع کیا ہوا ہے۔ آج کل وہاں بھی نئے سرے سے مولویوں کا گروپ ختم نبوت کے نام پہ احمدیوں کے خلاف مختلف چھوٹے قصبوں میں، جہاں جماعت تھوڑی تعداد میں ہے، وہاں فساد پیدا کرنے یا مار دھاڑ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہاں بھی اکا دکا واقعات ہو رہے ہیں اور اسی طرح جب باہر نکلتے ہیں تو باہر بھی ہوں گے۔

افریقہ میں کیونکہ جماعت پھیل رہی ہے اور پاکستانی مولوی بھی وہاں جاتا ہے، ختم نبوت یا وہابیت کی تعلیم کے نام پہ بعض عرب ملک اپنا روپیہ بھی لگاتے ہیں۔ برکینا فاسو میں مسلمان زیادہ تر وہابی ہیں۔ بہر حال وہ پیسہ لگا رہے ہیں اور یہ سارا فتنہ اور فساد کھڑا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ اس طرح ہم سختی سے جماعت کو دبا لیں گے لیکن جو شخص احمدی ہوتا ہے، خود اسلام قبول کرتا ہے اور اپنے ایمان میں پختہ ہے وہ ان چیزوں کی پرواہ نہیں

کرتا۔ آپ نے نمونہ دیکھ لیا کہ کس طرح انہوں نے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کر دیئے لیکن اپنے ایمان سے نہیں ہٹے۔

اسی طرح بعض اور نوجوان ہیں جن کو دھمکیاں مل رہی ہیں کہ یہ کرو نہیں تو ہم یہ کر دیں گے۔ مَیں نے پچھلے خطبہ جمعہ میں جو برکینا فاسو کے بارے میں تھا مثال بھی دی تھی کہ ایک نوجوان نے کہا کہ تم کہتے ہو تصویریں کیوں لگاتے ہو، مَیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اَور تصویریں لگاؤں گا۔ تو یہ ان کے ایمان کی پختگی ہے۔

دہریت کے خلاف بھی تمہیں جہاد کرنا پڑے گا

یورپ میں تو ویسے ہی دہریت پھیل رہی ہے اور مذہب کے خلاف ایک باقاعدہ مہم ہے۔ آج کل مختلف قسم کی حرکتیں شروع ہوئی ہیں، عورت مرد کی آزادی کے نام پہ، مختلف gender کی آزادی کے نام پہ جس کو یہ مختلف نام دیتے ہیں یا دوسرے ناموں پہ۔ گو بعض جگہ یہ صحیح ہیں لیکن جہاں مذہب کے ساتھ آزادی کے نام پہ یہ باتیں کرتے ہیں یا مذہبی تعلیم کے خلاف آزادی کے نام پہ باتیں کرتے ہیں اس کا مطلب ہے کہ یہ دہریت پھیلانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ یہ ایک بڑی سکیم ہے۔ صرف یہی نہیں کہ ہمارے سے مذہبی مخالفت ہو گی بلکہ ہمیں دہریت کا بھی مقابلہ کرنا پڑے گا۔ دہریت کی طرف سے بھی مخالفت ہو گی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صرف یہ نہیں لکھا کہ میں مثیل مسیح کے طور پر آیا ہوں اس لئے عیسائیت کے خلاف میرا جہاد ہے۔ آپؑ نے مسلمانوں کو بھی ہدایت دینی تھی اور عیسائیوں کو بھی ہدایت دینی تھی بلکہ آپؑ نے کہا کہ ایک زمانہ آئے گا، اور اب آ گیا ہے، جب لوگ خدا تعالیٰ کو ہی بھول رہے ہیں۔ اس لئے دہریت کے خلاف بھی تمہیں جہاد کرنا پڑے گا۔ اب وہ زمانہ ہے کہ ہمیں دہریت کے خلاف اپنے لٹریچر کو مضبوط کرنا ہو گا، اپنے دلائل مضبوط کرنے ہوں گے اور اس حوالے سے اپنی باتوں میں زیادہ سے زیادہ زور پیدا کرنا ہو گا کیونکہ عیسائیت کو تو لوگ بھول چکے ہیں۔

لیکن بہر حال سارے مخالفین چاہے وہ مذہب کے مخالفین ہوں، دہریہ ہوں، اسلام کے مخالفین ہوں، یا عیسائی یا دوسرے مذاہب کے ہوں، یہ سب مل کے احمدیت کے خلاف محاذ کھڑا کریں گے۔ اور ہو سکتا ہے کہ ایک وقت آئے جب ان کو یہاں احمدیت پھیلتی یا مضبوط ہوتی نظر آئے تو یورپ کے بعض ممالک میں بھی اس طرح کی مخالفت سامنے آئے۔ اس کے لئے ہمیں انتظامات کے حوالے سے ہر روز ہوشیار رہنا چاہیے۔

اپنی مساجد کی حفاظت کا انتظام رکھیں

پہلی بات تو یہ ہے کہ دعاؤں اور صدقات کے ذریعے سے ان بلاؤں کو ٹالنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں آنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

اس کے علاوہ مساجد کی حفاظت کے جو ظاہری طریقے ہیں اس بارے مَیں بڑے عرصے سے جماعتوں کو کہہ رہا ہوں کہ اپنی مساجد کی حفاظت کا انتظام رکھیں۔

ایک ظاہری انتظام ہونا چاہیے۔ ہم میں سے ہر شخص اگر ہر وقت ہوشیار رہے اور دائیں بائیں دیکھنے والا ہو تو یہ دشمن کو مایوس کرنے کے لئے ایک بہت بڑا ذریعہ ہے۔ اگر ہم ہوشیار ہیں تو فوراً پتا لگ جاتا ہے اور اس وقت اتھارٹیز کے ذریعہ ہم ان کو قابو میں لا سکتے ہیں۔ بہر حال دعا، صدقات اور وسائل کے اندر رہتے ہوئے ہمیں حفاظت کے لئے ظاہری کوشش کرنی چاہیے، لیکن ہو سکتا ہے کہ ایک وقت آئے کہ یہاں بھی آپ کو مخالفت کا سامنا کرنا پڑے۔

گلوبل وارمنگ سے آپ کو کیا فرق پڑا ہے

ایک ناصر نے سوال کیا کہ انسانیت کو درپیش بڑے چیلنجز میں سے ایک چیلنج global warming اور climate change کا ہے۔ آج کل ساری دنیا میں ماحولیاتی آلودگی کو کم کرنے کے لئے ہر پلیٹ فارم پہ آواز اٹھائی جا رہی ہے۔ حضور سے راہنمائی کی درخواست ہے کہ ہم انفرادی طور پر اور بحیثیت جماعت اس سلسلے میں اپنی ذمہ داری کیسے ادا کر سکتے ہیں؟

یہ سوال سن کر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سوال کرنے والے سے استفسار

فرمایا کہ گلوبل وارمنگ سے آپ کو کیا فرق پڑا ہے؟ جس پر موصوف نے عرض کی کہ directly نہیں پڑا۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ آپ کہتے ہیں directly نہیں پڑا۔ موسم اتنا change ہو رہا ہے اور طوفان آرہے ہیں۔ کہیں بارشیں ہو رہی ہیں، کہیں برفیں پڑ رہی ہیں، کہیں off- season ایسی باتیں ہو رہی ہیں۔

پھر اس کی وجہ سے دنیا کی اکانومی پہ بھی اثر پڑ رہا ہے۔ آپ کے اپنے ملک میں مہنگائی بڑھ گئی ہے اور آپ کہتے ہیں کہ مجھ پر directly کوئی اثر نہیں ہوا؟

بات یہ ہے کہ جس طرح دنیا کی آبادی بڑھ رہی ہے اس کے لئے زمین درکار ہے اور ظاہر ہے کہ جب زمین کی ضرورت ہو گی تو جہاں جنگل ہیں ان کو زمینوں کو آباد کرنے اور خوراک پیدا کرنے کے لئے کاٹنا ہو گا۔ خوراک پیدا کرنے کے لئے، فارمنگ کے لئے زرعی زمین چاہیے۔ ایک بات یہ ہے کہ اس میں ہمیں ایک نسبت رکھنی ہو گی۔

اب ترقی یافتہ ممالک نے ایک شرط رکھی ہے کہ ہم نے 20 فیصد یا 30 فیصد یا 40 فیصد زمین کو جنگلوں کے اندر رکھنا ہے۔ اگر یہ اسی طرح maintain کریں تو ٹھیک ہے۔ افریقہ میں جنگل کاٹتے جا رہے ہیں اور نئے نہیں لگا رہے۔ غریب ممالک پاکستان وغیرہ ان میں جنگل کاٹ رہے ہیں اور نئے نہیں لگا رہے تو اس سے بھی ایک موسم میں تبدیلی آتی ہے اور ماحولیاتی کیفیت بدلتی ہے۔

اب جب پاکستان میں بارشیں ہوئیں اور flood آیا تو یہ الزام دیتے ہیں کہ مغرب کی pollution کی وجہ سے ہمارے ہاں flood آئے۔ مغرب کی pollution تو پھر مغرب پہ بھی اثر انداز ہونی چاہیے تھی، لیکن تم نے اپنے ملک میں کیا کیا؟ پہلے راولپنڈی سے نکلتے تھے تو مری کی طرف گھوڑا گلی کی طرف جانے سے پہلے آپ کو جنگل ہی جنگل نظر آتے تھے۔ اب اس طرف آبادی تو اتنی نہیں ہوئی لیکن ٹھیکیداروں نے جنگل کاٹ کے نئے جنگل نہیں لگائے۔ کوئی درخت نہیں۔ سوات میں جائیں تو وہاں درخت کٹ گئے اور پہاڑی علاقوں میں جائیں تو وہاں

درخت کٹ گئے، ان کے جنگل ختم ہو گئے۔ تو خود انہوں نے اپنی اکانومی کو تو تباہ کیا۔ پھر پانی کو ریزرو کرنے کے لئے جو ڈیم بنانے چاہئیں تھے انہوں نے نہیں بنائے اور الزام لگا دیا کہ یہ یورپ اور مغربی ممالک کی pollution نے کیا۔ ہاں انڈسٹریل revolution یا صنعتی انقلاب نے بھی اثر ڈالا اور اثر انداز ہو رہا ہے۔ اسی لئے چین نے کہا کہ ترقی یافتہ مغربی ممالک نے اپنی انڈسٹری کو اتنا develop کر لیا جس کی وجہ سے ہوا میں pollution ہوئی اور گلوبل وارمنگ شروع ہوئی، اب ہمیں کہتے ہو کہ تم رکو۔ ہم تو نہیں رکیں گے ہم بھی اب پچاس سال تک اسی طرح اپنی انڈسٹری چلائیں گے۔ پھر دیکھیں گے کہ رکنا ہے کہ نہیں۔ انڈیا بھی یہی کہتا ہے۔ یہ چیزیں اب ساتھ ساتھ چلیں گی، ان کو برداشت کرنا پڑے گا۔

ایک درخت کاٹتے ہو تو دو درخت لگاؤ

ہمارے اختیار میں یہی ہے کہ جن علاقوں میں احمدی رہتے ہیں یا جن جگہوں پہ ہمارا کچھ اثر ہے کم از کم ان کو یہ کہیں کہ جو زمین تم جنگلوں سے خالی کر رہے ہو وہاں جنگلات اور درخت تو لگاؤ۔ ایک درخت کاٹتے ہو تو دو درخت لگاؤ۔ آبادی کے تناسب سے اگر زمین صاف کرنی ہے تو اول تو اس میں ایسا infrastructure بناؤ کہ تھوڑے علاقے میں زیادہ آبادی آباد ہو اور اچھی فارمنگ سے، زراعت کے لئے بھی اچھی پلاننگ سے ہو سکتی ہے۔

پھر افریقہ میں بہت وسیع علاقہ پڑا ہوا ہے جہاں جنگل نہیں ہیں اور وہاں فارمنگ کر سکتے ہیں۔ ان کو آباد کر کے وہاں سے اس ملک کے لئے بھی اور دنیا کے لئے بھی خوراک مہیا کر سکتے ہیں۔ اگر امیر ممالک وہاں کوشش کریں اور علاقے develop کریں تو بھی ہو سکتا ہے۔ ہمارا کام تو یہی ہے کہ ان لوگوں کو سمجھاتے رہیں، بتاتے رہیں کہ جہاں خالی جگہیں ہیں ان کو آباد کرو، فارمنگ کے لئے استعمال کرو، جنگلوں کو کم کاٹو، کاٹتے ہو تو مزید لگاؤ اور جہاں سارے پہاڑ ٹُنڈ کر دیئے ہیں ان علاقوں پر مزید محنت کرو۔ ہم خود زیادہ سے زیادہ tree plantation میں حصہ لیں اور اپنے زیر اثر لوگوں کو بھی کہیں کہ اگر ہم خالی جگہوں پہ جہاں پہلے درخت ہوتے تھے لاکھوں کروڑوں درخت لگانے شروع کر دیں تو ایک حد تک ہم اس کے بد اثرات کو کم کر سکتے ہیں۔

ہم دنیا کو سمجھائیں اور بتائیں کہ اس کے کیا کیا بد اثرات ہو رہے ہیں

پھر دوسرا یہ کہ ہم دنیا کو سمجھائیں اور بتائیں کہ اس کے کیا کیا بد اثرات ہو رہے ہیں۔ اگلی نسل کے لئے ہم کیا چھوڑ کے جائیں گے۔ اس لئے اپنے لئے اتنا لالچ نہ کرو کہ سب کچھ ہی آپ لے لینا ہے، اگلی نسل کے لئے بھی کچھ چھوڑ کر جاؤ۔

بہتر ہے کہ ان سے کہا کریں کہ بیٹے تم اپنے گھر جاؤ اور اپنا علیحدہ گھر لو

ایک ناصر نے سوال کیا کہ عموماً بچوں کی شادی کے بعد انہیں اسلامی تعلیم کے مطابق الگ گھر میں رہنے کی ترغیب دلائی جاتی ہے اور پھر وہ اپنی خود مختار زندگی گزارنے کے عادی ہو جاتے ہیں لیکن جب والدین کو بڑھاپے میں بچوں کے ساتھ رہنا پڑے تو انہیں والدین کو اپنے ساتھ رکھنے میں مشکل پیش آتی ہے۔ گھر بھی چھوٹے ہوتے ہیں۔ اس سلسلے میں حضور انور سے راہنمائی کی درخواست ہے کہ اس صورت حال میں کس طرح والدین کی خدمت کی جاسکتی ہے؟

اس پر حضورانورایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اسلامی تعلیم کا کیا سوال ہے؟ یہاں جو عیسائی، دہریہ، لامذہب یا کسی بھی مذہب کے ماننے والے ہیں وہ کون سا والدین کے ساتھ رہتے ہیں؟ ان کی کوشش تو یہی ہوتی ہے کہ شادی ہوئی تو علیحدہ رہیں۔

بہتر یہی ہے کہ بجائے اس کے گھر میں مسائل پیدا ہوں نندوں بھابھیوں کی لڑائی ہو یا ساس بہو کی لڑائی ہو آپ خود کہہ رہے ہیں کہ گھر چھوٹے ہیں تو ایک اَور فیملی کو رکھ کے مصیبت ڈالنی ہے۔ تو بہتر ہے کہ ان سے کہا کریں کہ بیٹے تم اپنے گھر جاؤ اور اپنا علیحدہ گھر لو۔

والدین کی خدمت کرنی چاہیے

اگلا سوال ہوا کہ اگر ماں باپ بوڑھے ہوتے ہیں۔ مغربی ملکوں نے تو یہ علاج نکال لیا کہ ماں باپ بوڑھے ہوتے ہیں تو old people's house میں ان کو جمع کرا دو اور ہفتے کے بعد بیٹا یا بیٹی ان کو جا کر السلام علیکم و علیکم السلام کر آئے، تھوڑی سی کھیر پکا کے دے آئے اور اس نے کھالی اور خوش ہوگئی کہ میرے بچے نے میرا خیال رکھا ہے اور باقی وقت نرسیں سنبھال رہی ہیں۔

لیکن ہمارا معاشرہ یہ ہے کہ والدین کی خدمت کرنی چاہیے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تمہاری ماں کا تم پہ حق ہے۔ تمہاری ماں کا تم پہ حق ہے۔ تمہاری ماں کا تم پہ حق ہے۔ پھر تمہارے باپ کا تم پہ حق ہے۔'' تو یہ حق ادا کرنے ضروری ہیں اور یہی اسلامی معاشرہ کہتا ہے۔ اس صورت میں کہ ماں باپ بوڑھے ہوں تو اوّل یہ کہ بچوں کی تربیت ایسی ہونی چاہیے کہ وہ بچوں کو کہیں کہ ہم تمہاری جوانی میں تمہاری خاطر تمہیں علیحدہ کر رہے ہیں یا تم ہمارے سے علیحدہ ہو رہے ہو، ٹھیک ہے رہو، لیکن اگر ہمیں بڑھاپے میں تمہاری ضرورت پڑے تو تم نے ہمارے کام آنا ہے۔ اوّل تو ہم دعا کرتے ہیں کہ ہمیں تمہاری ضرورت ہی نہ پڑے۔ اللہ تعالیٰ تمہاری محتاجی سے ہمیں بچائے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ اَرْذَلِ الْعُمُرِ سے بچ کر رہنے کی دعا کرو تاکہ ایسی محتاجی نہ ہو۔ لیکن اگر بڑھاپا ہو اور ایسی صورت حال ہو کہ ماں باپ کو رکھنا پڑے تو پھر ہمارا یہ اخلاقی اور مذہبی فرض بنتا ہے کہ ماں باپ کی خدمت کی جائے، ان کو رکھا جائے اور ایسے حالات میں بہو کو بھی اپنے ساس سسر کو برداشت کرنا چاہیے۔ اور اگر گھر چھوٹے ہیں تو قریب کوئی اور گھر لے لیں۔ یہاں کو نسلیں مدد کرتی ہیں ان کو نسل کی مدد سے قریب گھر لیا جا سکتا ہے۔ پھر صبح شام ان کے پاس جائیں اور خدمت کر لیں۔ یہی ایک علاج ہے جو آپ کر سکتے ہیں۔ اور اگر بڑے گھر ہیں تو اس کے ایک کمرے میں رکھ لیں اور خدمت کر لیں تو ثواب ہے۔

اگر آخرت کی زندگی کی بھی فکر ہے، اگر اپنی عاقبت کی بھی فکر ہے اور مذہب کی کچھ سدھ بدھ ہے تو پھر ہمیں یاد رکھنا چاہیے کہ ان چیزوں کا ثواب ہے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کا اجر ہے۔ ہم نے بھی مرنا ہے اور ہمارے ساتھ بھی یہی ہونا ہے۔ اس لئے ہم اللہ تعالیٰ کے فضل کو حاصل کرنے کی کوشش کریں اور اپنے بڑوں کی خدمت کریں۔

feedback اور تجاویز لی جائیں کہ کس قسم کے پروگرام منعقد ہونے چاہئیں

ایک ناصر نے عرض کیا کہ جب مجلس انصار اللہ کا کوئی پروگرام منعقد کیا جاتا ہے تو اس سے کافی عرصہ قبل ممبران کو اطلاع دی جاتی ہے اور پروگرام کو دلچسپ بنانے کی کوشش بھی کی جاتی ہے لیکن اس کے باوجود حاضری میں کمی رہتی ہے۔

نیز انہوں نے عرض کیا کہ جب انصار کو رپورٹ فارم پُر کرنے کا کہا جاتا ہے تو صرف چند انصار پُر کر کے واپس بھیجتے ہیں۔ بعض یہ بھی کہتے ہیں کہ مجلس کو کسی سے عبادت کے بارے میں پوچھنے کا حق نہیں کیونکہ یہ بندے اور خدا کا ذاتی معاملہ ہے۔ ان امور پر انہوں نے حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے راہنمائی کی درخواست کی۔

اس پر حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اگر حاضری میں کمی رہتی ہے تو یہ فکر مندی کی بات ہے اور شعبہ تربیت کو مزید متحرک ہونے کی ضرورت ہے۔

حاضری کو بڑھانے کے لئے حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ ممبران سے feedback اور تجاویز لی جائیں کہ کس قسم کے پروگرام منعقد ہونے چاہئیں۔ اس طریق سے حاضری میں بہتری آسکتی ہے۔

فارم پُر کرنے کے حوالے سے حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ بجائے یہ پوچھنے کے کہ کتنی نمازیں ادا کی ہیں، ماہانہ رپورٹ فارم میں نماز ادا کرنے کی طرف ترغیب دلائی جائے۔ جیسے 'نماز فرض ہے، ہمیں امید ہے آپ باقاعدگی سے نماز ادا کرتے ہوں گے، یا کیا آپ باقاعدہ نمازیں ادا کرتے ہیں؟'

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ جماعت کا فرض ہے کہ افراد جماعت کو نمازوں کی طرف ترغیب دلائے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بار بار نمازوں کی اہمیت کی طرف توجہ دلائی ہے۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک حدیث کا ذکر کیا جس میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ جو لوگ عشاء کی نماز پر مسجد نہیں آتے ان کے گھروں کو آگ لگادوں۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ انصار کو نماز سے متعلق باقاعدگی سے احادیث بھیجی جائیں تا کہ ان کو یاددہانی ہوتی رہے۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ تربیت کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے اس سے اور بہت سارے مسائل بھی حل ہو جائیں گے۔

انصار کو یہ احساس ہونا چاہیے کہ بڑھاپے میں اگلی زندگی قریب آ گئی ہے

ایک ناصر نے عرض کیا کہ انصار اللہ کے ممبران عمر کے ایسے حصے میں ہوتے ہیں جہاں ان کی عادتیں پختہ ہو جاتی ہیں اور اس لحاظ سے ان کی تربیت کرنا مشکل ہے۔اس حوالے سے انہوں نے حضور انور سے راہنمائی کی درخواست کی۔

اس پر حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ انصار کو یہ احساس ہونا چاہیے کہ بڑھاپے میں اگلی زندگی قریب آ گئی ہے۔اس لئے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کیا جائے۔انہیں یہ احساس دلایا جائے کہ وہ زندگی کے ایسے حصے میں داخل ہو گئے ہیں جہاں ہر دن انہیں موت اور حساب کتاب کے دن کے قریب کر رہا ہے۔حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ یہ بات انہیں پیار سے سمجھائی جائے۔''

(آن لائن ملاقات مجلس انصار اللہ ناروے 29 جنوری 2023ء الفضل انٹرنیشنل 10 فروری 2023ء صفحہ 1)

لوکل سائیکلنگ کلب کے ساتھ بھی رابطے کریں

"حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: لوکل سائیکلنگ کلب کے ساتھ بھی رابطے کریں، ان کے ساتھ بھی مل کے پروگرام بنائیں گے تو زیادہ charity بھی اکٹھی ہو جائے گی اور تبلیغ بھی ہو جائے گی۔

اس کے بعد peace پہ لٹریچر بھی تقسیم کریں اور آپ نے جو vest پہنی ہو اس کے اوپر Love for All Hatred for None اور Peace and Harmony لکھا ہو، پیچھے world war کے خلاف لکھا جاسکتا ہے، help the poor بھی لکھا جاسکتا ہے۔

اسی طرح بہت ساری چیزیں ہیں۔ یہاں کے لوگوں سے واقفیت بھی پیدا کریں، اس سے یہ ہو گا کہ آپ لوگوں کی واقفیت بھی بڑھے گی، لوکل سائیکلنگ کلب سے بھی واقفیت پیدا ہو گی اور ان کی وجہ سے پھر آپ کا لوکل لوگوں میں زیادہ exposure ہو گا، اس کی وجہ سے غیر بھی آپ کی charity میں حصہ ڈالنے والے ہوں گے اور پھر ساتھ ساتھ brochures رکھیں اس کے ذریعہ تبلیغ بھی کرتے جائیں۔ تو بہت سارے کام ہیں جو سائیکلسٹ کر سکتے ہیں۔

نماز کی اہمیت کیا ہے آدھے صفحہ کے چھوٹے چھوٹے اقتباس نکال کے میسج کر دیا کریں

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے قائد تربیت سے گفتگو کے دوران مجلس انصار اللہ کے ممبران کو اپنی پنج وقتہ نمازوں کی ادائیگی کی اہمیت کے متعلق تلقین کرتے ہوئے فرمایا کہ لوگوں کو توجہ دلانے کے لئے کہ نماز کی اہمیت کیا ہے آدھے صفحہ کے چھوٹے چھوٹے اقتباس نکال کے میسج کر دیا کریں یا ویسے پرنٹ کر کے بھیج دیا کریں۔

انصار کو اس عمر میں تو خاص طور پہ یاد رکھنا چاہیے کہ اس عمر کے بعد تو اور کوئی موقع نہیں، بس اگلا جہان ہی ہے۔ اس لئے اس طرف توجہ دلاتے رہا کریں کہ نمازیں پڑھو اور نمازوں کی طرف توجہ دو اور اللہ سے تعلق پیدا کرو۔ قرآن کریم پڑھنے کی طرف بھی توجہ دلائیں اور اسی طرح دینی علم بڑھانے کی طرف بھی توجہ دلائیں کہ کچھ علم حاصل ہو گا تو تربیت بھی ہو گی۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مزید توجہ دلائی کہ انصار کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبات جمعہ سننے کی طرف توجہ دلائی جائے۔

کم از کم پچیس فیصد عاملہ ممبران تو داعیان الی اللہ ہونے چاہئیں

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے استفسار فرمایا کہ عاملہ کے ممبران میں سے کتنے داعیان الی اللہ میں شامل ہیں؟ اس پر موصوف نے عرض کی کہ ان کے علاوہ کوئی نہیں۔

اس پر حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ صدر صاحب کو شامل کریں۔ اس میں کم از کم پچیس فیصد عاملہ ممبران تو داعیان الی اللہ ہونے چاہئیں۔ دوسروں کو اس حوالے سے کس طرح نصیحت کریں گے۔ قائد تربیت، قائد تعلیم یہ شعبے خاص طور پر اس کے علاوہ صدر صاحب، نائب صدر صاحب، معاون صدران، یہ سب داعیان بن سکتے ہیں، ان کے پاس اَور تو کوئی کام ہوتا نہیں۔ کچھ نہیں تو ہاتھ میں چھوٹا سا پمفلٹ پکڑ کے نکل جایا کریں اور تقسیم کر کے آجایا کریں۔ ویک اینڈ پہ ایک گھنٹہ بھی دیں تو کچھ نہ کچھ لوگوں کو تعارف تو پہنچادیں گے کہ اسلام کیا کہتا اور اس کی کیا تعلیم ہے۔ ضروری تو نہیں کہ تبلیغ صرف یہی ہے کہ بڑے بڑے مسائل بیان کرنے ہیں۔ صرف یہ بتادیں کہ اسلام کی کیا خوبیاں ہیں۔ اسلام کے بارے میں جو غلط تصور پیدا ہو گیا ہے اس کو دُور کرنے کے لئے چھوٹے چھوٹے brochure بنا کے تقسیم کرتے رہا کریں۔ ایک تبلیغ کا رستہ کھلتا ہے پھر اس سے رابطے بڑھتے ہیں، اس طرح اگر کریں تو آپ کے تو ساٹھ ستر فیصد داعیان بن سکتے ہیں، ہاں جو خاص تبلیغ کرنے والے ہیں وہ علیحدہ ہیں۔

ابھی تو ایک فیصد آسٹریلین لوگ بھی نہیں جانتے کہ جماعت احمدیہ کیا ہے

آسٹریلیا میں آپ کو کوئی جانتا ہی نہیں۔ ابھی تو ایک فیصد آسٹریلین لوگ بھی نہیں جانتے کہ جماعت احمدیہ کیا ہے۔ عام مسلمانوں کا تصور قائم ہو کر آپ لوگوں کو اکثر مسجدوں میں پتھر ہی پڑتے رہتے ہیں۔ کبھی کسی مسجد میں حملہ ہو گیا، کبھی کسی مسجد میں ہمسائے ناراض ہو گئے، کہیں کونسلر ناراض ہو گئے، کہیں میئر ناراض ہو گیا، کہیں politicians ناراض ہو گئے، کہیں

کوئی ناراض ہو گیا۔ اگر صحیح تعارف ہو تو کم از کم جو ارد گرد کا ماحول ہے، آپ کی مساجد کا ماحول، اس میں کوئی نہ کوئی تعارف تو اچھا ہو۔ ہمسایوں کی طرف سے تو آپ محفوظ ہوں گے۔

یہ تو نہیں کہ پاکستان والے حالات ہوں کہ ہر وقت خطرہ ہی رہے کہ کس وقت مولوی یہاں آ کے حملہ کر دے۔ آپ کے ہاں یہ ہے کہ کس وقت کوئی شرارتی اٹھ کے حملہ کر دے۔ ساری تنظیموں کو اکٹھے مل کے کام کرنا ہو گا تا کہ جماعت کا تعارف بڑھے اور تعارف اس لحاظ سے بڑھے کہ جماعت ایک پُر امن جماعت ہے اور ہم محبت اور پیار کی تبلیغ کرتے ہیں۔ اس کے بعد پھر اگلی بات آئے گی کہ اسلام کی سچائی کے کیا ثبوت ہیں، اسلام سچا مذہب ہے اور مسیح موعود کی آمد ہوئی کہ نہیں۔ یہ بعد کے مسائل ہیں۔ پہلے اپنا تعارف تو کروائیں کہ آپ کون ہیں۔

ہر دفعہ مختلف جگہوں پہ تعارف ہونا چاہیے

قائد صاحب تبلیغ کے عرض کرنے پر کہ یہاں ہمسایوں کو بلا کر سوال و جواب کی نشست منعقد کی جاتی ہے حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ دس، بیس، پچیس ہمسائے آجاتے ہیں۔ آپ کو تو مختلف مساجد کے ذریعہ ایک ایک علاقہ میں ہر ہفتے چار سو بندوں کو تعارف کروانا چاہیے اور ہر دفعہ مختلف جگہوں پہ تعارف ہونا چاہیے۔ ایک ہی جگہ پمفلٹ نہ تقسیم کرتے رہیں یا تعارف کرواتے رہیں۔

پھر بازاروں میں کھڑے ہو کر بھی لٹریچر دیں جس طرح سائیکل سفر والوں کو مَیں نے کہا ہے وہ تقسیم کریں۔

اسی طرح شعبہ تبلیغ کے ساتھ اکٹھے پروگرام بنائیں، اگر coordinated پروگرام ہو تو بہت سارے کام ہو سکتے ہیں۔ ایک دن، ہفتہ یا مہینہ میں کوئی دن بنائیں جہاں سارے آسٹریلیا میں تعارف ہو جائے۔ پھر پریس میں بھی آپ کا کوئی تعارف آجائے۔ پھر شعبہ ایثار کے ساتھ مل کر خدمت خلق کے کام کی اخباروں میں پبلسٹی کریں۔ اس لئے نہیں کہ ہم نے کام کیا، اس لئے کہ جماعت کا تعارف ہو جائے۔ تو اس طرح قائدین آپس میں مل کے بھی پروگرام بنا سکتے ہیں اس طرح زیادہ سے زیادہ انصار کی involvement ہو گی۔

باقی جو بیعتیں ہونی ہیں وہ تو ان شاء اللہ جب وقت آئے گا ہو ہی جائیں گی۔ لیکن پہلے آپ spadework تو کریں، زمین تو level کریں، گراؤنڈ ورک تو کریں تا کہ ہر جگہ تعارف ہو جائے۔ تقریباً پچاس، ساٹھ فیصد آبادی آسٹریلیا کی جاننے والی ہو کہ جماعت احمدیہ کیا چیز ہے۔

اخباروں، پمفلٹ، بروشرز اور مختلف اَور ذرائع سے نئے نئے طریقے explore کریں۔ صرف پرانے طریقوں پہ نہ چلتے رہیں کہ ہم نے ایک سیمینار کیا اس میں بیس آدمی آ گئے، پچاس آدمی آگئے یا سو آدمی آ گئے ان کو کھانا کھلا دیا اسی پہ خوش ہو گئے۔

آپ کی، مبلغ، امیر صاحب یا صدر خدام الاحمدیہ کی رپورٹ آ جاتی ہے کہ فلاں میئر آ گیا، فلاں politician آیا، اس نے ہماری بڑی تعریف کر دی۔ ایک، دو، چار، دس آدمیوں کے تعارف سے تو دنیا فتح نہیں ہو جانی۔

اس کے لئے بہت زیادہ کام کرنے پڑنے ہیں اور انصار اللہ کیونکہ زیادہ mature ہوتے ہیں اس لئے ان کو زیادہ اچھی پلاننگ کر کے اپنے کام کرنے چاہئیں۔ ایسے پروگرام بنائیں جو پہلے کبھی نہ ہوئے ہوں۔

قائد ایثار اگر تبلیغ والوں کے ساتھ coordinate کریں تو بہت سارے کام ہو سکتے ہیں

قائد ایثار کو حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہدایت فرمائی کہ اگر تبلیغ والوں کے ساتھ coordinate کریں تو بہت سارے کام ہو سکتے ہیں۔ tree plantation کریں اور وسیع پیمانہ پر اس کی پبلسٹی کیا کریں۔

جہاں آگیں لگتی ہیں وہاں ان علاقوں میں اگر گورنمنٹ کی سکیم ہے تو اس میں اپنا حصہ ڈالیں اور پھر لوکل اخبار میں دیں تا کہ لوکل لوگوں کو پتہ لگے کہ آپ کون لوگ ہیں۔ پھر وہاں صرف یہ نہیں کہ ایک واقعہ ہو گیا تو پندرہ، بیس، تیس یا چالیس خدام ہیومینٹی فرسٹ کی ٹی شرٹیں پہن کے چلے گئے اور سمجھ لیا کہ ہم نے بہت کام کر لیا ہے۔

اس کو بھی دو سال ہو گئے ہیں۔ Covid سے پہلے ہی وہ کام ہوتے تھے۔ اس کے بعد تین سال سے تو وہ بھی نہیں ہوئے۔

توان چیزوں پہ توجہ کریں اور ایسے پروگرام بنائیں جس سے زیادہ سے زیادہ لوگوں کو پتہ لگے کہ جماعت احمدیہ اور اسلام کی تعلیم کیا ہے۔ پہلے یہ تعارف ہو جائے کہ اسلام کیا ہے، اس کی تعلیم کیا ہے۔ امن ہے، محبت ہے، پیار ہے، تو اس کے بعد پھر باقی تعارف بھی ہوتا جائے گا۔ ہر ایک یہ نہ سمجھے کہ آپ کا صرف اتنا کام ہے کہ چار درخت لگا دیئے۔ اصل چیز یہ ہے کہ اس کے پیچھے مقصد کیا ہے۔ ہر قائد کو یہ سمجھنا چاہیے کہ ہر ایک قائد کی جو ذمہ داریاں ہیں اس کے پیچھے مقصد یہ ہے کہ جماعت احمدیہ کا زیادہ سے زیادہ تعارف کروانا، اسلام کا تعارف کروانا اور اسلام کی صحیح تعلیم سے لوگوں کو آگاہی دینا۔

جب چیریٹی اکٹھی کرتے ہیں تو لوکل چیریٹیز کو بھی دیں

اس لئے جب چیریٹی اکٹھی کرتے ہیں تو لوکل چیریٹیز کو بھی دیں۔ قائد صاحب ایثار نے عرض کی کہ امسال ہم چیریٹی آرگنائزیشن کے ساتھ مل کر کے چیریٹی واکس منعقد کروانے پر توجہ دے رہے ہیں۔

اس پر حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ کم از کم اتنا تو اکٹھا کریں کہ ایک دو چیریٹیز کو پانچ پانچ ہزار ڈالر دیں تا کہ آپ کا نام آئے کہ آپ لوگ مسلمان ہو کر اپنے علاقے کی کمیونٹی کی مدد کرتے ہیں۔

سال میں کم از کم دو ہفتے وقف عارضی کیا کریں

قائد تعلیم القرآن و وقف عارضی کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہدایت دیتے ہوئے فرمایا کہ پہلی بات تو یہ ہے کہ آپ اپنی عاملہ کے ممبران کو کہیں کہ سال میں کم از کم دو ہفتے وقف عارضی کیا کریں۔ پھر آپ اپنے ناظمین اعلیٰ کو کہیں وہ وقف عارضی کریں۔ پھر زعماء کو کہیں وقف عارضی کریں۔ اس طرح وقف عارضی کا ٹارگٹ پچاس فیصد تک پورا ہو جائے گا۔ اگر یہ کرلیں گے تو سمجھیں کہ آپ نے بہت بڑا کام کر لیا ہے۔ ان کو دیکھ کر باقی انصار ممبران خود ہی شامل ہو جائیں گے۔

کھیلا کریں۔ باقیوں کی بھی صحت اچھی کروائیں

قائد ذہانت و صحت جسمانی سے حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دریافت فرمایا کہ آپ خود بھی کوئی گیم کرتے ہیں یا صرف قیادت ہی کرتے ہیں؟

اس پر موصوف نے عرض کی کہ مَیں بہت گیمز کرتا ہوں، بیڈ منٹن ریگولر کھیلتا ہوں۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ ماشاء اللہ کھیلا کریں، باقیوں کی بھی صحت اچھی کروائیں۔

نومبائعین کو اپنے سسٹم میں absorb کرنے کے لئے ان کو ساتھ ملانا ہوگا

قائد تربیت نومبائعین سے بات کرتے ہوئے حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نصیحت فرمائی کہ اچھی طرح تسلی کرنی چاہیے کہ نومبائعین اچھی طرح مل جل گئے ہیں، ان کو اپنے ساتھ attach کریں اور ان کے ساتھ interaction زیادہ ہونا چاہیے کیونکہ ان کو یہی شکوہ ہوتا ہے کہ آپ اپنے لوگ بیٹھ کے باتیں کرتے رہتے ہیں۔ آپ مجھے فُحِین لگ رہے ہیں۔ آپ کو پھر زیادہ interact کرنا چاہیے، یہ نہ ہو کہ پاکستانی بیٹھ کے اپنی گپیں مارتے رہیں اور ان کو کوئی نہ پوچھے۔ ان کو اپنے سسٹم میں absorb کرنے کے لئے ان کو ساتھ ملانا ہوگا۔“

(ملاقات نیشنل عاملہ مجلس انصاراللہ آسٹریلیا 7 مئی 2023ء الفضل انٹرنیشنل 25 مئی 2023ء صفحہ 1-3)

دینی حالت کی بہتری اور جماعت سے اپنی نسلوں کو جوڑے رکھنے کیلئے بھی فکر ہونی چاہیے

”پیارے ممبران مجلس انصاراللہ ناروے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے یہ جان کر بہت خوشی ہوئی ہے کہ مجلس انصار اللہ ناروے کو اپنا سالانہ اجتماع منعقد کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے ہر لحاظ سے بہت بابرکت فرمائے۔ آمین

مجھ سے اس موقع پر پیغام بھجوانے کی درخواست کی گئی ہے۔ میرا پیغام یہ ہے کہ آج ہم پر اللہ تعالیٰ کا یہ احسان ہے کہ ہم دوسرے مسلمان فرقوں کی طرح بکھرے ہوئے نہیں بلکہ خلافت کی برکت کی وجہ سے ایک لڑی میں پروئے ہوئے ہیں۔

اگر ہم تقویٰ پر قائم رہتے ہوئے اپنی اور اپنے بچوں کی اصلاح کی طرف نظر رکھیں گے، اپنے فرائض اور ذمہ داریوں کو سمجھتے ہوئے اپنے آپ کو اور اپنے بچوں کو اس نظام کا حصہ بنائے رکھیں گے جو اللہ تعالیٰ نے قائم فرمایا تو ہم بھی اس رحمت اور فضل کے حاصل کرنے والے بن جائیں گے جو خدا تعالیٰ نے جماعت کے لئے مقدر کئے ہوئے ہیں اور ہم بھی اور ہماری نسلیں بھی انشاء اللہ تعالیٰ فتوحات دیکھیں گی۔

جس طرح بچوں کی دنیاوی بہتری کے لئے بڑی عمر کے لوگوں کو فکر ہوتی ہے، بڑا تردّد ہوتا ہے اسی طرح اسے دینی حالت کی بہتری اور جماعت سے اپنی نسلوں کو جوڑے رکھنے کے لئے بھی فکر ہونی چاہیے۔ پس یاد رکھنا چاہیے کہ جماعتی ترقی ہمارے اپنے بچوں کی تربیت سے وابستہ نہیں ہے بلکہ ہماری اور ہماری نسلوں کی بقا ہر حالت میں جماعت سے جڑے رہنے سے وابستہ ہے۔

انصاراللہ کی عمر میں انسان اپنی پختگی کی عمر کو پہنچ جاتا ہے اور سوچ میں گہرائی پیدا ہو جاتی ہے اور جب یہ صورت ہو تو اس عمر میں پھر آخرت کی فکر بھی ہونی چاہیے۔ ہمارا فرض بنتا ہے کہ ہم اپنے ایمانوں کو مضبوط کریں اور اپنی نسلوں میں وہ ایمان پیدا کریں اور کرنے کی کوشش کریں

جن سے آگے پھر انصار اللہ کی جاگ لگتی چلی جائے۔ اپنی نمازوں اور اپنی عبادتوں کی نہ صرف خود حفاظت کریں بلکہ اس کا حق اپنی نسلوں میں عبادت کرنے والے پیدا کر کے ادا کریں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے ہمیں فرمایا ہے کہ دین کا پھیلاؤ تو دعاؤں کے ذریعے سے ہونا ہے۔ پس دعاؤں کی طرف ایک خاص جوش کے ساتھ ہمیں توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی اصلاح کی طرف توجہ دیتے ہوئے اپنے لئے اور اپنی نسلوں کے لئے دعا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین"

(پیغام سالانہ اجتماع انصار اللہ ناروے 3و4 جون 2023ء الفضل انٹرنیشنل 12 جولائی 2023ء صفحہ 7-8)

نیشنل، ریجنل اور مقامی مجالس عاملہ کے ممبران کو سہ ماہی امتحانات میں حصہ لینا چاہیے

"قائد تعلیم نے اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے عرض کی کہ وہ سہ ماہی امتحان نیز نصاب تیار کرنے کا کام کرتے ہیں۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے توجہ دلائی کہ نیشنل، ریجنل اور مقامی مجالس عاملہ کے ممبران کو ان امتحانات میں حصہ لینا چاہیے۔

سہ ماہی رسالہ کو بتدریج ایک مہینہ پر لائیں

انصار اللہ کے سہ ماہی رسالہ کو ماہنامہ کرنے کے حوالے سے قائد اشاعت کو حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ ابھی تک تین مہینے پر کیوں رکے ہوئے ہیں؟

ریگولر ہونا چاہیے۔ تبھی تو انصار کو کچھ بھی پتا نہیں لگتا۔ تین مہینے کے بعد ایک رسالہ جاتا ہے۔ انصار کہتے ہیں کہ چلو دیکھ لیں گے، پڑھ لیں گے، وہ بھی کوئی نہیں پڑھتا۔

اگر ریگولر آنے والا ہو یا پہلے کم از کم تین مہینے سے دو مہینے پر لائیں، پھر دو مہینے سے ایک مہینے پر لائیں تو آہستہ آہستہ انصار کو بھی پڑھنے کی عادت پڑے۔

دوسری کوشش یہ کریں کہ آپ کے ہر لیول پر عاملہ کے ممبران رسالہ پڑھا کریں۔ نہیں تو پھر waste of potential اور پیسے کا بھی ضیاع ہے۔ لکھنے والوں کی کوئی حوصلہ افزائی بھی نہیں ہوتی۔ پڑھنے والے مضامین کوئی نہیں ہوتے۔

ٹکسالی مضامین ہوں

اور پھر ٹکسالی مضامین ہوں۔ کوشش کریں (اور جائزہ لیں) کہ کیا جدت پیدا کی جاسکتی ہے؟ اب آپ کے انصار اللہ میں مختلف طبقات شامل ہیں۔ صرف بوڑھے نہیں ہیں بلکہ ایسے انصار بھی آگئے ہیں جو یہاں کے پڑھے لکھے ہیں۔ ایک normal average پڑھا لکھا ہے، ایک زیادہ پڑھا لکھا اور ایک بہت زیادہ پڑھا لکھا ہے۔

ہر ایک طبقے کے مطابق کچھ نہ کچھ مضامین آنے چاہئیں

ہر ایک طبقے کے مطابق کچھ نہ کچھ مضامین آنے چاہئیں اور کوشش کریں کہ زیادہ سے زیادہ لکھنے والے explore کریں۔ آپ کے انصار اللہ میں زیادہ لکھاری ہونے چاہئیں۔ اس کو بھی encourage کرنا شعبہ اشاعت کا کام ہے۔ تلاش کریں کون کون لکھنے والے ہیں۔ مضمون نویسی کا کوئی مقابلہ کرا دیں کہ جس کا مضمون اچھا ہو گا وہ شائع ہو گا، اس کو تھوڑا سا انعام ملے گا یا کوئی اور حوصلہ افزائی ہو تو شاید اس طرح آپ کے مزید لکھنے والے پیدا ہو جائیں۔ اب تو انصار کا بھی وہی بچوں والا حال ہے کہ انعام دو تو کام کرتے ہیں، نہیں تو نہیں کرتے۔

انصار میں آکر بھی نماز پڑھنے کی طرف توجہ نہیں ہوئی تو پھر کب ہونی ہے

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے قائد تربیت سے پنج وقتہ نماز کے حوالے سے بات کرتے ہوئے فرمایا کہ عمومی طور پر مساجد کی حاضری دیکھ کر پتا لگ ہی جاتا ہے کہ آپ کے نماز باجماعت پڑھنے والے انصار کتنے ہوتے ہیں۔ موصوف کے عرض کرنے پر کہ ابھی اس پر کام کرنے کی کافی گنجائش ہے اور بتایا کہ دستیاب اعداد و شمار کی بنیاد پر تقریباً پچاس فیصد انصار نماز باجماعت ادا کرتے ہیں۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اظہار تشویش کرتے ہوئے فرمایا کہ انصار میں آکر بھی نماز پڑھنے کی طرف توجہ نہیں ہوئی تو پھر کب ہونی ہے؟ بعد میں تو اگلا جہان ہی رہ جاتا ہے۔ مستقل کوئی نہ کوئی میسج ان کو بھیجتے رہا کریں واٹس ایپ میں یا کسی اور طریقے سے تاکہ نماز، قرآن کریم اور اس کا ترجمہ پڑھنے کی طرف توجہ ہو۔ تو بہرحال پھر اس سے کچھ نہ کچھ پڑھنے کی طرف خیال پیدا ہوتا رہتا ہے۔ بجائے صرف رپورٹ فارم پر rely کرنے کے اصل مقصد یہ ہے کہ توجہ پیدا ہو۔ اس کے لئے کوئی نیا طریقہ اختیار کریں اور اگر انصار کو مستقل میسج جاتے رہیں تو توجہ پیدا ہوتی رہے گی۔

صدر صاحب یا قائد عمومی یا متعلقہ قائدین کی طرف سے تبصرہ جانا چاہیے

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے استفسار پر قائد عمومی نے بتایا کہ ہماری 110 مجالس ہیں۔ تمام مجالس رپورٹس بھیجتی ہیں اور ان میں سے اکثر کو جواب دیا جاتا ہے۔

اس پر حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے راہنمائی فرمائی کہ جو رپورٹ بھیجتے ہیں ان کو کم از کم acknowledge تو کر دیا کریں۔ اس سے ان کو encouragement ہوتی ہے کہ مرکز ہماری چیز دیکھ رہا ہے اس لئے ہم بھیجتے رہیں۔ جب ان کو پتا ہو گا کہ مرکز نے جواب نہیں بھیجنا تو وہ ویسے ہی ایک فارم fill اور دستخط کر کے آپ کو بھیج دیا کریں گے اور کہیں گے کہ کیا فرق پڑتا ہے کام کریں یا نہ کریں۔ اس لئے صدر صاحب یا قائد عمومی یا متعلقہ قائدین کی طرف سے تبصرہ جانا چاہیے۔

عاملہ کے ممبران کو تعلیم القرآن کلاسز میں شامل ہونا چاہیے

قائد تعلیم القرآن و وقف عارضی نے اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ اب تک 1060 تعلیم القرآن کلاسز منعقد ہوئی ہیں۔ اس پر حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ عاملہ کے ممبران کو ان میں شامل ہونا چاہیے۔

انصار اللہ افریقہ میں ایک ہسپتال بنائے یا کوئی اور بڑا منصوبہ شروع کرے

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے قائد ایثار سے گفتگو کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ افریقہ میں انسانی ہمدردی کے تحت کوئی منصوبہ شروع کریں۔ انصار اللہ افریقہ میں ایک ہسپتال بنائے یا کوئی اور بڑا منصوبہ شروع کرے۔ حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مجلس انصار اللہ برطانیہ کی مثال دی جنہوں نے برکینا فاسو میں Masroor Eye Institute کا ادارہ قائم کیا ہے اور توجہ دلائی کہ انصار اللہ کینیڈا ابھی ایسی کوششوں میں حصہ لے۔

ذاتی رابطے رکھیں اور مؤاخات کا سلسلہ بنائیں

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے قائد تربیت نومبائعین کو ہدایت فرمائی کہ ہر ایک کے لئے آپ کو تربیت اور اپنے سسٹم میں absorb کرنے کے لئے مختلف پلان بنانا پڑے

گا۔ نومبائعین کو شکوہ رہتا ہے کہ آپ لوگ ہمارے ساتھ صحیح طرح interact نہیں کرتے اور ہمیں صحیح طرح integrate کرنے کی کوشش نہیں کرتے۔ ان کے ساتھ ذاتی رابطے رکھیں اور مواخات کا سلسلہ بنائیں تو پھر آپ ان کو سنبھال سکتے ہیں۔ ہر ایک نومبائع کو ایک پرانے احمدی کے سپرد کریں اور مواخات کا سلسلہ قائم کریں تب یہ لوگ آپ کے ساتھ absorb ہوں گے۔

قائد تربیت نومبائعین نے بتایا کہ 2017ء سے پرانے نومبائعین سے رابطہ کیا جارہا ہے اور ان کو باقاعدگی سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطبہ جمعہ بھی بھجوایا جاتا ہے۔

اس پر حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ سب کچھ بھجوانے کے باوجود جب تک اپنے اندر مجلس میں نہیں بٹھائیں گے، ساتھ نہیں رہیں گے، personal contact نہیں کریں گے، کوئی نہ کوئی ان کا دوست نہیں بنائیں گے، ان کو یہ محسوس ہو گا کہ ہمارے سے آپ نے distance رکھا ہوا ہے۔ یہ احساس نہیں ہونا چاہیے بلکہ ان کو قریب لانے کی کوشش کریں۔

بچوں کے ساتھ Communication Gap کم کریں

ایک سوال کیا گیا کہ مغربی معاشرے میں رہتے ہوئے بچوں کی والدین سے مختلف پسند، ناپسند، مشاغل اور دیگر امور کی وجہ سے بعض اوقات والدین اور بچوں کے درمیان ایک کمیونیکیشن گیپ ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے وہ کھل کر اپنی بات یا احساسات ایک دوسرے تک نہیں پہنچا پاتے، اس فاصلے کو کم کرنے کے لئے ہم والدین کو کیا کرنا چاہیے تاکہ ہم احسن رنگ میں اپنے بچوں کی تربیت کر سکیں؟ اس پر حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ آپ اگر میرے پروگرام سنتے رہے ہیں، باقاعدہ سن رہے ہوں تو آپ کو پتا ہونا چاہیے۔ مَیں ہر دفعہ، ہر مجلس میں کہیں نہ کہیں یہی بات کرتا ہوں۔ خطبات، تقریروں اور جو آپ کی ملاقاتیں ہوتی ہیں ان میں بھی کہہ رہا ہوں کہ کمیونیکیشن گیپ کیوں ہے، اس کو کم کریں۔

بچوں کو ایک confidence ہونا چاہیے ہم جو شیئر کریں گے، ماں باپ ہماری بات پیار سے سنیں گے

اگر آپ نے اپنے بچوں اور اپنی نسلوں کو سنبھالنا ہے تو بیماری بھی آپ کو پتا ہے اور یہ بھی کہ اس کا علاج کیا ہے کہ اس گیپ کو کم کیا جائے۔ یہ تو ہر ایک گھر، اپنے ماحول میں ہر ایک کو اپنے حساب سے تربیت کرنی پڑے گی، بچوں کو قریب لانا پڑے گا۔ ایک بچہ سات سے دس سال تک ماں باپ سے attach رہتا ہے، اگر ماں اور باپ دونوں اسی طرح اس attachment کو جاری رکھیں اور بڑے ہونے کے بعد جب بچہ باہر کھیلنے کے لئے جاتا ہے اس وقت بھی، جب گھر آئے تو اس سے باتیں شیئر کریں کہ اچھا تم نے کیا کیا، کس طرح کھیلے، کون کون سے لوگوں سے ملے، کیا باتیں ہوئیں۔ ان کو ایک confidence ہونا چاہیے ہم جو شیئر کریں گے، ماں باپ ہماری بات پیار سے سنیں گے اور پھر ہم سے اس کے متعلق discussion بھی کریں گے اور اگر کہیں کوئی سمجھانے والی بات ہوئی تو سمجھا بھی دیں گے۔ یہ نہیں کہ میں کوئی ہوائی باتیں کر رہا ہوں۔ ایسے ماں باپ ہیں جو اس طرح کرتے ہیں اور پھر ان کے بچے رابطے میں بھی رہتے ہیں۔

بات یہ ہے کہ لوگ کہتے ہیں کہ سکولوں میں اتنی دیر کھلاتے ہیں یا باہر جا کر بچے اثر لے کر آجاتے ہیں، اگر تو گھر کا ماحول ایسا ہو کہ پُر امن ہو اور ماں باپ کے ساتھ بچوں کو یہ احساس ہو کہ ہمارا دوستی کا رشتہ ہے علاوہ ماں باپ کے رشتے کے، تو وہ بہت ساری باتیں شیئر بھی کرتے ہیں اور وقت بھی گھر میں گزارنے کی کوشش کرتے ہیں۔

بچوں کے لئے ایک ماحول پیدا کریں جہاں وہ satisfied ہوں

یہاں مغربی دنیا میں 365 دنوں میں سے maximum 170 دن سکولوں میں ہوتے ہیں، باقی وقت تو بچے آپ کے پاس ہوتے ہیں۔ اس میں سے آپ کہہ دیں کہ بچے باہر اپنے دوستوں سے کھیلنے چلے گئے تو روزانہ دو گھنٹے کے لئے چلے گئے۔ اگر ایک بچہ چھ گھنٹے ہی باہر رہتا ہے یا آٹھ گھنٹے باہر رہتا ہے تو وہ ماں باپ کی غلطی ہے۔ کیوں باہر رہتا ہے؟ اس کا مطلب ہے کہ وہ

اپنے گھر کے ماحول سے satisfied نہیں ہے۔ ان کے لئے ایک ماحول پیدا کریں جہاں وہ satisfied ہوں اور پھر weekends میں ان کے ساتھ خاص پروگرام بنائیں۔ گھر میں روزانہ ہی ماں یا باپ ان کو وقت دے کر اور ان کی باتوں کے جواب دے رہے ہوں۔ آپ کو پتا ہو کہ ہر age group کے بچہ کی سطح پر آ کر آپ نے اس کے ساتھ باتیں کرنی ہیں، اس کے سوالوں کے جواب دینے ہیں۔

آج کل کے ماحول کی خرابیاں کہانی کی صورت بنا کے بچوں سے شیئر کریں

آج کل کے ماحول کی خرابیاں اور برائیاں اگر وہ خود بچہ نہیں بھی کہتا تو کہانی کی صورت بنا کے بچوں سے شیئر کریں کہ یہ یہ برائیاں پیدا ہو گئی ہیں۔ اسلام نے ہمیں یہ تعلیم دی، اللہ تعالیٰ اس بارے میں یہ فرماتا ہے۔ ایک اچھا احمدی مسلمان بچہ کیا ہونا چاہیے، اس کو کس طرح رہنا چاہیے، کس قسم کی باتیں سیکھنی چاہئیں اور ہم سکولوں میں بعض دفعہ غلط باتیں بھی سیکھ لیتے ہیں۔

بعض دفعہ یہ ہوتا ہے کہ ماں باپ شرماتے ہیں کہ سکول یا باہر کے ماحول میں بچے جو باتیں سیکھ کر آ رہے ہیں اس کو شیئر کریں گے تو پتا نہیں بچہ ہمیں کیا کہے گا۔ لیکن بچے کے دماغ میں سوال ہوتے ہیں۔ وہ ڈر کے مارے سوال نہیں کرتا اور ماں باپ شرما کر باتیں نہیں کر رہے ہوتے۔ اس لئے خود ان باتوں کو initiate کرنا پڑے گا۔

وقت تو ماں باپ کو دینا پڑے گا۔ قربانی بھی کرنی پڑے گی

اس طرح کریں گے، اپنے ماحول کے حساب سے ہر ایک کرے تو اللہ تعالیٰ فضل کرتا ہے پھر اور ایسے بہت سارے لوگ ہیں جنہوں نے گھروں میں اس طرح کیا اور ان کے بچے اپنے ماں باپ کے ساتھ رہتے ہیں۔

وقت تو ماں باپ کو دینا پڑے گا۔ قربانی بھی کرنی پڑے گی اور اپنے اپنے ماحول کے مطابق ان کو plan بنانا پڑے گا۔ بچے کو یہ احساس دلانا پڑے گا کہ ہم تمہارے ہمدرد، ہم ہی تمہارے سگے ہیں اور ہم جو بھی کرتے ہیں تمہاری بہتری کے لئے کرتے ہیں۔

اس بارے میں مختلف وقتوں میں مختلف باتیں مَیں بتا چکا ہوں اور آپ ماشاء اللہ پڑھے لکھے لوگ ہیں آپ لوگوں کو خود شرماہٹ اور جھجک کو توڑنا ہو گا۔

آپ کہہ دیتے ہیں ہم کس طرح بات کریں لیکن دنیا میں وہ باہر سے سب کچھ سیکھ کے آتے ہیں۔ تو ہمیں بات کہانی کے رنگ میں کرنی پڑے گی، یہ نہیں کہ directly کہہ دیں کہ وہ بچہ چڑ جائے یا خوف زدہ ہو جائے۔ ایسے رنگ میں کہیں جو بچے کو attract کرنے والی بات ہو۔

پھر وہ آپ کی بات سنے، آپ سے شیئر کرے، پھر وہ سوال کرے کہ اچھا اسکول والے تو یہ کہتے ہیں، آپ یہ کہتے ہیں۔ پھر آپ اس کا جواب دیں کہ ہاں اسکول میں یہ کرا دیتے ہیں یا تم نے باہر کے ماحول میں یہ سیکھا، اسلام یہ کہتا ہے، احمدیت یہ کہتی ہے، اس کا یہ فائدہ ہے، اس کا یہ نقصان ہے تو نفع نقصان، فائدہ، اچھائی، برائی کا جب فرق بتائیں گے تو پھر بچے کے ذہن میں باتیں بیٹھیں گی اور چھوٹے ہونے سے لے کر بڑے ہونے تک خاص طور پر پندرہ تا سترہ سال تک کی عمر کے بچوں کی آپ نگرانی کریں تو پھر آگے ٹھیک نکل آتے ہیں۔

ہر سطح پر آپ کی مجلس active ہونی چاہیے

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صدر صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ سوال ہی کافی تھا، اسی کو سنبھال لیں تو بڑی بات ہے۔

باقی آپ کے ساتھ بے شمار قائدین، ناظمین، منتظمین بیٹھے ہوئے ہیں اور ماشاء اللہ کینیڈا کی جماعت بھی بڑی ہے، مجالس بھی 110 ہیں، ظاہر ہے ہر ایک سے انفرادی طور پر تو اب ملنا مشکل ہے، اگر آپ علیحدہ علیحدہ کوئی میٹنگیں کر رہے ہوتے تو شاید سب کا انفرادی طور پر تعارف بھی ہو جاتا، کبھی موقع ملا تو وہ بھی کر لیں گے۔

لیکن بہر حال اللہ تعالیٰ انصار اللہ کینیڈا کو توفیق دے کہ وہ صحیح رنگ میں اپنے فرائض ادا کرنے کی کوشش کریں نیز اپنے بچوں، اپنی نسلوں اور جماعت کے جو حقوق ان پر ہیں، ان کو ادا کرنے کی کوشش کریں۔ یہ سارے کام بغیر قربانی کے نہیں ہو سکتے۔ بغیر اپنے آپ کو کسی مشکل میں ڈالے نہیں ہو سکتے۔ ہر اچھے کام کے لئے چھوٹی موٹی تکلیف برداشت کرنی پڑتی ہے۔

اس لئے کوشش کریں کہ آپ انصار اللہ، جو چالیس سال کی عمر کے لوگ ہیں، mature ہو چکے ہیں، انہوں نے کس طرح جماعت کے بچوں، اگلی نسل، عورتوں، لڑکیوں اور لڑکوں کو سنبھالنا ہے۔ یہ سب آپ کی ذمہ داری ہے۔

اس لئے اس ذمہ داری کو ادا کرنے کی ہر ممکن حد تک کوشش کریں اور اگر کہیں سستیاں ہیں تو ان کو دور کریں۔

ہر سطح پر آپ کی مجلس active ہونی چاہیے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ہر عاملہ ممبر کا خاص طور پر اور ہر ناصر کا عام طور پر اللہ تعالیٰ سے ایک ذاتی رابطہ ہونا چاہیے۔

اس عمر میں آکر تو سو فیصد لوگوں کو نمازیں پڑھنے کا خیال آنا چاہیے اور پھر قرآن کریم پڑھنے، تلاوت کرنے کا خیال آنا چاہیے۔ یہی ماحول جب گھروں میں پیدا ہو گا تو آپ لوگ میاں، بیوی اور بچوں کے حقوق بھی ادا کرنے والے ہوں گے اور آپ کے نمونے کو دیکھ کے پھر بچے بھی صحیح رنگ میں اپنی زندگیاں اسلامی ماحول میں گزارنے والے ہوں گے۔

یہ ایک بہت بڑا چیلنج ہے خاص طور پر ان ملکوں میں جہاں ہر طرف باہر اور اسکولوں میں بھی ایک کھلی بے حیائی ہے اور اس بے حیائی کو بے حیائی کا نام نہیں دیا جاتا، اس کو نئے زمانے کی تعلیم اور روشنی کا نام دیا جاتا ہے، یہ روشنی اور تعلیم نہیں بلکہ دہریت کا ایجنڈا ہے، یہ ایجنڈا خدا تعالیٰ کے خلاف چلنے والوں کا ہے اور اس ایجنڈے کو ہم نے کس طرح counter کرنا ہے یہ ہر ناصر کا فرض ہے۔

اپنی تنظیم کو active کرنے اور اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنے کی کوشش کریں

چالیس سال کے بعد، اس عمر پر پہنچ کے جو mature عمر ہوتی ہے، بعضوں کے بچے چھوٹے ہیں، کچھ کے بچے جوان ہو گئے ہیں، کچھ انصار ایسے ہیں جن کے بچوں کے بچے آگے جوانی میں قدم رکھ رہے ہیں۔ ان کو بھی اپنے نواسوں، پوتوں اور پوتیوں کو سنبھالنا ہے۔ کچھ نے اپنے بچوں کو سنبھالنا ہے تو ایک بہت بڑا کام ہے جو انصار اللہ کی age group کے لئے ہے اور ایک بہت بڑا چیلنج ہے جس کا مقابلہ ہم نے کرنا ہے۔

پس اس لحاظ سے اپنی تنظیم کو active کرنے اور اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنے کی کوشش کریں، اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کو اس کی توفیق دے اور جیسا کہ مَیں نے کہا سب سے بڑا ذریعہ اس کا یہی ہے کہ ہر ایک کا خدا تعالیٰ سے ذاتی تعلق ہو تبھی اللہ تعالیٰ کی مدد سے یہ کام ہوں گے۔ ہم اپنی کوششوں سے یہ کام نہیں کر سکتے۔"

(آن لائن ملاقات نیشنل، ریجنل و مقامی ممبرانِ عاملہ مجلس انصاراللہ کینیڈا مؤرخہ 4 جون 2023ء بحوالہ الفضل انٹرنیشنل 15 جون 2023ء صفحہ 1-2 و 7)

ایسے علاقوں میں جاکر تبلیغ کریں جہاں تھوڑا بہت دین کی رغبت ہو

’’حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ جو بڑے بڑے شہر ہیں وہاں کے لوگوں کو دنیاداری کی طرف رغبت زیادہ ہوتی ہے۔ان کو دین سے کوئی ایسی رغبت نہیں ہے۔نہ خدا سے کوئی تعلق ہے۔ پھر جاپانیوں میں، ہمارے بعض واقف بھی، کہتے ہیں کہ باقی تو سب ٹھیک ہے پر یہ جو تم کہتے ہو کہ پانچ نمازیں پڑھو اور شراب نہ پیو، یہ بڑا مشکل کام ہے۔ ہم شراب نہیں چھوڑ سکتے۔ اس لئے ایسے علاقوں میں جہاں تھوڑا بہت دین کی رغبت ہو، دنیاداری کی طرف رجحان کم ہو، وہاں جاکر تبلیغ کریں گے تو آپ کو شاید کامیابیاں حاصل ہوں۔ آپ صرف شہر میں کھڑے ہو کے پمفلٹ بانٹ دیتے ہیں، اس کا تو کوئی فائدہ نہیں ہے۔ یہاں کے مختلف علاقے ہیں جن علاقوں میں جا سکتے ہیں وہاں جاکر ایسی جگہ تلاش کریں جہاں دین کی طرف کچھ تھوڑا بہت رجحان ہو، خدا کا خوف بھی ہو، ان کو تبلیغ کی جائے۔ جو بڑے شہر ہیں وہاں اسلام کے بارے میں غلط فہمیوں کو دور کریں۔

یہاں پروگرام میں دکھاتے ہیں کہ یہ صاحب پاکستانی ہیں۔ جاپانی اور پاکستانی کھانوں کا کوئی ریسٹورنٹ کھولا ہوا ہے۔ غیر احمدی ہے، اور وہ اس کے مفت پمفلٹ بھی تقسیم کرتے رہتے ہیں اور دعوت دیتے ہیں کہ آؤ ہمارا کھانا کھاؤ۔ وہ لوگ اپنا کھانا بیچنے کے لئے اتنا خرچ کرتے ہیں تو آپ روحانی مائدہ بیچنے کے لئے اسی طرح کا پروگرام آرگنائز کیوں نہیں کر سکتے؟

فائدہ تو تب ہے جب آپ تابڑ توڑ حملہ کریں

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ سوال یہ ہے کہ ایک دفعہ وہاں جا کے آپ چھوڑ دیں اور پھر نہیں جائیں گے تو کوئی فائدہ نہیں۔ اس کا ایک فائدہ تو تب ہے جب آپ تابڑ توڑ حملہ کریں۔ ایک وفد جائے، پھر دوسرا اور پھر تیسرا جائے۔ ایک علاقے کو focus کر لیں اور وہاں بار بار جاتے رہیں۔ چھ مہینے کے لئے ایک علاقے کو لیا پھر اس کے لئے وہاں ایک دو بندوں کا ایک گروپ بنا دیا جو وقتاً فوقتاً جاتا رہے۔ اسی طرح دوسرے علاقے کو لے لیا پھر وہاں بار بار

جائیں۔ آپ تعداد میں تھوڑے ہیں اس تھوڑی تعداد کے لحاظ سے ایک پلاننگ کرنی ہوگی کہ کس طرح ہم ان تھوڑے لوگوں کو زیادہ سے زیادہ utilise کر سکتے ہیں۔

ہمیشہ کامیابی اس وقت ملتی ہے جب ایک سیسہ پلائی دیوار کی طرح آپ کھڑے ہو جائیں

تبلیغ کے کاموں کے لئے ان میں شوق اور جذبہ پیدا کرنا بھی ضروری ہے۔ جذبہ بھی تو ایک چیز ہے۔

اصل چیز یہ ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کا عہد کرتے ہیں تو پھر اس کا عملی اظہار بھی ہونا چاہیے۔ یہ چیزیں پیدا کریں، یہ شعبہ تربیت کا بھی کام ہے ان سے مل کے ایک coordinated پروگرام ہونا چاہیے۔

سب سے بڑی بات یہ ہے کہ آپس میں اتفاق، محبت اور اعتماد کی فضا پیدا ہو۔ عاملہ کے ممبران کا آپس میں ایک دوسرے پر بھی اعتماد ہونا چاہیے اور افراد جماعت کا عاملہ پر اعتماد ہونا چاہیے، عاملہ کا افراد جماعت پر اعتماد ہونا چاہیے۔ ہر قسم کے شکوے، شکایتیں، گلے دور ہونے چاہئیں، ایک ہو کر رہیں.

ہمیشہ کامیابی اس وقت ملتی ہے جب ایک سیسہ پلائی دیوار کی طرح آپ کھڑے ہو جائیں۔ اس کے بغیر کامیابیاں حاصل نہیں ہوا کرتیں۔

جتنی چھوٹی جماعت ہے اتنا زیادہ پیار و محبت ہونا چاہیے

سیکرٹری تربیت سے مخاطب ہوتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ تربیت ایسی ہونی چاہیے کہ ہر ایک تربیتی لحاظ سے ایسا ہو جو پانچ نمازوں کا پابند نیز باجماعت نمازیں پڑھنے، قرآن کریم کی تلاوت کرنے اور خطبات کو باقاعدہ سننے والا ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب پڑھنے والا اور آپ جو درس دیتے ہیں ان کو سننے والا اور اخلاقی لحاظ سے بلند اخلاق کا حامل ہو۔ آپس میں محبت اور پیار پیدا کرنے والا ہو، پیار کی فضا کو نہ صرف آپس میں بلکہ

ارد گرد کے ماحول میں بھی پیدا کرنے والا ہو.

جتنی چھوٹی جماعت ہے اتنا زیادہ پیار و محبت ہونا چاہیے اور یہی سیکرٹری تربیت کا کام ہے، اس لئے جماعت میں یہ چیزیں پیدا کریں۔

اپنی انانیت کو چھوڑیں اور ہر ایک احمدی، احمدی بن کے رہے

اپنی انانیت کو چھوڑیں اور ہر ایک احمدی، احمدی بن کے رہے۔ اپنے اندر وہ روح پیدا کرے جس کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آئے تھے۔ ہم دعویٰ کرتے ہیں کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد قائم کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام تشریف لائے۔ حقوق العباد میں ایک بنیادی چیز آپس کی محبت اور پیار ہے جو ہم نہیں کرتے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو ایک سال جلسہ اس لئے منعقد نہیں کروایا تھا کہ جو نمونہ آپ دیکھنا چاہتے تھے وہ پیدا نہیں ہوا اور مثال آپ نے کیا دی کہ ایک بندہ اپنے بھائی کو اس چارپائی پر بیٹھنے نہیں دیتا یا چارپائی پہ لیٹنے نہیں دیتا جو اس کی چارپائی ہے۔ اس کا اتنا معیار قربانی کا ہونا چاہیے تھا کہ اپنا بستر خالی کر کے اسے دے دیتا کیونکہ بستر خالی کر کے نہیں دیا اس لئے تم لوگوں میں یہ روح پیدا نہیں ہوئی اس لئے میں جلسہ ہی نہیں کرتا۔ تم لوگ اس قابل ہی نہیں کہ جلسہ کرو۔ یہ مثالیں حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات میں سے نکالا کریں۔

کس طرح ہم نے تربیت کرنی ہے؟

اور پھر کس طرح ہم نے تربیت کرنی ہے؟ بات یہ ہے کہ دوسرے کے قصور نکالنے کے بجائے صرف یہ بتانا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ہم سے کیا چاہتا ہے۔ ہم سے اس زمانے میں مسیح موعود علیہ السلام کیا چاہتے ہیں اور کس طرح ہماری جماعتی ترقی ہو سکتی ہے اور اس کے لئے ہمیں کیا کرنا چاہیے۔ اپنی ذاتی اناؤں، عزتوں، سب کچھ کو پرے چھوڑنا پڑے گا۔

داڑھی رکھنے کی نصیحت

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سیکرٹری سمعی و بصری سے گفتگو کرتے ہوئے

ان کے پیشے کے بارے دریافت کیا جس پر موصوف نے جواب دیا کہ وہ گاڑیوں کا کام کرتے ہیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے پھر استفہامیہ انداز میں مسکراتے ہوئے پوچھا کہ کیا گاڑیوں میں کام کرتے وقت داڑھی رکھنے پر کوئی پابندی یا ممانعت ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ ایسی کوئی پابندی نہیں ہے، یہ سن کر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسکرائے اور انہیں داڑھی رکھنے کی نصیحت فرمائی۔

دن تو صرف عادت ڈالنے کے لئے ہوتے ہیں

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی جانب سے ہفتہ وار نفلی روزہ اور روزانہ دو نوافل کی ادائیگی کی تحریک کے ضمن میں ایک ممبر مجلس عاملہ نے عرض کیا کہ ان کے ذہن میں یہ تجویز ہے کہ اس کا اہتمام مرکزی سطح پر کیا جائے اور تمام جماعتوں میں جلسہ جات اور اجتماعات منعقد کر کے احباب کو اس طرف توجہ دلائی جائے۔

اس پر حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ وقتی طور پر اس وقت ضرورت تھی اس لئے کہہ دیا۔ اس کے بعد بھی جن لوگوں نے جاری رکھنا ہوتا ہے وہ کرتے ہیں۔ روزے بھی رکھتے ہیں اور نفل بھی پڑھتے ہیں۔

جماعتی طور پر کیا کیا جائے؟ آپ لوگوں کو ہے کہ بس دن منائے جائیں اور ان دنوں، سال میں، چار دن عمل کر لو اس کے بعد ختم۔ حالانکہ دعاؤں، عبادات اور نیک کاموں کے لئے ایسا نہیں ہوتا۔ دن تو صرف عادت ڈالنے کے لئے ہوتے ہیں۔ وہ عادت ڈالنے کے لئے کہہ دیا تھا، اس کے بعد آپ لوگوں کا فرض ہے اس پر قائم رہیں۔

بقایا داران کے متعلق راہنمائی

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے راہنمائی طلب فرمائی گئی کہ جماعتی یا ذیلی تنظیموں کے انتخابات یا شوریٰ میں شرکت کے لئے بقایا داران کی لسٹ بنانی ہوتی ہے تو اس میں ہم کوئی مدت لے لیں کہ پچھلے تین سال سے جو continuously چندہ دے رہا ہے، بقایا دار

نہیں، ہم اس کو شامل کر سکتے ہیں یا پھر لانگ ٹرم کے لئے اگر کوئی آٹھ دس سال پہلے کچھ عرصہ کے لئے بقایا دار رہا ہے اور اس کے بعد اب وہ دو تین سال سے regularly دے رہا ہے، کیا ہم اس کو انتخابات میں شامل کر سکتے ہیں؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ یہ ساری باتیں آپ کے قواعد میں لکھی ہوئی ہیں، آپ نے قواعد پڑھے ہیں؟

قواعد میں لکھا ہوا ہے کہ جو جماعتی چندوں میں چھ مہینے کا بقایا دار ہے یا ذیلی تنظیموں کے چندوں میں ایک سال کا بقایا دار ہے اس کو بقایا دار شمار کرنا ہے۔

تو اس کا مطلب ہے جب مرکز پچھلی باتوں کو ignore کر رہا ہے اور یہ دیکھ رہا ہے کہ ایک بندہ regular چندہ دیتا آرہا ہے، اس سال کا اس نے چندہ دے دیا یا دو سال کا چندہ دے دیا اس کی پہلے کوئی شکایت نہیں ہوئی اگر وہ اتنا بقایا دار تھا تو اس کے بارے میں کبھی آپ کی جماعت نے پوچھا نہیں کہ یہ اتنا بقایا دار ہے اس کو بقایا دار شمار کیا جائے یا نہ کیا جائے۔

اب جب اس نے ایک سال کے چندہ میں سے چھ مہینے کا چندہ دے دیا اور صرف چھ مہینے کا بقایا دار ہے تو وہ قواعد کی رو سے حصہ نہیں لے سکتا۔ ہاں اگر وہ دو تین مہینے کا بقایا دار ہے اور چار سال پہلے اگر اس نے چندہ نہیں بھی دیا تو کوئی فرق نہیں پڑتا، وہ شامل ہو سکتا ہے۔

لیکن یہ غلط ہے کہ آپ کسی بقایا دار کو پھر بھی انتخابات میں شامل کر لیں اور بعد میں اس کو کہہ دیں کہ اچھا اپنا بقایا چندہ ادا کر دو، وہ غلط ہے۔

چندہ اصل میں ایک قربانی ہے، کوئی ٹیکس نہیں

ہمیشہ یہ یاد رکھنا چاہیے چندہ اصل میں ایک قربانی ہے، کوئی ٹیکس نہیں۔ اگر کوئی بندہ کسی وجہ سے چندہ ادا نہیں کر سکا اور اس کے حالات بھی ایسے ہیں کہ وہ چندہ ادا نہیں کر سکتا تو اس سے کہیں پھر تم لکھ کے مرکز سے، خلیفۂ وقت سے اجازت لے لو کہ میں یہ چندہ نہیں ادا کر سکتا مجھے write off کر دیں۔

حسن ظن رکھتے ہوئے قواعد بنائے گئے ہیں، قواعد کا مطلب صرف یہ ہوتا ہے کہ کم از کم یہ معیار ہیں ان پر ضرور پورا اترو، کسی کو پکڑنا مقصد نہیں ہے۔“

(ملاقات نیشنل مجلس عاملہ جاپان 25 جون 2023ء الفضل انٹر نیشنل 6 جولائی 2023ء صفحہ 1-2و7)

عہدے امانت ہیں

تشہد، تعوّذ اور اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓی اَھْلِھَا (النساء:59) یعنی یقیناً اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے کہ امانت ان کے اہل کے سپرد کرو۔ پھر ایک حدیث میں آتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی عہدہ اور ایسا مقام جس میں لوگوں کے معاملات دیکھنے کا اختیار دیا گیا ہو یا لوگوں کو نگران مقرر کیا گیا ہو تو یہ بھی ایک امانت ہے۔(صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب کراھۃ الامارۃ بغیر ضرورۃ حدیث 4719)

پس اس لحاظ سے ہمارے جماعتی نظام میں بھی ہر عہدہ یا کوئی خدمت جس پر کسی کو مامور کیا جاتا ہے امانت ہیں۔

ہماری جماعت میں جماعتی نظام میں ہر سطح پر ہم اپنے عہدیدار منتخب کرتے ہیں۔ مقامی سطح سے لے کر مرکزی، ملکی سطح تک۔ اسی طرح مرکز میں ہیں پھر ذیلی تنظیموں میں اسی ترتیب سے مقرر کیے جاتے ہیں۔ مرکزی نظام ہے یا ذیلی تنظیم کا نظام ہے ہر جگہ نچلی سطح سے لے کر مرکزی سطح تک عہدیدار مقرر کیے جاتے ہیں اور عموماً یہ انتخاب کے ذریعے ہوتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ جب تم یہ عہدیدار منتخب کرو تو ایسے لوگوں کو منتخب کرو جو بظاہر نظر یعنی تمہاری نظر میں اس کام کے لئے بہترین ہیں اور اپنے کام کی امانت کا حق ادا کر سکتے ہیں۔

انتخاب کے وقت خویش پروری یا رشتے داری کا خیال نہیں رکھنا چاہیے

انتخاب کے وقت خویش پروری یا رشتے داری کا خیال نہیں رکھنا چاہیے۔ بعض دفعہ بعض عہدیدار مرکزی طور پر یا خلیفہ وقت کی طرف سے براہ راست بھی مقرر کر دیئے جاتے ہیں اور کوشش یہی ہوتی ہے کہ غور کر کے جو بہترین شخص اس کام کے لئے میسر ہو اسے مقرر کیا جائے لیکن بعض دفعہ اندازے کی غلطی بھی ہو سکتی ہے یا عہدے حاصل کرنے کے بعد لوگوں کے

مزاج بدل جاتے ہیں اور جو عاجزی اور محنت سے اور انصاف سے کام کرنے کی روح ایک عہدیدار میں ہونی چاہیے وہ نہیں رہتی۔ تو پھر ایسے شخص کے رویّے کی ذمے داری اسی پر ہو گی نہ کہ منتخب کرنے والے پر۔ بہر حال ہمیں یہ کوشش کرنی چاہیے کہ ہم اپنے میں سے بہترین لوگ منتخب کریں اور دعا کر کے منتخب کریں۔

خواہش کرنے والے کو عہدہ نہیں دیا جاتا

بہر حال عام طور پر یہ کوشش ہوتی ہے کہ جو شخص کسی کام کے لئے مقرر کیا جا رہا ہے وہ ایسا نہ ہو جو آگے بڑھ بڑھ کر صرف اس لئے آ رہا ہے کہ میں عہدیدار بن جاؤں۔

اگر بعض دفعہ ایسے شخص کا نام جماعت کے افراد کی طرف سے کسی عہدے کے لئے تجویز ہو کر آ بھی جائے تو مرکز کو یا خلیفہ وقت کو اگر اس کے حالات کا پتا ہو تو اسے کام نہیں دیا جاتا اور یہ بات عین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق ہے۔

ایک روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو دو شخص آئے اور کہا کہ ہمیں فلاں کام سپرد کر دیا جائے، ہم اس کے اہل ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کو میں کسی کام کے لئے مقرر کرتا ہوں اللہ تعالیٰ اس کی مدد فرماتا ہے اور جو خواہش کر کے خود کام اپنے سر پر لے اس کی پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد نہیں ہوتی۔(صحیح البخاری کتاب الاحکام باب من لم یسأل الامارۃ اعانہ اللّٰہ علیہا حدیث7146)(صحیح البخاری کتاب الاحکام باب ما یکرہ من الحرص علی الامارۃ حدیث 7149)اس کے کام میں برکت نہیں پڑتی۔ اس لئے کبھی عہدے کی خواہش کر کے عہدہ لینے کی کوشش نہیں ہونی چاہیے۔

ہاں خدمت دین کا شوق ضرور ہونا چاہیے۔ مجھے موقع ملے میں خدمت دین کروں اور یہ خدمت کسی بھی رنگ میں ملے اسے بجالانے کے لئے بھرپور کوشش کرنی چاہیے۔ پس عہدے کی خواہش کرنا، کسی کام کا نگران بن کر اسے کرنے کی خواہش کرنا پسندیدہ نہیں ہے۔ ہاں خدمت کا جذبہ ہونا چاہیے چاہے وہ کسی بھی رنگ میں ہو، یہ پسندیدہ امر ہے۔

پس یہ باتیں منتخب کرنے والوں کو بھی ہمیشہ سامنے رکھنی چاہئیں۔ قرآن کریم کے حکم کو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کو ہمیشہ سامنے رکھنا چاہیے کہ تمہاری نظر میں دعا کے بعد جو اہل ترین لوگ ہیں کسی خدمت کے لئے، انہیں منتخب کرو۔ اور دوسرے یہ کہ اگر کوئی کسی عہدے کے لئے خواہش رکھتا ہو تو جماعتی نظام میں اور ہر انتخابی فورم میں اس کی حوصلہ شکنی ہونی چاہیے اور منتخب کرنے والے کو انصاف سے اپنا انتخاب کرنے کا حق استعمال کرنا چاہیے۔

انتخاب کا طریق

عموماً انتخاب کا یہ طریق ہے کہ ملکی مرکزی سطح پر عہدیداران کے منتخب کرنے کی رائے انتخاب کے نتائج کے ساتھ خلیفۂ وقت کو پیش کی جاتی ہے اور خلیفۂ وقت کو اختیار ہے کہ وہ چاہے کثرتِ رائے سے پیش کیے ہوئے نام کو منتخب کرے یا کسی کم ووٹ حاصل کرنے والے کو منتخب کرے۔ بعض دفعہ اس شخص کے بارے میں بعض معلومات اور بعض ایسے حالات کا مرکز اور خلیفۂ وقت کو علم ہوتا ہے اور عام آدمی کو نہیں ہوتا۔

یہ ضروری نہیں ہے کہ کثرتِ رائے والے کو ضرور منتخب کیا جائے

تو بہرحال یہ ضروری نہیں ہے کہ کثرتِ رائے والے کو ضرور منتخب کیا جائے۔ اسی طرح ملکی جماعتوں کے جو انتخاب ہیں ان میں حسبِ قواعد بعض کی منظوری مقامی مرکزی انتظامیہ دے دیتی ہے اور اگر کوئی تبدیلی کرنی ہو تو خلیفۂ وقت سے پوچھ لیتے ہیں۔ کوشش تو بہرحال یہ کی جاتی ہے کہ جس حد تک ممکن ہو اچھے کام کرنے والے عہدیدار میسر آئیں لیکن بعض جگہ جس قسم کے لوگ میسر ہیں ان میں سے ہی منتخب کرنے پڑتے ہیں لیکن یہاں پھر چننے والوں کو، منتخب کرنے والوں کو خیال رکھنا چاہیے کہ امانت کا اپنی استعدادوں کے مطابق بہترین رنگ میں حق ادا کرنے والے لوگ منتخب ہوں اور کبھی کسی خواہش کرنے والے کو یا دوستی کی وجہ سے یا رشتہ داری کی وجہ سے یا یہ دیکھ کر رائے نہیں دینی چاہیے کہ اکثر ہاتھ کسی شخص کے لئے کھڑے ہوئے ہیں تو میں بھی اپنا ہاتھ کھڑا کر دوں۔ یہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی نفی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

ارشاد کی نفی ہے۔

اپنی نظر میں بہترین شخص کی سفارش خلیفۂ وقت کو پیش کریں

گو جماعتی مرکزی نظام کے انتخابات تو اس سال نہیں ہونے، ہو چکے ہیں لیکن ذیلی تنظیموں کے انتخابات ہونے ہیں بعض جگہ انصار کے، خدام کے، لجنہ کے، تو ان تنظیموں کے ممبران کو چاہیے کہ جو بھی مجلسِ انتخاب کے ممبر بنیں وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اپنا رائے دہی کا حق استعمال کریں اور دعا کے بعد اور انصاف سے اپنی نظر میں بہترین شخص کی سفارش خلیفۂ وقت کو پیش کریں۔ اگر ہم انصاف کے ساتھ اپنے اس فریضے کو سرانجام دینے والے بن جائیں گے تو تبھی جماعتی ترقی میں ہمارا کردار مثبت ہو گا اور ہم اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے ہو جائیں گے۔

کام کو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے سرانجام دینا چاہیے

اس کے ساتھ ہی میں عہدیداروں کو بھی ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ بے شک جماعتی عہدیدار منتخب ہو چکے ہیں لیکن انہیں ہمیشہ اپنی ذمہ داریوں کا احساس ہونا چاہیے اور ہمیشہ یہ خیال رکھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں خدمت کا موقع دیا ہے تو اس کے فضلوں کو حاصل کرنے کے لئے ہمیں ہر قسم کے ذاتی مفاد سے بالا ہو کر اپنے کام کو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے سرانجام دینا چاہیے۔

آپ کو مقرر کیا گیا ہے کہ افرادِ جماعت کی خدمت کریں

بعض عہدیداروں کے متعلق شکایات آتی ہیں کہ ان کے رویّوں میں عاجزی نہیں ہوتی اور ایسا اظہار ہوتا ہے جیسے اس عہدے کے بعد وہ کوئی غیر معمولی شخصیت بن گئے ہیں۔

میں یہ تو نہیں کہتا کہ فرعونیت پیدا ہو گئی لیکن بہرحال اپنے آپ کو بڑا سمجھنے لگ جاتے ہیں۔ خاص طور پر جن عہدیداروں کو نامزد کیا جاتا ہے اور وہ واقف زندگی بھی ہیں ان میں اگر یہ بات پیدا ہو تو یہ بالکل قابلِ برداشت نہیں۔ بعض واقفین زندگی کو جنرل سیکرٹری بنایا گیا تو ان کے

بارے میں شکایت ہے کہ بڑا متکبرانہ رویہ ہے۔ سلام تک کا جواب نہیں دیتے۔ ایسے رویے دکھانے والے اپنی اصلاح کریں اور اللہ تعالیٰ نے جو خدمت کا موقع دیا ہے تو زمین پر جھکیں اور ہر بچے بڑے سے پیار اور عاجزی سے ملیں۔ آپ کو مقرر کیا گیا ہے کہ افرادِ جماعت کی خدمت کریں نہ یہ کہ ان پر کسی قسم کی افسر شاہی کا رعب ڈالیں۔

پھر بعض ایسے ہیں جو اپنے کام بھی صحیح طرح سرانجام نہیں دیتے۔ یہاں میری طرف سے بھی بعض معاملات رپورٹ کے لئے جاتے ہیں تو ان کی دراز میں پڑے رہتے ہیں جب تک یاددہانی نہ کراؤ، بار بار نہ پوچھو اور چھ مہینے سال بعد پھر ایک معافی نامہ لکھ کر کہہ دیتے ہیں کہ ہمارے سے غلطی ہو گئی۔ ہم ان پر بروقت کارروائی نہیں کر سکے۔ اگر مرکز کے خطوط کے ساتھ، خلیفہ وقت کے خطوں کے ساتھ ان کا یہ سلوک ہے اور یہ رویہ ہے تو پھر عام فردِ جماعت کے متعلق ان سے کس طرح توقع کی جاسکتی ہے کہ نیک سلوک کرتے ہوں گے۔ ان لوگوں کو اپنی اصلاح کرنی چاہیے ورنہ ان کو خدمت سے فارغ کر دیا جائے گا۔

اپنی بہترین مثالیں لوگوں کے سامنے قائم کریں

عہدیداران کو بعض اَور ذمہ داریوں کی طرف بھی میں توجہ دلانا چاہوں گا۔ ایک تو یہی کہ اپنے اندر عاجزی پیدا کریں اور جو ذمے داری دی گئی ہے اسے اس کا حق ادا کرتے ہوئے ادا کرنے کی کوشش کریں۔ ہر وقت یہ ذہن میں رہے کہ خدا تعالیٰ ہمارے اوپر نگران ہے۔ وہ ہماری ہر حرکت دیکھ رہا ہے۔ کوئی عہدہ ملنے کے بعد ہم ہر قسم کی بندشوں سے آزاد نہیں ہو گئے بلکہ ہم خدا تعالیٰ کی پکڑ کے نیچے زیادہ آ گئے ہیں۔ لوگوں نے ہمیں منتخب کیا ہے، ہم پر اعتماد کر کے خلیفہ وقت نے ہمیں اس خدمت کے لئے منظور کیا ہے تو ہمیں اس اعتماد کو قائم رکھنے کی کوشش کرنی ہے اور اپنی تمام تر صلاحیتیں اس خدمت کو بہترین رنگ میں ادا کرنے کے لئے صرف کرنی ہیں۔ یہ سوچ ہو گی تو تبھی صحیح کام کرنے کی روح بھی پیدا ہو گی اور افراد جماعت کا بھی تعاون رہے گا۔ اکثر عہدیدار جو شکایت کرتے ہیں کہ بعض شعبوں میں افراد جماعت تعاون نہیں کرتے بیشک یہ افراد کی بھی ذمہ داری ہے کہ جن لوگوں کو انہوں نے خود خدمت کے لئے چنا ہے ان سے

تعاون بھی کریں لیکن ساتھ ہی عہدیداران کا بھی کام ہے کہ اپنی بہترین مثالیں لوگوں کے سامنے قائم کریں۔ اب ایک عہدیدار کی رپورٹ ملی کہ وہ اپنی آمد پر صحیح چندہ نہیں دیتا اور نہ ہی کم شرح سے چندہ ادا کرنے کی اجازت لینی چاہتا ہے تو ایسا شخص پھر دوسروں کے لئے کیا نمونہ پیش کرے گا؟ دوسروں کو کس طرح کہے گا کہ مالی قربانی کرو؟ پس اپنے ذاتی نمونے بہت ضروری ہیں۔ بہت زیادہ استغفار کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرنے کی ضرورت ہے۔ اپنی حالتوں کے جائزے لینے کی ضرورت ہے۔

اگر ایک سیکرٹری تربیت خود پانچ وقت باجماعت نماز ادا کرنے کی طرف توجہ نہیں دیتا تو دوسروں کو کس طرح تلقین کر سکتا ہے کہ نمازوں کی طرف توجہ دو۔ اسی طرح ایک واقف زندگی اور مربی خود نوافل ادا کرنے کی طرف توجہ نہیں دے رہا تو افراد جماعت کو وہ کس طرح نصیحت کر سکتا ہے کہ عبادتوں کی طرف توجہ کرو۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسی طرف تو ہماری توجہ دلائی ہے کہ غیر احمدی مولوی نصیحت کرتا ہے لیکن اس کے عمل اس کی نصیحت کے مطابق نہیں ہیں اس لئے اس کی باتوں کا اثر نہیں ہوتا۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد 1 صفحہ 67 ایڈیشن 1984ء)

ہر عہدیدار کے عمل کا فرق پڑتا ہے

پس ہمارے لئے تو ہر لمحہ بڑی فکر سے گزارنے کی ضرورت ہے۔ ہر قدم بڑا پھونک پھونک کر اٹھانے کی ضرورت ہے۔ جب یہ ہوگا تب ہی ہم اپنی امانتوں کا حق ادا کرنے والے ہوں گے۔ سیکرٹریان تربیت اگر اپنے نمونے قائم کرتے ہوئے پیار اور محبت کے ساتھ جماعت کی تربیت کریں تو افرادِ جماعت میں ایک انقلابی تبدیلی پیدا کر سکتے ہیں۔ ہر عہدیدار کو اپنے شعبے کی بہتری کے لئے کم از کم دو نفل بھی روزانہ پڑھنے چاہئیں کہ اللہ تعالیٰ برکت عطا فرمائے۔ اگر تربیت کا شعبہ فعال ہو جائے تو باقی شعبے خود بخود میرے اندازے کے مطابق کم از کم ستر فیصد تک بہتر رنگ میں کام کرنا شروع کر دیں گے۔

پس ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ عہدیداروں نے اپنے نمونے قائم کرنے ہیں اور خاص طور پر

امرائے جماعت نے، صدران جماعت نے اور خصوصاً سیکرٹریان تربیت نے، باقی نے بھی کرنے ہیں، یہ نہیں کہ باقی نہ بھی کریں تو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ میرا ان عہدیداروں کو خاص توجہ دلانے کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ باقی نہ بھی کریں تو فرق نہیں پڑتا۔ ہر ایک کرے گا تبھی جماعتی ترقی صحیح طرح ہو گی۔ اگر اپنے نمونے نہ دکھائیں تو یہ نہیں کہ کوئی فرق نہیں پڑتا۔ بہت فرق پڑتا ہے۔ ہر عہدیدار کے عمل کا فرق پڑتا ہے۔ اگر سیکرٹری مال خود اپنے چندے احتیاط سے ادا نہیں کر رہا تو دوسروں کو کیا کہے گا، جیسا کہ میں نے بتایا اور پھر اس کے کہنے میں کیا برکت ہو گی؟ اگر تبلیغ کا سیکرٹری تبلیغ کا حق ادا ہی نہیں کر رہا تو افراد جماعت کو کس طرح تبلیغ کے لئے متحرک کرے گا؟ پس ہر شعبہ اہم ہے۔ اسی طرح ذیلی تنظیموں کے صدران کے عہدے ہیں اور باقی عاملہ ممبران کے عہدے اہم ہیں۔ ذیلی تنظیموں میں بھی ہر سطح پر اپنے آپ کو فعال کرنا ہو گا۔

بعض جگہ صدر لجنہ کے بارے میں شکایت آتی ہے کہ ان کے رویے ٹھیک نہیں ہیں۔ بعض کے نومبائعات کے ساتھ رویے ٹھیک نہیں ہیں۔ ان کو کھینچنے کے بجائے ان کو دوڑانے کا باعث بن رہی ہیں۔ ان نومبائعات کو بڑے غلط طریقے سے کہا جاتا ہے کہ ہم تمہاری اصلاح کریں گے جبکہ میرے نزدیک خود ایسی صدر لجنہ کی اصلاح ہونی چاہیے اور یہ اس لئے ہوتا ہے کہ چند لوگوں کے پاس عہدے مستقل چلتے رہتے ہیں۔ ممبرات لجنہ بھی اپنے انتخاب میں نہیں دیکھتیں کہ کون اہل ہے اور کون نہیں ہے جس کے نتیجے میں خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔ پھر شکایات آتی ہیں اور جب خرابیاں پیدا ہوں تو اَور لوگوں کے ایمان کو ٹھوکر لگتی ہے۔ اگر منتخب کرنے والیاں خود اپنا حق رائے دہی انصاف سے اور اللہ تعالیٰ کا خوف رکھتے ہوئے ادا نہیں کر رہیں تو پھر شکایت بھی نہیں ہونی چاہیے۔ پس انتخابات کے وقت امانتوں کے اہل کو منتخب کریں تو شکایات ختم ہوں گی ورنہ ہم اپنی اصلاح نہیں کر سکتے۔

قوم کے سردار اُس کے خادم ہیں

عہدیداروں سے میں یہ بھی کہوں گا کہ وہ سٹیجوں پر بیٹھنے کے لئے نہیں ہیں۔ ہر عہدیدار کو اپنی ڈیوٹی ایک عام کارکن بن کر دینی چاہیے۔ ایک نومبائعہ خاتون نے مجھ سے ذکر

کیا۔اس جلسے پہ باہر سے آئی ہوئی خاتون تھی کہ یہاں جلسے پر ایک بات نے مجھے بہت متاثر کیا۔میں نے دیکھا کہ صدر لجنہ ڈسپلن کی ڈیوٹی والی لڑکیوں کے ساتھ ڈیوٹی دے رہی تھی۔ یہ تو بہر حال اس صدر کا فرض تھا۔یہ کوئی غیر معمولی کام نہیں جو اس نے کیا۔اگر ڈیوٹی نہ دے رہی ہو اور ہر جگہ پر نگرانی نہ کر رہی ہو تو تب وہ قصور وار ہے۔اگر صدر خود اس طرح ڈیوٹی نہ دے یا چیک نہ کرے تو وہ اپنی امانت کا حق ادا نہیں کر رہی لیکن بہر حال جو اپنی امانت کا حق ادا کرنے والے عہدیدار ہیں وہ دوسروں کی اصلاح کا بھی باعث بنتے ہیں اور لجنہ میں بنتی ہیں۔

پس یہ سوچ ہے جو ہمارے ہر عہدیدار میں ہونی چاہیے کہ قوم کے سردار اس کے خادم ہیں۔یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔اسی طرح عام حالات میں بھی ہر عہدیدار کا یہ بھی کام ہے کہ افرادِ جماعت سے ذاتی رابطہ رکھ کر ان سے ذاتی تعلق بڑھائیں۔ان کی خوشی غمی میں شامل ہوں۔ ہر فرد جماعت کو یہ احساس پیدا کروائیں کہ نظامِ جماعت تو ایک دوسرے کے ساتھ ہمدردی کے جذبات پیدا کرنے کے لئے اور ایک دوسرے کا خیال رکھنے کے لئے بنایا گیا ہے،نہ کہ کوئی افسر ہے یا کوئی ماتحت ہے۔کوئی بڑا ہے یا کوئی چھوٹا ہے۔ہم سب ایک ہیں۔بھائی بھائی ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشن کو پورا کرنے کے لئے اپنی اپنی استعدادوں کے مطابق کوشش کر رہے ہیں۔

یہی سوچ ہے جو نظام جماعت کو ایک خوبصورت نظام بنا سکتی ہے اور یہی سوچ ہے جو ہمیں اللہ تعالیٰ کے بھی قریب کر سکتی ہے اور یہ سوچ نہ رکھنے اور اس کے خلاف عمل کرنے سے ہم اللہ تعالیٰ کی ناراضگی بھی مول لینے والے ہوں گے۔ایک روایت میں آتا ہے حضرت معقل بن یسارؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے لوگوں کا نگران اور ذمہ دار بنایا ہے وہ اگر لوگوں کی نگرانی، اپنے فرض کی ادائیگی اور ان کی خیر خواہی میں کوتاہی کرتا ہے تو اس کے مرنے پر اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت حرام کر دے گا اور اسے بہشت نصیب نہیں کرے گا۔(صحیح البخاری کتاب الاحکام باب من استرعی رعیۃ فلم ینصح حدیث7151،7150) پس یہ بہت بڑا انذار ہے، بڑے خوف کا مقام

ہے، بڑی فکر والی بات ہے۔

تم میں سے ہر ایک نگران ہے اور اپنی رعایا کے متعلق پوچھا جائے گا

پھر ایک روایت میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم میں سے ہر ایک نگران ہے اور اپنی رعایا کے متعلق پوچھا جائے گا۔ یہ لمبی روایت ہے اور جگہوں کا، نگرانوں کا بھی یہاں ذکر ہے لیکن جو اپنے متعلقہ ہے وہ میں پڑھ دیتا ہوں۔ فرمایا کہ امیر بھی نگران ہے۔(صحیح البخاری کتاب الاحکام باب قول اللہ تعالیٰ اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول حدیث 7138)یعنی عہدیدار بھی۔ اس میں عہدیداران بھی شامل ہیں کہ وہ نگران ہیں اور ہر ایک سے اپنی رعایا کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ رعایا سے مراد وہ لوگ نہیں جن پر حکومت کی جاتی ہے بلکہ وہ لوگ ہیں جن کی مدد کرنے کی، ان کی اصلاح کی، ان کی بہتری کی ذمے داری ڈالی گئی ہے۔ پس اسی حدیث میں مثال دی گئی ہے کہ خاوند اپنے گھر کا نگران ہے، عورت اپنے بچوں کی نگران ہے۔(صحیح البخاری کتاب الاحکام باب قول اللہ تعالیٰ اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول حدیث 7138)

تو حکومت کرنے کے لئے تو نگران نہیں۔ ان کی تربیت کے لئے، ان کی بہتری کے لئے منصوبے بنانے کے لئے، ان کی ضروریات پوری کرنے کے لئے نگران ہے۔ پس اگر یہ ذمہ داری ادا نہیں کر رہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق بہشت حرام ہو جاتی ہے۔ پس وہ لوگ جو نگران بنائے گئے ہیں، عہدیدار بنائے گئے ہیں اگر صحیح طرح کام سرانجام نہیں دے رہے اور اپنے علاقے میں صرف خلیفۂ وقت کے نمائندے، نام نہاد نمائندے بنے بیٹھے ہیں وہ خلیفہ وقت کو بھی بدنام کر رہے ہیں اور خلیفۂ وقت کو بھی گنہگار بنا رہے ہیں۔ جیسا کہ میں نے مثال دی تھی کہ رپورٹیں مہینوں نہیں بھیجتے۔ اب ایسے لوگوں کے بارے میں میرے پاس اس کے علاوہ اَور کوئی حل نہیں کہ اگر حقیقت میں وہ اپنی اصلاح نہیں کرتے تو ان کو خدمت سے فارغ کر دیا جائے اور میں پھر ان کے گناہوں میں شامل نہ ہوں۔ پس مَیں بھی اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا ہوں۔ یہ لوگ بھی استغفار کریں اور اپنی اصلاح کریں۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ خلافت

احمدیہ کو ہمیشہ ایسے سلطان نصیر عطا ہوں جو اپنی ذمہ داریوں کو سمجھتے ہوئے اپنے کام سرانجام دیں نہ یہ کہ صرف عہدہ لینے کے لئے عہدے سنبھالے ہوں۔ یہ بھی ایک بہت توجہ طلب بات ہے جس کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے کہ جو شخص مسلمانوں کے اجتماعی معاملات کا ذمے دار ہو اللہ تعالیٰ اس کی حاجات اور مقاصد پوری نہیں کرے گا جب تک وہ لوگوں کی ضروریات پوری نہ کرے۔

پس جہاں یہ ذمے داری خلیفہ وقت کی ہے وہاں ان تمام عہدیداروں کی بھی ہے جو خلیفہ وقت کے اپنی اپنی جماعتوں میں نمائندے ہیں اور یہ عہدیداروں پر بہت بڑی ذمے داری ہے۔ صرف عاملہ کے اجلاسوں میں اپنی رائے دے کر اور میٹنگز میں شامل ہو کر سمجھ لینا کہ ہم نے اپنا فرض ادا کر دیا ہے یہ کافی نہیں ہے۔

لوگوں کی بہتری کے لئے منصوبہ بندی کرنا اور پھر اس پر عمل درآمد کروانا انتہائی ضروری امر ہے اور جو وسائل ہمارے پاس ہیں ان کے اندر رہتے ہوئے لوگوں کی ضروریات پوری کرنے کا جو بہترین حل ہو سکتا ہے وہ ہمیں نکالنا چاہیے۔ اس کے لئے دنیاوی ضروریات پوری کرنے کے لئے شعبہ امورِ عامہ بھی ہے اور شعبہ صنعت و تجارت ہے اور اس طرح ذیلی تنظیموں کو اس کے لئے اپنا فعال کردار ادا کرنا چاہیے۔ بیشک ہمارے پاس وسائل کم ہیں لیکن جو ہیں ان کا بہترین استعمال صحیح منصوبہ بندی سے بہت سوں کی مدد کر سکتا ہے۔

رشتہ ناطہ کے شعبے کا چیلنج

ایک شعبہ جو آجکل تقریباً تمام جماعتوں کے لئے ایک چیلنج بنا ہوا ہے وہ رشتہ ناطہ کا شعبہ ہے۔ اس کے لئے بہت وسیع منصوبہ بندی کی ضرورت ہے۔ جماعتی نظام کو بھی، ذیلی تنظیموں کے نظاموں کو بھی ایک دوسرے کے ساتھ مل کر یہ کام کرنا ہو گا۔ یہاں پھر جماعتی بھی اور ذیلی تنظیموں کے بھی شعبہ تربیت کو بہت فعال کرنے کی ضرورت ہے۔ پھر اسی شعبے کی طرف بات پلٹ جاتی ہے۔ اگر ہمارے نوجوانوں کی صحیح تربیت ہو تو ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کو ہمیشہ سامنے رکھیں کہ رشتے کے معاملے میں دولت، خاندان اور خوبصورتی کی بجائے دین

کو فوقیت دو۔(صحیح البخاری کتاب النکاح باب الاکفاء فی الدین حدیث 5090)

اگر یہ ہماری ترجیح ہو جائے گی تو پھر لڑکے بھی اور لڑکیاں بھی اپنی دینی حالتوں کو بہتر کرنے اور خدا تعالیٰ سے تعلق جوڑنے کو ترجیح دیں گے اور اس طرح ہم اپنی اگلی نسل کو محفوظ کر سکیں گے ورنہ آجکل دجال جو چالیں چل رہا ہے اس سے معمولی کوششوں سے بچنا بہت مشکل ہے۔اس کے لئے تو بہت وسیع منصوبہ بندی کرنی ہو گی۔پس ہر عہدیدار کو پہلے اپنے گھر کی اصلاح کی ضرورت ہے۔پھر جماعت میں اس بات کی طرف بہت توجہ دلانے کی ضرورت ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کا ہمارا عہد صرف عہد ہی نہ ہو بلکہ ہم میں سے ہر ایک اس کی عملی شکل بن جائے۔ جب یہ ہو گا تبھی ہم دجال کا مقابلہ کر سکیں گے۔ اپنی نسلوں کو بچا سکیں گے۔ اپنے عہدوں کی بھی حفاظت کر سکیں گے، ان کا حق ادا کر سکیں گے اور اپنی امانتوں کا بھی حق ادا کر سکیں گے۔پس دنیا کی تمام جماعتوں کی ملکی اور مقامی عاملہ اور اسی طرح ذیلی تنظیموں کو اس بارے میں بہت سوچ و بچار اور ایک لائحہ عمل کی ضرورت ہے تا کہ اپنی امانتوں کا حق ادا کر سکیں۔

امورِ عامہ کا شعبہ

جیسا کہ میں نے امورِ عامہ کے کام کی مختصراً تھوڑی سی مثال دی تھی۔ہمارے نظام میں امورِ عامہ کا بھی ایک شعبہ ہے اور یہ شعبہ بھی بہت اہم سمجھا جاتا ہے اور ہے بھی لیکن عموماً یہ تاثر پیدا ہو گیا ہے کہ اس شعبے کے کام لوگوں کو سزائیں دلوانا یا سختی سے لوگوں کو تنبیہ کرنا ہے۔امورِ عامہ کے شعبے میں کام کرنے والے لوگوں کو دنیا میں ہر جگہ پتہ ہونا چاہیے کہ ان کا صرف اتنا کام نہیں ہے۔یہ تو کام کا ایک حصہ ہے اور سختی سے تنبیہ کرنا تو بہر حال ان کا کام نہیں ہے۔جب کوئی حل نہ ہو تو یہ ایک انتہا ہوتی ہے جہاں سزا کے طور پر سفارش کی جاتی ہے۔

اگر شعبہ تربیت فعال ہے تو امورِ عامہ کے بہت سے مسائل حل ہو جاتے ہیں

یہاں پھر میں یہی کہوں گا کہ اگر شعبہ تربیت فعال ہے تو امورِ عامہ کے بہت سے مسائل حل ہو جاتے ہیں جو افراد جماعت کے آپس کے جھگڑوں سے تعلق رکھتے ہیں یا افراد جماعت کے غلط

کاموں میں ملوّث ہونے سے تعلق رکھتے ہیں یا مخالفین کے کسی ذریعہ سے یا کمزور ایمان والوں کے ذریعہ سے جماعت میں بے چینی پیدا کرنے کی جو کوشش ہوتی ہے اس سے تعلق رکھتے ہیں اور بعض جگہ تربیت کے شعبے نے افراد جماعت کے ساتھ ایک خاص تعلق پیدا کر کے اس بارے میں کوشش بھی کی ہے تو جہاں لوگوں کی شکایات اس کوشش سے دور ہوئیں اور نظام سے بدظنی دور ہوئی وہاں انہوں نے جماعتی فیصلوں کا احترام بھی کیا اور اسے احترام سے قبول بھی کیا اور پھر مخالفین کی جو منافقین یا بدظن افراد سے فائدہ اٹھانے کی کوششیں تھیں وہ بھی ناکام ہوئیں۔ پس شعبہ تربیت اور امورِ عامہ کو بعض معاملات میں مل کر کام کرنے کی بہت ضرورت ہے۔

جیسا کہ میں نے کہا امورِ عامہ کا کام تو بہت وسیع ہے۔ جماعت میں معاشی استحکام پیدا کرنے کے لئے پروگرام بنانا ان کا کام ہے۔ افراد جماعت کو ملازمت اور دیگر ذرائع روزگار کے لئے راہنمائی اور مدد کرنا ان کا کام ہے۔ خدمتِ خلق کے کاموں کو سرانجام دینا ان کا کام ہے۔ پیار اور محبت سے سمجھا کر تنازعات کو ختم کروانا ان کا کام ہے وغیرہ وغیرہ۔

لیکن قضائی معاملات میں امورِ عامہ کا بہر حال دخل نہیں ہے کہ فیصلہ کرنا شروع کر دیں۔ ہاں قضاء کے فیصلوں کی تنفیذ کروانا ان کا کام ہے لیکن اس میں فیصلہ کے بعد اگر کوئی فریق اس کی تعمیل کرنے میں لیت و لعل سے کام لے رہا ہے تو امورِ عامہ کے شعبے کا کام ہے کہ اسے آرام سے سمجھائیں کہ اس پر عمل نہ کر کے کیوں اپنا دین برباد کرتے ہو۔ تھوڑے سے دنیاوی مفاد کی خاطر کیوں اپنا دین برباد کرتے ہو اور پھر ایسے لوگ میرا وقت بھی ضائع کرتے ہیں۔ یہ بار بار مجھے لکھتے رہتے ہیں حالانکہ خود غلطی پہ ہوتے ہیں۔ تو بہت سے لوگ سمجھ جاتے ہیں اگر ان کو سمجھایا جائے۔

بہر حال امورِ عامہ کا کام صرف سزائیں دلوانا نہیں ہے بلکہ ان سزاؤں سے لوگوں کو بچانا ہے اور اس کے لئے انہیں ہر ممکنہ کوشش کرنی چاہیے۔

اگر کہیں غلط کام ہوتا دیکھیں یا سمجھیں کہ اس سے جماعتی مفاد کو نقصان پہنچ سکتا ہے تو فوراً شعبہ تربیت کو بھی ساتھ ملا کر اور مربیان کی مدد بھی حاصل کر کے جہاں وہ جماعتی مفاد کی حفاظت

کریں گے وہاں لوگوں کے ایمان بچانے کی بھی کوشش کریں گے اور یہ کرنی چاہیے۔

اللہ تعالیٰ کا خوف رکھتے ہوئے لوگوں کی حاجتیں پوری کرنے میں جلدی کیا کریں

بعض دفعہ عہدیداروں کے رویّے نظام کے بارے میں بدظنّیاں پیدا کر دیتے ہیں۔ مثلاً یہ کہ اگر کسی نے اپنی ضرورت کے لئے خلیفہ وقت کو درخواست دی ہے تو صدر جماعت یا امیر جماعت یا امورِ عامہ یا اگر کسی خاص شعبے سے متعلق ہے تو اس کے کام کرنے والے اس شخص سے سختی کرتے ہیں کہ ہمارے ذریعے سے کیوں نہیں درخواست دی۔ اور معاملہ لٹک جاتا ہے بجائے اس کے کہ اگر مرکز سے ان کو رپورٹ کے لئے کہا گیا ہے تو فوری رپورٹ بھجوائیں۔ پھر جب جواب نہیں جاتے تو اس شخص کو بدظنی پیدا ہو جاتی ہے اور براہ راست لوگ مجھے لکھتے ہیں کہ ہماری درخواستیں نہیں پہنچتیں۔ جن درخواستوں پر جب لمبا عرصہ کارروائی نہیں ہوتی تو ان کو خاص طور پر بدظنی پیدا ہوتی ہے۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ خلیفۂ وقت کو ہماری درخواست پہنچی ہی نہیں ہے۔ ایسی بھی صورتحال ہو جاتی ہے۔ ایک طرف تو یہ کہ ہمارے سے کیوں نہیں پوچھا، دوسرے یہ کہ کیونکہ ہمارے سے پوچھا نہیں اس لئے اس پر کارروائی نہ کرو۔ اور پھر بدظنیاں پیدا ہوتی ہیں خلیفۂ وقت پہ اور خلیفۂ وقت کے دفتر پہ۔ حالانکہ یہ سب غلط ہے۔ ہر خط یہاں پہنچتا ہے۔ جو یہاں آجائے وہ پڑھا بھی جاتا ہے، کھولا بھی جاتا ہے۔ یہ نہیں کہ اس کو روک لیا جائے۔ اور ہر قسم کی درخواست متعلقہ جماعت کو رپورٹ کے لئے بھجوائی بھی جاتی ہے۔ تو بہر حال افرادِ جماعت کو میں بتادوں کہ جو بھی خط ان کا یہاں آتا ہے، یہاں پہنچ جائے تو وہ کھولا بھی جاتا ہے، پڑھا بھی جاتا ہے اور اس پر کارروائی بھی کی جاتی ہے۔

متعلقہ جماعت کا شعبہ اس کے جواب میں دیر لگاتا ہے تو ایسے عہدیداران کو خوف کرنا چاہیے کہ ان کے یہ عمل فردِ جماعت اور خلیفۂ وقت میں دوری پیدا کرنے والے ہوتے ہیں۔ نظام کے بارے میں بدظنیاں پیدا کرنے والے ہوتے ہیں اور اس طرح وہ متعلقہ عہدیدار گنہگار بن رہا ہوتا ہے۔ کسی کے ایمان سے کھیل کر وہ اپنے آپ کو گنہگار بنا رہا ہوتا ہے۔ پس ایسے لوگوں کو خوف کرنا چاہیے۔ ہر عہدیدار کو یہ سمجھنا چاہیے اور خاص طور پر جن کے سپرد افراد جماعت کی

ضروریات کا خیال رکھنے کا کام ہے کہ اگر انہوں نے اپنے کام میں سستی دکھائی اور لوگوں کے حق ادا نہ کئے تو نہ صرف اپنی امانتوں میں خیانت کرنے والے ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی پکڑ میں بھی آنے والے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے۔ روایت میں آتا ہے کہ جو امام، اس سے مراد ہر عہدیدار ہے، حاجت مندوں، ناداروں اور غریبوں کے لئے اپنا دروازہ بند رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی ضروریات کے لئے آسمان کا دروازہ بند کر دیتا ہے۔(سنن الترمذی ابواب الاحکام باب ما جاء فی امام الرعیة حدیث 1332)

پس اگر کوئی ایسا سوچ رکھنے والا عہدیدار یا ان کے دفتر میں کام کرنے والے کارکن ہیں تو اللہ تعالیٰ کا خوف رکھتے ہوئے لوگوں کی حاجتیں پوری کرنے میں جلدی کیا کریں یا کم از کم جلد رپورٹ دیا کریں، پھر مرکز کا کام ہے کہ جائزہ لے کر دیکھے کہ کس حد تک یہ حاجت پوری کی جا سکتی ہے لیکن جواب ہی نہ دینا اور درخواست کو ایک کونے میں رکھ دینا یہ بہت بڑا جرم ہے۔ پس ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی حتی المقدور کوشش کریں۔ ہر نیک کام کرنے کی طرف توجہ رکھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جہاں بھی تم ہو اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو۔ اگر کوئی برا کام کرو تو اس کے بعد نیک کام کرنے کی کوشش کرو۔ یہ نیکی بدی کو مٹا دے گی اور لوگوں سے خوش اخلاقی اور حسن سلوک سے پیش آؤ۔(سنن الترمذی ابواب البر والصلة باب ما جاء فی معاشرة الناس حدیث 1987)

آسانی پیدا کرنا۔ مشکلیں نہ پیدا کرنا۔ محبت و خوشی پھیلانا اور نفرت نہ پہنچنے دینا

اسی طرح ایک روایت میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوموسیٰؓ اور معاذ بن جبلؓ کو یمن کے دو علیحدہ حصوں کی طرف والی مقرر کر کے بھیجا تو یہ نصیحت فرمائی کہ آسانی پیدا کرنا۔ مشکلیں نہ پیدا کرنا۔ محبت و خوشی پھیلانا اور نفرت نہ پہنچنے دینا۔ (صحیح البخاری کتاب المغازی باب بعث ابی موسیٰ و معاذ الی الیمن حدیث 4341، 4342)

پس یہ وہ نصیحت ہے جو ہر عہدیدار کو جو لوگوں سے زیادہ واسطہ رکھتا ہے اپنے لئے راہنما

اصول کے طور پر سامنے رکھنی چاہیے۔ پس یہی وہ طریق ہے جس سے عہدیدار جماعت کے افراد کی خدمت کا حق ادا کر سکتے ہیں اور ان کے ایمان کی حفاظت میں بھی کردار ادا کر سکتے ہیں اور جماعت کی اکائی کو قائم رکھنے میں بھی اپنا کردار ادا کر سکتے ہیں اور اپنی امانتوں کے بھی حق ادا کر سکتے ہیں اور جب یہ ہو گا تو ایک ایسا حسین معاشرہ پیدا ہو گا جو صحیح اسلامی معاشرہ ہے اور جس کے قائم کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آئے تھے اور ہم نے ان کو مان کر عہد بیعت کیا ہے۔

پس ہمیشہ عہدیدار یہ بات یاد رکھیں کہ افراد جماعت نے انہیں منتخب کیا ہے یا آئندہ کریں گے تو اس لئے کہ وہ اپنی امانتوں کا حق ادا کریں لیکن اگر انہوں نے اپنی سوچ کے ساتھ، منتخب کرنے والوں نے اپنی سوچ کے ساتھ انتخاب نہیں بھی کیا تو اب عہدیداروں کا کام ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے سپرد جو امانتیں کر دی ہیں ان کا حق ادا کریں اور اپنے فرائض نیک نیتی سے ادا کریں۔ اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں رکھتے ہوئے ادا کریں۔ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے ادا کریں۔ خلیفہ وقت کا سلطان نصیر بنتے ہوئے ادا کریں۔ حتی الوسع لوگوں کے ایمانوں کی مضبوطی اور ان کو فائدہ پہنچانے کے لئے ادا کریں اور جب یہ سوچ رکھیں گے اور اس سوچ کے ساتھ اپنے فرائض ادا کریں گے تو اللہ تعالیٰ آپ کے کاموں میں بھی برکت ڈالے گا اور ہر موقع پر معین و مددگار بھی ہو گا۔

اگر یہ نہیں تو ہم تقویٰ سے دور ہٹنے والے ہوں گے۔ خدا تعالیٰ سے بھی خیانت کر رہے ہوں گے، خلیفہ وقت سے بھی خیانت کر رہے ہوں گے اور جن لوگوں نے اعتماد کیا تھا صحیح یا غلط ان کے ایمانوں کو بھی نقصان پہنچانے والے ہوں گے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”مومن وہ ہیں جو اپنی امانتوں اور عہدوں کی رعایت رکھتے ہیں یعنی ادائے امانت اور ایفائے عہد کے بارے میں کوئی دقیقہ تقویٰ اور احتیاط کا باقی نہیں چھوڑتے۔“ (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 239-240)

پھر ایک جگہ آپؑ فرماتے ہیں:

”انسان کی پیدائش میں دو قسم کے حسن ہیں۔ ایک حسنِ معاملہ اور وہ یہ کہ انسان خدا تعالیٰ کی تمام امانتوں اور عہد کے ادا کرنے میں یہ رعایت رکھے کہ کوئی امر حتی الوسع ان کے متعلق فوت نہ ہو۔“

امانتوں کے حق ادا کرنے میں کوئی عمل ضائع نہ ہو۔

”... ایسا ہی لازم ہے۔“

فرمایا:

”... ایسا ہی لازم ہے کہ انسان مخلوق کی امانتوں اور عہد کی نسبت بھی یہی لحاظ رکھے۔ یعنی حقوق اللہ اور حقوقِ عباد میں تقویٰ سے کام لے یہ حسن معاملہ ہے یا یوں کہو کہ روحانی خوبصورتی ہے۔“(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 218)

پس ہر عہدیدار کو یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ ہم نے اپنے اندر روحانی خوبصورتی پیدا کرنی ہے۔ ہم خاص طور پہ عہدیدار سب سے زیادہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ان باتوں کے مخاطب ہیں۔ ہر احمدی تقویٰ پر چلنے اور دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کرتا ہے لیکن عہدیداروں اور وہ جن کے سپرد جماعتی خدمات ہیں وہ سب سے زیادہ اس بات کے مخاطب اور ذمہ دار ہیں کہ اپنے عہدوں اور امانتوں کی حفاظت کریں، جو ہمارے سپرد ذمہ داریاں ہیں انہیں تقویٰ سے کام لیتے ہوئے اپنی تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ ادا کرنے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 18 اگست 2023ء بحوالہ الفضل انٹرنیشنل 8 ستمبر 2023ء صفحہ 2-7)

انصاراللہ کا نام رکھنے کی وجہ دین کی خدمت کی طرف توجہ دلانا ہے

تشہد و تعوذ کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

”آج انصاراللہ یوکے کا اجتماع اختتام کو پہنچ رہا ہے۔ اسی طرح فرانس اور امریکہ میں بھی اجتماع ہو رہا ہے اور ان کے اجتماع کا بھی آج آخری دن ہے، آخری سیشن ہے۔ شاید امریکہ کا نہ ہو لیکن بہر حال اِن کا آخری دن ہے۔ بہر حال کہیں اجتماع ہو رہے ہیں یا نہیں ہو رہے اب ایم ٹی اے نے تمام دنیا کے احمدیوں کو اس طرح ایک کر دیا ہے کہ ان تقریبات میں احباب شامل ہوتے ہیں اور آج کی اس تقریب کو دنیا میں بہت سے انصار دیکھ اور سن رہے ہوں گے۔

پس یوکے کے انصار کے اجتماع کے ذریعے تمام دنیا کے انصار یہ تقریب دیکھ اور سن رہے ہیں اس لئے آج کی باتوں کے سبھی انصار مخاطب ہیں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنہوں نے انصاراللہ کی تنظیم کو شروع فرمایا تھا ایک موقع پر انصار کو مخاطب ہو کر فرماتے ہیں کہ آپ کا نام انصاراللہ سوچ سمجھ کر رکھا گیا ہے۔ پندرہ سے چالیس سال تک کی عمر کا زمانہ جوانی اور امنگ کا زمانہ ہوتا ہے اس لئے اس عمر کے افراد کا نام خدام الاحمدیہ رکھا گیا ہے تاکہ خدمت خلق کے سلسلے میں زیادہ سے زیادہ وقت صرف کریں اور چالیس سال سے اوپر والوں کا نام انصاراللہ رکھا گیا ہے اس عمر میں انسان اپنے کاموں میں استحکام پیدا کر لیتا ہے اور اگر وہ کہیں ملازم ہو تو ملازمت میں ترقی کر لیتا ہے اور وہ اس قابل ہو جاتا ہے کہ وہ اپنے سرمائے سے دین کی زیادہ سے زیادہ خدمت کر سکے۔

پس آپ کا نام انصاراللہ اس لئے رکھا گیا ہے کہ جہاں تک ہو سکے آپ دین کی خدمت کی طرف توجہ کریں اور یہ توجہ مالی لحاظ سے بھی ہے اور دینی لحاظ سے بھی ہوتی ہے۔ دینی لحاظ سے آپ لوگوں کا فرض ہے کہ آپ زیادہ سے زیادہ وقت عبادت میں صرف کریں اور اپنے عمل سے بھی اور پیغام پہنچا کر بھی دین کا چرچا زیادہ سے زیادہ کریں تاکہ آپ کو دیکھ کر آپ کی اولادوں میں بھی نیکی پیدا ہو جائے۔

اپنی عبادت کے معیار کو بڑھانا ہے

پس اس حقیقت کو ہر ناصر کو سمجھنا چاہیے کہ اس نے اپنی عبادت کے معیار کو بڑھانا ہے۔ اپنی نمازوں کی حفاظت کرنی ہے۔ باجماعت نماز کی طرف توجہ دینی ہے۔ گھروں میں اپنی اولاد کے سامنے اپنی عبادت کے معیار کے نمونے قائم کرنے ہیں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مثال دی ہے کہ ان کی قرآن کریم میں یہی خوبی بیان کی گئی ہے کہ آپ اپنی اولاد کو ہمیشہ نماز کی تلقین کرتے رہتے تھے اور یہی اصل خدمت اور انصار اللہ کا فرض ہے۔ خود بھی نماز اور ذکر الٰہی کی طرف توجہ کریں اور اپنی اولاد کو بھی نماز اور ذکر الٰہی کی طرف توجہ دلاتے رہیں۔

جب تک جماعت میں یہ روح پیدا رہے گی اور خدا تعالیٰ کے ساتھ لوگوں کا تعلق رہے گا اللہ تعالیٰ کے فضل بھی نازل ہوتے رہیں گے۔ خدا تعالیٰ کے فرشتوں سے بھی تعلق قائم رہے گا۔ اللہ تعالیٰ سے زندہ تعلق قائم رہے گا اور نتیجۃً جماعت بھی زندہ رہے گی۔ (ماخوذ از مجلس انصار اللہ مرکزیہ کے سالانہ اجتماع سے خطاب، انوار العلوم جلد 26 صفحہ 355-356)

پس اگر ہم اپنی زندگی اور اپنی اولاد کی زندگی چاہتے ہیں، اپنے آپ کو اور اپنی اولاد کو دنیا کی غلاظتوں سے بچانا چاہتے ہیں تو اس طرف خاص توجہ دینی ہوگی ورنہ ہمارا نعرہ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہِ کا کھوکھلا نعرہ ہے۔

اگر ہمارا خدا تعالیٰ سے تعلق نہیں تو ہم خدا تعالیٰ کے مسیح کی جماعت کے مددگار نہیں بن رہے بلکہ اس کو کمزور کرنے والے بن رہے ہیں۔

ہر ایک کو اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے

پس اس لحاظ سے ہر ایک کو اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے۔ اپنی نمازوں اور ذکر الٰہی کے معیار کو دیکھنے کی ضرورت ہے۔ اپنے بچوں کو بھی اس طرف توجہ دلانے کی ضرورت ہے۔ ہر جگہ آپ یہ جائزہ لے لیں۔

انصاراللہ کی عمر تو ایسی ہے جیسا کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ نماز اور ذکر الٰہی کی طرف توجہ دینی چاہیے لیکن اس جائزے میں آپ کے سامنے یہ بات آ جائے گی کہ ہماری حالت میں بہت کمزوری ہے۔ ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی ہے، اس بات پر بیعت کی ہے کہ خدا تعالیٰ کی حکومت کو دنیا میں قائم کریں گے۔ شیطان کی حکومت کو دنیا سے مٹائیں گے۔ دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے تو کیا پھر اللہ تعالیٰ کے حکموں اور فرائض جو ہمارے ذمے ڈالے گئے ہیں ان پر عمل کیے بغیر ہم یہ مقصد حاصل کر سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں! پس اس طرف خاص توجہ کی ضرورت ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے متعدد جگہ اپنی جماعت کو اس طرف توجہ دلائی ہے۔ آپ علیہ السلام نے ایک موقع پر فرمایا:

”نمازوں کو باقاعدہ التزام سے پڑھو۔ بعض لوگ صرف ایک ہی وقت کی نماز پڑھ لیتے ہیں وہ یاد رکھیں کہ نمازیں معاف نہیں ہوتیں یہاں تک کہ پیغمبروں تک کو معاف نہیں ہوئیں۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک نئی جماعت آئی۔ انہوں نے نماز کی معافی چاہی۔ آپ نے فرمایا کہ جس مذہب میں عمل نہیں وہ مذہب کچھ نہیں۔ اس لئے اس بات کو خوب یاد رکھو اور اللہ تعالیٰ کے احکام کے مطابق اپنے عمل کر لو۔“ (ملفوظات جلد اوّل صفحہ 263 ایڈیشن 1984ء)

پس ایسے لوگ جو بعض دفعہ میرے پاس بھی آتے ہیں اور آ کر کہہ دیتے ہیں کہ ہم کوشش کرتے ہیں کہ پانچ نمازیں پڑھیں لیکن چھوٹ جاتی ہیں۔ ان کو بہت فکر کی ضرورت ہے۔ خود اپنے نمونے قائم نہیں کریں گے تو اولادیں کس طرح دین پر قائم ہوں گی۔ پھر اگر اولاد بگڑ جاتی ہے تو شکوہ نہیں ہونا چاہیے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ:

”لوگ نمازوں میں غافل اور سست اس لئے ہوتے ہیں کہ ان کو اس لذت اور سرور سے اطلاع نہیں جو اللہ تعالیٰ نے نماز کے اندر رکھا ہے اور بڑی بھاری وجہ اس کی یہی ہے۔“

آپؑ نے فرمایا کہ:

”...پچاسواں حصہ بھی تو پوری مستعدی اور سچی محبت سے اپنے مولا حقیقی کے حضور سر نہیں جھکاتا۔“(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 162 ایڈیشن 1984ء)

پس ہمارا پہلا کام یہ ہے کہ خالص ہو کر اللہ تعالیٰ کے آگے جھکیں۔ ایک سوز اور رقّت سے اس سے دعائیں مانگیں تو پھر ایسی حالت پیدا ہو جائے گی کہ نمازوں سے غفلت کا سوال ہی پیدا نہیں ہو گا۔ اور پھر جب یہ حالت ہو گی تو ہم عملی طور پر ان لوگوں کے سوال کا جواب دینے والے ہو جائیں گے جو کہتے ہیں کہ بعض لوگ نمازیں پڑھتے ہیں اور پھر بدیاں کرتے ہیں، برائیاں کرتے ہیں۔ وہ نمازیں پڑھتے ہیں تو صرف ایک خانہ پُری کے لئے۔ ایسے لوگ جو اللہ تعالیٰ کا خوف اور خشیت رکھے بغیر اور نماز کا حق ادا کئے بغیر نماز پڑھتے ہیں اور برائیوں میں مبتلا ہیں یا دوسروں کا حق ادا نہیں کرتے تو اللہ تعالیٰ نے خود کہہ دیا ہے کہ ان کی نمازیں ان کے لئے ہلاکت ہیں اور ان کے منہ پر ماری جاتی ہیں۔ پس ہماری نمازیں رپورٹ فارم پُر کرنے کے لئے یا لوگوں کے دکھاوے کے لئے یا رسمی طور پر نہیں ہونی چاہئیں بلکہ خالصتاً اللہ تعالیٰ کی محبت کے لئے ہونی چاہئیں۔ ایسی نمازیں ہی ہیں جو پھر پھل پھول لاتی ہیں۔

وہ نماز بدیوں کو دُور کرتی ہے جو اپنے اندر ایک سچائی کی روح رکھتی ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

”اِنَّ الۡحَسَنٰتِ یُذۡہِبۡنَ السَّیِّاٰتِ(ھود:115) نیکیاں بدیوں کو زائل کر دیتی ہیں۔ پس ان حسنات کو اور لذات کو دل میں رکھ کر دعا کرے کہ وہ نماز جو کہ صدیقوں اور محسنوں کی ہے وہ نصیب کرے۔“

آپؑ نے فرمایا:

”اس طرح دعا کرو کہ جو صدیقوں اور محسنوں کی نماز ہے وہ اللہ تعالیٰ نصیب کرے۔“

فرمایا کہ:

”یہ جو فرمایا ہے اِنَّ الۡحَسَنٰتِ یُذۡہِبۡنَ السَّیِّاٰتِ یعنی نیکیاں یا نماز بدیوں کو دُور

کرتی ہے یا دوسرے مقام پر فرمایا ہے نماز فواحش اور برائیوں سے بچاتی ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ بعض لوگ باوجود نماز پڑھنے کے پھر بدیاں کرتے ہیں۔"

فرمایا کہ:

"اس کا جواب یہ ہے کہ وہ نمازیں پڑھتے ہیں مگر نہ روح اور راستی کے ساتھ وہ صرف رسم اور عادت کے طور پر ٹکریں مارتے ہیں۔ ان کی روح مردہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا نام حسنات نہیں رکھا اور یہاں جو حسنات کا لفظ رکھا الصلوٰۃ کا لفظ نہیں رکھا باوجودیکہ معنی وہی ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ تا نماز کی خوبی اور حسن و جمال کی طرف اشارہ کرے۔"

اس لئے حسنات نام رکھا ہے، صلوٰۃ نہیں رکھا۔

"کہ وہ نماز بدیوں کو دُور کرتی ہے جو اپنے اندر ایک سچائی کی روح رکھتی ہے اور فیض کی تاثیر اس میں موجود ہے وہ نماز یقیناً یقیناً برائیوں کو دُور کرتی ہے۔ نماز نشست و برخاست کا نام نہیں ہے۔" (ملفوظات جلد اوّل صفحہ 163-164 ایڈیشن 1984ء)

پس یہ وہ نمازیں ہیں جو ہمیں پڑھنے کی ضرورت ہے۔ یہ وہ نمازیں ہیں جو اگر ہم پڑھیں گے تو جہاں اپنے آپ کو برائیوں سے دُور کر کے خدا تعالیٰ سے ایک خاص تعلق پیدا کرنے والے بن جائیں گے وہاں اپنی اولادوں کا بھی زندہ خدا سے تعلق پیدا کرنے والے بن جائیں گے، اس کا ذریعہ بن جائیں گے اور یوں اپنی نسلوں کی بھی حفاظت کرنے والے ہوں گے، انہیں بھی برائیوں سے بچانے والے ہوں گے، ان کے اندر بھی دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کی روح پیدا کرنے والے ہوں گے اور دین کے حقیقی انصار کا حق ادا کرنے والے ہوں گے۔

نماز کی اہمیت اور حقیقت

نماز کی اہمیت اور حقیقت پر زور دیتے ہوئے ایک موقع پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں یوں نصیحت فرمائی۔ فرمایا کہ:

"جب تک انسان کامل طور پر توحید پر کاربند نہیں ہوتا اس میں اسلام کی محبت اور عظمت قائم نہیں ہوتی۔"

فرمایا:

”اور پھر میں اصل ذکر کی طرف رجوع کر کے کہتا ہوں کہ نماز کی لذت اور سرور اسے حاصل نہیں ہو سکتا۔ مدار اسی بات پر ہے کہ جب تک بُرے ارادے، ناپاک اور گندے منصوبے بھسم نہ ہوں۔“

نماز میں لذت اور سرور اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتا جب تک بُرے ارادے اور ناپاک اور گندے منصوبے بھسم نہ ہو جائیں، جل کے خاک نہ ہو جائیں۔

”انانیت اور شیخی دُور ہو کر نیستی اور فروتنی نہ آ جائے خدا کا سچا بندہ نہیں کہلا سکتا اور عبودیتِ کاملہ کے سکھانے کے لئے بہترین معلم اور افضل ترین ذریعہ نماز ہی ہے۔“

پس اپنی انانیت کو، اپنے تکبر کو، اپنے ناپاک منصوبوں کو، اپنے غلط خیالات کو دلوں میں سے نکالو گے تو پھر ہی نمازوں کی طرف بھی صحیح توجہ پیدا ہو گی اور جب ایسی نمازیں ہوں گی تو پھر خود بخود انسان کی تربیت بھی ہوتی چلی جائے گی۔ فرمایا:

”میں تمہیں پھر بتلاتا ہوں کہ اگر خدا تعالیٰ سے سچا تعلق حقیقی ارتباط قائم کرنا چاہتے ہو تو نماز پر کاربند ہو جاؤ اور ایسے کاربند بنو کہ تمہارا جسم نہ تمہاری زبان بلکہ تمہاری روح کے ارادے اور جذبے سب کے سب ہمہ تن نماز ہو جائیں۔“(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 170 ایڈیشن 1984ء)

صرف عملی حرکتیں نہیں۔ نماز کی حالتوں میں سجدہ کرنا، کھڑے ہونا، بیٹھنا، یہی باتیں نہ ہوں، صرف زبان سے سورت فاتحہ یا آیات اور دعائیں نہ ہو رہی ہوں بلکہ روح سے یہ عمل ظاہر ہو رہے ہوں تب یہ نمازیں حقیقی نمازیں ہوں گی۔ پس یہ وہ اہم کام ہے جس کو انصار اللہ کو سب سے زیادہ مقدم رکھنا چاہیے۔

اگر ہماری عبادتیں اور نمازیں اللہ تعالیٰ کے معیار کے مطابق نہیں ہیں تو ہمارا اللہ تعالیٰ کے انصار ہونے کا دعویٰ کھوکھلا دعویٰ ہے۔ پس جیسا کہ حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا انصار اللہ کو سب سے پہلے اس لحاظ سے اپنے جائزے لینے چاہئیں اور اپنے تعلق باللہ کو مضبوط کرنے کی کوشش کرنی چاہیے پھر ہی اللہ تعالیٰ وہ حالات بھی پیدا فرمائے گا جو انقلابات لاتے ہیں اور انصار کی

دعائیں اور عملی حالتیں تبلیغ کے لئے بھی نئے راستے کھولیں گی۔ اور عملی حالتوں کے لئے ان تمام باتوں کا نمونہ بننے کی ضرورت ہے جن کی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جماعت سے توقع کی ہے اور نصائح فرمائی ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک جگہ فرمایا کہ:

''ہماری جماعت کو اللہ تعالیٰ ایک نمونہ بنانا چاہتا ہے۔''

پس ہر لحاظ سے یہ نمونے قائم کرو۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ:

''... اللہ تعالیٰ متقی کو پیار کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی عظمت کو یاد کر کے سب ترساں رہو۔''

خوفزدہ رہو۔ اللہ تعالیٰ کی خشیت پیدا کرو۔

''اور یاد رکھو کہ سب اللہ کے بندے ہیں۔''

اپنے اندر عاجزی انکساری پیدا کرو۔

''کسی پر ظلم نہ کرو۔ نہ تیزی کرو۔ نہ کسی کو حقارت سے دیکھو۔ جماعت میں اگر ایک آدمی گندہ ہوتا ہے تو وہ سب کو گندہ کر دیتا ہے۔'' (ملفوظات جلد اوّل صفحہ 9 ایڈیشن 1984ء)

تمہارے قول و فعل ایک ہونے چاہئیں

آپؑ نے فرمایا کہ تمہارے قول و فعل ایک ہونے چاہئیں۔ فرماتے ہیں:

''اللہ کا خوف اسی میں ہے کہ انسان دیکھے کہ اس کا قول و فعل کہاں تک ایک دوسرے سے مطابقت رکھتا ہے۔ پھر جب دیکھے کہ اس کا قول و فعل برابر نہیں تو سمجھ لے کہ وہ موردِ غضب الٰہی ہوگا۔''

فرمایا:

''جو دل ناپاک ہے خواہ قول کتنا ہی پاک ہو وہ دل خدا کی نگاہ میں قیمت نہیں پاتا... پس میری جماعت سمجھ لے کہ وہ میرے پاس آئے ہیں اسی لئے کہ تخم ریزی کی جاوے جس سے وہ پھلدار درخت ہو جاوے۔ پس ہر ایک اپنے اندر غور کرے کہ اس کا اندرونہ کیسا ہے اور اس کی باطنی حالت کیسی ہے۔ اگر ہماری جماعت بھی خدانخواستہ ایسی ہے۔''

فرمایا کہ:

”اگر ہماری جماعت بھی خدانخواستہ ایسی ہے کہ اس کی زبان پر کچھ ہے اور دل میں کچھ ہے تو پھر خاتمہ بالخیر نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ جب دیکھتا ہے کہ ایک جماعت جو دل سے خالی ہے اور زبانی دعوے کرتی ہے۔ وہ غنی ہے وہ پرواہ نہیں کرتا۔“

فرمایا:

”بدر کی فتح کی پیشگوئی ہو چکی تھی۔ ہر طرح فتح کی امید تھی لیکن پھر بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رو رو کر دعا مانگتے تھے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے عرض کیا کہ جب ہر طرح فتح کا وعدہ ہے تو پھر ضرورتِ الحاح کیا ہے؟“

اتنی رونے اور زاری کرنے کی کیا ضرورت ہے؟

”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ ذات غنی ہے یعنی ممکن ہے کہ وعدۂ الٰہی میں کوئی مخفی شرائط ہوں۔“ (ملفوظات جلد اوّل صفحہ 11 ایڈیشن 1984ء)

اللہ تعالیٰ غنی ہے۔ ہو سکتا ہے کوئی مخفی شرائط ہوں اگر وہ پوری نہ کی جائیں۔ اس لئے ان کو پورا کرنے کے لئے دعا ضروری ہے۔

ہمارے ذمّہ اللہ تعالیٰ نے بہت بڑا کام لگایا ہے

پس بڑے خوف کا مقام ہے۔ انصار جنہوں نے یہ عہد بھی کیا ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد کے لئے ہر ممکن کوشش کریں گے اور اپنی اولادوں کو بھی دین سے جوڑے رکھیں گے ان کو ہر وقت اس فکر میں رہنا چاہیے کہ اپنے ایسے نمونے قائم کریں جو عبادتوں کے بھی اعلیٰ معیار ظاہر کرنے والے ہوں اور عملی حالتوں کے بھی اعلیٰ معیار حاصل کرنے والے ہوں تاکہ ہم اپنے بیوی بچوں کے لئے نمونہ ہوں۔ اگر نہیں تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو انذار فرمایا ہے وہ دل کو ہلا دینے والا ہے۔ پس ہمیں بہت فکر کرنی چاہیے۔ ہمارے ذمہ اللہ تعالیٰ نے بہت بڑا کام لگایا ہے کہ ہم نے صرف اپنی اور اپنی اولاد کی اصلاح نہیں کرنی۔ صرف اپنے آپ کو اور اپنی اولاد کو ہی توحید پر قائم نہیں کرنا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکموں کے تابع نہیں رکھنا بلکہ دنیا کو

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے لے کر آنا ہے اور اللہ تعالیٰ کی توحید کو دنیا میں قائم کرنا ہے۔ پس جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہماری راہنمائی فرمائی ہے اور مختلف موقعوں پر جو ہمیں نصائح فرمائی ہیں اس کی جگالی کرتے رہنا چاہیے، اس کو یاد رکھنا چاہیے۔ اپنی زندگی کو ان کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کرنی چاہیے تبھی ہم کامیاب انصار بن سکتے ہیں۔

فلاحِ دارین حاصل کرنے کے طریق

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"اگر تم چاہتے ہو کہ تمہیں فلاح دارین حاصل ہو"

ہمیشہ کی، دونوں جہان کی فلاح پاؤ۔

"اور لوگوں کے دلوں پر فتح پاؤ تو پاکیزگی اختیار کرو۔ عقل سے کام لو اور کلام الٰہی کی ہدایات پر چلو۔ خود اپنے تئیں سنوارو اور دوسروں کو اپنے اخلاق فاضلہ کا نمونہ دکھاؤ۔"

پس عقل استعمال کرو اور عقل آتی ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے۔ جو حقیقی عقل ہے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آتی ہے اور اس عقل کو حاصل کرنے کے لئے کلام الٰہی یعنی قرآن کریم کو پڑھنا اور اس کو سمجھنا اور اس کی ہدایات پر چلنا ضروری ہے اور پھر ساتھ ہی فرمایا کہ عملی حالتیں بھی اپنے اندر پیدا کرو۔ تمہارے اخلاق بھی اعلیٰ ہوں۔ فرمایا:

"تب البتہ کامیاب ہو جاؤ گے۔" (ملفوظات جلد اوّل صفحہ 67 ایڈیشن 1984ء)

یہ باتیں ہوں گی تو پھر کامیابی ہو جائے گی۔ صرف دعوے نہیں، صرف کھوکھلے نعرے نہیں۔ پس اگر ہم نے دنیا و آخرت میں خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنی ہے اور اس مقصد کو حاصل کرنا ہے جس کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا اور جس کے لئے ہم آپ علیہ السلام کی بیعت میں آئے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کو دنیا میں لہرانا۔ تو اپنے دلوں کو پاکیزہ بنانا ہو گا اور دلوں کی پاکیزگی کے لئے تقویٰ ضروری ہے اور تقویٰ کے راستے تلاش کرنے کے لئے قرآن کریم کو پڑھنا اور سمجھنا ضروری ہے۔

پس انصار کا ایک یہ بھی کام ہے کہ قرآن کریم کو تدبر اور غور سے پڑھیں اور اس کے

حکموں پر عمل کرنے کی کوشش کریں اور پھر اس کی تعلیم دنیا میں پھیلائیں۔ آپؑ نے فرمایا کہ:

”تم میری بات سن رکھو اور خوب یاد کر لو کہ اگر انسان کی گفتگو سچے دل سے نہ ہو اور عملی طاقت اس میں نہ ہو تو وہ اثر پذیر نہیں ہوتی۔“ (ملفوظات جلد اوّل صفحہ 67 ایڈیشن 1984ء)

پس اگر یہ دعویٰ ہے کہ ہم اسلام کا جھنڈا دنیا میں لہرائیں گے تو پھر قرآن کریم کی تعلیم پر عمل کرنا ہمارا سب سے اوّل کام ہے۔ اور جب ہم یہ کریں گے تو ہمارے قول و فعل ایک ہوں گے اور کامیابیاں ہمیں حاصل ہوں گی۔

تم اپنے نفسوں کو ایسے پاک کرو کہ قدسی قوت ان میں سرایت کرے

آپؑ نے فرمایا کہ:

”اگر تم اسلام کی حمایت اور خدمت کرنا چاہتے ہو تو پہلے خود تقویٰ اور طہارت اختیار کرو جس سے خود تم خدا تعالیٰ کی پناہ کے حصن حصین میں آسکو۔“

اس کے محفوظ قلعے میں آسکو۔

”اور پھر تم کو اس خدمت کا شرف اور استحقاق حاصل ہو۔ تم دیکھتے ہو کہ مسلمانوں کی بیرونی طاقت کیسی کمزور ہوگئی ہے۔ قومیں ان کو نفرت و حقارت کی نظر سے دیکھتی ہیں۔ اگر تمہاری اندرونی اور قلبی طاقت بھی کمزور اور پست ہوگئی تو بس پھر تو خاتمہ ہی سمجھو۔ تم اپنے نفسوں کو ایسے پاک کرو کہ قدسی قوت ان میں سرایت کرے۔“ (ملفوظات جلد اوّل صفحہ 77 ایڈیشن 1984ء)

پس آپ علیہ السلام کے اس ارشاد کو بھی ہمیں بہت توجہ سے ہمیشہ اپنے سامنے رکھنا چاہیے کہ اگر اسلام کی حمایت اور خدمت کا شرف حاصل کرنا ہے۔ یہ اعزاز حاصل کرنا ہے کہ ہم اسلام کے خادم بنیں، اور یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ بہت بڑا اعزاز ہے۔ یہ اعزاز حاصل کرنا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کو دنیا میں لہرائیں، اور یہ بہت بڑا اعزاز ہے۔ یہ شرف حاصل کرنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی توحید کو دنیا میں قائم کریں۔ اور یہ بہت عظیم کام ہے تو پھر

اس اعزاز اور شرف کو حاصل کرنے کی شرط تقویٰ ہے۔ اور جب تقویٰ پیدا ہو جائے گا تو پھر اللہ تعالیٰ کی نظر میں یقیناً اس بات کا حق رکھتے ہیں کہ انصار اللہ کہلائیں اور دنیا میں توحید کے پھیلانے والے بنیں۔ اللہ تعالیٰ کے دین کی اشاعت و تبلیغ میں اپنا کردار ادا کر کے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرنے والے بنیں۔

فتح چاہتے ہو تو متقی بنو

پھر یہ بات ہمیں ہمیشہ یاد رکھنی چاہیے کہ گو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آنے والے ہر شخص کا یہ فرض ہے کہ اس بیعت کا حق ادا کرتے ہوئے آپ علیہ السلام کے مشن کی تکمیل میں اپنا کردار ادا کرے لیکن انصار اللہ کو سب سے زیادہ اپنے آپ کو اس کا مخاطب سمجھنا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے یہ وعدہ ہے کہ وہ آپ کے مشن کو پورا کرے گا۔ آپ کی دعاؤں کو سنے گا اور آپ کے ذریعہ سے تکمیل اشاعت اسلام ہو گی۔ ہم خوش قسمت ہوں گے اگر ہم اللہ تعالیٰ کے اس وعدے سے فیض اٹھانے والے بنیں گے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان فیض اٹھانے والوں اور فتح حاصل کرنے والوں کے لئے جو شرط رکھی ہے وہ تقویٰ ہے۔ چنانچہ آپ علیہ السلام نے ایک موقع پر جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

”یہ زمانہ جنگ و جدل کا نہیں ہے بلکہ قلم کا زمانہ ہے۔ پھر جب یہ بات ہے تو یاد رکھو کہ حقائق اور معارف کے دروازوں کے کھلنے کے لئے ضرورت ہے تقویٰ کی۔“

حقائق و معارف کے دروازوں کے کھلنے کے لئے ضرورت ہے تقویٰ کی۔

”اس لئے تقویٰ اختیار کرو کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّ الَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ (النحل:129)“

یقیناً اللہ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور جو احسان کرنے والے ہیں۔ فرمایا:

”اور میں گن نہیں سکتا کہ یہ الہام مجھے کتنی مرتبہ ہوا ہے۔ بہت ہی کثرت سے ہوا ہے۔“

پس ”فتح چاہتے ہو تو متقی بنو۔ اگر ہم نری باتیں ہی باتیں کرتے ہیں تو یاد رکھو کچھ فائدہ نہیں ہے۔ فتح کے لئے ضرورت ہے تقویٰ کی۔ فتح چاہتے ہو تو متقی بنو۔“(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 232 ایڈیشن1984ء)

پس فتح تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ملنی ہے ان شاء اللہ۔ اگر ہم نے اس فتح کا حصہ بننا ہے تو ہمیں تقویٰ پر چلنا ہو گا۔ اپنے قول و فعل کو ایک کرنا ہو گا۔ پھر آپؑ نے فرمایا:

”فتح اسی کو ملتی ہے جس سے خدا خوش ہو۔ اس لئے ضروری امر یہ ہے کہ ہم اپنے اخلاق اور اعمال میں ترقی کریں اور تقویٰ اختیار کریں۔“

اعمال اور اخلاق میں ترقی بھی خدا کو خوش کرنے کے لئے ضروری ہے اور یہی تقویٰ ہے۔ تقویٰ اختیار کریں۔

”تاکہ خدا تعالیٰ کی نصرت اور محبت کا فیض ہمیں ملے۔ پھر خدا کی مدد کو لے کر ہمارا فرض ہے اور ہر ایک ہم میں سے جو کچھ کر سکتا ہے اس کو لازم ہے کہ وہ ان حملوں کے جواب دینے میں کوئی کوتاہی نہ کرے۔ ہاں جواب دیتے وقت نیت یہی ہو کہ خدا تعالیٰ کا جلال ظاہر ہو۔“(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 233 ایڈیشن1984ء)

خدا تعالیٰ کے جلال کو ظاہر کرنا ہے۔ یہ ہمارا مقصد ہے دنیا میں۔ اس کی وحدانیت کو دنیا میں قائم کرنا ہے۔

اپنی ترجیح دین کو دنیا پر مقدم کرنا بنالیں

پس آج ہر ناصر کو یہ عہد کرنا چاہیے کہ وہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کی توحید کو قائم کرنے اور اس کے جلال کو ظاہر کرنے کے لئے اپنے تقویٰ کے معیاروں کو بلند کرے گا، ان لوگوں میں شامل ہو گا جو دنیا کے لوگوں پر احسان کرتے ہیں اور جو دنیا کی غلاظتوں میں گھرے ہوئے ہیں، انہیں احسان کرتے ہوئے غلاظتوں سے باہر نکالتے ہیں اور جب اس بات کا ہم عہد کریں گے کہ ہم نے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مشن کو پورا کرنے کے لئے ہر ممکن کوشش کرنی ہے اور دنیا میں توحید قائم کرنی ہے۔ اسلام کے پیغام کو ہر شخص تک پہنچانا ہے تو پھر خود ہمیں کس فکر کے ساتھ اپنی حالتوں کو بہتر کرنے کی ضرورت ہو گی۔ ہمیں خود کس قدر تقویٰ پر چلنے کی ضرورت ہو گی۔ ہمیں گھروں میں اپنے بیوی بچوں کو کس قدر توحید پر چلانے کے لئے اپنے عملی نمونوں کی ضرورت ہو گی۔ ہمیں کس فکر کے ساتھ اپنی نمازوں کو سنوارنے کی ضرورت ہو گی۔ کس فکر سے تعلق باللہ کے معیاروں کو بلند کرنے کی ضرورت ہو گی۔ چالیس سال کی عمر کو پہنچنے والا عاقل بالغ خود اس بات کا جائزہ لے سکتا ہے جو باتیں میں نے کہی ہیں۔ پس اگر ضرورت ہے تو اس بات کی کہ ہم اپنی ترجیحات کو دنیا کے گرد گھمانے کی بجائے اپنی بیعت کے مقصد کو سمجھتے ہوئے اپنے عہد کو پورا کرنے کی کوشش کرتے ہوئے اپنی ترجیح دین کو دنیا پر مقدم کرنا بنالیں۔

اسلام کا جھنڈا بلند کرنے کی ذمہ داری انصار اللہ کی بھی ذمہ داری ہے

گذشتہ ہفتہ میں نے خدام الاحمدیہ سے عہد لیا تھا اور جیسا کہ میں نے شروع میں بیان کیا خدام کا کام تو زیادہ خدمت خلق تھا جو ان کے ذمہ لگایا گیا تھا لیکن وقت کے ساتھ ساتھ اسلام کا جھنڈا بلند کرنے کی ذمہ داری بھی ان کے سپرد کی گئی لیکن یہ انصار اللہ کی بھی ذمہ داری ہے اور جو لوگ عمر کے لحاظ سے انتہائی تجربہ اور بالغ سوچ کی عمر کو پہنچ چکے ہیں۔

یہ زیادہ بڑی ذمہ داری ہے آپ کی کہ اس کام کو سرانجام دیں اور اپنے انصار اللہ ہونے کے نام کی لاج رکھیں اور اپنے عہد کو پورا کرنے والے ہوں۔ یہ ہو گا تو تبھی ہم کامیاب ہوں گے۔ ہمیں اللہ تعالیٰ اس کی توفیق عطا فرمائے۔

عہد

یہ عہد حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جس کا میں نے ذکر کیا جب خدام الاحمدیہ سے لیا تھا تو آپ نے فرمایا تھا کہ انصار اللہ میں بھی دہرایا جائے اور ہر موقع پر دہرایا جائے۔ پہلے مجھے خیال آیا تھا دہرانے کا پھر میں نے سوچا کہ پچھلے ہفتے دہرا دیا ہے اس لئے

ضرورت نہیں ہے لیکن کل ہی مجھے صدر انصاراللہ پاکستان کا یہ پیغام آیا کہ انصاراللہ کو بھی حضرت مصلح موعودؓ کی خواہش اور ارشاد کے پیش نظر یہ عہد دہرانا چاہیے۔ سو اس لئے میرا خیال ہے کہ میں آج بھی یہ عہد دہرادوں اس لئے تمام انصار کھڑے ہو جائیں۔

”اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔ ہم اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ ہم اسلام اور احمدیت کی اشاعت اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام دنیا کے کناروں تک پہنچانے کے لئے اپنی زندگیوں کے آخری لمحات تک کوشش کرتے چلے جائیں گے اور اس مقدس فرض کی تکمیل کے لئے ہمیشہ اپنی زندگیاں خدا اور اس کے رسولؐ کے لئے وقف رکھیں گے اور ہر بڑی سے بڑی قربانی پیش کر کے قیامت تک اسلام کے جھنڈے کو دنیا کے ہر ملک میں اونچا رکھیں گے۔

ہم اس بات کا بھی اقرار کرتے ہیں کہ ہم نظامِ خلافت کی حفاظت اور اس کے استحکام کے لئے آخر دم تک جدوجہد کرتے رہیں گے اور اپنی اولاد در اولاد کو ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے اور اس کی برکات سے مستفیض ہونے کی تلقین کرتے رہیں گے تا کہ قیامت تک خلافتِ احمدیہ محفوظ چلی جائے اور قیامت تک سلسلہ احمدیہ کے ذریعہ اسلام کی اشاعت ہوتی رہے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا دنیا کے تمام جھنڈوں سے اونچا لہرانے لگے۔

اے خدا! تو ہمیں اس عہد کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرما۔ اَللّٰھُمَّ آمِیْنَ۔ اَللّٰھُمَّ آمِیْنَ۔ اَللّٰھُمَّ آمِیْنَ“ (خدام الاحمدیہ کے نام روح پرور پیغام، انوار العلوم جلد 26 صفحہ 472)

(خطاب سالانہ اجتماع مجلس انصاراللہ یوکے 18 اکتوبر 2023ء الفضل انٹرنیشنل 25 نومبر 2023ء صفحہ 2 تا 6)

آپ لوگوں کو ہر لحاظ سے اپنی ساری ذمہ داریوں کا احساس ہونا چاہیے

"مکرم صدر صاحب مجلس انصار اللہ پاکستان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

اس موقع پر میرا پیغام یہ ہے کہ آپ شوریٰ کے لئے جمع ہوئے ہیں تو جیسا کہ میں نے ابھی کچھ عرصہ پہلے انصار اللہ یوکے کے اجتماع پر اپنی تقریر میں کہا تھا کہ انصار اللہ کی عمر ایک ایسی عمر ہے جو mature عمر ہوتی ہے۔ اس میں آپ لوگوں کو ہر لحاظ سے اپنی ساری ذمہ داریوں کا احساس ہونا چاہیے اور قربانی کا مادہ بھی زیادہ ہونا چاہیے۔ جان، مال، وقت اور عزت کی قربانی کا جو ادراک ہے وہ سب سے زیادہ اسی عمر میں پیدا ہوتا ہے۔ اس لئے آپ لوگ بھی اس بات کو سامنے رکھتے ہوئے اپنے کام کریں۔

آج کل پاکستان کے جو حالات ہیں ان میں خاص طور پر حکمت کے ساتھ اس بات پر عمل کریں کہ ہم نے کس طرح اپنے کاموں کو آگے بڑھانا ہے۔ گو.... کے لئے ہمارے اوپر پابندیاں عائد ہیں اور ہم پوری آزادی سے ..... کا کام نہیں کر سکتے لیکن ہم تربیتی کام تو کر سکتے ہیں۔ اس لئے ان حالات میں ہمیں تربیت کی طرف بہت زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

مجلس انصار اللہ کو بھی اس بات کی ضرورت ہے کہ وہ انصار میں تربیت کے پہلوؤں کی طرف زیادہ توجہ دے کیونکہ بعض شکایات ایسی آتی ہیں جن سے پتہ لگتا ہے کہ تربیت میں ابھی تک کافی کمی ہے۔ اس کے لئے آپ کی نمازوں کی طرف خاص توجہ ہونی چاہیے۔ دعاؤں کی طرف خاص توجہ ہونی چاہیے۔

اعلیٰ اخلاق کی طرف خاص توجہ ہونی چاہیے۔ گھروں میں اپنے بیوی بچوں کی نگرانی کی طرف خاص توجہ ہونی چاہیے۔ اس لحاظ سے آپ لوگ اپنا ایک لائحہ عمل بھی بنائیں اور پھر اس لائحہ عمل پر عمل کرنے کی بھی پوری کوشش کریں۔ اس کام کو پہلے اپنے گھروں سے شروع کریں اور پھر اپنے ماحول میں بھی اس بات کو پھیلائیں کہ ایک احمدی کا کردار کیا ہونا چاہیے اور ان

حالات میں ہم کس طرح بہتر رنگ میں اپنی روحانی اور اخلاقی اور دینی اور علمی حالت کو بڑھا سکتے ہیں۔ شوریٰ کے ہر ممبر کا یہ کام ہے کہ اس طرف خاص توجہ دے اور خصوصاً اس وقت جب آپ شوریٰ میں فیصلے کرتے ہیں تو پھر ان پر سارا سال لوگوں سے عمل درآمد کروانا بھی آپ کی ذمہ داری ہے۔ میں نے جو عہد انصار اللہ کے اجتماع پر دہرایا تھا جو آپ کے صدر صاحب انصار اللہ بھی شاید اس دفعہ آپ سے دہرائیں گے اس پر غور کریں اور حکمت کے ساتھ اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔ خاص طور پر احمدیت یعنی حقیقی..... کے پیغام کو پھیلانے کے لئے وہاں کے خاص حالات کے مطابق جو حکمت ضروری ہے اس حکمت کے ساتھ آپ کو یہ کام کرنا پڑے گا۔ صرف جوش سے کام نہیں ہوگا کہ جوش میں آکر آپ لوگ.... کریں۔ اس کے لئے یہی ہے کہ آپ کے ذاتی تعلقات ہوں اور بغیر..... کے صرف آپ کے اخلاق سے ہی اگلا متاثر ہو کر آپ کی طرف متوجہ ہو۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اپنی حفاظت میں رکھے اور حکمت کے ساتھ کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو حقیقی معنوں میں انصار اللہ بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین"

(خصوصی پیغام بر موقع شوریٰ انصار اللہ پاکستان مؤرخہ 3 نومبر 2023ء)

آپ کے تمام اراکین مجلس عاملہ موصی ہونے چاہئیں

”حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اراکین عاملہ کی بابت ہدایت فرمائی کہ ان سب کو وصیت کرنی چاہیے اور اگر یہ وصیت کرتے ہیں تو اس کا مطلب ہو گا کہ آپ کے 33 فیصد کمانے والے موصی ہیں۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مزید تلقین فرمائی کہ آپ کو اپنے گھر سے کام شروع کرنا چاہیے، کم از کم آپ کے تمام اراکین مجلس عاملہ موصی ہونے چاہئیں، ان کی قربانی کا معیار عام افراد جماعت سے بہت بڑھ کر ہونا چاہیے۔

اللہ کی محبت حاصل کرنے کے لئے وہ چندہ ادا کریں

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مالی قربانی کی روحانی اہمیت کو اجاگر کرنے پر زور دیا نیز تلقین فرمائی کہ تمام ممبران کو مقررہ شرح کے مطابق چندہ کی ادائیگی کرنی چاہیے اور ان کو چندہ کی اہمیت معلوم ہونی چاہیے اور ان کو چندہ اللہ کی محبت کے حصول کی خاطر ادا کرنا چاہیے اور یہی چندہ ادا کرنے کا حقیقی مقصد بھی ہونا چاہیے ورنہ مجھے اس بات کی پریشانی نہیں ہے کہ ہم اپنے کام کیسے جاری رکھ سکیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہماری مدد کرے گا مگر بات یہ ہے کہ ہمیں ان احمدیوں کے ذہنوں میں جو کما رہے ہیں یہ ڈالنا چاہیے کہ اللہ کی محبت حاصل کرنے کے لئے وہ چندہ ادا کریں۔ قربانی دینے سے، چندہ ادا کرنے سے اللہ تعالیٰ ان کی آمدنی اور ان کی روحانیت کے معیار میں بھی برکت ڈالے گا۔

کاموں میں نمایاں فرق نظر آنا چاہیے

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ممبران عاملہ پر عائد ہونے والی ذمہ داریوں کی اہمیت کی جانب توجہ مبذول کرواتے ہوئے تلقین فرمائی کہ آپ سب کو قواعد وضوابط کے مطابق عمل کرنا چاہیے جیسا کہ آپ کے قواعد وضوابط کی کتاب میں بیان کیا گیا ہے۔

اپنے شعبوں کو قواعد وضوابط کی کتاب میں بیان کردہ ہدایات کے مطابق چلائیں اور پہلے سے زیادہ چاق وچوبند ہو کر کام کریں۔ آپ کے کاموں میں نمایاں فرق نظر آنا چاہیے۔‘‘

(ملاقات نیشنل مجالسِ عاملہ ٹرینیڈاڈ وٹوباگو 26 نومبر 2023ء الفضل انٹرنیشنل 7 دسمبر 2023ء صفحہ 1)

دستور اساسی اور قواعد وضوابط... پر عمل پیرا ہونا چاہیے

”حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہدایت فرمائی کہ راہنمائی آپ کے دستور اساسی اور قواعد وضوابط کی کتاب میں پہلے ہی سے لکھی ہوئی ہے، آپ کو اس پر عمل پیرا ہونا چاہیے۔

نومبائعین کی فہرست بنانی چاہیے... اور پھر... اُن کی تربیت کیلئے باقاعدہ لائحہ عمل بنائیں

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے قائد تربیت نومبائعین کو ہدایت فرمائی کہ آپ کو نومبائعین کی فہرست بنانی چاہیے یعنی ان لوگوں کی فہرست جنہوں نے پچھلے تین سالوں میں بیعت کی ہو اور پھر آپ کو چاہیے کہ آپ ان کی تربیت کے لئے ایک باقاعدہ لائحہ عمل بنائیں۔ انہیں کن کتب کا مطالعہ کرنا چاہیے اور کچھ مقرر شدہ کتب، لٹریچر یا کوئی اور مواد ہونا چاہیے تا کہ انہیں علم ہو کہ احمدیت کیا ہے؟ وہ احمدی کیوں ہوئے یا انہیں احمدی کیوں ہونا چاہیے؟ آپ کو اور نومبائعین کو بھی اس کا علم ہونا چاہیے، نہ کہ صرف یہ کافی ہو کہ انہوں نے بیعت کر لی ہے اور بس! آپ ان کو نظام جماعت میں شامل کرنے کی کوشش کریں تا کہ ان کی اچھی تربیت ہو جائے۔ تو آپ ان کی اچھی تربیت کریں۔ ان کا علم پرانے احمدیوں سے زیادہ ہو۔ وہ نظام جماعت میں ضم ہو جائیں۔

ہر ایک ناصر کو وقف جدید کی سکیم میں شامل کریں

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہدایت فرمائی کہ تمام انصار کو ٹارگٹ بنانا چاہیے۔ ہر ایک ناصر کو وقف جدید کی سکیم میں شامل کریں۔ چاہے وہ ایک، دو یا تین ڈالر ہی کیوں نہ ادا کریں، اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ انہیں قربانی کی اہمیت کا علم ہونا چاہیے اور انہیں قربانی کی اہمیت کا احساس دلائیں نیز تمام نومبائعین کو بھی اس مالی تحریک میں شامل کریں۔

ہر ایک عاملہ ممبر، ناظم اعلیٰ اور ان کی لوکل عاملہ کو وقفِ عارضی کی سکیم میں شامل کرنے کی کوشش کریں

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے قائد صاحب تعلیم القرآن و وقفِ عارضی کو

ہدایت فرمائی کہ آپ ہر ایک عاملہ ممبر، ناظم اعلیٰ اور ان کی لوکل عاملہ کو وقف عارضی کی سکیم میں شامل کرنے کی کوشش کریں۔ بشمول آپ کے ہر کسی کو کم از کم دو ہفتوں کے لئے وقف عارضی کرنی چاہیے۔

آپ کو ان کی نفسیات کا علم ہو

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نئے ہجرت کر کے آنے والے احمدیوں کی تربیت اور فلاح و بہبود کے حوالے سے خصوصی توجہ دلائی کہ آپ کو ان کی نفسیات کا علم ہو اور آپ ان لوگوں کی سوچ کو جانتے ہیں، ان میں بہت سے ایسے ہیں جو زیادہ پڑھے لکھے نہیں۔

پس آپ کی مہاجرین کو اپنے ساتھ شامل کرنے، ان کی مدد کرنے اور انہیں آباد کرنے کی ایک خاص سکیم ہونی چاہیے۔

جو لوگ پڑھے لکھے یا سمجھ دار ہیں انہیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصنیف ”اسلامی اصول کی فلاسفی“ مطالعہ کرنے کے لئے تحریک کریں

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہدایت فرمائی کہ جو لوگ پڑھے لکھے یا سمجھ دار ہیں انہیں حضرت اقدس مسیحِ موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصنیف ”اسلامی اصول کی فلاسفی“ مطالعہ کرنے کے لئے تحریک کریں اور اسی طرح بعض دوسری کتب بھی۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دریافت فرمایا کہ کیا آپ کے پاس اپنی ویب سائٹ موجود ہے؟ اس پر انہوں نے نفی میں جواب دیتے ہوئے عرض کیا کہ انصار اللہ کی ویب سائٹ ہے جس میں ایک سیکشن موجود ہے۔ جس پر حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے موصوف کو تلقین فرمائی کہ میرے خیال سے اس میں ایک ایسا حصہ مختص ہونا چاہیے جس میں آپ حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کے دو تین سطروں پر مشتمل اقتباسات دیا کریں نیز اسی طرح خلفاء کے ارشادات اور موجودہ حالات کے بارے میں اسلام اور احمدیت کی تعلیمات پر مشتمل اقتباسات دیا کریں۔

تبلیغ کے لئے ambitious پروگرام بنانا ہو گا

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے قائد صاحب تبلیغ کو ہدایت فرمائی کہ امریکہ کے باشندوں کو اسلام احمدیت کا پیغام پہنچانے کے لئے ایک بڑا ہدف اپنے سامنے رکھیں۔ آپ کو تبلیغ کے لئے ambitious پروگرام بنانا ہو گا تاکہ امریکہ کی کم از کم پچیس فیصد آبادی تک اسلام احمدیت کا پیغام پہنچانا ممکن بنایا جاسکے۔ یہ بہت وسیع اور محنت طلب کام ہے۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے یاددہانی کروائی کہ جہاں تک راہنمائی کا تعلق ہے، میں پہلے ہی کچھ شعبہ جات کو کسی حد تک ہدایات دے چکا ہوں اور باقی اپنے کام کو پہلے سے ہی جانتے ہیں۔ اپنا دستور (constitution) پڑھیں۔“

(ملاقات نیشنل عاملہ مجلس انصار اللہ امریکہ 17 دسمبر 2023ء الفضل انٹرنیشنل 28 دسمبر 2023ء صفحہ 1)

2024م

بچوں کو پیار اور محبّت سے نصیحت ہو گی تو ان کا خلافت سے تعلق پیدا ہوتا رہے گا

”سب سے پہلا سوال یہ کیا گیا کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز راہنمائی فرمائیں کہ خلافت کے ساتھ پختہ تعلق قائم کرنے کے لئے ہم اپنے بچوں کی کیسے تربیت کر سکتے ہیں؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ آپ نے کس طرح خلافت سے تعلق پیدا کیا تھا؟ جس طرح آپ نے پیدا کیا تھا اسی طرح بچوں میں پیدا کر دیں۔

آپ کے والدین نے آپ سے تعلق پیدا کروایا تھا، نصیحت کی تھی۔ پرانے لوگ نصیحتیں کیا کرتے تھے۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ خدا تعالیٰ سے اپنا ذاتی تعلق پیدا کریں اور اس میں اپنے بچوں کے لئے دعا کریں، ماں باپ کی دعائیں بچوں کے لئے قبول ہوتی ہیں اور بچوں کی دعائیں ماں باپ کے لئے قبول ہوتی ہیں اور اس میں یہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کو خدا تعالیٰ سے جوڑے، دین سے جوڑے اور دین سے جوڑنے کے ساتھ اس زمانے میں اللہ تعالیٰ کے وعدے کے مطابق، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق مسیحِ موعودؑ و مہدئ معہودؑ آئے، ان کی جماعت سے جوڑے اور انہی پیشگوئیوں کے مطابق خلافت کا نظام جاری ہونا تھا، اس لئے خلافت سے بھی تعلق پیدا کرے۔

تو جب یہ چیزیں ہوں گی، آپ کے اپنے نمونے ہوں گے، آپ کی اپنی دعائیں ہوں گی اور بچوں کو پیار اور محبّت سے نصیحت ہو گی تو ان کا خلافت سے تعلق پیدا ہوتا رہے گا۔

یہ نہیں ہے کہ بچہ بڑا ہو کر تعلق پیدا کر لے گا، بچپن سے ہی بچے کے کان میں ڈالیں۔ جس طرح بچے سے بچپن میں لاڈ، پیار اور دوستی کر کے باتیں کرتے ہیں۔ لیکن جب بچے بارہ، چودہ سال کی عمر کو پہنچتے ہیں تو ماں باپ، خاص طور پر باپ، لڑکوں سے ذرا فاصلہ اختیار کرنا شروع کر دیتے ہیں، پوری طرح دوستی نہیں رکھتے، باتیں نہیں کرتے۔ مائیں پھر بھی اپنی لڑکیوں سے دوستی کر لیتی ہیں اور

باتیں کر لیتی ہیں، باپ پیچھے ہٹ جاتے ہیں۔ باپ بھی اپنا کردار ادا کریں تو بچے قریب رہیں گے۔

جماعت کے ساتھ ان کو attach کریں، جب جماعت کے ساتھ attach کریں گے تو جماعت کا نظام اور خلافت کا نظام ایک ہی چیز ہے، جب ان کو اس کی سمجھ آجائے گی تو اس کے بعد وہ attach ہو جائیں گے۔

اسلام کی خوبصورت تعلیم کے بارے میں بتائیں

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ بہت سے فرانسیسی باشندے اسلام کی حقیقی تعلیمات کے متعلق کم علمی کی وجہ سے اسلام کے خلاف ہیں۔ احمدی احباب ان حقیقی تعلیمات پر عمل بھی کرتے ہیں اور لوگوں تک پھیلاتے بھی ہیں، لیکن صورتحال کچھ ایسی ہے کہ اس کے باوجود لوگوں میں تبدیلی لانا مشکل معلوم ہوتا ہے، اس صورتحال میں پیارے حضور ہماری کیا راہنمائی فرما سکتے ہیں؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ بات یہ ہے کہ جو تبلیغ کا ہمارا کام تھا وہ ہم نے صحیح طرح سے ادا نہیں کیا۔ اگر ہم اپنے اپنے حلقے میں تبلیغ کریں، پمفلٹس تقسیم کریں، اسلام کی خوبصورت تعلیم کے بارے میں بتائیں تو کم از کم لوگوں کو پتا لگ جائے گا کہ اسلام کی حقیقی تعلیم کیا ہے۔

اسلام کا ایک غلط تصور، بہت سارے mainstream جس کو اسلام کہتے ہیں، جنہوں نے مسیح موعود علیہ السلام کو نہیں مانا، انہوں نے نام نہاد مُلّاں اور علماء کے سخت رویے اور قرآن کریم کی غلط interpretation کی وجہ سے ایسا اسلام کا نظریہ پیش کیا ہے جو شدّت پسندی ہے۔ اس کو ہم اتنی جلدی ختم تو نہیں کر سکتے، کوشش ہے ہماری، ہم نے کوشش کرتے رہنا ہے۔ ایک ایک، دو دو کر کے ان کو قائل کرتے رہیں اور کم از کم پیغام پہنچاتے رہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہی فرمایا تھا کہ تمہارا کام تبلیغ کرنا ہے۔ بَلِّغْ۔ جو پیغام آپؐ پر اُتارا گیا، باقی ہدایت دینا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔

لیکن ہمارے عمل بھی ساتھ اچھے ہونے چاہئیں۔ اگر ہم احمدی مسلمانوں کے عمل صحیح

ہوں گے اور تبلیغ کے ساتھ ساتھ، لٹریچر کے ساتھ ساتھ ہم یہ تصور اپنے علاقے، اپنے ماحول میں پیدا کر دیں گے تو ایک سے دس آدمی جو ہمارے قریبی ہوں گے، وہ خود ہی کہنے والے ہوں گے کہ اسلام کی تعلیم احمدی دے رہے ہیں اور یہ اکثر جگہ پر ہوتا ہے۔ بہت سارے لوگ اس بات کا اظہار کرتے ہیں کہ جماعتِ احمدیہ جس طرح اسلام کا پیغام پہنچاتی ہے اور اس کی تعلیم کے بارے میں بتاتی ہے وہ تصور بالکل اس سے مختلف ہے جو عامۃ المسلمین ہمیں پیش کرتے ہیں یا شدت پسند علماء پیش کرتے ہیں۔

ہمارا کام یہ ہے کہ ہم کوشش کرتے رہیں

اس لئے ہمارا کام یہ ہے کہ ہم کوشش کرتے رہیں۔ ایک دم میں تو دنیا کو ہم نہیں بدل سکتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ کا غلبے کا وعدہ ہے۔ عرب دنیا میں بہت وسیع علاقے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام پہنچا لیکن اس وقت بھی سارے مسلمان تو نہیں ہوئے۔ پھر خلافتِ راشدہ کے دوران، پھر باقی جو دوسری خلافت شروع ہوئی اس کے دوران، پھر آہستہ آہستہ پیغام دنیا میں پہنچا۔

لیکن آج چودہ سو سال گزرنے کے باوجود عیسائیوں کی تعداد مسلمانوں سے دوگنی ہے، اس کا مطلب یہ تو نہیں کہ اسلام غلط مذہب ہے یا اللہ تعالیٰ یہ نہیں چاہتا کہ دنیا مسلمان ہو۔ اللہ تعالیٰ تو کہتا ہے کہ میں نے تمہیں کھلی آزادی دے دی ہے، conscience دے دیا ہے۔ مسلمانوں کی یہ ذمہ داری لگا دی کہ تمہارا کام تبلیغ کرنا ہے، پیغام پہنچانا ہے، تم پہنچاتے چلے جاؤ اور ساتھ دعا بھی کرو۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہو گا اور جب وقت آئے گا تو ان شاء اللہ تعالیٰ breakthrough ہو گا۔

اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اسی لئے بھیجا ہے کہ آپ کے ذریعہ سے اسلام کی نشأۃِ ثانیہ ہو، احیائے اسلام، احیائے دین کا دَور ہو۔ لٹریچر اور مختلف میڈیا کے ذریعہ سے لوگوں کو اسلام کی تعلیم کا بتایا جائے۔ ہم ہر ایک تک تو نہیں پہنچ سکتے، فرانس میں تو احمدیوں کی تعداد بہت تھوڑی ہے، جیسا کہ میں نے کہا، تو جو مختلف ذرائع

ہیں، سوشل میڈیا ہے، brochures ہیں، لٹریچر ہے، جس حد تک آپ کوشش کر سکتے ہیں وہ کرتے چلے جائیں اور ایک وقت آئے گا کہ جب ان شاء اللہ تعالیٰ ایک بریک تھرو ہو گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ نہیں فرمایا کہ میرے آنے کے سو سال کے اندر اندر مَیں ایک انقلاب پیدا کر دوں گا یا جلدی ایک انقلاب پیدا کر دوں گا۔ ہاں! آپؑ نے یہ ضرور فرمایا کہ عیسائیت دنیا میں جو پھیلی، حکومتوں نے جب عیسائیت کو قبول کیا، Roman Empire نے بھی، تو اس کو تین سو سال سے زائد عرصہ لگا تھا، لیکن احمدیت کے ذریعہ سے اسلام دنیا میں جو پھیلے گا اور میرے ذریعہ سے جو پیغام دنیا میں پھیلے گا اس کو تین سو سال کا عرصہ نہیں لگے گا کہ جب تم دیکھو گے کہ دنیا کی اکثریت اسلام کے جھنڈے تلے آجائے گی۔

ہمیں تو ابھی ایک سو تیس سال گزرے ہیں، تین سو سال کا عرصہ نہیں گزرے گا ان شاء اللہ تعالیٰ اور اگر ہم اسی طرح اپنی کوشش کرتے رہیں، محنت کرتے رہیں، دعا کرتے رہیں اور تمام ذرائع اور وسائل استعمال کرتے رہیں، اپنی اصلاح کریں، اپنے نمونے بھی قائم کریں تو ان شاء اللہ ایک وقت آئے گا کہ ہماری نسل نہیں تو اگلی نسل اسلام کی ترقی ضرور دیکھے گی۔

اس لئے یہ کہنا کہ ہم اپنے زمانے میں دیکھ لیں، یہ نہیں ہو سکتا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عالمگیر نبی کے طور پر آئے تھے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تو عرب کے کچھ ممالک مسلمان ہوئے تھے۔ چین میں اور عرب دنیا سے باہر جو اسلام پھیلا ہے وہاں آپؐ کے بعد پھیلا ہے۔ سو ہر چیز کا ایک وقت ہوتا ہے۔ جب وقت آئے گا تو ان شاء اللہ تعالیٰ لوگ مسلمان ہو جائیں گے۔ اس لئے ہم نے مایوس نہیں ہونا، اپنے کام کو چھوڑنا نہیں، ہمارا کام یہ ہے کہ تبلیغ کرنا اور اللہ تعالیٰ کا کام ہے پھل لگانا، اگر ہماری نیتیں نیک ہیں۔

اپنے اوپر افضالِ الٰہی کو یاد رکھیں اور شکر گزار بنیں

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے دریافت کیا گیا کہ ہم اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنے تعلق کو کیسے مضبوط کر سکتے ہیں؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا یہی طریقہ

بتایا ہے کہ ذکرِ الٰہی کرو، نمازوں میں دعا کرو، اور عشاء کی نماز کے بعد رات میں دو نفل بھی پڑھو اور اللہ سے دعا کرو کہ وہ تمہیں اپنا قرب عطا فرمائے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے توجہ دلائی کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے آپ کو زندگی، روزگار اور آمدنی میں برکتوں سے نوازا ہے۔ اسی طرح تلقین فرمائی کہ اپنے اوپر افضالِ الٰہی کو یاد رکھیں اور شکر گزار بنیں نیز صدقہ بھی دیا کریں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ (ابراھیم:8) کہ اگر تم شکر ادا کروگے تو میں ضرور تمہیں بڑھاؤں گا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیثِ قدسی کا تذکرہ کرتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بیان فرمایا کہ جو شخص چل کر خدا کے پاس آتا ہے تو خدا تعالیٰ دَوڑتا ہوا اس کے پاس جاتا ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس کی روشنی میں تلقین فرمائی کہ اس کے لئے انسان کو کوشش کرنی چاہیے۔

اسی طرح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صحابہ کرامؓ کی حیاتِ مبارکہ کی روشن مثال بھی پیش فرمائی کہ وہ کاروبار بھی کیا کرتے تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک جنگ کے موقع پر تین سو اونٹ عطیہ کیے تھے جس سے ان کی پیشۂ تجارت سے وابستگی اجاگر ہوتی ہے۔ اس کے باوجود صحابہؓ خدا کو نہیں بھولے اور اس کی خاطر ہر طرح کی قربانیاں پیش کرنے کے لئے ہمہ وقت تیار رہتے۔

جب نماز کے لئے کھڑے ہوں تو اس میں ادعیۂ ماثورہ کو پوری توجہ سے پڑھیں

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے راہنمائی طلب فرمائی گئی کہ ہم اپنی نمازوں میں حالتِ خشوع و خضوع کس طرح پیدا کر سکتے ہیں؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ جب نماز کے لئے کھڑے ہوں تو اس میں ادعیۂ ماثورہ کو پوری توجہ سے پڑھیں۔ نفلی نمازوں کے دوران بار بار تکرار کے ساتھ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ اور اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ کے کلمات ادا کریں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نمازوں کے دوران اپنے اوپر حالتِ گریہ و زاری طاری کرنے کی نصیحت فرمائی ہے کیونکہ چہرے کی ظاہری کیفیت انسان کے باطن پر بھی اثر انداز ہوتی ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مزید تلقین فرمائی کہ اس کے لئے دعا اور کوشش کرنی چاہیے۔

تقویٰ یہی ہے یارو کہ نخوت کو چھوڑ دو

ایک ناصر بھائی نے دریافت کیا کہ ہم تقویٰ کے اعلیٰ معیار کس طرح حاصل کر سکتے ہیں؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جواب دیا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا:

تقویٰ یہی ہے یارو کہ نخوت کو چھوڑ دو   کبر و غرور و بخل کی عادت کو چھوڑ دو

تقویٰ کیا ہے؟ تقویٰ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا خوف۔ اللہ تعالیٰ کا خوف کسی ڈر کی وجہ سے نہیں بلکہ اس کی محبّت کی وجہ سے خوف کہ اللہ تعالیٰ ناراض نہ ہو جائے۔ آپ کو کسی سے پیار ہو تو یہی خیال ہوتا ہے کہ وہ ناراض نہ ہو جائے۔

بعض لوگ اپنی بیویوں سے لڑائی اس لئے کر لیتے ہیں کہ ماں باپ ناراض نہ ہو جائیں تو وہ محبّت کی وجہ سے ہوتا ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے یہی فرمایا ہے کہ بیویوں کے بھی حق ادا کرو اور ماں باپ کے بھی حق ادا کرو۔ لیکن بہر حال ایک محبّت ہوتی ہے جس کی وجہ سے، اس خوف کی وجہ سے، آپ لوگ ان کی باتیں مانتے ہیں۔

تو اللہ تعالیٰ نے یہی فرمایا ہے کہ میرا تقویٰ اختیار کرو، میرا خوف دل میں پیدا کرو لیکن محبّت سے۔ اللہ کی محبّت پیدا ہو جائے گی جس کے لئے مَیں پہلے بتا چکا ہوں، بہت ساری وضاحت کر چکا ہوں تو تقویٰ کا معیار بھی حاصل ہو گا۔

پھر جو اللہ تعالیٰ کے احکامات ہیں ان پر عمل کریں، قرآن کریم میں بے شمار احکام ہیں، سات سو حکم ہیں یا بعض جگہ لکھا ہے کہ بارہ سو حکم ہیں، تو وہ جتنے بھی ہیں، تلاش کر کے جہاں جہاں آتے ہیں، اس سے جہاں اللہ تعالیٰ نے خوف دلایا ہے وہاں خوف کریں، اِستغفار

پڑھیں۔ قرآنِ شریف کی تلاوت کرتے ہوئے جہاں ان حکموں پر عمل کرنے کا حکم ہے وہاں عمل کرنے کی کوشش بھی کریں تو تقویٰ کے معیار حاصل ہو جاتے ہیں۔

ہمارے سامنے اللہ تعالیٰ نے راہنما کتاب تو رکھی ہوئی ہے اب اس پر مَیں نے کیا بتانا ہے؟ باقی خلاصہ ایک شعر میں مَیں نے بتا دیا کہ نخوت چھوڑیں، کبر چھوڑیں، غرور چھوڑیں، بخل چھوڑیں اور یہ بخل ہر چیز میں ہوتا ہے۔ یہ نہیں کہ مال میں بخل، تعلقات میں بھی بخل، اپنے آپس میں نیک جذبات کے اظہار میں بعض بخل کرتے ہیں وہ بھی نہیں کرنا۔ تو بہت ساری چیزیں ہیں ان کو اگر آپ صحیح کر لیں تو اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو جاتا ہے، تقویٰ حاصل ہو جاتا ہے۔

عہدیدار جب اصلاح کر لیں گے تو باقی لوگ آپ ہی ٹھیک ہو جائیں گے

ایک سوال کیا گیا کہ بعض افرادِ جماعت کسی عہدیدار کے غلط رویے یا کسی غلط فہمی کی وجہ سے آہستہ آہستہ جماعت سے دُور ہو جاتے ہیں اور رابطہ کرنے پر جواب نہیں دیتے، ان کو دوبارہ نظام سے جوڑنے کے لئے کیا طریق اختیار کرنا چاہیے؟

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ پہلی بات تو عہدیداروں کی اصلاح ہے۔ عہدیدار اپنی اصلاح کریں اور پھر ایسے لوگ جو دُور ہٹے ہوئے ہیں، ان سے جن عہدیداروں کے تعلقات ٹھیک ہیں، ان سے رابطہ پیدا کریں۔ صدر جماعت اور سیکرٹری تربیت کا کام ہے کہ ان سے رابطہ پیدا کریں اور صرف یہ نہیں ہے کہ ان سے چندہ لینے کے لئے ان کے پاس چلے جائیں یا اجلاس پر بلانے کے لئے ان کے پاس چلے جائیں، ان سے ذاتی تعلق پیدا کریں اور جب ذاتی تعلق پیدا ہو گا تو پھر ان کو سمجھائیں بھی کہ تم نے احمدیت قبول کی تھی یا جماعتی نظام میں آئے تھے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ اس زمانے میں جب امام مہدی آئے گا تو اس کو مان لینا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اس کو مان لینا اور اس کی جماعت میں شامل ہو جانا، تو تم نے مسیح موعود علیہ السلام اور اس کے بعد خلافت کی بیعت کی ہے، تم نے کسی عہدیدار کی بیعت تو نہیں کی، تو عہدیدار کے غلط رویے کی وجہ سے تم جماعت سے کیوں دُور ہٹ رہے ہو، کیوں اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنے کی کوشش کر رہے ہو؟

جب ذاتی تعلقات اس حد تک ہوں گے تو پھر ایسا ممکن ہے۔ لیکن آپ پہلے ہی جا کے اس کو bluntly کہنا شروع کر دیں گے کہ تم پیچھے ہٹ گئے ہو، تمہارے ساتھ اللہ تعالیٰ یہ کر دے گا، وہ کر دے گا۔ وہ کہے گا کہ اچھا! پھر ٹھیک ہے میرا اَور اللہ کا معاملہ ہے، تم کون ہوتے ہو، جاؤ گھر بیٹھو۔

تو اصل چیز یہی ہے کہ اگر یہ پتا لگے کہ عہدیداروں کی وجہ سے ایسا ہے تو پھر عہدیداروں کا کام ہے کہ اپنی اصلاح کریں اور ان کی اصلاح کے لئے کوشش بھی کریں چاہے خود ذاتی رابطہ کر کے کوشش کریں یا کسی ایسے شخص کے ذریعہ سے جن سے ان کے اچھے تعلقات ہیں، اس کے ذریعہ سے ان کو سمجھانے کی کوشش کریں کہ جماعت سے دُور ہٹنے کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ اگر تمہاری ناراضگی ہے تو عہدیدار سے ہے نہ کہ جماعت سے۔

پھر جب بے چارہ کوئی ایسا ناراض ہوا ہوا مسجد میں آجاتا ہے، دو مہینے، چار مہینے نہیں آیا، تو اس کو پھر جو ارد گرد کے لوگ ہیں آ کے بڑے طنزیہ انداز میں کہتے ہیں ”اَج تے بڑی رونق لگ گئی اے، اَج تے بڑا چَن چڑھ گیا اے“ یعنی آج تو مسجد میں ہم نے آپ کو دیکھ لیا۔ اس طرح کی باتیں کرتے ہیں، جس سے وہ اگلا اَور چڑ جاتا ہے۔ اس لئے اپنے رویے بھی درست کریں۔

یہ جو جماعت ہے اس کی تو خوبصورتی ہی یہی ہے کہ ہم ایک دوسرے کے اعضاء ہیں۔ اگر یہ احساس پیدا ہو جائے کہ ایک عضو میں جب تکلیف ہوتی ہے تو سارے جسم پر اس کا اثر ہوتا ہے، اگر یہ سوچ پیدا کریں گے تو وہ نزدیک ہو جائے گا نہ یہ کہ اگر کسی کی اصلاح ہو گئی ہے، آگیا ہے یا کسی کے سمجھانے پر آگیا ہے تو اس کو اتنا طنز کریں اور اس کو ایسی نظروں سے دیکھیں کہ وہ اگلا بے چارہ دوبارہ دَوڑ جائے، پھر وہ اگلا جمعہ ہی نہ پڑھے۔

یہ رویے آپ کو ٹھیک کرنے پڑیں گے اور یہ روح پیدا کریں کہ ہم نے آپس میں بھائی بھائی بن کے رہنا ہے۔ ہمیں آپس میں رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ (الفتح:30) کا حکم ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ماننے والے جو اسلام کو ماننے والے ہیں، جو دین پر قائم ہیں، وہ ایک ہو کر رہتے ہیں اور ہر ایک کی تکلیف کا احساس کرتے ہیں۔ تو ہم نے بچانا ہے۔ ایک

دوسرے کو بچانا بھی بہت بڑی بات ہے۔ ان کے ایمان کا امتحان نہ لیں۔

عہدیداروں کا بھی کام ہے کہ اپنی اصلاح کریں اور خدمتِ دین کو ایک فضلِ الٰہی جانیں نہ یہ کہ ہمیں عہدہ مل گیا تو ہم پتا نہیں کوئی چیز بن گئے ہیں۔ کوئی چیز نہیں بنے۔ پھلوں کے درختوں سے مثال لیں۔ عاجزی سے پھل کی شاخ نیچے جھکتی چلی جاتی ہے، اس طرح اپنے آپ کو جھکائیں۔ تو پہلی اصلاح تو عہدیداروں کی ہے۔ عہدیدار جب اصلاح کر لیں گے تو باقی لوگ آپ ہی ٹھیک ہو جائیں گے۔"

(آن لائن ملاقات مجلس انصاراللہ فرانس 5 جنوری 2024ء الفضل انٹرنیشنل 8 جنوری 2024ء صفحہ 1-3و7)

انصار کی تربیت کریں گے تو ان کی اگلی نسلوں کی تربیت ہو گی

”حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نائب قائد تربیت سے دریافت فرمایا کہ حقیقی تربیت کو یقینی بنانے کے لئے کیا منصوبے بنائے گئے ہیں؟

اس پر موصوف نے عرض کیا کہ آپ سے ہونے والی گذشتہ ملاقات کے بعد سے نماز کی اہمیت پر خاص زور دیتے ہوئے مسلسل یاددہانیوں پر توجہ مرکوز کی جارہی ہے۔

سال کے آغاز میں گھروں کے دَورہ جات کو پلان میں شامل کیا گیا تھا جس کے تحت کُل 3846 انصار سے ملاقات کرنا ممکن ہو سکا تاکہ ان کے ساتھ ذاتی تعلق قائم کیا جاسکے۔

یہ سماعت فرمانے پر حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے استفہامیہ انداز میں دریافت فرمایا کہ کیا آپ نے انہیں خدا کے ساتھ بھی ذاتی تعلق قائم کرنے کی ہدایت کی یا نہیں؟

بایں ہمہ ممبرانِ انصار اللہ کو پنج وقتہ نمازوں کی ادائیگی اور اِس کی اہمیت کی جانب توجہ دلاتے ہوئے حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے استفسار فرمایا کہ آپ کی مسجد میں فجر کی نماز پر کتنی حاضری ہوتی ہے؟

اس پر موصوف نے عرض کیا کہ weekdays میں آٹھ سے دس افراد ہوتے ہیں لیکن weekends پر تقریباً اسّی سے سَو کے درمیان حاضری ہو جاتی ہے۔

نماز مغرب وعشاء کی حاضری کی بابت دریافت فرمانے پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ مغرب اور عشاء پر تقریباً پندرہ سے بیس لوگ ہوتے ہیں۔

اس پر تبصرہ فرماتے ہوئے حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ آج کل لمبے دن ہوتے ہیں، لوگ کام سے فارغ ہو چکے ہوتے ہیں۔ انصار میں سستی ہے تو باقی کیا حال ہو گا؟

انصار کی تربیت کریں گے تو ان کی اگلی نسلوں کی تربیت ہو گی، انصار کی تربیت نہیں ہو گی تو نسلوں کی تربیت بھی نہیں ہو گی، یہ بہت ضروری ہے۔

کبھی بھی سچائی کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہیے

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے قائد مال سے مخاطب ہوتے ہوئے بجٹ کے حوالے سے مختلف امور پر گفتگو فرمائی۔ نیز تلقین فرمائی کہ جب انصار اپنا چندہ اور بجٹ لکھواتے ہیں تو انہیں کبھی بھی سچائی کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہیے۔

موصوف نے عرض کیا کہ انصار سے بجٹ تو collect کرتے ہیں اور بار بار یاددہانی بھی کروائی جاتی ہے لیکن وہ کہتے ہیں کہ ہماری income یہی ہے۔

اس پر حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہدایت فرمائی کہ ان سے کہیں یہ نہ کہو کہ تمہاری income یہ ہے۔ یہ کہو کہ میں اتنا چندہ دے سکتا ہوں، کم از کم جھوٹ تو نہ ہو۔ بجٹ لکھواتے ہوئے نہ جھوٹ بولیں، نہ چندہ دیتے ہوئے جھوٹ بولیں، غلط بیانی نہ کریں۔ پیسوں کی خاطر غلط بیانی کرنے کا فائدہ کیا ہے؟ جو وہ کہتے ہیں ہم اتنا چندہ دے سکتے ہیں، ٹھیک ہے، قبول کر لیں۔ ٹھیک ہے، تم اتنا دے سکتے ہو، تمہارے سے ہم اتنا ہی لے لیں گے لیکن یہ نہ کہو کہ ہماری آمد اتنی ہے۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس بات کا اعادہ فرمایا کہ جتنا چندہ کوئی دے سکتا ہے، وہ دے، لیکن غلط بیانی نہ کرے۔ یہ عادت ڈالیں، سچائی کی عادت ڈال دیں اور یہ تربیت کا کام ہے۔ جتنی کوشش آپ مال میں کرتے ہیں یا چندہ لینے کے لئے کرتے ہیں، اتنی کوشش تربیت والے اگر کریں تو باقی مسائل بھی حل ہو جائیں۔

آپ عشرہ مال تو مناتے ہیں، عشرہ تربیت اتنا نہیں مناتے اور صرف پیچھے پڑے رہتے ہیں کہ چندہ دو۔ کبھی پیچھے نہیں پڑے کہ نماز پڑھو، قرآن پڑھو اور حدیث پڑھو نیز حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب پڑھو۔

ہر ناصر مربی ہوتا ہے

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں قائد تعلیم نے مطالعہ کتب حضرت

اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حوالے سے انصار میں پائی جانے والی سستی کا تذکرہ کرتے ہوئے راہنمائی طلب کی کہ کس طرح سے اس کو دُور کیا جاسکتا ہے؟

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اگر پوری کتابیں نہیں پڑھ سکتے تو جن کو انگریزی پڑھنی آتی ہے ان کو Essence of Islam اور جن کو انگریزی نہیں پڑھنی آتی ان کو 'مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام اپنی تحریروں کی رُو سے' پڑھنی چاہیے، وہ ان کو دیں، مختلف topics میں سے جو دلچسپی کے topic ہیں وہ پڑھیں۔ اسی سے کافی معلومات مل جائیں گی، پوری کتاب نہیں بھی پڑھ سکتے تو آسان اردو میں ملفوظات ہیں، ان کو پڑھنے کی توجہ دلائیں۔

چشمۂ معرفت کا وہ حصہ جس میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے جلسہ میں تقریر کی تھی، وہ حصہ خاص طور پر پڑھائیں، پھر جو اعتراض کے جواب میں پہلا حصہ ہے وہ بعد میں پڑھائیں۔ اس کے ستّر سے پچھتر صفحات ہیں۔ چشمۂ معرفت کی تقریر کا وہ حصہ پڑھائیں، اس میں بہت ساری باتوں کے جواب بھی مل جاتے ہیں، اس سے آج بھی بہت سارے contemporary issues کے جواب مل جاتے ہیں۔ آپ نے مربیان اتنے رکھے ہوئے ہیں ان سے مدد لیں۔

اسی طرح حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے موصوف سے دریافت فرمایا کہ آیا وہ مربی ہیں؟ موصوف کے نفی میں جواب پر حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ ہر ناصر مربی ہوتا ہے، پہلے گھر میں مربی بنیں، پھر اپنے ماحول میں بنیں، پھر علاقے میں بنیں اور ملک میں بنیں۔ حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مزید توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ تربیت اور تعلیم یہ دونوں شعبہ جات active ہو جائیں تو مال کے شعبہ جات، تحریک جدید، وقف جدید اور جتنی قربانیاں کرنے والے ہیں، یہ خود بخود active ہو جاتے ہیں۔

گھروں میں تربیت کی طرف توجہ دیں اور اپنے نمونے قائم کریں

بعد ازاں حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ممبران مجلس عاملہ کو عمومی ہدایات سے بھی نوازا اور بحیثیت جماعتی عہدیداران کی ذمہ داریوں کی طرف انہیں توجہ دلائی۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ سچائی پر قائم رہیں۔ نمازوں کی طرف توجہ دیں۔ قرآن کریم پڑھیں، تلاوت کریں اور اس کو سمجھنے کی کوشش کریں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب پڑھیں، ان کو سمجھنے کی کوشش کریں اور اگر پوری کتابیں نہیں بھی پڑھ سکتے تو کم از کم کتابوں کی شکل میں مختلف عناوین کے تحت اکٹھے کیے گئے مضامین کو ہی پڑھنا شروع کریں، وہی عادت ڈال لیں اور سچائی پر قائم رہیں۔

خدمتِ خلق کریں، گھروں میں تربیت کی طرف توجہ دیں اور اپنے نمونے قائم کریں۔ گھروں میں اپنے نمونے قائم کریں گے تو ماحول کو بھی بہتر کرنے والے ہوں گے۔ یہ چار، پانچ پوائنٹ ہیں جن پر آپ کو عمل کرنا چاہیے۔

مجھے یاد ہے کہ ایک دفعہ انصار اللہ کے اجتماع پر آپ لوگ یہاں آئے ہوئے تھے تو بڑے فخر سے آپ نے کہا تھا کہ ہمارے پینتیس فیصد انصار نمازیں پڑھتے ہیں۔ تو یہ تو کوئی کمال نہیں ہے۔ پینتیس فیصد انصار نماز پڑھتے ہیں یا باجماعت نماز پڑھتے ہیں۔ جن کے گھر سینٹر سے دُور ہیں وہ کم از کم گھروں میں باجماعت نماز کا رواج ڈالیں، بیوی بچوں کو نماز پڑھا لیا کریں، اس سے ایک باجماعت نماز کا احساس تو پیدا ہو گا۔

اپنے کام کے نظریے کو ذرا وسیع کریں

قائد ذہانت و صحت جسمانی نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں عرض کیا کہ ہم کوشش کرتے ہیں کہ شعبہ تبلیغ کے ساتھ مل کر اپنے انصار کے events میں غیر از جماعت دوستوں کو لے کر آئیں اور ان میں سپورٹس ایونٹس کروائیں، اس سلسلے میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اگر کچھ مزید راہنمائی فرما دیں؟

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہدایت فرمائی کہ انصار صرف سپورٹس کے لئے نہ آئیں بلکہ آگے پھر ان کی جماعت سے attachment بھی ہو، انصار کی عمر تو ایسی عمر ہے کہ اس میں تو اگلے جہان کی زیادہ فکر ہو جاتی ہے، یہ احساس پیدا کریں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے صفِ دوم کے انصار کی کُل تعداد اور ان میں

سے ورزش کرنے والوں کی بابت دریافت فرمانے پر نائب صدر برائے صفِ دوم نے عرض کیا کہ صفِ دوم کے انصار کی کُل تعداد 3400 ہے اور ان میں سے 1400 انصار کے پاس سائیکل ہے اور سائیکلنگ کے پروگرام بنائے جاتے ہیں۔

اس پر حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ سائیکل گھر میں، shelf میں سجا کر رکھا ہوا ہے، اس کا فائدہ کیا ہے؟ اس تبصرہ پر تمام شاملین مجلس بھی خوب محظوظ ہوئے۔ موصوف سے مخاطب ہوتے ہوئے حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے استفسار فرمایا کہ وہ کام پر کیسے جاتے ہیں نیز تلقین فرمائی کہ جہاں تک ممکن ہو سائیکل پر ہی جانا چاہیے اور وہ خود کوشش کریں کہ اپنا نمونہ دکھائیں۔

سائیکل سفر کی بابت دریافت فرمانے پر موصوف نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں عرض کیا کہ پچھلے ہفتے ہم نے کینیڈا بھر کی سطح پر سائیکل سفر کا اہتمام کیا تھا، جس میں ماشاء اللہ 500 سے زائد انصار نے شرکت کی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے استفسار پر موصوف نے عرض کیا کہ چونکہ بعض انصار شامل نہیں ہوتے، اس لئے ان کو مدنظر رکھتے ہوئے کم از کم پانچ سے پندرہ کلو میٹر کا ٹارگٹ رکھا گیا تھا۔

اس پر حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مجلس انصار اللہ یوکے کے ایک سائیکل گروپ کی مثال بیان فرمائی جنہوں نے حال ہی میں سپین جا کر سائیکل سفر کیا۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ یہاں سے پچاس سائیکلسٹ گئے تھے اور وہاں کے دوسرے سائیکلسٹ جو دنیا کے مختلف ممالک سے آئے ہوئے تھے، وہ بھی ان میں شامل ہو گئے اور اس طرح سپین میں تبلیغ کا ایک ذریعہ بھی بن گیا۔ وہ 250 سے 300 کلو میٹر سفر کر کے آئے ہیں۔ اس طرح کا ایک علیحدہ event رکھا کریں۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مزید توجہ دلائی کہ جن کو encourage کرنا ہے ان کو علیحدہ رکھیں اور جو اچھے سائیکلسٹ ہیں، ان کا علیحدہ گروپ بنائیں۔ اس کو تبلیغ کا ذریعہ بھی بنائیں۔ یوکے کے گروپ نے وہاں جا کے پھر لٹریچر بھی تقسیم کیا، تبلیغ بھی کی، دوسرے لوگ

بھی شامل ہوئے۔ جاپان ، ادھر ادھر سے لوگ باہر کے سیّاح آئے ہوئے تھے۔ جو وہاں کی سائیکلنگ ایسوسی ایشن تھی ان سے رابطہ کیا گیا تو انہوں نے ان کے ساتھ مزید پچاس، ساٹھ اور لوگ ملا دیئے۔

اس کے بعد انہوں نے پیدرو آباد سے قرطبہ تک کا سفر اختیار کیا، اس کے علاوہ بھی سفر کیا، اس سے تبلیغ کا رستہ بھی کھل گیا۔ تو مقصد ایک یہ بھی تھا کہ جہاں آپ کی صحت اچھی ہو، وہاں تبلیغ کے راستے بھی کھلیں۔

اپنے کام کے نظریے کو ذرا وسیع کریں۔ صرف محدود چھوٹا سا نہ رکھیں کہ بس ہم نے پانچ کلو میٹر سائیکل چلا لیا ہے تو بہت تیر مار لیا یا میں نے ایک گھنٹہ سائیکل چلا لیا تو بہت کچھ ہو گیا۔ سوال یہ ہے کہ آپ کے کتنے قائدین سائیکل چلاتے ہیں؟ ان کی صحت بھی اچھی ہو اور پھر ان کو دیکھ کے باقیوں کو بھی encouragement ہو۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ انصار میں پہنچ کر یہ تصور پیدا ہو جاتا ہے، ہماری personality تب بنتی ہے، جتنا ہمارا پیٹ بڑا ہو۔ اس پر تمام شاملینِ مجلس نے بھی خوب حظ اٹھایا۔ حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مزید ہدایت فرمائی کہ اس تصور کو ختم کریں کہ میں بزرگ اور بوڑھا نظر آؤں، بوڑھا نظر نہیں آنا چاہیے، جوان نظر آنا چاہیے۔ آپ تو جوانوں کے جوان ہیں، انصار اللہ اس لئے بنائی گئی تھی۔

گھر کا پتہ تجنید میں درج ہونا چاہیے

تجنید کے متعلق راہنمائی طلب کی گئی کہ کچھ لوگ اپنے گھر کے پتے کی بجائے اپنے کام یا کاروبار کا پتہ درج کرتے ہیں، جس سے الجھن پیدا ہوتی ہے اور ان سے رابطہ رکھنا مشکل ہو جاتا ہے۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس کی بابت وضاحت فرمائی کہ گھر کا پتہ تجنید میں درج ہونا چاہیے، چاہے وہ کہیں بھی کام کرتا ہو، جہاں کوئی شخص رہائش پذیر ہو، وہاں کی تجنید میں شامل ہونا چاہیے۔

ہم نے دوسروں کی خدمت کرنی ہے

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے راہنمائی فرمائی کہ قائد ایثار کا کام یہ تحریک کرنا ہے کہ تم لوگ چیریٹی میں دو، یہ نہ کہو کہ ہمیں دو۔ لوگ تمہارے سے زیادہ غربت کی حالت میں ہیں، ان کے لئے صدقہ بھیجو اور چیریٹی میں دو۔ مختلف تنظیمیں ہیں، ہیومینٹی فرسٹ کو دے سکتے ہیں، لوکل چیریٹیز کو دے سکتے ہیں، انٹرنیشنل چیریٹیز کو دے سکتے ہیں۔

ان کو کہیں کہ ہم اپنے لئے نہیں مانگ رہے، جماعت کے لئے نہیں مانگ رہے بلکہ ان غریبوں کے لئے مانگ رہے ہیں جو افریقہ میں بیٹھے ہیں، ان کے لئے مانگ رہے ہیں جو کسی اور غریب ملک میں بیٹھے ہیں۔ ان کو پانی مہیا کرنا ہے، ان کو خوراک مہیا کرنی ہے یا فلسطینیوں کو ایڈ دینی ہے اور جو جو بھی ایڈ ایجنسیاں فلسطینیوں میں خوراک، کپڑا اور پانی مہیا کر رہی ہیں، ان کے لئے دینا ہے، تو تم لوگ ان کے لئے دو۔ اور یہ عمر ایسی ہے جہاں تم لوگ خیرات وصدقہ کی طرف توجہ کرو گے تو اللہ تعالیٰ بھی تمہارے سے نیک سلوک کرے گا، اس کے بعد تو پھر اگلا جہان ہی ہے، تو اس طرف ان کو توجہ دلائیں۔ صرف تحفے دے کے ان کو خوش کر لینا تو کافی نہیں ہے، ہم نے دوسروں کی خدمت کرنی ہے، ایثار کا کام اپنوں کی خدمت کرنا نہیں ہے۔

اپنے پروگراموں کو تربیت اور تبلیغ پر فوکس کریں

قائد تبلیغ نے اپنے شعبہ کی کارگذاری کی تفصیل پیش کرتے ہوئے عرض کیا کہ دیگر اقدامات کے ساتھ ساتھ انفرادی تبلیغی سیشنز بھی منعقد کروائے جارہے ہیں۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تبلیغ کے ٹارگٹ کے حوالے سے استفسار فرمایا تو موصوف نے عرض کیا کہ امسال سو بیعتوں کا ٹارگٹ ہے اور اب تک اللہ تعالیٰ کے فضل سے بتیس بیعتیں ہو چکی ہیں۔

اس تناظر میں کینیڈا کی کُل آبادی کی بابت دریافت فرمانے پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ کُل آبادی تقریباً بیالیس ملین ہے۔ اس پر حضورِ انور

ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے استفہامیہ انداز میں تبصرہ فرمایا کہ سَو آدمی کے حساب سے پھر آپ کو کتنے سو سال لگیں گے؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے استفسار پر قائد تبلیغ نے عرض کیا کہ تقریباً 25ہزار leaflets تقسیم ہوئے ہیں۔

اس پر حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اس سے کیا فائدہ ہو گا؟ جب میں نے آپ کو سکیم دی تھی، اس وقت سے اب تک ملک کی دس فیصد آبادی کو اگر leaflets دیتے تو بیالیس ملین میں سے چار اعشاریہ دو ملین تک پیغام چلا جانا تھا۔ تعارف تو ہوتا کوئی نہیں، آپ دو تین سیاستدانوں سے مل کے، وزیر اعظم کے آگے پیچھے پھر کے سمجھتے ہیں کہ ہم نے بڑا تیر مار لیا۔ لوگوں تک پہنچنا بھی ضروری ہے۔ صرف بڑے بڑے طبقوں اور حلقوں تک نہ جائیں۔

اس دفعہ بھی انہوں نے مجھ سے پوچھا تھا کہ سیاستدانوں کو جلسہ پر بلائیں یا نہ بلائیں۔ میں نے کہا تھا کہ جلسہ جماعت کی تربیت کے لئے ایک event ہوتا ہے۔ اپنے پروگراموں کو تربیت اور تبلیغ پر فوکس کریں اور لوگوں میں اس طرح ایک جذبہ پیدا کریں کہ ان کا اصل مقصد کیا ہے، کیونکہ زیادہ توجہ پھر اسی طرف ہوتی ہے۔ نہ عورتیں توجہ دے رہی ہوتی ہیں، نہ مرد توجہ دے رہے ہوتے ہیں، صرف یہ ہوتا ہے کہ واہ واہ! آج ہمارے پاس فلاں منسٹر آ گیا ہے۔ فلاں سیاستدان آ گیا۔ فلاں وزیر اعظم آ گیا۔ اس نے یہ تقریر کر دی اور اخبار میں ہماری کوریج ہو گئی۔ کوریج تو کمال نہیں ہے۔ کمال تو وہ ہے کہ ہم نے اپنی تربیت کتنی کی ہے، اپنوں کو کتنا سنبھالا ہے، یہ چیز ہے۔ یہ شعبہ تربیت، شعبہ تبلیغ اور مربیان سب کے مل کر کرنے کا کام ہے۔

تنظیمی چندہ جات کی اہمیت

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے لازمی چندہ جات کے ساتھ ساتھ تنظیمی چندہ جات کی اہمیت پر توجہ مبذول کرواتے ہوئے زور دیا کہ چندہ عام، چندہ وصیت، اور چندہ جلسہ سالانہ جیسے چندہ جات لازمی ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ ذیلی تنظیموں جیسے کہ مجلس انصار اللہ کے مقرر کردہ چندہ جات بھی خصوصی اہمیت کے حامل ہیں، ان کو تنظیمی چندہ جات کہا جاتا ہے، جو

مجلسِ شوریٰ میں منتخب نمائندگان کے ذریعہ مقرر کیے جاتے ہیں۔ یہ نمائندے اپنی تنظیموں کی طرف سے مالی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کا عہد کرتے ہیں، نتیجۃً متعلقہ ذیلی تنظیموں کے اراکین بھی ان چندوں کی ادائیگی کے پابند ہوتے ہیں۔“

(ملاقات نیشنل عاملہ مجلس انصار اللہ کینیڈا19 مئی2024ء الفضل انٹرنیشنل30 مئی2024ء صفحہ 1-4تا5)

آپ جماعت کے وہ ستون ہیں جن پر ہماری جماعت کی آئندہ آنے والی نسلوں کی تربیت کی ذمہ داری ہے

"مکرم صدر صاحب مجلس انصار اللہ کینیڈا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ نے مجلس انصار اللہ کینیڈا کے سالانہ نیشنل اجتماع کے لئے پیغام کی درخواست کی تھی۔ اس موقع پر میں آپ سب انصار کو کچھ اہم ذمہ داریوں کی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے ہمیں احمدیت کی نعمت سے نوازا ہے۔ یہ اس کا بہت بڑا احسان ہے جس کا شکر ادا کرنا ہم پر فرض ہے۔

مجلس انصار اللہ کے اراکین کی حیثیت سے یہ ذمّہ داریاں بہت اہم ہیں۔ آپ جماعت کے وہ ستون ہیں جن پر ہماری جماعت کی آئندہ آنے والی نسلوں کی تربیت کی ذمہ داری ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس نے جِنّ وانس کو صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔

پس آپ کو چاہیے کہ اس حکم کو ہمیشہ اپنے سامنے رکھتے ہوئے اپنی عبادتوں کے معیاروں کو بلند کرنے کی کوشش کریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ نماز وہ دعا ہے جو جوش اور درد سے مانگی جاتی ہے۔ اپنی نمازوں میں اسی جذبے کو پیدا کریں تاکہ آپ کی دعائیں قبولیت کا درجہ پائیں۔

دوسری اہم ذمہ داری اپنی اولاد کی تربیت ہے۔ اس دور میں جہاں ہر طرف کفر والحاد پھیلا ہوا ہے آپ کی یہ ذمہ داری ہے کہ اپنی نسلوں کو دین سے جوڑے رکھیں۔ انہیں دین کی صحیح تعلیم دیں اور ان کے سامنے اپنے اعلیٰ اخلاقی نمونے قائم کریں۔

آپ اپنے گھروں کے نگران ہیں اور اپنی اولادوں کی دینی اور اخلاقی تربیت کے ذمہ دار ہیں۔ اس لئے آپ کا فرض ہے کہ ان میں نمازوں کی پابندی، قرآن کریم کی تلاوت اور جماعتی پروگراموں میں شرکت کی عادت ڈالیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اس جماعت کا مقصد حقیقی معرفت اور تقویٰ کو دوبارہ قائم کرنا ہے۔ اس مقصد کے لئے اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کریں اور اپنے ماحول میں اسلام کی خوبصورت تعلیم کو پھیلائیں۔

اس اجتماع سے یہ عہد کرکے اٹھیں کہ آپ اپنی ذمہ داریوں کو پوری طرح نبھائیں گے

پھر انصار اللہ پر یہ ذمہ داری بھی ہے کہ وہ اشاعت اسلام کا فریضہ نبھائیں۔ اپنے اندر تبلیغ کا جذبہ پیدا کریں اور اعلائے کلمتہ اللہ کی فکر میں رہیں۔ یہ ذمہ داریاں آسان نہیں ہیں۔ ان پر عمل کے لئے آپ کو مسلسل کوشش اور محنت اور دعا کرنی ہوگی۔ اور اگر آپ مستقل مزاجی سے ثابت قدم رہے تو اللہ تعالیٰ ضرور آپ کی مدد فرمائے گا۔ اس لئے اس اجتماع سے یہ عہد کرکے اٹھیں کہ آپ اپنی ذمہ داریوں کو پوری طرح نبھائیں گے اور اس کی راہ میں جہاد کرنے کو اپنی اولین ذمہ داری سمجھیں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے اور آپ کے علمی، دینی اور روحانی معیاروں کو بلند کرے۔ اللہ آپ کا یہ اجتماع ہر لحاظ سے بابرکت اور کامیاب فرمائے۔ آمین۔ تمام شرکاء کو میری طرف سے محبت بھرا اسلام پہنچادیں۔“

(پیغام سالانہ اجتماع مجلس انصار اللہ کینیڈا منعقدہ 7و8 ستمبر 2024ء الفضل انٹرنیشنل 9 اکتوبر 2024ء صفحہ 8)

قربِ الٰہی ایک ایسا سمندر ہے جس کی گہرائیوں میں بے شمار روحانی خزانے پوشیدہ ہیں

"مکرم صدر صاحب مجلس انصار اللہ ناروے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ نے اپنے سالانہ نیشنل اجتماع کے لئے پیغام کی درخواست کی ہے۔ اس موقع پر میں آپ کے سامنے تعلق باللہ کے حوالے سے بعض نہایت اہم اور بنیادی باتیں پیش کرنا چاہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ سے پختہ تعلق پیدا کرنا اور اس کی محبت میں سرشار ہو جانا ہر مومن کا اولین مقصد اور اس کے ایمان کی بنیاد اور روح کی غذا ہونی چاہیے۔ وہ حقیقی زندگی اور کامیابی جو انسان کو اپنی سفلی خواہشات سے مبرا ہونے کے بعد نصیب ہوتی ہے وہ اپنے خالق ومالک کی رضا پانے اور اس کا قرب حاصل کرنے کی ہر ممکنہ کوشش میں لگے رہنے میں مضمر ہے۔

انبیاء علیہم السلام کی تعلیمات ہمیں بتاتی ہیں کہ قرب الٰہی ایک ایسا سمندر ہے جس کی گہرائیوں میں بے شمار روحانی خزانے پوشیدہ ہیں۔ اس کے حصول کی راہیں متنوع اور لامحدود ہیں۔ صفات الٰہیہ پر غور کرنا اور انہیں اپنانے کی کوشش کرنا اللہ تعالیٰ کے قرب کو اپنانے کا ایک بہترین ذریعہ ہے۔ ذکرِ الٰہی اور دعاؤں میں مصروف رہنا اور عبادات کے اعلیٰ معیار حاصل کرنے کے علاوہ ان کا خاص اہتمام کرنا بھی انسان کے دل میں خدا تعالیٰ کی محبت پیدا کرتا ہے۔

قرآن کریم کے مطالعہ کے ساتھ اس کے احکامات پر کما حقہ عمل کرنے کی کوشش کرنے سے دل میں ایسا نور پیدا ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی رضا کا موجب بنتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ پاکیزگی اور تقویٰ اور ہر نیکی پر استقامت اختیار کرنے سے بھی انسان اللہ تعالیٰ کے قریب ہوتا چلا جاتا ہے۔

پس یہ سب امور محبت الٰہی کے وہ ذرائع ہیں جو انصار اللہ کے ہر رکن کو اپنانے کی کوشش کرنی چاہیے۔ آپ عمر کے اس حصے میں شامل ہیں جس میں انسان mature ہونے کے ساتھ نیکی

اور برائی کا صحیح ادراک رکھنے والا ہوتا ہے۔ اس لحاظ سے آپ کی ذمہ داری دوسروں کی نسبت اور بھی بڑھ جاتی ہے کیونکہ آپ نے نہ صرف اپنے آپ کو سنبھالنا ہے بلکہ نئی نسلوں کی بھی صحیح تربیت کرنی ہے اور یہ تب ہی ممکن ہو سکتا ہے جب آپ اپنی عملی اصلاح کے ساتھ ساتھ نوجوانوں کے سامنے نیک نمونے قائم کرنے والے ہوں گے۔

اس زمانہ میں جبکہ ہر طرف فتنہ وفساد، بے راہ روی اور گمراہی پھیلی ہوئی ہے، ایسے میں ہمیں اپنے تقویٰ اور اخلاقی معیاروں کو بہتر بنانے کی بھرپور کوشش کرنی ہوگی اور اس کے لئے اللہ تعالیٰ سے تعلق کو مضبوط کرنے اور روحانی بلندیوں کو حاصل کرنے کے جہاد کی طرف توجہ پیدا کرنے کی اشد ضرورت ہے۔

اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے میں کسی دنیاوی امید یا اجر کا خیال نہیں آنا چاہیے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے میں کسی دنیاوی امید یا اجر کا خیال نہیں آنا چاہیے بلکہ اپنے وجود کو بکلی اس کی راہ میں وقف کر دینا چاہیے۔یہی حقیقی اسلام اور مومن کا معیار ہے۔پس اجتماع کے اس مبارک موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے آپ سب مل کر قرب الٰہی کے اس مقدس سفر کی منزلیں طے کرنے کا پختہ عزم کریں۔ اپنے ایمانوں کو تازہ کریں۔ دینی علم میں اضافہ کریں اور اپنے گھروں میں بھی اور باہر کے معاشرے میں بھی اعلیٰ نمونے قائم کرنے والے بنیں۔

اللہ تعالیٰ کے وعدہ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق آخری زمانہ میں قائم ہونے والے نظام خلافت کی اطاعت اور پیروی میں ہر قسم کی اخلاقی اور معاشرتی برائی سے بچنے کی کوشش کریں اور نیکیوں میں سبقت لے جانے کا مضبوط عہد باندھیں۔ دنیا کے عارضی مفادات کو اللہ کی رضا پر قربان کرنا سیکھیں۔

اگرچہ یہ راہ آسان نہیں لیکن اس پر استقامت اور ثبات سے چلنا ہر مومن کا فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ جماعت کا ہر فرد قرب الٰہی کا حقیقی طالب ہو اور اس کے نور سے منور ہو کر دنیا میں امن و سلامتی کی فضاء قائم کرنے والا بنے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے اجتماع کو بھی ہر لحاظ سے

بابرکت اور کامیاب فرمائے اور تمام شاملین کو اس کے پروگراموں سے مستفیض ہونے کی توفیق دے۔ آمین"

(پیغام بر موقع سالانہ نیشنل اجتماع مجلس انصار اللہ ناروے الفضل انٹر نیشنل مؤرخہ 18 اکتوبر 2024ء صفحہ 7)

جو دستورِ اساسی میں لکھا ہوا ہے اس کے مطابق کام کریں

”حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے شرکاء کو مجلس انصار اللہ کے مقاصد کی روشنی میں تنظیمی ہدایات اور دستورِ اساسی کی پابندی کرنے کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے تلقین فرمائی کہ عاملہ ممبران کو چاہیے کہ جو دستورِ اساسی میں لکھا ہوا ہے اس کے مطابق کام کریں۔ جو لائحۂ عمل بناتے ہیں اس کے مطابق عمل کریں۔ عاجزی پیدا کریں اور تعاون اور تقویٰ سے کام لیں۔ جماعتی نظام سے بھی تعاون کریں۔ آپس میں بھی محبّت اور پیار کریں۔ اور یہی چیز ہے جو ایک احمدی میں ہونی چاہیے اور یہی چیز ہے جس کے لئے انصار اللہ بنائی گئی تھی۔

نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہِ...کا نعرہ لگاتے ہیں تو پھر حقیقی مددگار بن کر بھی دکھائیں

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے امسال مجلس انصار اللہ یوکے کے نیشنل اجتماع کے موقع پر اپنے فرمودہ خطاب کا حوالہ دیتے ہوئے یاد دلایا کہ مَیں نے پچھلے دنوں تقریر کی تھی کہ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہِ، کہ ہم اللہ کے مددگار ہیں، کا نعرہ لگاتے ہیں تو پھر حقیقی مددگار بن کر بھی دکھائیں۔ یہی چیز ہے جو انصار کو چاہیے، اس عمر کو پہنچے ہوئے ہیں، بچے تو ہیں نہیں جہاں آپ کو انگلی پکڑ کر چلانا ہے۔ جو جاگ رہا ہے پہلے ہی، آنکھیں کھلی ہوئی ہیں، مچلا بنا ہوا ہے، اس کو تو نہیں جگایا جا سکتا۔ مچلے نہ بنیں۔ اگر حقیقت میں سوئے ہوئے ہیں تو پھر تو آپ کو ہلایا جا سکتا ہے۔ اس کے لئے بھی گائیڈ لائن ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اسی تناظر میں شاملینِ مجلس سے مزید دریافت فرمایا کہ پچھلے دنوں مَیں نے انصار اللہ یوکے، کے اجتماع پر جو تقریر کی تھی وہ آپ نے سن لی تھی؟ تمام شاملینِ مجلس نے اس پر اثبات میں جواب دیا تو آپ نے تاکید فرمائی کہ بس پھر وہی آپ کا لائحۂ عمل ہے۔ اسی طرح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے انصار اللہ کو اپنی اصلاح کی طرف خود توجہ دینے کی بابت فرمایا کہ بچوں کو تو مَیں سمجھاؤں، بڈھوں کو مَیں کیا سمجھاؤں جن کی سفید داڑھیاں ہو گئی ہیں، ان کو تو خود اپنی فکر کرنی چاہیے۔

دین تو مقدّم اسی وقت ہو سکتا ہے جب پتا ہو کہ دین ہے کیا؟

اس کے بعد قائد تعلیم نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں عرض کیا کہ انصار اللہ کے لئے جو لٹریچر مقرر کیا جاتا ہے، اس میں کوئی مخصوص کتاب شامل ہوتی ہے اور اس کا ایک پرچہ بھی ہوتا ہے، جسے حل کروانا مقصود ہوتا ہے۔ لیکن دوست اس کی جانب کوئی خاص توجہ نہیں دیتے اور نہ ہی مقررہ کتاب یا عمومی جماعتی لٹریچر کو پڑھنے میں دلچسپی لیتے ہیں۔ اس سلسلے میں راہنمائی فرمائیں کہ ہم ان میں جماعتی لٹریچر کے مطالعے کا شوق کیسے پیدا کر سکتے ہیں؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس پر ہدایت فرمائی کہ اگر دلچسپی نہیں لیتے تو پہلے ان میں دلچسپی پیدا کریں۔ شعبہ تربیت پہلے ان میں روح پیدا کرے کہ بیلجئم میں آگئے، مغربی ممالک میں آگئے تو دنیا کمانا مقصد نہ بناؤ۔ دین کو دنیا پر مقدّم کرنے کا عہد کرتے ہو تو دین تو مقدّم اسی وقت ہو سکتا ہے جب پتا ہو کہ دین ہے کیا؟ اور دین کا پتا کرنے کے لئے کہ کیا ہے، اس کے لئے جہاں یہ ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کر کے، نمازیں پڑھ کے، اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتے ہوئے کہ ہمیں دین سکھائے، وہاں دین کی تعلیم حاصل کرنا بھی ضروری ہے اور قرآنِ کریم اس کے لئے بنیادی چیز ہے۔ اس لئے قرآن کریم اور اس کا ترجمہ پڑھنا ضروری ہے۔ پھر حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام کی کُتب ہیں جو اس کی تشریح ہیں۔

تو لوگوں کو تربیت کا شعبہ بتائے اور آپ بھی جب ان کو کوئی کتاب پڑھنے کے لئے دیتے ہیں تو ان کو کہیں کہ تم لوگ یہ پڑھو، یہ ضروری ہے، اس کی طرف توجہ کرو، یہی چیز ہے جو ہمیں مقدّم ہونی چاہیے اور ہم اس کا عہد کرتے ہیں اور اپنے عہدوں کو ہمیں پورا کرنا چاہیے۔ لہٰذا اپنے تربیت کے شعبہ کے ساتھ collaborate کر کے، آپس میں مل کے اور معین پروگرام بنا کے تو پھر اس کی طرف توجہ دلائیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آغاز میں اپنی فرمودہ نصیحت کا اعادہ فرمایا کہ مَیں نے تو یہی کہا ہے کہ سوئے ہوئے کو تو جگایا جا سکتا ہے، جاگتے کو کون جگائے؟ بڈّھی عمر میں تو

پہنچ کر آپ پہلے ہی جاگ رہے ہوتے ہیں۔ اور جو سوئے ہوئے ہیں ان کو جگائیں، ان کو پیار سے اور اپنی مثالیں قائم کر کے بتائیں کہ دین کیا ہے۔

پہلے دوسروں کو دیکھنے کی بجائے اپنے نمونے قائم کرلیں

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے نمونے قائم کرنے اور ذاتی اصلاح کی بابت مزید توجہ دلائی کہ سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ اگر آپ کی نیشنل عاملہ اور مقامی مجالس کے عاملہ ممبران مل کر اپنی اصلاح کرلیں اور اس طرف توجہ دیں کہ ہم نے دین سیکھنا ہے اور اس کے لئے ہمیں کتابیں بھی پڑھنی چاہئیں، قرآن کریم بھی پڑھنا چاہیے، اللہ تعالیٰ سے مدد بھی مانگنی چاہیے، تو تبدیلی پیدا ہو جائے گی۔

آپ کے پچاس فیصد لوگ تو اسی طرح cover ہو جائیں گے۔ اگر عاملہ کے ممبران، نائبین یا جو کسی بھی رنگ میں خدمت کر رہے ہیں ان کو یہ توجہ پیدا ہو جائے، پہلے دوسروں کو دیکھنے کی بجائے اپنے نمونے قائم کرلیں۔ نیشنل عاملہ اپنا نمونہ قائم کرے، مقامی عاملہ اپنے نمونے قائم کرے، زعماء اپنے نمونے قائم کریں، تو سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔ اس لئے آپ لوگوں کے پیچھے نہ جایا کریں، جن کے پاس کچھ نہیں، پہلے اپنی اصلاح دیکھیں۔ اپنی عاملہ کے ممبران کتنے ہیں جو اس پر عمل کرتے ہیں، وہ سمجھتے ہیں کہ ہمیں اِسْتِغناء حاصل ہو گیا، ہمارا دین کا علم بہت ہو گیا۔

انصار ہونے کے باوجود مجھے پتا ہے کہ بہت سارے ایسے ہیں جو کہ پانچ نمازیں پوری نہیں پڑھتے، جو باقاعدہ قرآن کریم نہیں پڑھتے، تلاوت نہیں کرتے، جو روزانہ ایک آدھ پیرا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کسی کتاب کا نہیں پڑھتے۔ تو جب خود ہم عمل نہیں کرتے تو دوسروں کو کیا کہیں گے؟ قرآن کریم تو کہتا ہے کہ جو تم خود نہیں کرتے وہ دوسروں کو نہ کہو لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ (الصف:3)، وہ بات دوسروں کو کیوں کہتے ہو جو تم خود نہیں کر رہے؟

مزید برآں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تمام شاملینِ مجلس کی جانب اپنے دستِ مبارک سے اشارہ کرتے ہوئے توجہ دلائی کہ یہ جو سارے یہاں بیٹھے ہوئے ہیں ان کی اصلاح کرلیں تو باقیوں کی اصلاح ہو جائے گی اور قرآن کریم کا جو حکم ہے کہ تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ

وَالتَّقْوٰی (المائدہ:3)، نیکی اور تقویٰ میں جو تعاون ہے اس میں بڑھنے کی کوشش کریں۔

جماعت میں یہ روح پھونک دیں کہ تعاون ہم نے کرنا ہے۔ یہ چیز پیدا ہو جائے گی تو باقی خود بخود آجائیں گی۔

جب تک کسی میں شوق نہ ہو تو اس وقت تک کسی سے زبردستی کام نہیں لیا جا سکتا

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے شعبہ تربیت کے فعّال ہونے کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے فرمایا کہ تربیت کا شعبہ فعّال ہو جائے گا تو تعلیم کا شعبہ بھی فعّال ہو جائے گا، مال کا شعبہ بھی فعّال ہو جائے گا، امورِ عامہ کے شعبہ کو بھی مشکلات پیدا نہیں ہوں گی، تبلیغ کے میدان میں بھی آپ کو آسانیاں پیدا ہو جائیں گی کیونکہ خود لوگوں کو شوق ہو گا اور جب تک کسی میں شوق نہ ہو تو اس وقت تک کسی سے زبردستی کام نہیں لیا جا سکتا، تو وہ شوق پیدا کرنے کی ضرورت ہے، وہ شوق پیدا کر دیں تو سب ٹھیک ہے۔

اب ہر ایک کا مزاج مختلف ہے، ہر ایک کے مزاج کے مطابق آپ کو دیکھنا ہو گا، ایک ہی پروگرام بنا لیا اور اُسی لاٹھی سے سب کو ہانکتے رہیں، یہ درست نہیں ہو گا۔

صفِ اوّل اور صفِ دوم کے لئے علیحدہ پروگرام بنائیں

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صفِ اوّل اور صفِ دوم کے حوالے سے علیحدہ پروگرام بنانے کی جانب توجہ دلائی کہ جو چالیس سال سے پچپن سال تک کے انصار ہیں، اسی لئے ان کی صفِ دوم بنائی گئی تھی، ان کے لئے علیحدہ پروگرام بنائیں، انہیں بتائیں، ان کے دماغ ابھی تازہ ہیں، کچھ نہ کچھ یادداشت ان کی بہتر ہے۔

جب ساٹھ سال سے اوپر چلے جاتے ہیں تو یادداشتیں کمزور ہو جاتی ہیں، تو اِن کے لئے کچھ اَور پروگرام بنانا ہے کہ ان کو کس طرح یاد کرانا ہے؟ تو ہر ایک کو مختلف لحاظ سے treat کرنا ہے۔ سختی سے نہیں، نرمی اور پیار سے ہر ایک سے بات کریں، دوستانہ ماحول بنائیں، آپس میں اس طرح رہیں جس طرح ایک سوسائٹی ہوتی ہے۔

عہدیداروں کو یہ نہیں سوچنا چاہیے کہ ہم عہدیدار ہیں، بطورِ افسر ہم نے بات کر دی ہے تو اگلے نے ماننی ہے، یا کسی نے اختلافِ رائے کیا تو اس کا ہم نے برا منا لینا ہے۔ ابھی پچھلے دنوں مَیں نے خطبے میں بھی ذکر کیا تھا، پرسوں ہی کیا تھا، کہ اختلافِ رائے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ یہ ایک اچھی بات ہے۔ یہ ترقی کی علامت ہے۔ اختلافِ رائے ہونا چاہیے لیکن اختلافِ رائے کو ذاتی اَنا والی بات نہیں بنا لینا چاہیے۔ اگر سمجھ آ جائے تو اس کے لئے اصلاح کی کوشش کرنی ہے۔ تو جس سے اختلاف ہے اس کو بھی چاہیے، افسران کو، صدر صاحب کو بھی، باقیوں کو بھی، قائدین کو بھی، ناظمین کو بھی، زعماء کو بھی کہ لوگوں کو پیار سے سمجھائیں۔ اختلافِ رائے ہے تو ان کو دلیل سے قائل کرنے کی کوشش کریں، اگر ان کی دلیل اچھی ہے، تو بغیر کسی اَنا کو سامنے رکھے اس کو مان لیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسائل کے حل کے لئے باہمی گفت و شنید اور مل بیٹھنے کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے توجہ دلائی کہ یہ چیزیں تو آپس میں مل بیٹھ کر حل کرنے سے پیدا ہوتی ہیں۔ اگر مل بیٹھ کے آپ نے حل نہیں نکالنا تو پھر ڈکٹیٹر شپ تو یہاں ہے کوئی نہیں۔

پھر دوسرا کہے گا کہ تم کون اور مَیں کون؟ اگر کسی نے بیعت کی ہوئی ہے تو وہ کہے گا کہ مَیں نے تمہاری بیعت نہیں کی، مَیں نے تو مسیح موعودؑ کو مانا ہے، مَیں نے خلیفہ سے بیعت کی ہوئی ہے، تم کون ہو؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ آپ کو بتانا پڑے گا کہ ہم اس نظام کا حصّہ ہیں، ہم تمہارے بھائی ہیں، ہم تمہارے ہمدرد ہیں اور ہمیں نظام، خلافت کی طرف سے ہی ملا ہوا ہے، جس کی ہم پابندی کروانا چاہتے ہیں، ہم اپنی طرف سے کچھ نہیں کہہ رہے اور ہمارا مقصد ہے تو یہ ہے کہ جو جماعتی پلان ہے، خلیفۂ وقت کا منصوبہ ہے، جو خلیفۂ وقت کی ہدایات ہیں، جو حضرت مسیحِ موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم سے چاہتے ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس کی ہمیں تعلیم دی ہے، جس کی اللہ تعالیٰ نے تعلیم قرآن کریم کے ذریعہ سے ہمیں بھیجی ہے، ہم اس پر عمل کرنے والے بنیں۔ آپ انصار میں یہ روح پیدا کر دیں تو سب ٹھیک ہو جائے گا۔ جہاں افسر بن کے رہیں گے وہاں سب کچھ خراب ہو جائے گا۔

عاجزانہ راہیں اختیار کریں گے تو کامیابیاں ملیں گی

صدر صاحب کو بھی چاہیے کہ وہ عاجزی دکھائیں۔ قائدین کو بھی چاہیے کہ عاجزی دکھائیں۔ زعماء کو بھی چاہیے کہ عاجزی دکھائیں اور یہی چیز ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کو الہاماً فرمایا تھا اور مَیں بھی ہمیشہ ہر جگہ بار بار کہتا ہوں کہ "تیری عاجزانہ راہیں اُس کو پسند آئیں۔ (تذکرہ صفحہ 675۔ ایڈیشن 2023ء)

وہ عاجزانہ راہیں اختیار کریں گے تو کامیابیاں ملیں گی۔ نہیں تو آپ جتنا مرضی زور لگا لیں، آپ کی نہ اتنی طاقت ہے اور نہ آپ کا اتنا علم ہے اور نہ اتنے اختیارات ہیں کہ آپ اپنے زور سے کچھ کر سکیں۔ جو ہونا ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہونا ہے۔ اس لئے اللہ کے فضل کو حاصل کرنے کے لئے ان لوگوں کے لئے روزانہ دعا بھی کیا کریں۔ ایک آدھ سجدہ تو کیا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسے انصار عطا فرمائے جو تعاون کرنے والے ہوں اور حقیقت میں انصار اللہ ہوں، نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہِ کا نعرہ لگانے والے ہوں۔

ان قیمتی نصائح کے اختتام پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ تو آپ کے سوال کا جواب دیتے ہوئے مَیں نے تربیت کے شعبہ، شعبہ مال اور دیگر تمام متعلقہ ذمہ داران کو بھی توجہ دلا دی ہے۔

پھر صدر صاحب مجلس نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں عرض کیا کہ انصار اللہ کو نمازوں میں بہتری پیدا کرنے کی ترغیب کیسے دلائی جا سکتی ہے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس بات کا اعادہ فرمایا کہ مَیں نے یہی تو بتایا ہے کہ اپنے نمونے قائم کریں۔ دعا کریں۔ ان کے لئے نفل پڑھیں۔ ان کے لئے خاص طور پر دو سجدے کریں اور ان کو بتائیں کہ نماز کی اہمیت کیا ہے؟

قرآنِ کریم کی آیات ہیں، ان کو نکال نکال کے ہر ہفتے ایک آیت سرکلر کر کے، میسج کر کے، آجکل ہر ایک کے پاس واٹس ایپ ہوتا ہے، اس میں بھیج دیں۔ ایک حدیث، نماز کی اہمیت کے بارے میں ہے، وہ نکال کے ہر ہفتے بھیج دی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اقتباس

ہے، وہ نکال کے بھیج دیا۔ خلفاء کے فرمودات ہیں، کوئی نہ کوئی quote نکال کے بھیج دیا۔ ہر ہفتے اس طرح اگر آپ باقاعدگی سے ایک میسج بھیجتے رہیں، نیا نیا میسج آتا رہے، تو سال کے باون ہفتوں میں قرآن، حدیث، حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء کے ارشادات پر مبنی باون میسج چلے جائیں گے۔ وہ جب چلے جائیں گے تو کسی نہ کسی پر تو اس کا اثر ہو گا۔

ہمیں تو اللہ تعالیٰ کا یہی حکم ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ذَکِّرْ کا حکم ہوا، اِنَّمَآ اَنْتَ مُذَكِّرٌ (الغاشیہ:22) کہ تم تو نصیحت کرنے والے ہو، نصیحت کرتے چلے جاؤ۔ لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَّيْطِرٍ (الغاشیہ:23)، تم ان پر داروغہ نہیں بنائے گئے۔ آپ داروغہ نہیں ہیں، ڈنڈے کے زور سے آپ کہہ دیں کہ مَیں کسی کو قائل کرلوں گا۔ ہاں! پیار سے، محبّت سے سمجھائیں، اپنی مثالیں قائم کریں، ان کے لئے دعا کریں تو ٹھیک ہو جائے گا۔

نائب صدر صاحب نے راہنمائی طلب کی کہ عرفانِ الٰہی کس طرح حاصل ہو سکتا ہے اور ہمیں کیسے پتا لگے گا کہ واقعی عرفانِ الٰہی حاصل ہوا ہے کہ نہیں؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے توجہ دلائی کہ ہر چیز اللہ تعالیٰ بتا دے تو آپ وہیں رک جائیں گے۔ وہیں آپ بریک لگا دیں گے کہ ہمیں عرفانِ الٰہی حاصل ہو گیا، ہم بزرگ بن گئے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثّانی رضی اللہ عنہ نے ایک واقعہ بیان کیا کہ ایک بندہ ان کے پاس آیا۔ وہ اپنے آپ کو بڑا پیر سمجھتا تھا کہ مَیں عرفانِ الٰہی کے بڑے اعلیٰ معیار تک پہنچا ہوا ہوں، نمازیں وغیرہ بھی اس نے پڑھنی چھوڑ دیں، اس لئے کہ مَیں اللہ کے قریب پہنچ گیا ہوں، مجھے اب کسی چیز کی کیا ضرورت ہے؟

تو حضرت مصلح موعودؓ کہتے ہیں کہ مَیں نے اسے سمجھایا کہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت اور دعا کرتے رہو۔ عرفان حاصل کرنے کے لئے اس کا علم، اس کی طاقتیں اور اس کی معرفت لامحدود ہیں۔ جب وہ لامحدود ہیں تو تم کیسے کہہ سکتے ہو کہ مَیں نے یہاں پہنچ کے وہ سب کچھ حاصل کرلیا ہے۔

اس شخص نے مثال دی کہ اگر ایک شخص کشتی پر بیٹھا جا رہا ہو اور وہاں آگے خشک زمین آ جائے یا جزیرہ آ جائے یا ایک جگہ آ جائے جہاں اسے اُترنا ہے، تو وہاں اس جزیرے پر وہ نہ اُترے، تو اسے آپ بے وقوف نہیں کہیں گے؟ جہاں پہنچنا تھا اسے، وہ وہاں پہنچ گیا؟ تو حضرت مصلح موعودؓ نے اسے کہا کہ تم جسے خشک زمین سمجھے ہو، اگر وہ تمہاری نظر کا دھوکا ہو اَور تم وہاں کشتی سے اُترو اور تمہارا اگلا پاؤں پڑے اور ایک دَم گہرا پانی آ جائے تو وہیں تم ڈوب جاؤ گے۔ عقلمندی تو یہ ہے کہ تم چلتے رہو، جب تک تم دیکھتے نہ ہو کہ بالکل وسیع پیمانے پر خشکی آ گئی۔

اللہ تعالیٰ سے جب تعلق پیدا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ دل کو تسلی بھی دے دیتا ہے

اللہ تعالیٰ کی قدرت اور عرفان تو لامحدود ہے، تم ایک جگہ اُتر کر کہہ دو کہ مَیں نے حاصل کر لیا، تو وہ نہیں ہو سکتا۔ اس کو حاصل کرنے کے لئے مسلسل کوشش کرتے رہو۔ دعا کرتے رہو۔ اس کے لئے اللہ تعالیٰ سے ایک تعلق پیدا کرو اور اللہ تعالیٰ سے جب تعلق پیدا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ دل کو تسلی بھی دے دیتا ہے۔ خود انسان کو تسلی ہو جاتی ہے۔ انسان کی دعاؤں کا جواب مل جاتا ہے اور اس سے اثر پیدا ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی بعض باتیں انسان کی سمجھ میں نہیں آتیں، اس کے سمجھانے کے طریقے اللہ تعالیٰ بتا دیتا ہے، قرآن کریم کی آیات سے عرفان حاصل ہو جاتا ہے۔

یہ نہیں کہ آپ کو عرفان کا الہام ہو گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کوئی کتاب پڑھ رہے ہیں، وہاں سے آپ کو ایک نکتہ مل جائے گا کہ ہاں! اس کا یہ جواب مل گیا۔ خلفاء کی کُتب پڑھ رہے ہیں، خطبات سن رہے ہیں، وہاں سے آپ کو جواب مل جائے گا۔ کسی بزرگ کی بات سن رہے ہیں، پرانے علماء، صحابہؓ کی باتیں سن رہے ہیں، وہاں سے آپ کو جواب مل جاتے ہیں۔ احادیث سے آپ کو جواب مل جاتے ہیں۔ تو ان چیزوں سے آپ کو پتا لگے گا کہ ہاں، یہ عرفان مجھے حاصل ہو رہا ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی تائید ہے، جو میرے لئے، ان ان باتوں کے سمجھنے کے ذریعے نکال رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ تو ذرائع پیدا کرتا ہے، یہ تو نہیں کہ الہام کر کے ہر ایک کو ولی اللہ بنا دے، آپ

کو نبیوں کی طرح ہر بات کا الہام ہونا شروع ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں ہر ایک کے لئے اس کے معیار کے مطابق مختلف ذرائع ہوتے ہیں۔ تو اس لئے عرفانِ الٰہی کو حاصل کرنے کے لئے مسلسل عبادت اور علم حاصل کرتے چلے جانا اور اس کے حل نکالتے چلے جانا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کا فضل مانگتے چلے جانا، یہ اصل چیز ہے۔

یہ کہنا کہ مجھے عرفانِ الٰہی حاصل ہو گیا اور بس مَیں بڑا بزرگ ہو گیا، یہ بات ہو گی تو سمجھو وہ ختم ہو گیا، وہ پانی میں اس پیر کی طرح ڈوب گیا۔

جس کی فِطرت نیک ہے وہ آئے گا انجام کار

اس کے بعد ایک ناصر نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں عرض کیا کہ جب یورپی لوگوں کو تبلیغ کی جاتی ہے تو وہ اکثر کم دلچسپی ظاہر کرتے ہیں، ایک یا دو بار تو سنتے ہیں لیکن پھر لاپرواہو جاتے ہیں۔ اس سلسلے میں کیا کرنا چاہیے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جواب دیا کہ ہمارا کام تبلیغ کرنا ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا کہ تم تبلیغ کرو، ہدایت دینا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ ہم اپنے کام کیے جائیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ۔

ہر طرف آواز دینا ہے ہمارا کام آج جس کی فِطرت نیک ہے وہ آئے گا انجام کار

نیک فطرت لوگ آتے ہیں، ہر ایک تو مانتا بھی نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کو پیدا کیا تو کہا تھا کہ نیک باتیں بتاؤ۔ شیطان نے سجدہ کرنے یا بات ماننے یا آدمؑ کی فرمانبرداری کرنے سے انکار کیا تھا تو ساتھ ہی شیطان نے یہ بھی اللہ تعالیٰ کو کہہ دیا تھا کہ تُو مجھے مہلت دے، تُو کہتا ہے کہ مَیں آدمؑ کی اطاعت کروں، مجھے اجازت دے کہ مَیں اپنی طرف بھی لوگوں کو لے کے آؤں۔

تو اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں کہا تھا کہ مَیں نے آدمؑ کو پیدا کر دیا، اب سارے آدمؑ کے پاس ہی جائیں گے اور تمہاری طرف کوئی نہیں آئے گا۔

اللہ میاں نے کہا کہ تمہیں اجازت ہے کہ ٹھیک ہے تم لوگوں کو بھٹکاؤ، اپنی طرف لے

کر آؤ۔ پھر اس شیطان نے یہ چیلنج دیا کہ لوگوں کی اکثریت مجھے follow کرے گی، آدمؑ یا نیک باتوں کو follow نہیں کرے گی۔ اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں کہا تھا کہ نہیں کرے گی بلکہ کہا تھا کہ ٹھیک ہے ایسا کریں گے تو تمہیں بھی اور تمہارے ساتھیوں کو بھی مَیں پھر ضرور جہنّم سے بھر دوں گا۔ یہی قرآن کریم میں سارے واقعات لکھے ہیں۔ تو اس کا مطلب ہے کہ جو بد لوگ ہیں، شیطان کے پیچھے چلنے والے لوگ ہیں، نہ ماننے والے لوگ ہیں، وہ زیادہ ہوں گے۔ زیادہ رہیں گے یا اتنی تعداد میں رہیں گے کہ لوگوں کو متأثر کر سکیں۔

ہاں ایک وقت ایسا بھی آتا ہے کہ جب نیک فطرت لوگ ایک علاقے میں، ایک جگہ میں زیادہ ہو جاتے ہیں تو ان پر اللہ تعالیٰ فضل بھی فرماتا رہتا ہے۔ لیکن یہ کہنا درست نہیں کہ ساری دنیا میں ایک ہی طرح ہر جگہ ہو جائے گا کہ صرف نیک ہی نیک لوگ ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جہاں بے شک فرمایا ہے کہ ایک وقت آئے گا کہ اکثریت قبول کر لے گی۔ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ بہت سارے علاقوں میں بہت بڑی اکثریت قبول کر لے گی۔ یہ نہیں فرمایا کہ ساری دنیا مجھے قبول کر لے گی۔ اسلام کا یہ دعویٰ ہی نہیں، اگر یہ دعویٰ ہوتا تو کافروں کے متعلق قرآن کریم میں حکم کیوں ہوتے، اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ پر چلنے کا حکم کیوں ہوتا؟ غَيۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَيۡهِمۡ وَلَا الضَّآلِّيۡنَ جو کہا گیا، وہ کہنے کی ضرورت کیا تھی؟ جب مغضوب علیہ اور گمراہ لوگ ضالین جو ہیں وہ بھی نہ ہوتے تو لوگوں کو پھر پتا کس طرح لگتا؟ اس کا مطلب ہے کہ ہمیشہ ہر وقت یہ لوگ رہیں گے۔ لیکن ہمارا کام تبلیغ کرتے رہنا ہے اور اگر کوئی تبلیغ میں دلچسپی لیتا ہے تو الحمد للہ اور اگر آپ کا کوئی بہت خاص دوست ہے تو اس کو سمجھائیں کہ دیکھو! مَیں تمہیں یہ بات اس لئے کہہ رہا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو تم اپنے لئے پسند کرتے ہو، وہ دوسرے کے لئے پسند کرو، تو مجھے یہ چیز پسند ہے اور مَیں اس کو صحیح سمجھتا ہوں۔ اس لئے مَیں تمہاری بہتری کے لئے تمہیں بتا رہا ہوں۔ مانو نہ مانو، تمہارا فعل ہے، یہ چیز آپ بتا دیں۔ اگر وہ مان لے گا تو الحمد للہ! نہیں تو کوئی دوسرا لے لیں۔ بعض اَڑے ہوتے ہیں، ان پر ہی آپ وقت ضائع کرتے جائیں کہ نہیں مَیں نے منوا کے ہی چھوڑنا ہے، نہیں منوا سکتے۔

اللہ تعالیٰ نے اس لئے قرآن شریف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا کہ آپؐ تبلیغ کریں جو تعلیم آپؐ کو نازل کی گئی، ہدایت دینا اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ اس کے لئے دعا کرتے رہیں۔ فطرت نیک ہو گی تو قبول کر لے گا۔

ہم نے اپنا کام نہیں چھوڑنا۔ ہمارا کام یہی ہے کہ بُلاتے چلے جانا۔ آدمؑ کو اللہ تعالیٰ نے یہی کہا تھا کہ تم نے اپنا کام نیکیوں کی تلقین کرتے رہنا ہے۔ شیطان کو کہا ٹھیک ہے کہ مَیں تمہیں تمہارے کام کی اجازت دیتا ہوں کہ تم برائیوں کی طرف بلاتے رہو۔ دونوں کو کھلی چھٹی دے دی۔ یہ کہیں نہیں کہا کہ مَیں شیطان باندھ دوں گا۔

ہاں رمضان کے دنوں میں شیطان ان لوگوں کے لئے باندھا جاتا ہے جو مومن ہوتے ہیں۔ کیونکہ نفسِ امّارہ جو ہے وہ بعض دفعہ بگڑ جاتا ہے، اس لئے نفسِ لوّامہ کی صورت پیدا ہوتی ہے اور اس میں پھر رمضان میں ملامت بھی زیادہ ہوتی ہے۔ اور اگر نیت نیک ہو تو پھر شیطان کو باندھ کر اللہ تعالیٰ نیکیاں کرنے کی توفیق دیتا ہے۔ اگر نیت نیک نہیں ہے تو بہت سارے کلمہ پڑھنے والے بھی ہیں، جن کے شیطان کھلے رہتے ہیں۔ رمضان میں ساروں کے شیطان تو نہیں بند ہو جاتے۔ یہ تو پھر نیت اور ارادے پر منحصر ہے، ارادہ اور نیت ہو گی تو ٹھیک، ارادہ اور نیت نہیں ہو گی تو پھر ختم۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے قرآنی تعلیم کی روشنی میں اس بات کا اعادہ فرمایا کہ آپ کا اور ہمارا کام تبلیغ کرنا ہے۔ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ (المائدۃ:68) تبلیغ کرو جو اُتارا گیا ہے تم پر۔ ہدایت دینا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔

ایک ناصر نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے دریافت کیا کہ آپ کے خطبات اور خطابات سے مؤثر انداز میں کس طرح سے استفادہ کیا جا سکتا ہے؟ اس کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے استفہامیہ انداز میں استفسار فرمایا کہ کیا آپ ان سے کوئی سبق حاصل کرتے ہیں؟ کیا آپ نے کبھی کچھ سیکھا ہے؟ کیا آپ نے کبھی یہ محسوس کیا کہ آپ ان سے فائدہ اُٹھا رہے ہیں؟ یہی تو اصل اہمیت ہے۔ اس سے زیادہ مَیں آپ کو اَور کیا بتا سکتا ہوں؟

حقائق کو سامنے رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے تعلق میں بھی بڑھیں

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبات کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ اس لئے بتاتا ہوں کہ آپ لوگوں کو تاریخِ اسلام کا بھی پتا لگے۔ جو واقعات ہو رہے ہیں ان کا بھی پتا لگے۔ جو واقعات ماضی میں ہوئے ان کا بھی پتا لگے۔ جس طرح صحابہؓ نے قربانیاں کیں ان کا بھی پتا لگے۔

انہی خطبات میں بعض نصائح آ جاتی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ کی لوگوں سے وابستہ توقعات آجاتی ہیں۔ لوگوں کے اپنے عمل آجاتے ہیں۔ ان کا سب کو پتا لگے۔ پتا لگے کہ ہمارے بزرگوں نے کتنی قربانیاں کی تھیں اور کس طرح قربانیاں کر کے اسلام کو سنبھالا اور سینچا اور اب اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے جو ہمیں سہولتیں دے دی ہیں، اس کے بعد ہماری ذمہ داری کتنی ہے کہ ہم اس کو کس طرح سنبھالیں اور سینچیں۔

اپنے ایمانوں کو مضبوط بھی رکھیں اور اپنی نسلوں کے ایمانوں کو بھی مضبوط رکھیں اور اس سے سبق حاصل کرتے ہوئے آگے اسلام کی تبلیغ اور پیغام کو بھی پہنچاتے رہیں۔ اور حقائق کو سامنے رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے تعلق میں بھی بڑھیں۔ اس طرح بہت ساری نصیحتیں انہی میں آجاتی ہیں۔

اوّل تو مَیں نے پہلے سولہ، سترہ سال تربیت پر بے شمار خطبے دیئے ہیں، ان تربیتی خطبات کو دیکھیں تو آپ کو تربیت سے متعلق باتیں پتا لگ جائیں گی۔

پھر تاریخ پر مَیں نے خطبات کا سلسلہ اس لئے شروع کیا کہ پتا لگے کہ تربیت کی صرف باتیں نہیں ہیں، بلکہ تاریخ ہمیں یہ بتاتی ہے کہ یہ صحابہؓ نے کام کر کے دکھائے۔

یہ کوئی ایسی باتیں نہیں تھیں کہ صرف اللہ تعالیٰ نے حکم دے دیا بلکہ ان میں تبدیلی پیدا کی۔ اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آکے جاہل اور اُجڈ لوگوں کی، جو بالکل اَن پڑھ تھے، ہم تو پھر اپنے آپ کو بڑے پڑھے لکھے کہتے ہیں، اور گاؤں کے لوگوں کی تربیت کی اور ان کو انسان بنایا۔ پھر انسان سے تعلیم یافتہ انسان

بنایا، پھر تعلیم یافتہ انسان سے باخدا اِنسان بنایا جو اللہ تعالیٰ کی طرف جھک گئے۔

تو اگر وہ ساری چیزوں کے باوجود باخدا بن سکتے تھے تو مَیں نے جو تربیت کی باتیں بتائی ہیں، وہ سیکھ کے جو ہم تھوڑے بہت پڑھے لکھے ہیں، ہم کیوں باخدا انسان نہیں بن سکتے؟

تو یہی سبق خطبوں میں ملتے ہیں، اگر لینا چاہیں تو! نہیں لینا چاہیں تو کہہ دیں کہ ٹھیک ہے خطبہ سنا تھا، بڑا مزا آیا، بس بات ختم ہو گئی۔"

(ملاقات نیشنل عاملہ، زعمائے مجالس و ریجنل ناظمین مجلس انصار اللہ بیلجیئم بحوالہ الفضل انٹر نیشنل 31 اکتوبر 2024ء صفحہ 1)

ہمارے نمونے ہی ہیں جو معاشرے میں تبدیلیاں لانے والے ہوں گے

”پیارے ممبران مجلس انصار اللہ بھارت

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے یہ جان کر بہت خوشی ہوئی ہے کہ مجلس انصار اللہ بھارت کو اپنا سالانہ اجتماع منعقد کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے اور نیک نتائج سے نوازے۔ آمین مجھ سے اس موقع پر پیغام بھجوانے کی درخواست کی گئی ہے۔ میں اس موقع پر آپ کو چند ضروری نصائح کرنا چاہتا ہوں۔

انصار اللہ کی عمر میں انسان اپنی چستی کی عمر کو پہنچ جاتا ہے۔ اس پختہ عمر میں خاص طور پر یہ سوچ اپنے اندر بہت زیادہ پیدا کرنے کی ضرورت ہے کہ اس کا خلافت سے مضبوط تعلق ہو اور اپنی اولاد کی تربیت پر خاص توجہ ہو جس کا بہترین طریق انہیں اپنا نیک نمونہ پیش کرنا ہے۔ یاد رکھیں کہ ہمارے نمونے ہی ہیں جو نوجوانوں کے لئے بھی صحیح سمت متعین کرنے والے ہوں گے۔ ہمارے نمونے ہی ہیں جو ہمارے بچوں کے لئے بھی رہ نما ہوں گے۔ ہمارے نمونے ہی ہیں جو معاشرے میں تبدیلیاں لانے والے ہوں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”تم لوگ سچے دل سے توبہ کرو تہجد میں اٹھو۔ دعا کرو، دل کو درست کرو۔ کمزوریوں کو چھوڑ دو۔ اور خدا تعالیٰ کی رضا کے مطابق اپنے قول و فعل کو بناؤ یقین رکھو کہ جو اس نصیحت کو ورد بنائے گا اور عملی طور سے دعا کرے گا اور عملی طور پر التجا خدا کے سامنے لائیگا۔ اللہ تعالیٰ اس پر فضل کرے گا۔ اور اس کے دل میں تبدیلی ہو گی۔“ (ملفوظات جلد اول صفحہ 45)

درحقیقت جب ایک مومن اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کرتا ہے تو اس کی اولاد پر بھی اس کا نیک اثر ہوتا ہے۔ اس کے مرنے کے بعد اس کی نیک اولاد ان نیکیوں کو جاری رکھتی ہے جس پر ایک مومن قائم تھا۔

اپنے ماں باپ کے لئے نیک اولاد دعائیں کرتی ہے جو اس کے درجات کی بلندی کا باعث بنتے ہیں۔ دوسری نیکیاں کرتی ہے جو ان کی درجات کی بلندی کا باعث بنتی ہیں۔ پس اولاد کو بھی

قرۃ العین بنانے کے لئے، آنکھوں کی ٹھنڈک بنانے کے لئے، اپنی حالتوں اور اپنی عبادتوں کی طرف دیکھنے کی ضرورت ہے۔

خلافت سے فیض اٹھانے کے لئے...اپنی حالتوں کو بدلنا ہوگا

اسی طرح آپ کی خلافت سے وابستگی بھی مثالی ہونی چاہیے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "اس سے جتنا زیادہ تعلق رکھو گے اس قدر تمہارے کاموں میں برکت پیدا ہو گی اور اس سے جس قدر دور رہو گے اس قدر تمہارے کاموں میں بے برکتی پیدا ہو گی جس طرح وہی شاخ پھل لا سکتی ہے جو درخت کے ساتھ ہو۔ وہ کٹی ہوئی شاخ پھل پیدا نہیں کر سکتی جو درخت سے جدا ہو۔ (خلافت علی منہاج النبوۃ جلد 3 صفحہ 340 بحوالہ خلافت کا مقام صفحہ 22) اس زمانے میں جب اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق مسیح موعودؑ کو بھیجا اور ہمیں پھر انہیں ماننے کی توفیق بھی عطا فرمائی اور پھر آپ کے بعد خلافت کے جاری نظام سے بھی نوازا ہمیں اس انعام کی قدر کرنی چاہیے۔ خلافت سے فیض اٹھانے کے لئے، اس کے انعام سے حصہ لینے کے لئے اپنی حالتوں کو بدلنا ہو گا۔ تبھی وہ ترقیات بھی ملیں گی جو پہلے ملتی رہی ہیں۔ ہمیں اپنی عبادتوں کے معیار بھی اونچے کرنے ہوں گے۔ اپنی نمازوں کی بھی حفاظت کرنی ہو گی۔ اپنے ہر قول و فعل کو ہر قسم کے شرک سے کلین پاک کرنا ہو گا۔ اپنے اموال کو بھی خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنا ہو گا اور خلافت سے وفا اور اطاعت کے معیاروں کی بھی ہر وقت حفاظت کرنی ہو گی تبھی ہم خلافت کے انعام اور اس کے ساتھ رکھی ہوئی اللہ تعالیٰ کی برکات سے فیض پا سکتے ہیں اور تا قیامت رہنے والی خلافت سے جڑے رہ سکتے ہیں اور اپنی نسلوں کو ان کے ساتھ جڑا رکھنے والا بن سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو میری ان نصائح پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین"

(پیغام بر موقع سالانہ اجتماع مجلس انصار اللہ بھارت بحوالہ الفضل انٹرنیشنل مؤرخہ 19 نومبر 2024ء صفحہ 8)

انصار اللہ کی ذمہ داریاں

تشہد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

''آج ہمارے ساتھ اس اجتماع میں بیلجیم کے انصار بھی شامل ہیں جن کا اجتماع ہو رہا ہے اور شاید ایک آدھ جگہ اور بھی ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو توفیق دے کہ اس اجتماع سے بھرپور فائدہ اٹھانے والے ہوں۔

انصار اللہ... کی ذمہ داری ہے کہ باقی افراد جماعت کے لئے نمونہ بنیں

ہم جس معاشرے میں رہ رہے ہیں جہاں ترقی کے نام پر ہر قسم کی آزادی اور بے جا آزادی کو رواج دیا جارہا ہے، آزادی کے نام پر لغو قسم کی حرکات کو بھی جائز قرار دیا جارہا ہے ایسے میں انصار اللہ کی ذمہ داریاں پہلے سے بہت بڑھ جاتی ہیں کیونکہ انصار اللہ وہ تنظیم ہے، جماعت کا وہ حصہ ہے جو اپنی بلوغت کی عمر کو پہنچ چکا ہے اور اس لحاظ سے اس کی ذمہ داری ہے کہ باقی افراد جماعت کے لئے نمونہ بنیں۔

پس اس بات کو سمجھتے ہوئے ان باتوں کو اپنانے، ان پر عمل کرنے اور اسے پھیلانے کی کوشش کریں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام ہم سے چاہتے ہیں اور جس کے پورا کرنے کے لئے ہم نے آپ کی بیعت کی ہے۔ ہم نے اپنے گھروں کے ماحول کو بھی ایسا بنانا ہے جہاں یہ پاک نمونے قائم ہوں۔ اپنے بیوی بچوں کے سامنے بھی ایسے نمونے قائم کرنے ہیں جو ان کے لئے ایک نمونہ ہوں اور اپنے معاشرے اور ماحول میں بھی وہ نمونے قائم کرنے ہیں جو معاشرے کی بھلائی اور بہتری کے لئے ایک راستہ دکھانے والے ہوں۔ پس اس لحاظ سے ہماری بہت بڑی ذمہ داری ہے جس کو سمجھنا چاہیے اور اس کے لئے ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے ہاتھ پر بیعت کی ہے۔ پس اگر ہم نے اپنے نمونے نہ دکھائے، اس عمر کو پہنچ کر جو ہماری انتہائی بلوغت کی عمر ہے اپنے وہ نمونے قائم نہ کیے جو دوسروں کے لئے مثال ہوں تو پھر ہم اپنی بیعت کا

بھی حق ادا کرنے والے نہیں ہوں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے مختلف جگہوں پر ہمیں نصائح فرمائی ہیں۔ چھوٹی سے چھوٹی بات سے لے کر بڑی باتوں تک ہر قسم کی نصیحتیں فرمائیں۔

اپنے گھروں کے ماحول کو ایسا بناؤ جہاں محبت اور پیار نمایاں ہو

اس وقت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی بعض باتیں آپ کے سامنے پیش کروں گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام ہم سے کیا چاہتے ہیں۔ پہلی بات تو یہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے ہمیں یہ نصیحت فرمائی کہ اپنے گھروں کے ماحول کو ایسا بناؤ جہاں محبت اور پیار نمایاں ہو کیونکہ گھر معاشرے کی وہ چھوٹی اکائی ہے جس میں اگر امن اور سلامتی ہو، پیار اور محبت ہو تو پھر وہی پیغام باہر لوگوں کو بھی پہنچتا ہے، وہی پیغام سارے گھر کے افراد کو بھی پہنچتا ہے اور وہ پھر آگے اس کو پہنچانے والے ہوتے ہیں۔

عورتوں سے حسن معاشرت کے طور پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے بڑی نصیحت فرمائی ہے اور ایک دفعہ لوگوں کو نصیحت کرتے ہوئے بڑے درد سے فرمایا کہ لوگ تو بلا وجہ عورتوں کو اپنی دشنام طرازی کا نشانہ بنالیتے ہیں ان کو برا بھلا کہہ دیتے ہیں ان سے لڑائی جھگڑا بھی کر لیتے ہیں لیکن ایک موقع پر آپؑ اپنا حال بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ”میرا یہ حال ہے کہ ایک دفعہ میں نے اپنی بیوی پر آوازہ کسا تھا اور میں محسوس کرتا تھا کہ وہ بانگ بلند یعنی اونچی آواز جو ہے دل کے رنج سے ملی ہوئی ہے۔ اس میں غصہ شامل ہے اور ”بایں ہمہ کوئی دلآزار اور درشت کلمہ منہ سے نہیں نکالا تھا۔ اس کے علاوہ کوئی ایسی بات نہیں کی تھی جو سخت ہو صرف آواز اونچی تھی لیکن اس کے بعد فرماتے ہیں ”میں بہت دیر تک استغفار کرتا رہا اور بڑے خشوع اور خضوع سے نفلیں پڑھیں اور کچھ صدقہ بھی دیا کہ یہ درشتی زوجہ پر کسی پنہانی معصیت الٰہی کا نتیجہ ہے۔“ (ملفوظات جلد 2 صفحہ 2 ایڈیشن 1984ء) شاید کوئی میرا چھپا ہوا ایسا گناہ ہے جس کی وجہ سے ایسے سخت الفاظ یا اونچی آواز میرے منہ سے نکل گئی۔ پس یہ وہ معیار ہے جو ہمیں اپنے گھروں میں قائم کرنے کی ضرورت ہے۔ چالیس سال کی عمر میں آپ انصار میں شامل ہو جاتے ہیں اور یہ عمر

ایک ایسی ہے جو پوری بلوغت کی عمر ہے اور یہی عمر ایسی ہے جہاں بعض دفعہ انسان اپنے جذبات بھی قابو میں نہیں رکھتا جس کو خیال ہوتا ہے کہ میری عمر ایسی آگئی ہے کہ میرا عزت اور احترام بھی زیادہ ہونا چاہیے۔ اگر بیوی کی طرف سے کوئی ایسی بات ہو جائے جو مزاج کے خلاف ہو تو بہت سارے معاملات ایسے آتے ہیں جہاں پتہ لگتا ہے کہ خاوند پھر بہت زیادہ سختی بیویوں پر شروع کر دیتے ہیں یا بیویوں کے جو قریبی رشتے ہیں ان کے ساتھ ایسا سلوک کرتے ہیں کہ جو پھر بیوی کو نامناسب لگتا ہے اور اس کی طبیعت پر اس کا منفی اثر ہوتا ہے جس کی وجہ سے پھر ایک بے چینی اور بدمزگی گھر میں پیدا ہو جاتی ہے اور اس کا نتیجہ پھر یہ نکلتا ہے کہ بچوں پر بھی برا اثر پڑتا ہے بچوں کی تربیت پر برا اثر پڑتا ہے۔ بچے بعض دفعہ دیکھ لیتے ہیں کہ باپ کے نامناسب رویے کی وجہ سے ہماری ماں کے جذبات کو ٹھیس پہنچی ہے یا باپ ہماری ماں کے جذبات کا صحیح احترام نہیں کرتا اور خیال نہیں رکھتا یا ہمارا باپ اپنے رشتے داروں سے حسن سلوک نہیں کرتا۔ چاہے وہ رحمی رشتہ دار ہوں یا سسرالی رشتہ دار ہوں۔ پھر اس کا اثر بچوں پر پڑتا ہے اور وہ بھی پھر گھر کے ماحول سے بیزار ہوتے ہیں اور باہر جا کر سکون تلاش کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور جب وہ باہر جاتے ہیں تو باہر کے ماحول میں پھر جیسا بھی ماحول میسر ہے ان کو مل جاتا ہے جس کی وجہ سے پھر برائیاں پیدا ہونی شروع ہو جاتی ہیں اور بہت سارے بچے اسی لئے بگڑتے ہیں کہ وہ گھروں کے ماحول سے بیزار ہوتے ہیں یا گھروں کے ماحول میں ان کو تسلی نہیں ملتی۔ گھروں کے ماحول میں ان کو بے چینی مل رہی ہوتی ہے۔

پس اس لحاظ سے یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ مرد اپنی نسلوں کی اصلاح کے لئے، اپنی نسلوں کو بچانے کے لئے، اپنی نسلوں میں دین کی محبت پیدا کرنے کے لئے، اپنی نسلوں کو خدا تعالیٰ سے جوڑنے کے لئے، اپنی نسلوں میں جماعتی احترام اور تعلق پیدا کرنے کے لئے ایسے نمونے قائم کریں جو ایک مثال ہوں۔ ان کے گھروں میں ایک سکون ہو۔ یہ گھروں کا سکون جو ہے جب یہ حاصل ہو جائے گا تو پھر ہر طرف ایک امن اور سکون کی فضا نہیں نظر آئے گی۔ اور بچے پھر اس ماحول میں گھروں میں رہ کر اپنے ماں باپ سے زیادہ تعلق پیدا کرنے والے ہوں گے اور اپنی

اصلاح کر کے پھر دین سے بھی جڑنے والے ہوں گے کیونکہ ان کو پتہ ہو گا کہ میرا باپ جو کچھ بھی کر رہا ہے وہ دین کی تعلیم کے مطابق کر رہا ہے۔ پس یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے جو انصار کی عمر کو پہنچ کر پہلے سے زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ بے شک خدام الاحمدیہ کی بھی ذمہ داری ہے۔ ان کے بچے چھوٹے بچے ہوتے ہیں۔ خدام بھی بیویوں کے ساتھ حسن سلوک کریں تا کہ بچپن سے ہی گھروں کا پرسکون ماحول نظر آئے لیکن انصار کی عمر کو پہنچ کر بچے بہت حد تک باشعور ہو جاتے ہیں بلکہ بالغ ہو جاتے ہیں اس لئے اس عمر کو پہنچ کے تو خاص طور پر اس بات کا اہتمام کرنا چاہیے کہ ہمارے گھریلو ماحول نہایت پیار اور محبت والے ہوں اور پر امن رہنے والے ہوں۔

بچوں کے لئے دعا کرنی چاہیے

پھر بچوں کی تربیت کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک نسخہ بتایا ہے وہ یہ ہے کہ ان کے لئے دعا کرو اور نرمی کا سلوک کیا کرو اور نرمی اور پیار سے سمجھاؤ گے تو وہ بات سمجھیں گے بھی اور ان کو یہ شکوہ بھی نہیں ہو گا کہ ہمارا باپ سختی کر رہا ہے یا ہمیں غلط باتوں پر بلاوجہ ڈانٹ ڈپٹ ہو رہی ہے۔ ڈانٹ ڈپٹ تو ہوتی ہی غلط باتوں پر ہے، غلط باتوں پر بھی ڈانٹ ڈپٹ اگر ضرورت سے زیادہ ہو جائے تو وہ بھی غلط چیز ہے۔ غلط بات ہی ہے جیسا کہ میں نے کہا اس پر ڈانٹ ڈپٹ ہوتی ہے۔ اچھی باتوں پہ تو کوئی نہیں ڈانٹتا لیکن اس کا بھی اگر صحیح موقع پر نہیں ہو، صحیح طریقے سے نہ ہو تو بچوں پر برا اثر پڑتا ہے۔ اس لئے ہمیشہ اس بات کی کوشش کرنی چاہیے کہ بلاوجہ کی ڈانٹ ڈپٹ نہ ہو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ”ہدایت اور تربیت حقیقی خدا تعالیٰ کا فعل ہے۔ سخت پیچھا کرنا اور ایک امر پر اصرار کو حد سے گزار دینا یعنی بات بات پر بچوں کو روکنا اور ٹوکنا یہ ظاہر کرتا ہے کہ گویا ہم ہی ہدایت کے مالک ہیں اور ہم اس کو اپنی مرضی کے مطابق ایک راہ پر لے آئیں گے۔ یہ ایک قسم کا شرک خفی ہے۔ اس سے ہماری جماعت کو پرہیز کرنا چاہیے۔“

آپؑ فرماتے ہیں ”اس سے ہماری جماعت کو پرہیز کرنا چاہیے۔ فرمایا ”ہم تو اپنے بچوں کے لئے دعا کرتے ہیں اور سرسری طور پر قواعد اور آداب تعلیم کی پابندی کراتے ہیں۔ بس اس

سے زیادہ نہیں اور پھر اپنا پورا بھروسہ اللہ تعالیٰ پر رکھتے ہیں جیسا کسی میں سعادت کا تخم ہوگا وقت پر سرسبز ہو جائے گا۔" (ملفوظات جلد 2 صفحہ 5 ایڈیشن 1984ء)

پھر آپؒ نے یہ بھی فرمایا کہ بچوں کے لئے دعا کرنی چاہیے۔ میں اپنے بچوں کے لئے بہت دعا کرتا ہوں اور یہ تبھی ہوگا جب آپ لوگوں کو ہم سب کو اللہ تعالیٰ سے ایسا تعلق پیدا ہوگا اور دعا پر اتنا یقین ہوگا کہ ہم یہ سمجھیں گے کہ دعا کے بغیر ہمارا گزارہ نہیں اور اپنی پانچ وقت کی نمازوں میں رقت پیدا کرنے کی کوشش کریں گے، درد پیدا کرنے کی کوشش کریں گے، بچوں کے لئے خاص دعائیں کرنے کی کوشش کریں گے تاکہ ہماری نسلیں بھی بچ جائیں اور ہمیشہ دین کے ساتھ جڑی بھی رہیں اور خدا تعالیٰ سے تعلق بھی ان کا پختہ ہوتا چلا جائے۔

نیکی کرنے والوں کے ساتھ نیکی کرو اور بدی کرنے والوں کو معاف کردو

پھر ایک نصیحت آپؒ نے یہ بھی فرمائی کہ نیکی کرنے والوں کے ساتھ نیکی کرو اور بدی کرنے والوں کو معاف کردو، معافی کی عادت بھی ڈالو بعض دفعہ دیکھا گیا ہے کہ ہمارے ہاں ذرا ذرا سی بات پر جب جھگڑے ہو جاتے ہیں تو پھر انسان معاف نہیں کرتا اس کو دل میں رکھتا ہے اور دل میں رکھ کر پھر وہ بات بڑھاتا چلا جاتا ہے۔ یہ چیز جو ہے یہ ناپسندیدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے اور اسلام کی تعلیم میں اس کو بہت زیادہ ناپسند کیا گیا ہے اور اس سے منع کیا گیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں کہ "سنو اور یاد رکھو کہ خدا اس طرز عمل کو پسند نہیں فرماتا تم جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو اور محض خدا کے لئے رکھتے ہو نیکی کرنے والوں کے ساتھ نیکی کرو اور بدی کرنے والوں کو معاف کرو۔" (روئداد جلسہ دعا، روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 621)

یعنی نیکی کرنے والوں کے ساتھ تو نیکی ہے ہی اگر نہیں کرو گے تو یہ تو بہت بڑی برائی ہے اور بہت بڑا گناہ ہے لیکن فرمایا کہ بدی کرنے والوں کو بھی معاف کردو کیونکہ یہ بھی ایک نیکی ہے۔ جب ان کو معاف کرو گے تو یہ نیکی ہوگی۔ پس اس لحاظ سے ہمیشہ اپنے دلوں میں وسعت پیدا کریں اور اپنے سے برائی کرنے والوں سے بھی صرف نظر کریں اور جس حد تک ممکن ہو سوائے اس کے کہ کسی بہت بڑے نقصان کا احتمال ہو یا جماعتی نقصان ہوتا ہو تب اس کو سزا دینے کے لئے

جو مناسب فورم ہے وہاں تو جاسکتے ہیں لیکن خود کبھی ایسی باتیں نہ کریں جس سے لڑائی جھگڑے کی صورتحال پیدا ہو اور معاشرے کا امن برباد ہو اور صرف معاشرے کا امن برباد نہیں ہو گا بلکہ ہمارے یہ نمونے دیکھ کر ہمارے بچوں پر بھی منفی اثر پڑے گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ میں تو جماعت کو باہم اتفاق و محبت سے رہنے کی نصیحت کرنے کے لئے آیا ہوں۔ فرمایا کہ دو ہی مسئلے ہیں میرے جن کو لے کر میں آیا ہوں۔ اول یہ کہ خدا کی توحید اختیار کرو۔ دوسرے آپس میں محبت اور ہمدردی ظاہر کرو۔ وہ نمونہ دکھاؤ جو دوسروں کے لئے ایک کرامت کا نمونہ ہو جائے۔ ایسی نظر ہو ایسا نمونہ ہو جو دوسروں کو مجبور کرے کہ واقعی ان لوگوں کا غیر معمولی حوصلہ اور فعل ہے اور غیر معمولی اخلاق ہیں جس کی وجہ سے یہ آپس میں محبت رکھتے ہیں اور نہ صرف آپس میں محبت رکھتے ہیں بلکہ ہر انسان سے ایک محبت کا تعلق رکھنے والے ہیں۔

آپؑ نے ایک جگہ فرمایا کہ ”جماعت کے باہم اتفاق و محبت پر میں پہلے بہت دفعہ کہہ چکا ہوں کہ تم باہم اتفاق رکھو اور اجتماع کرو۔ خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو یہی تعلیم دی تھی کہ تم وجود واحد رکھو ورنہ ہوا نکل جائے گی۔ نماز میں ایک دوسرے کے ساتھ جڑ کر کھڑے ہونے کا حکم اسی لئے ہے کہ باہم اتحاد ہو۔ برقی طاقت کی طرح، یعنی بجلی جس طرح تاروں کے ذریعہ سے چلتی ہے اس طرح ایک کی خیر دوسرے میں سرایت کرے گی۔ اگر اختلاف ہو اتحاد نہ ہو تو پھر بے نصیب رہو گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آپس میں محبت کرو اور ایک دوسرے کے لئے غائبانہ دعا کرو۔ اگر ایک شخص غائبانہ دعا کرے تو فرشتہ کہتا ہے کہ تیرے لئے بھی ایسا ہی ہو۔ کیسی اعلیٰ درجہ کی بات ہے کہ اگر انسان کی دعا منظور نہ ہو تو فرشتہ کی تو منظور ہوتی ہے۔ میں نصیحت کرتا ہوں“ آپ فرماتے ہیں: ”میں نصیحت کرتا ہوں اور کہنا چاہتا ہوں کہ آپس میں اختلاف نہ ہو۔“ (ملفوظات جلد 2 صفحہ 48 ایڈیشن 1984ء)

اور یہ آپس کے اختلافات ہی ہیں جن کی وجہ سے آجکل ہم دیکھتے ہیں کہ مسلمانوں کی جو حالت ہو رہی ہے کہ دشمن ان پر ہر طرف سے حملہ کر رہا ہے اور بظاہر غالب آ رہا ہے حالانکہ

مومن کے ساتھ تو اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ ان کو غلبہ عطا فرمائے گا لیکن یہاں تو الٹی صورت نظر آرہی ہے۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ مسلمانوں میں آپس میں اتفاق نہیں، اتحاد نہیں۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام جس مقصد کے لئے آئے تھے اس کو پورا کرنے کے لئے ہم نے آپس میں بھی اتفاق اور اتحاد پیدا کرنا ہے اور معاشرے کو بھی اس کی تعلیم دینی ہے۔

وہ نمونہ دکھلاؤ کہ غیروں کے لئے کرامت ہو

آپؑ مزید فرماتے ہیں کہ "میں دو ہی مسئلے لے کر آیا ہوں۔ اول خدا کی توحید اختیار کرو۔ دوسرے آپس میں محبت اور ہمدردی ظاہر کرو۔ وہ نمونہ دکھلاؤ کہ غیروں کے لئے کرامت ہو۔"

آپؑ فرماتے ہیں کہ "یہی دلیل تھی جو صحابہ میں پیدا ہوئی تھی کُنْتُمْ اَعْدَآءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ (آل عمران:104) یاد رکھو تالیف ایک اعجاز ہے۔ فرمایا کہ " یاد رکھو جب تک تم میں ہر ایک ایسا نہ ہو کہ جو اپنے لئے پسند کرتا ہے وہی اپنے بھائی کے لئے پسند کرے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ وہ مصیبت اور بلا میں ہے۔ اس کا انجام اچھا نہیں۔" (ملفوظات جلد 2 صفحہ 48 ایڈیشن 1984ء)

پس یہ بہت بڑی بات ہے، بہت بڑی تنبیہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تو یہ فرمایا ہے کہ تم لوگ آپس میں دشمن تھے اور تمہارے درمیان الفت پیدا کرنے کے لئے اُس نے ایک دین قائم کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے اسلام کی تعلیم بھیجی اور پھر اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے ذریعہ سے اس دشمنی کو ختم کرنے کے لئے تمہیں ایک بنانے کے لئے تعلیم دی۔

اب تمہارا کام ہے کہ اس دشمنی کو کلیۃً مٹا دو اور آپس میں محبت اور پیار پیدا کرو۔ پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ یاد رکھو بغض کا جدا ہونا مہدی کی علامت ہے یعنی مہدی کے آنے کی علامت یہ ہے کہ جو اس کی جماعت میں شامل ہوں گے ان کا آپس کا بغض ختم ہو جائے گا تو تم نے جو مہدی کو منظور کیا ہے تو آپس کے جھگڑوں اور کینوں اور بغضوں کو دور کرنا پڑے گا۔ فرمایا کہ "کیا وہ

علامت پوری نہ ہو گی؟ وہ ضرور ہو گی۔" اور فرمایا کہ: "میں امید رکھتا ہوں کہ میرے وجود سے انشاء اللہ ایک صالح جماعت پیدا ہو گی۔"

پس اگر ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صالح جماعت میں شامل ہونا ہے تو آپس کے بغضوں کو بھی دور کرنا ہو گا۔ فرمایا کہ "باہمی عداوت کا سبب کیا ہے؟ بخل ہے۔ رعونت ہے۔ خود پسندی ہے اور جذبات ہیں"۔

فرمایا کہ: "جو اپنے جذبات پر قابو نہیں پاسکتے اور باہم محبت اور اخوت سے نہیں رہ سکتے۔ جو ایسے ہیں وہ یاد رکھیں کہ وہ چند روزہ مہمان ہیں جب تک کہ عمدہ نمونہ نہ دکھائیں۔" وہ ظاہر میں تو یہ کہتے رہیں گے کہ ہم جماعت میں شامل ہیں لیکن حقیقت میں وہ اپنی زندگی تک ہی مہمان ہیں۔ چاہے وہ زندہ رہنے تک اپنے آپ کو احمدی ہونے کا دعوی کرتے رہیں جب تک کہ وہ عمدہ نمونہ دکھا کر اس تعلیم پر عمل نہ کریں وہ احمدی ہونے کا حق ادا نہیں کرتے جس کی تعلیم ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے اسلامی تعلیم کی روشنی میں دی ہے۔ ایسے لوگ اللہ تعالی کی نظر میں احمدی نہیں ہیں۔

فرمایا: "میں کسی کے سبب سے اپنے اوپر اعتراض لینا نہیں چاہتا۔ ایسا شخص جو میری جماعت میں ہو کر میرے منشاء کے موافق نہ ہو وہ خشک ٹہنی ہے۔ اس کو اگر باغبان کاٹے نہیں تو کیا کرے۔" (ملفوظات جلد 2 صفحہ 48، 49 ایڈیشن 1984ء)

دنیا کو مقصود بالذات نہ بناؤ بلکہ دین کو بناؤ

پھر آپؑ نے فرمایا، ایک نصیحت یہ فرمائی کہ دنیا کو مقصود بالذات نہ بناؤ بلکہ دین کو بناؤ اور دنیا اس کے لئے بطور خادم اور مرکب ہے۔ وضاحت کرتے ہوئے آپؑ نے فرمایا کہ مومن کو چاہیے کہ وہ جدوجہد سے کام کرے لیکن جس قدر مرتبہ مجھ سے ممکن ہے یہی کہوں گا یعنی بیشمار دفعہ بھی کہنا پڑے تو یہی کہوں گا کہ "دنیا کو مقصود بالذات نہ بنالو۔ دین کو مقصود بالذات ٹھہراؤ اور دنیا اس کے لئے بطور خادم اور مرکب کے ہو۔" خادم کے طور پر ہو۔ دنیا کی چیزیں مل کر دین کی خادم بننے والی چیزیں بن جائیں۔ یہ اسباب جو ہیں یہ دین سے دور ہٹانے والے

نہ ہوں بلکہ یہ دین کی خدمت کرنے کے لئے مقرر کئے گئے ہیں ان سے فائدہ اٹھاؤ۔

فرمایا کہ: ’’دولت مندوں سے بسا اوقات ایسے کام ہوتے ہیں کہ غریبوں اور مفلسوں کو وہ موقع نہیں ملتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں خلیفہ اوّل نے یعنی حضرت ابو بکر صدیقؓ جو بڑے ملک التّجار تھے مسلمان ہو کر لا نظیر مدد کی اور آپؐ کو یہ مرتبہ ملا کہ صدیق کہلائے اور پہلے رفیق اور خلیفہ اوّل ہوئے۔‘‘(ملفوظات جلد2 صفحہ 192 یڈیشن 1984ء)

آپؐ فرماتے ہیں کہ یہ مقام حضرت خلیفہ اوّلؓ کو اس لئے ملا کہ آپؐ نے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا جو عہد کیا تھا اس کو پورا کیا اور اگر ہر شخص اس عہد کو پورا کرتا رہے گا تو اس کو بھی حفظ مراتب کے طور پر اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے نوازتا رہے گا۔ جو جو اس کا مقام ہے جیسا جیسا اس کی نیکیاں ہیں اس کے مطابق اللہ تعالیٰ ان کو نوازتا چلا جائے گا۔ یہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ بغیر نوازے چھوڑے۔ پھر ایک جگہ نصیحت کرتے ہوئے آپؑ نے فرمایا کہ ’’جہنم کیا چیز ہے؟

فرمایا کہ ’’ ایک جہنم تو وہ ہے جس کا مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے وعدہ دیا ہے اور دوسرے یہ زندگی بھی اگر خدا تعالیٰ کے لئے نہ ہو تو جہنم ہی ہے۔‘اللہ تعالیٰ کو مقدم رکھو گے تو جنت ملے گی۔ نہیں تو جہنم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ’’اللہ تعالیٰ ایسے انسان کا تکلیف سے بچانے اور آرام دینے کے لئے متولی نہیں ہوتا۔ یہ خیال مت کرو کہ کوئی ظاہری دولت یا حکومت، مال و عزت، اولاد کی کثرت کسی شخص کے لئے کوئی راحت یا اطمینان، سکینت کا موجب ہو جاتی ہے اور وہ دمِ نقد بہشت ہی ہوتا ہے؟ نہیں ہرگز نہیں۔ وہ اطمینان تسلی اور وہ تسکین جو بہشت کی انعامات میں سے ہیں ان باتوں سے نہیں ملتی وہ خدا ہی میں زندہ رہنے اور مرنے سے مل سکتی ہے جس کے لئے انبیاء علیہم السلام خصوصاً ابراہیم اور یعقوب علیہما السلام کی یہی وصیت تھی کہ لَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ (البقرة:133) کہ جب تک فرمانبرداری نہ ہو اس وقت تک مرنا نہیں۔ یعنی اپنے مرنے تک تم نے فرمانبردار رہنا ہے۔

فرمایا کہ: ’’لذات دنیا تو ایک قسم کی ناپاک حرص پیدا کر کے طلب اور پیاس کو بڑھا دیتی ہیں۔ استسقاء کے مریض کی طرح پیاس نہیں بجھتی۔ جس کو پانی کی پیاس کا مرض ہوتا ہے اس کی

پیاس نہیں بجھتی اس طرح اس کی بھی پیاس نہیں بجھتی دنیا کی۔ دنیا میں ڈوبتے چلے جاؤگے تو دنیا کی لالچ اور لالچ کی طرف لے جاتی رہے گی اور ایک پیاس کے مریض کی طرح انسان یہی چاہے گا کہ میں دولت کو حاصل کرتا ہی چلا جاؤں۔ پانی کو پیتا ہی چلا جاؤں اور فرمایا کہ پیاس نہیں بجھتی" یہاں تک کہ ہلاک ہو جاتے ہیں پس دولت کا بھی یہی حال ہے کہ انسان دولت کے پیچھے اپنے آپ کو ہلاک کرلیتا ہے۔ فرمایا کہ: "یہ بے جا آرزوؤں اور حسرتوں کی آگ بھی منجملہ اسی جہنم کی آگ کے ہے جو انسان کے دل کو راحت اور قرار نہیں لینے دیتی بلکہ اس کو ایک تذبذب اور اضطراب میں غلطان و پیچان رکھتی ہے۔ اس لئے میرے دوستوں کی نظر سے یہ امر ہرگز پوشیدہ نہ رہے۔"
فرماتے ہیں میرے دوستوں کی نظر سے یہ امر پوشیدہ نہ رہے۔

فرمایا: "میرے دوستوں کی نظر سے یہ امر ہرگز پوشیدہ نہ رہے کہ انسان مال و دولت یا زن و فرزند کی محبت کے جوش اور نشے میں ایسا دیوانہ اور از خود رفتہ نہ ہو جاوے کہ اس میں اور خدا تعالیٰ میں ایک حجاب پیدا ہو جاوے۔ مال اور اولاد اسی لئے تو فتنہ کہلاتی ہے۔ ان سے بھی انسان کے لئے ایک دوزخ تیار ہوتا ہے اور جب وہ ان سے الگ کیا جاتا ہے تو سخت بے چینی اور گھبراہٹ ظاہر کرتا ہے۔ (ملفوظات جلد 2 صفحہ 101، 102۔ ایڈیشن 1984ء) یعنی اولاد اور مال سے جب انسان علیحدہ ہو جائے، نقصان پہنچے تو بڑا بے چین ہو جاتا ہے۔

قرآن کریم کے شغل اور تدبر میں جان و دل سے مصروف ہو جائیں

پھر قرآن کریم پڑھنے کی طرف نصیحت کرتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں کہ: "دن رات تم قرآن کریم کو پڑھو۔ یہ حربہ اپنے ہاتھ میں لے لو کیونکہ تمہاری فتح اسی کے ذریعہ سے ہونی ہے۔"
قرآن کریم کی تعلیم کو پڑھو اس پر عمل کروگے تو تمہاری فتح ہوگی۔ فرمایا: "اگر ہمارے پاس قرآن نہ ہوتا اور حدیثوں کے یہ مجموعے ہی مایہ ناز ایمان و اعتقاد ہوتے تو ہم قوموں کو شرمساری سے منہ بھی نہ دکھا سکتے۔"

فرمایا کہ: "میں نے قرآن کریم کے لفظ میں غور کی تب مجھ پر کھلا کہ اس مبارک لفظ میں ایک زبردست پیش گوئی ہے۔ وہ یہ ہے کہ یہی قرآن یعنی پڑھنے کے لائق کتاب ہے اور ایک

زمانہ میں تو اور بھی زیادہ یہی پڑھنے کے قابل کتاب ہو گی جبکہ اور کتابیں بھی پڑھنے میں اس کے ساتھ شریک کی جائیں گی۔ اس وقت اسلام کی عزت بچانے کے لئے اور بطلان کا استیصال کرنے کے لئے یہی ایک کتاب پڑھنے کے قابل ہو گی اور دیگر کتابیں قطعاً چھوڑ دینے کے لائق ہوں گی۔ فرقان کے بھی یہی معنے ہیں۔ یعنی یہی ایک کتاب حق و باطل میں فرق کرنے والی ٹھہرے گی اور کوئی حدیث کی یا اور کوئی کتاب اس حیثیت اور پایہ کی نہ ہو گی۔

اس لئے اب سب کتابیں چھوڑ دو اور رات دن کتاب اللہ ہی کو پڑھو۔ بڑا بے ایمان ہے وہ شخص جو قرآن کریم کی طرف التفات نہ کرے اور دوسری کتابوں پر ہی رات دن جھکا رہے۔“ فرماتے ہیں کہ ”ہماری جماعت کو چاہیے کہ قرآن کریم کے شغل اور تدبر میں جان و دل سے مصروف ہو جائیں اور حدیثوں کے شغل کو ترک کریں۔ بڑے تاسف کا مقام ہے کہ قرآن کریم کا وہ اعتنا اور تدارس نہیں کیا جاتا اس طرح نہیں پڑھا جاتا“ جو احادیث کا کیا جاتا ہے۔

اس وقت قرآن کریم کا حربہ ہاتھ میں لو تو تمہاری فتح ہے۔ اس نور کے آگے کوئی ظلمت نہ ٹھہر سکے گی“ (ملفوظات جلد 2 صفحہ 122۔ ایڈیشن 1984ء)

پس فرمایا کہ قرآن کریم کو اوّل فوقیت دو، حدیثوں کو اتنا اپنے اوپر سوار نہ کرو کہ حدیث میں یہ آیا ہے۔ قرآن کریم کی تعلیم پر غور کرو اس پر عمل کرو اس کی تشریح دیکھو اس کی تفسیر دیکھو اور ہاں دوسری جگہ یہ بھی فرمایا کہ جو حدیثیں قرآن کریم کی تائید کرتی ہیں اس کی تشریح کرتی ہیں ان کو مانو لیکن یہ کہنا کہ یہ حدیث میں آیا ہے اور اس کی سمجھ بھی تمہیں نہ آئے اور حدیث قرآن سے ٹکراتی ہے تو وہ حدیث قابل قبول نہیں ہے۔

پس اصل حقیقت اصل چیز قرآن کریم ہے۔ قرآن کریم کو پڑھنے کی طرف توجہ دینی چاہیے اور خاص طور پر انصار کو اس طرف خاص توجہ دینی چاہیے اور نہ صرف خود توجہ دینی چاہیے بلکہ اپنے بچوں کو بھی اس طرف توجہ دلانی چاہیے تا کہ وہ بھی قرآن کریم پڑھیں اور اپنی حالتوں کو بہتر کریں۔ پھر بیعت کی اہمیت کے بارے میں آپؑ فرماتے ہیں۔ تم نے میرے سے بیعت کی ہے تو حقیقی بیعت کس طرح ہو سکتی ہے اور اگر حقیقی بیعت نہیں تو صرف پوست ہے۔ یہ صرف

ایک shell ہے جو تم نے اپنے اوپر اوڑھ لیا ہے، چڑھایا ہوا ہے۔ جس کے اندر تم چلے گئے ہو۔ اس کی حقیقت کچھ نہیں ہے۔ فرمایا کہ جو بیعت اور ایمان کا دعویٰ کرتا ہے اس کو ٹٹولنا چاہیے کہ کیا میں چھلکا ہی ہوں یا مغز صرف تمہارے اوپر shell ہے، یا اس کے اندر گودا بھی ہے۔ خول چڑھا ہوا ہے یا اس کے اندر حقیقت میں وہ معرفت بھی ہے جو ایک بیعت کرنے والے کو حاصل ہونی چاہیے اور وہ مغز بھی ہے جو بیعت کرنے والے میں موجود ہونا چاہیے۔ اس کا اظہار اس کے ہر عمل سے ہونا چاہیے۔ فرمایا کہ جب تک مغز پیدا نہ ہو ایمان، محبت، اطاعت، بیعت، اعتقاد، مریدی، اسلام کا سچا مدعی کچھ نہیں۔ یہ سب باتیں ختم ہیں اگر مغز نہیں۔(ماخوذ از ملفوظات جلد 2 صفحہ 167 ایڈیشن 1984ء)

"یاد رکھو کہ یہ سچی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور مغز کے سوا چھلکے کی کچھ بھی قیمت نہیں۔"خوب یاد رکھو کہ معلوم نہیں موت کس وقت آجاوے اور خاص طور پر انصار کی عمر کو پہنچنے کے بعد کچھ پتہ نہیں ہوتا لیکن یہ یقینی امر ہے کہ موت ضرور ہے۔ فرمایا:"پس نرے دعویٰ پر ہرگز کفایت نہ کرو اور خوش نہ ہو جاؤ وہ ہرگز ہرگز فائدہ رساں چیز نہیں۔ جب تک انسان اپنے آپ پر بہت موتیں وارد نہ کرے اور بہت سی تبدیلیوں اور انقلابات میں سے ہو کر نہ نکلے وہ انسانیت کے اصل مقصد کو نہیں پا سکتا۔" فرمایا:"انسان کے معنی یہ ہیں کہ انسان اصل میں اُنس سے لیا گیا ہے یعنی جس میں دو حقیقی اُنس ہوں۔ ایک اللہ تعالیٰ سے اور دوسرا بنی نوع کی ہمدردی سے۔" ایک اللہ تعالیٰ کی محبت، دوسری بنی نوع کی ہمدردی اور محبت۔ "جب یہ دونوں اُنس اس میں پیدا ہو جاویں اس وقت انسان کہلاتا ہے اور یہی وہ بات ہے جو انسان کا مغز کہلاتی ہے۔ اگر یہ نہیں۔ اگر یہ دونوں باتیں اس میں نہیں ہیں تو انسان نہیں کہلا سکتا۔ کہنے کو تو انسان ہے لیکن حقیقی انسان نہیں ہے اور اسی مقام پر انسان اولوالالباب کہلاتا ہے۔ حقیقی اور عقلمند انسان کہلا سکتا ہے۔"جب تک یہ نہیں کچھ بھی نہیں۔ ہزار دعویٰ کر دکھاؤ مگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک، اس کے نبی اور اس کے فرشتوں کے نزدیک ہیچ ہے۔"(ملفوظات جلد 2 صفحہ 167، 168 ایڈیشن 1984ء)

حقیقی مسلمان بننا ہے تو اپنی زندگی میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ دکھانے کی کوشش کرو

پھر آپؑ نے فرمایا کہ حقیقی مسلمان بننا ہے تو اپنی زندگی میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ دکھانے کی کوشش کرو۔ وہی حالت پیدا کرو جو آپ نے پیدا کی اور جس کا اسوہ ہمارے سامنے قائم فرمایا ورنہ پھر ہم شیطان کے پیرو بن جائیں گے اگر یہ کوشش ہم نے نہ کی۔ پس بہت خوف کا مقام ہے اور خاص طور پر انصار اللہ کے اوپر بہت بڑی ذمہ داریاں ہیں ان کو تو بہت زیادہ خوف کرنا چاہیے اور بہت زیادہ کوشش کرنی چاہیے کہ اپنی حالتوں کو ایسا کریں کہ کبھی شیطان کے پیرو نہ بن سکیں۔

آپؑ نے فرمایا کہ: ”سعادتِ عظمیٰ کے حصول کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک ہی راہ رکھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی جاوے جیسا کہ اس آیت میں صاف فرما دیا ہے۔ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (آل عمران:33) یعنی آؤ میری پیروی کرو تا کہ اللہ بھی تم کو دوست رکھے۔ اس کے یہ معنے نہیں ہیں کہ رسمی طور پر عبادت کرو۔ اگر حقیقت مذہب یہی ہے تو پھر نماز کیا چیز ہے۔“ رسمی باتیں اگر ہیں تو پھر نماز کیا چیز ہے؟ ”اور روزہ کیا چیز ہے۔ خود ہی ایک بات سے رکے اور خود ہی کر لے۔“

خود ہی اپنی تشریح کر لی کہ ہم اس وقت نماز پڑھیں گے یہ نماز ہے اور یہ روزہ ہے۔ نہیں نمونہ ہمارے سامنے قائم ہے وہ دیکھنا ہو گا۔ فرمایا یعنی خود اپنی مرضی سے یہ کام کیا اور مرضی ہوئی تو نماز پڑھ لی مرضی ہوئی تو نہ پڑھی۔ مرضی ہوئی تو روزہ رکھا مرضی ہوئی تو نہ رکھا تو یہ تو کوئی بات نہیں۔ پھر مذہب کا کیا فائدہ ہے۔

فرمایا کہ اگر حقیقت مذہب یہی ہے تو پھر نماز کیا چیز ہے اور روزہ کیا چیز۔ اگر اپنی مرضی سے ہی کرنا ہے سب کچھ تو پھر نماز روزے کی تو کوئی اہمیت نہیں ہے۔

”اسلام محض اس کا نام نہیں ہے۔ اسلام تو یہ ہے کہ بکرے کی طرح سر رکھ دے جیسا

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرا مرنا، میرا جینا، میری نماز، میری قربانیاں اللہ ہی کے لئے ہیں اور سب سے پہلے میں اپنی گردن رکھتا ہوں۔ یہ فخر اسلام کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو اولیت کا ہے۔ نہ ابراہیمؑ کو نہ کسی اور کو۔

یہ اسی کی طرف اشارہ ہے کُنْتُ نَبِيًّا وَّآدَمُ بَيْنَ الْمَاءِ وَالطِّيْنِ۔ اگرچہ آپؐ سب نبیوں کے بعد آئے مگر یہ صدا کہ میرا مرنا اور میرا جینا اللہ تعالیٰ کے لئے ہے دوسرے کے منہ سے نہیں نکلی۔"

اور فرمایا کہ: "اب دنیا کی حالت کو دیکھو کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اپنے عمل سے یہ دکھایا کہ میرا مرنا اور جینا سب کچھ اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اور یا اب دنیا میں مسلمان موجود ہیں۔ کسی سے کہا جاوے کہ کیا تو مسلمان ہے؟ تو کہتا ہے۔ الحمد للہ۔ جس کا کلمہ پڑھتا ہے اس کی زندگی کا اصول تو خدا کے لئے تھا مگر یہ دنیا کے لئے جیتا اور دنیا ہی کے لئے مرتا ہے۔" کہتے تو یہ ہیں کہ الحمد للہ ہم مسلمان ہیں لیکن جس کے لئے کلمہ پڑھا محمد رسول اللہ کا وہ تو خدا کے لئے جیتے اور مرتے تھے لیکن عام انسان مسلمان کہلانے کے باوجود دنیا کے لئے مرتے اور جیتے ہیں۔

فرمایا: "اس وقت تک کہ غرغرہ شروع ہو جاوے دنیا ہی اس کی مقصود، محبوب اور مطلوب رہتی ہے۔" موت تک یہی باتیں ہوتی ہیں کہ دنیا کس طرح کمائیں۔ "پھر کیونکر کہہ سکتا ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرتا ہوں۔"

فرمایا "یہ بڑی غور طلب بات ہے اس کو سرسری نہ سمجھو۔" بڑی غور طلب بات ہے اس کو سرسری نہ سمجھو۔ مسلمان بننا بہت مشکل کام ہے اور جو اسوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قائم فرمایا اس پر چلنا بہت مشکل کام ہے۔ اس کے لئے محنت کرنی پڑے گی۔

"اس کو سرسری نہ سمجھو۔ مسلمان بننا آسان نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور اسلام کا نمونہ جب تک اپنے اندر پیدا نہ کرو مطمئن نہ ہو۔" (ملفوظات جلد 2 صفحہ 186-187 ایڈیشن 1984ء)

پس یہ بہت اہم بات ہے، بہت ڈرانے والی بات ہے، بہت توجہ دلانے والی بات ہے اس کی طرف ہمیں توجہ رکھنی چاہیے۔

اگر ہم نے اپنی زندگیوں کو یہ چند باتیں جو میں نے کی ہیں اس کے مطابق ڈھال لیا تو ہم سمجھ لیں کہ ہم نے اپنی بیعت کے حق کو بھی پورا کیا اور انصار اللہ ہونے کا حق بھی ادا کر دیا۔ اللہ تعالیٰ اس حق کو ادا کرنے کی ہر ایک کو توفیق عطا فرمائے۔

آخر میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کا ایک اقتباس اور پڑھتا ہوں۔ آپؑ فرماتے ہیں:

”تمام کامیابی ہماری معاشرت اور آخرت کے تعاون پر ہی موقوف ہو رہی ہے۔ کیا کوئی اکیلا انسان کسی کام دین یا دنیا کو انجام دے سکتا ہے ہر گز نہیں۔ کوئی کام دینی ہو یا دنیوی بغیر معاونت باہمی کے چل ہی نہیں سکتا۔ ہر یک گروہ کہ جس کا مدعا اور مقصد ایک ہی ہے مثل اعضاء یک دیگر ہے اور ممکن نہیں۔“ مختلف اعضاء ہیں لیکن جسم ایک ہے۔

”جو کوئی فعل جو متعلق غرض مشترک اس گروہ کے ہے بغیر معاونت باہمی ان کی کے بخوبی و خوش اسلوبی ہو سکے۔“ کوئی کام جو مشترک کام ہے بغیر باہمی معاونت کے ایک دوسرے کی مدد کرنے کے خوش اسلوبی سے سرانجام نہیں پا سکتا۔ پس آپس میں معاونت ضروری ہے۔

فرمایا کہ: ”بالخصوص جس قدر جلیل القدر کام ہیں اور جن کی علت غائی جس کا آخری نتیجہ ”کوئی فائدہ عظیمہ جمہوری ہے یعنی بہت بڑا فائدہ جو پوری قوم کو ملنے والا ہے وہ تو بجز جمہوری اعانت کے کسی طور پر انجام پذیر ہی نہیں ہو سکتے۔“ قوم کا فائدہ اٹھانے کے لئے پوری قوم کو اکٹھا ہو کے کام کرنا پڑے گا اور صرف ایک ہی شخص اس کا متحمل ہر گز نہیں ہو سکتا اور نہ کبھی ہوا۔

انبیاء علیہم السلام جو توکل اور تفویض اور تحمل اور مجاہدات افعال خیر میں سب سے بڑھ کر ہیں ان کو بھی بہ رعایت اسباب ظاہری مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ (الصف:15) کہنا پڑا۔“ انبیاء نے بہت سارے کام کئے ان کو اللہ تعالیٰ نے سپرد کیے ان سے وعدے بھی کئے لیکن انہوں نے بھی جماعت اکٹھی کی اور کہا کہ مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ۔

”خدا نے بھی اپنے قانون تشریح میں بہ تصدیق اپنے قانون قدرت کے تَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی (المائدہ:3) کا حکم فرمایا۔“ (براہین احمدیہ حصہ دوم، روحانی خزائن جلد اصفحہ 59)

پس جب ہم نے اپنے آپ کو انصار اللہ کہا ہے اور نَحْنُ انصار اللہ کا نعرہ لگایا ہے تو ہمیں پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی جماعت میں ہونے کا حق اور انصار اللہ ہونے کا حق ادا کرنے کے لئے اپنی بھرپور کوشش کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ اس کی ہمیں توفیق عطا فرمائے۔

اپنی حالتوں کو ہم تبدیل کرنے والے ہوں۔ اپنے بچوں کی حالتوں میں تبدیلی پیدا کرنے کی کوشش کرنے والے ہوں۔ اپنے گھروں کے ماحول کو پرامن رکھنے والے ہوں۔ اپنے معاشرے کے ماحول کو پرامن رکھنے والے ہوں اور آخر میں اس دنیا کو امن اور سلامتی کا پیغام پہنچانے والے ہوں اور اس دنیا کو ایک خدا کا ماننے والا بنانے والے ہوں اور دنیا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا لہرانے والے ہوں اور دنیا کو آپؐ کے جھنڈے تلے لانے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ ہم ہمیشہ ایسے ہی انصار بن کر رہیں۔ آمین“

(خطاب سالانہ اجتماع مجلس انصاراللہ برطانیہ فرمودہ 29 ستمبر 2024ء الفضل انٹرنیشنل 19 نومبر 2024ء)

اپنی زندگی کے تمام پہلوؤں میں ایمان، دیانت داری اور ہمدردی کی عمدہ مثال بننے کی کوشش کرنی چاہیے

”پیارے ممبران مجلس انصار اللہ لائبیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کے سالانہ نیشنل اجتماع کے اس بابرکت موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے آپ کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ ایک احمدی مسلمان اور خصوصاً مجلس انصار اللہ کے ممبران کے طور پر آپ پر ایک بھاری ذمہ داری ہے۔ ایک ایسی ذمہ داری جسے ہر ناصر کو نہ صرف ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے بلکہ دوسروں کو تلقین بھی کرنی چاہیے اور اپنی زندگی کے تمام پہلوؤں میں ایمان، دیانت داری اور ہمدردی کی عمدہ مثال بننے کی کوشش کرنی چاہیے۔ حضرت مسیح موعودؑ اور آپؑ کے مشن کی بیعت ایک ایسا عہد ہے جو پاکیزگی، تقویٰ اور انسانیت کی خدمت کی زندگی گزارنے کا تقاضا کرتا ہے۔

اپنے آپ کو بدکاری کی ہر قسم کی کشش اور تمام برائیوں سے بچائیں

یاد رکھیں کہ بیعت کرنا صرف ایک رسمی عمل نہیں ہے بلکہ یہ آپ کی زندگیوں کو بدلنے کا ایک پختہ عہد ہے۔ لہٰذا اپنی زندگیوں کے ہر پہلو میں سچائی، ایمانداری اور دیانت داری کے بلند ترین معیار کو برقرار رکھنا جماعت کے ہر ناصر کی ذمہ داری ہے۔ اس لیے اپنے آپ کو بدکاری کی ہر قسم کی کشش اور تمام برائیوں سے بچائیں۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے پنجوقتہ نمازوں کی اہمیت کو کبھی نظر انداز نہ کریں۔ اپنی روزمرہ کی زندگیوں میں پنجوقتہ نمازوں کو قائم کرنے کی کوشش کریں اور استغفار کی عادت کو مستقل طور پر اپنائیں کیونکہ یہ آپ کے دلوں کو پاک کرے گا اور آپ کے عزم کو مضبوط کرے گا۔ حقیقی توبہ کا تقاضا یہ ہے کہ نہ صرف ماضی کے گناہوں کی معافی طلب کی جائے بلکہ مستقبل کی غلطیوں سے بھی اپنے آپ کو محفوظ رکھا جائے۔

اپنے ایمان پر ثابت قدم رہیں

آج کل کے بگڑتے ہوئے حالات میں یہ ضروری ہے کہ آپ اپنے ایمان پر ثابت قدم

رہیں اور اللہ کی رضا کو تمام دنیاوی مسائل پر ترجیح دیں۔ غیر اسلامی رسومات اور نقصان دہ بدعات کو رڈ کریں۔ قرآن کریم کی راہنمائی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر مضبوطی سے عمل کریں۔ عاجزی اور انکساری کو اپنائیں اور تکبر کے زہر کو رڈ کریں۔ حضرت مسیح موعودؑ کے ان الفاظ کو ہمیشہ یاد رکھیں کہ ”زمین تمہارا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتی اگر تمہارا آسمان سے پختہ تعلق ہے“۔

خلافت احمدیہ سے اپنے تعلق کو مضبوط کریں

سب سے بڑھ کر خلافت احمدیہ سے اپنے تعلق کو مضبوط کریں۔ آزمائشوں اور مصائب کے اس دور میں یہ آپ کی نجات کا ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو جماعت اور مجلس انصار اللہ کے حقیقی نمائندے بننے کے ساتھ ساتھ لائبیریا میں اسلام احمدیت کے روشن علمبردار بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ کرے کہ یہ اجتماع آپ کے لیے، آپ کے اہل خانہ کے لیے اور پوری جماعت کے لیے رحمتوں کا باعث بنے۔ آمین“

(اردو مفہوم پیغام بر موقع نیشنل اجتماع مجلس انصار اللہ لائبیریا 2024ء الفضل انٹر نیشنل 4 جنوری 2025ء صفحہ 7)

اللہ کی عبادت اور اس کی مخلوق کی خدمت سچے ایمان کے لیے لازم و ملزوم ہیں

”پیارے ممبران مجلس انصار اللہ نیوزی لینڈ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھ سے درخواست کی گئی تھی کہ آپ کے نیشنل اجتماع کے مبارک موقع پر آپ کو ایک پیغام بھیجوں۔ میں اس موقع پر آپ سب کو دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کے اس اجتماع کو اپنے خاص فضلوں سے بھر دے۔ خدا تعالیٰ کرے کہ آپ کا یہ اجتماع آپ کے لیے بے پناہ روحانی ترقیات کا باعث بنے اور آپ کے دلوں میں ایمان اور بھائی چارے کی شمع کو روشن تر کر دے۔ آمین

آج آپ یہاں محض افراد کی حیثیت میں اکٹھے نہیں ہوئے ہیں بلکہ بطور ”انصار اللہ“ یعنی اللہ کے معزز مددگار کے طور پر اکٹھے ہوئے ہیں۔ یہ ٹائٹل صرف ایک تمغہ نہیں ہے جو فخر کے ساتھ پہنا جائے بلکہ ایک گہری ذمہ داری ہے جو آپ کو اسلام احمدیت کے حقیقی سفیر بننے کے حوالہ سے ادا کرنی ہے۔ آپ زندگی کے اس مرحلہ پر ہیں کہ آپ کا سالوں کا تجربہ اور دانائی جماعت کے مستقبل کی تشکیل میں آپ کے کردار کو اور زیادہ اہم بنا دیتی ہے۔

آپ کا گھر اگلی نسل کے لیے پہلی تربیت گاہ ہے

قرآن پاک جو کہ ہمارے لیے مشعل راہ ہے، ہمیں یہ یاد دلاتا ہے کہ اللہ کی عبادت اور اس کی مخلوق کی خدمت سچے ایمان کے لیے لازم و ملزوم ہیں۔ جیسا کہ آپ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنے ذاتی تعلق کو عبادات اور نیک اعمال سے مضبوط کرنے کی کوشش کرتے ہیں وہاں یاد رکھیں کہ آپ کا گھر اگلی نسل کے لیے پہلی تربیت گاہ ہے۔ جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی اولاد میں اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا کی، اسی طرح آپ کو اپنے بچوں میں اور آگے ان کی اولاد میں وہی محبت اور عقیدت پیدا کرنے کی ذمہ داری سونپی گئی ہے۔

اعمال کا اثر آپ کے الفاظ سے زیادہ ہوتا ہے

یاد رکھیں، اعمال کا اثر آپ کے الفاظ سے زیادہ ہوتا ہے۔ نوجوان آپ کا مشاہدہ کرتے ہیں اور آپ کے نمونے سے سیکھتے ہیں۔ روزانہ پانچ نمازوں کے لیے آپ کی لگن، قرآن پاک کے مطالعہ کے لیے آپ کا عزم اور آپ کا جماعت کی سرگرمیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا ان کے لیے مشعل راہ ہے۔ آپ کی قربانیاں، مالی بھی اور وقت اور مجاہدہ کی صورت میں بھی، آپ کی طرف سے محض فرائض کی تکمیل ہی نہیں بلکہ آپ کے ایمان کی مضبوطی کے ثبوت کی حیثیت رکھتی ہیں اور وہ جو نمونہ کے لیے آپ کو دیکھتے ہیں ان پر گہرا اثر چھوڑتی ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش تھی ایک ایسی جماعت تیار ہو جس میں اسلام کی حقیقی روح، امن، ہمدردی اور تمام انسانوں کے لیے محبت پائی جاتی ہو۔ یہ اسی وقت ہو سکتا ہے جب ہر ایک نسل، اپنے بزرگوں کی رکھی ہوئی بنیادوں پر قائم عمارت کو آگے بڑھاتے ہوئے، روحانی ترقی کے لیے کوشش کرے اور خود کو خدمت انسانیت کے لیے وقف کردے۔ بحیثیت انصار اللہ، ان عظیم مقاصد کے حصول میں آپ کا کردار بہت ضروری ہے۔

خلافت احمدیہ کے ساتھ اپنے تعلق کو مضبوط کریں

اس لیے میں آپ کو ترغیب دلاتا ہوں کہ آپ اسلامی علوم کے خزانوں کا گہرائی کے ساتھ مطالعہ کریں۔ قرآن پاک اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بابرکت اسوہ سے راہنمائی حاصل کریں۔ خلافت احمدیہ کے ساتھ اپنے تعلق کو مضبوط کریں۔ خلافت کی صورت میں میسر الٰہی راہنمائی سے استفادہ کرتے ہوئے جدید دنیا کے چیلنجوں سے نمٹنے کی کوشش کریں۔ یاد رکھیں، یہ خلافت کے ساتھ آپ کی غیر متزلزل اطاعت اور وفاداری ہی ہے جس کے ذریعہ آپ اپنے لیے، اپنے خاندانوں کے لیے اور آئندہ آنے والی نسلوں کے لیے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو یقینی بنا سکتے ہیں۔

خدا کرے کہ یہ اجتماع آپ کی روحانی ترقیات کا پیش خیمہ ثابت ہو اور آپ کے اسلام

احمدیت کی خدمت کے عزم کو مضبوط کرے۔ جو اہم ذمہ داریاں آپ کے سپرد ہیں خدا تعالیٰ انہیں کماحقہ ادا کرنے کی صلاحیت عطا فرمائے۔ خدا تعالیٰ مجلس انصار اللہ نیوزی لینڈ کو اپنے خاص فضلوں سے نوازے۔ آمین"

(اردو مفہوم پیغام بر موقع اجتماع مجلس انصار اللہ نیوزی لینڈ 2024ء الفضل انٹرنیشنل 3 فروری 2025ء)

اشاریہ

آیات قرآنیہ...1

احادیث...4

مضامین...5

اسماء...26

مقامات...27

کتابیات...29

آیات قرآنیہ

الفاتحہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ(2) 421

اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ(5) 172

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ(6) 275، 421، 449

صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ(7) 275

غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ(7) 449

البقرۃ

يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ(4) 179

وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ(6) 216

وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا(84) 102، 117

اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ(113) 208

لَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ(133) 463

وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ(178) 93

آل عمران

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ...(33) 467

مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ(53) 264

نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ(53) 209، 264، 265، 292

وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ...(56) 213

كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ(104) 461

رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا...(192) 219

النساء

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوْا.....(59) 377

اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ(60) 50

مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ...(148) 198

المائدۃ

تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى(3) 442، 470

اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ...(28) 215

بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَيْكَ(68) 333، 450

الانعام

اِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ...(80) 152

الانفال

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا(28) 71

ھود

اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ(115) 147، 396

الرعد

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ(32) 215

ابراھیم

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ(8) 421

الحجر

اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ(10) 222

النحل

اَرْذَلِ الْعُمُرِ...(71) 351

اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا...(129) 311،403

بنی اسرائیل

مَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ...(16) 249

اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا(35) 96

طٰهٰ

اِنَّهٗ مَنْ يَّاْتِ رَبَّهٗ...(75) 224

الانبیاء

رَبِّ لَا تَذَرْنِيْ فَرْدًا...(90) 329

المومنون

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ(2) 216

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ(9) 116

النور

وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ(56) 34

الفرقان

يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا(64) 98

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ...(75) 287

قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ...(78) 197،271

العنکبوت

اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ...(46) 151

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا...(70) 158،274

لقمان

وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ(19) 99،100

المؤمن

اُدْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ(61) 24

الفتح

رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ(30) 424

الحجرات

وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ...(12) 218

اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ...(14) 219

الحشر

وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ(10) 97

الصف

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ...(3) 94،212

كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ...(4) 209

نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ(15) 394،445

مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ(15) 469

الذاریات

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ(57)

90،142،178،182،183،269، 271

الجمعة

وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا(4) 48

الطلاق

وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ...(3-4) 268، 315

وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى الله........(4) 317

التحریم

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْا...(6) 226

الدهر

يُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ...(9) 223

الغاشیه

اِنَّمَآ اَنْتَ مُذَكِّرٌ(22) 446

لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ(23) 446

العصر

تَوَاصَوْا بِالْحَقِّ...(3-4) 276

الماعون

فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ...(5-6) 144، 157

احادیث

وَمَنْ اَطَاعَ اَمِيْرِيْ فَقَدْ اَطَاعَنِيْ ... 39
كَلِمَتَانِ حَبِيْبَتَانِ اِلَى الرَّحْمٰنِ ... 85
قُرَّةُ عَيْنِيْ فِي الصَّلٰوةِ 160
اَلصَّلٰوةُ مُخُّ الْعِبَادَةِ 186
اَلصَّلٰوةُ هِيَ الدُّعَاءُ 186
كُنْتُ نَبِيًّا وَّآدَمُ بَيْنَ الْمَاءِ وَالطِّيْنِ 468

احادیث بالمعنیٰ

ہر نگران نگرانی کے بارے میں پوچھا جائے گا 30
حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کا چلتے ہوئے بیٹھ جانے والا واقعہ... 40
خلفائے راشدین کے فیصلے اور عمل اور سنت کی اطاعت کا حکم 45
سلام کو رواج دینے کا حکم 63
تین باتوں کے بارے میں مسلمان کا دل خیانت نہیں کر سکتا... 71
قوم کا سردار قوم کا خادم ہوتا ہے 96،384
جتنا زیادہ کوئی عاجزی اور خاکسار کرتا ہے اللہ اتنا ہی اسے بلند مرتبہ عطا کرتا ہے 99
لوگوں کے لئے آسانی پیدا کرنا... 103
بیوی اور خاوند ایک دوسرے کو نماز کیلئے جگائیں 122
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ مسکرا کر ملا کرتے تھے 128
معمولی نیکی کو بھی حقیر نہ سمجھو... 129
نگران کے لئے فرائض میں کوتاہی کرنے پر تنبیہ... 129
سب سے زیادہ محبوب انصاف پسند حاکم اور ناپسندیدہ ظالم حاکم 130
جو حاجت مندوں، ناداروں، غریبوں کے لئے اپنا دروازہ بند رکھتا ہے اللہ اس کی ضروریات کے لئے آسمان کا دروازہ بند کر دیتا ہے 130،390
ایک جماعت جس نے آکر نماز کی معافی چاہی 140
حدیث میں آتا ہے کہ اونٹ کے پاؤں باندھ کر پھر توکّل کرو 172
جس کے پاس زمین ہو اور وہ اس کا تردّد نہ کرے... 184
میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں 228
انسان دنیا کی خواہشوں اور لذتوں کو ہی جنت سمجھتا ہے حالانکہ وہ دوزخ ہے اور سعید آدمی خدا کی راہ میں تکالیف کو قبول کرتا ہے اور وہی جنت ہوتی ہے 267
آنے والا مسیح خلیفۃ الرسول ہو گا 342
اشاعتِ اسلام کیلئے نظامِ خلافت جاری ہو گا 342
ایک ہزار سال کے بعد مسیح موعود کی آمد ہو گی 342
خلافت تا قیامت جاری رہے گی 343
والدین کی خدمت کرنا فرض ہے 351
جو لوگ عشاء کی نماز پر نہیں آتے ان کے گھروں کو آگ لگادوں 352
امانت ان کے اہل کے سپرد کرو 377
عہدہ ایک امانت ہے 377
عہدہ کی خواہش نہ کرو 378
عہدہ کیلئے اہل ترین کو منتخب کرو 379
عہدیدار کو آپؐ کی تنبیہ 384،386،390
نگران اپنی رعیت کے بارے پوچھا جائیگا 385
خاوند اور عورت اپنے گھر کے نگران ہیں 385
رشتے کے معاملہ میں دین کو فوقیت دو 386
جہاں بھی تم ہو اللہ کا تقویٰ اختیار کرو 390
آسانی پیدا کرنا، مشکلیں نہ پیدا کرنا، محبت وخوشی پھیلانا 390
جو شخص چل کر خدا کے پاس آتا ہے تو خدا تعالیٰ دوڑ کر اس کے پاس جاتا ہے 421
اختلافِ رائے ترقی کی علامت ہے 444
جو تم اپنے لئے پسند کرتے ہو وہی دوسروں کیلئے پسند کرو 449
آپس میں محبت کرو اور ایک دوسرے کیلئے غائبانہ دعا کرو 460
میرا مرنا، میرا جینا، میری نماز، میری قربانیاں اللہ ہی کیلئے ہیں اور سب سے پہلے میں اپنی گردن رکھتا ہوں 468

مضامین

آخرت

آخرت کے لئے کیا ذخیرہ کیا؟ 159

دعا کرو کہ وہ تم کو دنیا اور آخرت کی آفتوں سے بچاوے 193

آخرت کی طرف توجہ 224

ہم اپنی دنیا و آخرت سنوارنے والے ہوں 225

انجام بخیر کیلئے مستقل دعا کرتے رہنا چاہیے 329

اجتماع

اجتماعوں کا مقصد اپنی دینی اور علمی صلاحیتوں کو اجاگر کرنے کی طرف توجہ کرنا ہے 109

اجتماع میں پانچوں نمازوں کا اہتمام ہونا چاہیے 161

ہماری جماعت میں اجتماع اور جلسے روحانی اور دینی تربیت کے لئے منعقد کئے جاتے ہیں 227

احمدیت

دین کی باتوں کو غور سے سننا اور پھر اس پر عمل کرنا ایک احمدی کا مطمح نظر ہونا چاہیے 83

اسلام احمدیت کے پیغام کو پھیلانے کیلئے تمام تنظیموں کو مل کر کام کرنا ہو گا 331

بچوں کو احمدیت کی آگاہی دینے کی تلقین 339، 340

ایک احمدی کا رویہ اور کام کس طرح کا ہونا چاہیے 340

ایک احمدی کو اپنی انانیت چھوڑنی ہو گی 373

ہجرت کر کے آنے والے احمدیوں کے ساتھ تعلق 412

احمدیت کے پیغام کو پھیلانے کیلئے بڑا ہدف سامنے رکھیں 413

اخلاص

اخلاص جیسی اور کوئی تلوار دلوں کو فتح کرنے والی نہیں 156

صحابہ... نے... اخلاص و وفا کے عجیب نمونے دکھائے 205

اخلاق

ہر ایک محلّہ والے پانچ وقت نمازوں کو باجماعت محلّہ کی مسجد میں ادا کریں تا کہ اخلاق کا تبادلہ آپس میں ہو 194

(نماز) اخلاق کو درست کرتی ہے 196

اپنے اخلاق اور اطوار ایسے نہ بناؤ جن سے اسلام کو داغ لگ جاویں 210

اخلاق فاضلہ کا نمونہ دکھاؤ 211

اصلی بہادر وہی ہے جو تبدیلِ اخلاق پر مقدرت پاوے 222

اخلاق کی درستی کے ساتھ اپنے مقدور کے موافق صدقات کا دینا بھی اختیار کرو 223

ہم اخلاقی لحاظ سے کیسے ترقی کر سکتے ہیں 239

تمام اعلیٰ اخلاق اپنانے ہیں 292

اخلاقی حالتوں کے بھی اعلیٰ نمونے دکھائیں 310

اعلیٰ اخلاق اور دوسری نیکیوں کے لحاظ سے بھی انصار اللہ ہی وہ تنظیم ہونی چاہیے جو نمونے قائم کرنے والی ہو 311

استغفار

توبہ و استغفار وصول الی اللہ کا ذریعہ ہے 158

بڑے خوف سے بڑی دعاؤں اور استغفار کے ساتھ اپنے

جائزے لیتے رہنے چاہئیں 275

عہدِ بیعت کا خلاصہ...استغفار دعاؤں اور درود کی طرف توجہ دینا 292

عہدیدار کو اپنی آمد پر صحیح چندہ نہ دینے کی وجہ سے استغفار کی تلقین 372

اسلام

بولنے والا خدا صرف ایک ہی ہے جو اسلام کا خدا ہے 24

اصل طریقِ اسلام 159

جب تک انسان کامل طور پر توحید پر کاربند نہیں ہوتا اس میں اسلام کی محبت اور عظمت قائم نہیں ہوتی 161

رہبانیت اسلام کا منشاء نہیں ہے 183

صرف نعرے لگانے سے اسلام فتح نہیں ہو گا 200

صرف عہد بیعت کر لینا کافی نہیں ہے بلکہ آپ کو بنیادی اسلامی تعلیمات اور ارکان اسلام پر عمل پیرا ہونا چاہیے 303

خدا تعالیٰ اسلام کا مفہوم چاہتا ہے نہ نام اور لفظ 208

اگر تم اسلام کی حمایت اور خدمت کرنا چاہتے ہو تو پہلے خود تقویٰ اور طہارت اختیار کرو 209

اسلام کو داغ لگانے والے 210

تم نے اسلام کا پیغام پہنچانا ہے تو ہر ایک کو اپنے قول و فعل کو ایک کرنا ہو گا 212

اسلام کے خلاف چھ کروڑ کتابیں تصنیف اور تالیف ہو کر شائع کی گئی ہیں 221

اس کا وعدہ صادق نہ ہوتا تو یقیناً سمجھ لو کہ اسلام آج دنیا سے اٹھ جاتا 222

اسلام کی پُر امن تعلیمات کا خوب پرچار کریں۔اسلام کی پُر امن تعلیمات کے بارے میں آگاہی پیدا کرنے کے لئے بھرپور سکیم بنائیں 256

مذہب کی ضرورت اور اسلام کی ضرورت ایسے موضوعات ہیں جن میں مجلس انصاراللہ کے ممبران کو خوب مہارت ہونی چاہیے 259

(حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے ذمہ) تبلیغ اسلام کا عظیم کام 264

لوگ حقیقتِ اسلام سے بالکل دور جا پڑے ہیں 267

اسلام ہی وہ حقیقی مذہب ہے جو دنیا کو راہ راست پر لا سکتا ہے 277

اسلام اور دین ہے کیا؟ 289

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد سے اسلام کے ان بنیادی اور اہم اصولوں کو از سر نو زندہ کر دیا گیا ہے 307

دنیا کو بھی اسلام کی خوبصورت تعلیم سے آگاہ کریں 310

ہر احمدی کا کام اسلام کے پیغام کو پہنچانا ہے 343

اسلام کا جھنڈا بلند کرنا انصار اللہ کا کام ہے 405

اسلام کی تعلیم کے بارے لوگوں کو آگاہ کریں 418،419

اشاعت

جماعتی بلیٹن کی اشاعت کی طرف توجہ 340،341

اصلاح

اصلاح کے ذرائع 17

اصلاح کے چار ذرائع 31

جس نے اصلاح کرنی ہوتی ہے وہ تو ہلکے سے اشارے سے بھی اصلاح کر لیتا ہے 332

اطاعت

مربیان خلیفہ وقت کی ہر صورت میں اطاعت اور نظام کی فرمانبرداری کی اہمیت کے متعلق احباب جماعت کو بتائیں 35

اطاعت کے مضمون کو سمجھنے کی سب سے زیادہ ضرورت ہر سطح

کے عہدیداروں کو ہے 39
حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی اطاعت کا واقعہ 40
اطاعت وہی ہے جو فوری طور پر کی جائے 40
حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ کا اطاعت کے بارے میں اعلیٰ نمونہ 41
غسال کی طرح اپنے آپ کو امام کے ہاتھ میں دو 41
عہد بیعت پورا کرنے کے لئے اطاعت انتہائی اہم ہے 45
تمہارا کام کامل اطاعت کرتے ہوئے امام کے ساتھ اٹھنا اور بیٹھنا ہے 45
مجاہدات کی اس قدر ضرورت نہیں جس قدر اطاعت کی ضرورت ہے 46
اطاعت میں اپنے ہوائے نفس کو ذبح کر دینا ضروری ہوتا ہے 46
وحدت قائم نہیں ہو سکتی جب تک اطاعت نہ کی جاوے 46
اطاعت سے دل میں نور اور روح میں لذت اور روشنی آتی ہے 46
ہر چیز پر اطاعت امام کو فوقیت دیں 47
انسان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اتباع امام کو اپنا شعار بناوے 49
خلیفۂ وقت کے ہر لفظ کو قابل اطاعت سمجھ کر اس پر عمل کریں 50
جماعت میں اطاعت کا معیار 112
حقیقی مسلمان بننے کے واسطے رسول اللہؐ کی کامل اطاعت ضروری ہے 467

اللہ تعالیٰ

ہم میں سے کتنے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ کی عبادت کا شوق ہے 19
ہم میں سے کتنے ہیں جس سے اللہ تعالیٰ پیار کا سلوک کرتے ہوئے دعاؤں کی قبولیت کے نشان دکھاتا ہے 20
اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کا طریق 22
مومن کا اصل کام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے کے لئے اپنے دل کی کیفیت کو ڈھالے 54
اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ہمیں جو احکامات دیئے ہیں ان کو یاد رکھنا انکو دُہراتے رہنا 69
اللہ تعالیٰ سے خاص تعلق پیدا کرنا ہے 213، 214
عبادت اللہ تعالیٰ کی محبتِ ذاتی سے رنگین ہو کر کرو 271
اصل غرض انسان کی محبتِ ذاتی ہونی چاہیے 272
اللہ تعالیٰ کا ضابطہ اخلاق، انسانوں کے بنائے ہوئے اخلاقی ضوابط سے الگ ہے 289
اللہ تعالیٰ سے تعلق کیسے مضبوط کیا جائے 420، 421
اللہ تعالیٰ سے تعلق ایمان کی بنیاد اور روح کی غذا ہونی چاہیے 437
اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے وجود کو وقف کرنا حقیقی مومن کا معیار ہے 438
عرفانِ الٰہی کس طرح حاصل ہو سکتا ہے 446

امانت

عام احمدی کے سپرد امانت 88
انسان خدا تعالیٰ کی تمام امانتوں اور عہد کے ادا کرنے میں یہ رعایت رکھے کہ کوئی امر حتی الوسع ان کے متعلق فوت نہ ہو 391، 392
امانتوں کی حفاظت 392

امور عامہ

امور عامہ اور قضاء بڑی گہرائی میں جا کر سفارش اور فیصلے کرے 82
امور عامہ کے شعبہ کی اہمیت 387، 388

انتخاب

انتخابات کے موقع پر... دعا کے بعد ہر تعلق کو اور ہر رشتے کو چھوڑ کر اپنا حق جو ہے وہ صحیح استعمال کریں 86
انتخاب کی شرائط 377
انتخاب کا طریق 379
انتخاب کے وقت بہترین شخص کا انتخاب کرو 380

انتخابات کے وقت امانتوں کے اہل کو منتخب کریں 383

انٹرنیٹ

آجکل ناچ ٹی وی اور انٹرنیٹ نے ہر جگہ پہنچا دیا ہے، ناچ کی ممانعت 6

ناچ کے پھیلنے کی وجہ 7

نئی ایجادات نے لوگوں کی مصروفیات اور رجحانات کو یکسر بدل دیا ہے اور مختلف برائیوں کو جنم دیا ہے جن میں سے بعض ٹی وی، انٹرنیٹ وغیرہ کی ہیں 226

صبح فجر کی نماز اس لئے وقت پر نہیں پڑھتے کہ رات دیر تک یا تو ٹی وی دیکھتے رہے یا انٹرنیٹ پر بیٹھے رہے 226

احمدی مسلمان بچوں کو انٹرنیٹ پر موجود ضرر رساں اور خطرناک مواد سے بچانے کے لئے مناسب اقدام اٹھانے چاہئیں 258

انصار اللہ

انصار کی ذمہ داریوں کا خلاصہ انصار اللہ کے عہد میں بیان ہے 109

ہر ناصر کا کیسا ہونا چاہیے؟ 110

انصار اللہ کا ہر ممبر نماز باجماعت کا عادی ہو 138

حقیقی رنگ میں انصار اللہ کیسے بنا جا سکتا ہے 139

تہجد کی تاکید بھی آپ نے فرمائی اور انصار اللہ کو تو خاص طور پر اس کا بھی التزام کرنا چاہیے 159

انصار اللہ کو چاہیے کہ اپنے اجتماعات ایسی جگہ منعقد کریں جہاں پانچوں وقت کی نمازوں کا اہتمام بھی ہو سکے 162

انصار اللہ کو نمازوں کی طرف توجہ دلائی تھی 179

نمونہ دکھانا انصار اللہ کا کام ہے 197

کیا ہم انصار اللہ کہلاتے ہوئے اپنی زندگیاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کر رہے ہیں؟ 206

اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ کیا جو انصار اللہ کا نام ہے ہم حقیقت میں اس نام کا پاس رکھ رہے ہیں؟ 207

انصار کی عمر تو ایسی ہوتی ہے کہ ان کو تو بڑی فکر رہنی چاہیے 224

مجلس انصار اللہ کے جوان انصار جو صف دوم کے ہیں، اپنے دفاتر تک جانے کے لئے سائیکل استعمال کریں 239

اگر انصار اللہ نے اب نئی نسلوں کو نہ سنبھالا تو پھر کچھ سالوں کے بعد بڑی مشکل پیش آئے گی 246

اپنے گھروں کی بھی نگرانی رکھیں 252

مجلس انصار اللہ کو جسمانی طور پر مزید فعال ہونے کی طرف توجہ 255

انصار اللہ کو دیگر ذیلی تنظیموں اور جماعتی سطح پر احمدیہ مسلم جماعت کے ساتھ مل کر اجتماعی کوشش کرنی چاہیے 261

صرف نام کے انصار اللہ نہ ہوں 264

اپنے انصار اللہ کے عہد کو نبھانے کے لئے... میدان میں اترنا ہو گا 264

جو لوگ اپنے آپ کو انصار اللہ کہتے ہیں ان کا کیا معیار ہونا چاہیے 267

انصار اللہ کا کام تو باغ کی نگہداشت کرنا ہے 269

انصار اللہ کہلاتے ہو تو اس سے تو کچھ نہیں بنے گا 273

حقیقی انصار اللہ بننے کے لئے بہت غور کرنے کی ضرورت ہے 278

انصار اللہ ہی وہ تنظیم ہونی چاہیے جو نمونے قائم کرنے والی ہو 311

انصار اللہ کا اصل کام 313

انصار اللہ کے کاموں کا کیا رویہ ہونا چاہیے 320

انصار کو لوکل جماعت کے پلان میں شمولیت کی تلقین 324

انصار اللہ کے نام رکھنے کی وجہ 393

انصار اللہ کی عبادت کے معیار کیسے ہوں 394، 395

انصار اللہ کا عہد، ذمہ داریاں اور انذار 400،401
اسلام کا جھنڈا بلند کرنا انصار اللہ کا کام ہے 405
انصار اللہ کو اپنی ذمہ داریوں کا احساس ہونا چاہیے 407،408
ہر ناصر مربی ہوتا ہے 428
انصار اللہ پر آئندہ آنے والی نسلوں کی ذمہ داری ہے 435
نحن انصار اللہ کی اہمیت 440
انصار اللہ کی تنظیم اور اس کی ذمہ داریاں 455،456
انصار اللہ صرف ایک تمغہ نہیں جو فخر کے ساتھ پہنا جائے 473

ایم ٹی اے

ایم ٹی اے کے پروگرام کے ذریعہ رابطہ رکھنے سے اثر ہوتا ہے 17
اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں ہمیں ایم ٹی اے کی نعمت بھی عطا فرمائی ہے 111
شیطان کے حملوں سے بھی بچاتا ہے اور روحانی ترقی کے سامان بھی کرتا ہے 227
خلافت سے جماعت کا تعلق جوڑنے کا ذریعہ بنایا ہے 227
ایم ٹی اے اسلام آباد کا نیا سٹوڈیو 280
تمام دنیا کے احمدیوں کو ایک کر دیا ہے 393

برائی

پس نفس تو بار بار برائی کی طرف بلاتا ہے 192
برائی ہوتی بھی ہے تو دل اس پہ ملامت کرنا چاہیے 214
ہر برائی سے بچنے کا عہد کرتے ہوئے لبیک کہتے ہوئے آگے بڑھیں 286

بیعت

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آنے کے بعد عبادتوں میں سرور آنے اور مزہ آنے کا ذکر تو بہت سے نئے آنے والے بھی اب کرنے لگ گئے ہیں 188
صرف عہد بیعت کر لینا کافی نہیں 303
ہماری بیعت تو بیعتِ توبہ ہی ہے 266
اپنی حالتوں کو بہتر بنائیں تبھی ہم حقیقی بیعت کا حق ادا کر سکتے ہیں 276
شرائط بیعت کی تیسری شرط 291
عہدِ بیعت کا خلاصہ 292

تبلیغ

عہدیداران سیکرٹریان تبلیغ کے ساتھ تبلیغ کے حوالہ سے عمل درآمد کروانے کے لئے مکمل تعاون کریں 134
داعیان خصوصی زیادہ وقت تبلیغ کو دیں 135
اگلی نسلوں کو... تبلیغی کاموں کے لئے تیار کریں 167
تبلیغ کی کوشش کے ساتھ دعا بھی ضروری ہے 171
تبلیغ میں کامیابی کے لئے تدبیر اور دعا کو کتنا کتنا وقت دینا چاہیے؟ 172
تبلیغ کے لئے بھی وقت دیں 173
ہمارا کام یہ ہے کہ تنبیہ کرنا، پیغام کو پہنچانا، تبلیغ کرنا 250
تبلیغ کے لئے مخصوص ٹارگٹ رکھنے چاہئیں 253
جتنی زیادہ مخالفت ہے تبلیغ اتنی زیادہ ہونی چاہیے 255
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اپنے رشتہ داروں کو تبلیغ کے لئے بلایا 262
تبلیغ اسلام کا عظیم کام 265
عہد کرتے ہیں کہ اسلام کی تبلیغ کو دنیا میں پھیلائیں گے 266
صرف باتوں کے ذریعہ سے تبلیغ نہیں کرنی بلکہ اپنے عمل سے تبلیغ کرنی ہے 276

پہلے سے بڑھ کر تبلیغ کے لئے میدان میں نکلیں 277
ہم تبلیغ صرف اپنی تعداد بڑھانے کے لئے نہیں کرتے 289
تبلیغ کے لئے ہر ایک سے انفرادی ملاقات اور تعلق رکھنے کی ضرورت ہے 290
شعبہ تبلیغ کے ٹارگٹ بہت بلند ہونے چاہئیں 295
تبلیغ کریں اور وہاں مجالس اور جماعتیں قائم کریں 298
تبلیغ کے پروگرامز آرگنائز کروانے کی تلقین 319
لٹریچر کی تقسیم کی بابت تلقین 319
تبلیغ کے ساتھ دعا بھی کریں 333
لوکل سائیکلنگ کلب کے ساتھ بھی رابطے کریں... تبلیغ بھی ہو جائے گی 354
پچیس فیصد عاملہ ممبران داعیان الی اللہ ہوں 355
تبلیغ کے مختلف ذرائع 356، 358
بڑے شہروں میں تبلیغ کرنے کی ہدایت 361
تبلیغ کے کاموں میں جذبہ پیدا کریں 372
تبلیغ کے لئے ambitious پروگرام بنانا ہوگا 413
اپنے پروگراموں کو تربیت اور تبلیغ پر فوکس کریں 432
تبلیغ کرو، ہدایت دینا اللہ کا کام ہے 448

تربیت (شعبہ)

سیکرٹریان تربیت افراد جماعت کے سامنے اپنے نمونے قائم کریں 93
اگر شعبہ تربیت فعال ہو جائے تو بہت سے دوسرے شعبوں کا کام خود بخود ہو جاتے ہیں 93
تربیت کا کام پہلے اپنے گھر سے شروع کریں 94
جس طرح شعبہ مال کام کرتا ہے اس طرح شعبہ تربیت بھی کام کرے تو بہت ترقی ہو سکتی ہے 165
تربیت کے لئے صرف ایک ماہ رمضان میں زور سے کام ہوتا ہے 166
شعبہ تربیت کے لئے زرّیں نصائح 233
اصلاحی کمیٹی کو اور سیکرٹریان تربیت کو... ان سب کو مل کر اپنے اپنے ماحول میں تربیت کی طرف توجہ دینی چاہیے 247
سارے ملک کے بچوں کی تربیت کریں تاکہ اگلی generation احمدی ماحول میں بڑھے 339
سیکرٹری تربیت کا حلقہ کے ہر احمدی سے رابطہ ہو 340
شعبہ تربیت کے حوالے سے ہدایات 340، 387
کس طرح ہم نے تربیت کرنی ہے؟ 373
حقیقی تربیت کو یقینی بنانے کیلئے نصائح 426

تربیتِ اولاد

اللہ تعالیٰ نے ماں باپ کی ڈیوٹی لگائی کہ بچوں کی تربیت کریں 55
صالح اور متقی اولاد کی خواہش سے پہلے یہ ضروری ہے کہ وہ خود اپنی اصلاح کرے 286
اپنی اولاد کی تربیت کے لئے بھی نمونہ بن کر ان کی دنیا و عاقبت سنوارنے کا بھی ذریعہ بنیں 309
بچوں کی تربیت کوئی آسان کام نہیں 328
بچوں کی تربیت کی بابت نصائح 328، 330
اپنے لئے اور اپنے بیوی بچوں کیلئے مستقل دعا کرتے رہنا چاہیے 330
بچوں کو بتائیں کہ احمدیت کیا ہے اور کیوں ہم احمدی ہیں 339
ہماری اور ہماری نسلوں کی بقا ہر حالت میں جماعت سے جڑے رہنے سے وابستہ ہے 360
بچوں سے کمیونیکیشن گیپ کم کریں 365، 366
بچوں کو ایک confidence ہونا چاہیے ہم جو شیئر کریں گے، ماں باپ ہماری بات پیار سے سنیں گے 366

بچوں کو اچھا ماحول فراہم کریں 367،366
آجکل کی برائی اور خرابیوں کو بچوں کے سامنے کہانی کی صورت میں پیش کریں 368،367
بچوں کی خلافت کے ساتھ وابستگی کیسے ہو سکتی ہے 417
بچوں کی تربیت کیلئے حضرت مسیح موعودؑ کا ایک نسخہ 458
اللہ تعالیٰ کی محبت میں اولاد پیدا کریں 471

تقویٰ

صحابہؓ...نے... تقویٰ کے اعلیٰ معیار کے اور اخلاص و وفا کے عجیب نمونے دکھائے 205
پہلے خود تقویٰ اور طہارت اختیار کرو 209
اپنی نیکی اور تقویٰ کے معیار کو بڑھانا ہو گا 214
تقویٰ ہی ایک ایسی چیز ہے جس کو شریعت کا خلاصہ کہہ سکتے ہیں 215
ہماری جماعت تقویٰ کا غم کُل دنیوی غموں سے بڑھ کر اپنی جان پر لگائے 216
تقویٰ والے کون لوگ ہیں 217
صحیح فراست اور حقیقی دانش...... کبھی نصیب نہیں ہو سکتی جب تک تقویٰ میسر نہ ہو 219
خدا تعالیٰ کے نزدیک بڑا وہ ہے جو متقی ہے 219
آگے قدم رکھیں اور تقویٰ اختیار کریں 223
اصل چیز نیکی اور تقویٰ ہے 261
تقویٰ میں بھی ترقی کرنی ہو گی 265
سچی خوشحالی اور راحت تقویٰ کے بغیر حاصل نہیں ہوتی 268
اب اللہ تعالیٰ نے یہ ارادہ کیا ہے کہ وہ دنیا کو تقویٰ اور طہارت کی زندگی کا نمونہ دکھائے 275
جب انسان کے دل میں تقویٰ ہو، تبھی انسان کا اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا ہوتا ہے 311
تقویٰ کیا ہے؟ 312
ہماری جماعت کے لئے خاص کر تقویٰ کی ضرورت ہے 313
متقی کی علامات اور نشانیاں از حضرت مسیح موعودؑ 315
متقی جھوٹ بول کر غلط بیانی سے کام نہیں لے سکتا 317،316
اللہ کا پیغام پھیلانا تقویٰ کا کام ہے 331
تقویٰ اور طہارت اختیار کرو تا خدا تعالیٰ کے حصنِ حصین میں آسکو 402
فتح کیلئے متقی بننا ضروری ہے 404
تقویٰ کے اعلیٰ معیار حاصل کرنے کا طریق 422

تکبر

تکبر، غرور، بدکاریوں سے بچو 212
نخوت یا تکبر اور غرور جو ہے یہ غضب سے...پیدا ہوتا ہے 217
عہدِ بیعت کا خلاصہ... تکبر نخوت سے پرہیز کرنا 292

توبہ

توبہ واستغفار وصول الی اللہ کا ذریعہ ہے 158
اس سے پیشتر کہ عذاب الٰہی آکر توبہ کا دروازہ بند کردے توبہ کرو 222
ہر ایک خدا کو ناراض کرنے والی باتوں سے توبہ کریں 223
ہماری بیعت تو بیعتِ توبہ ہی ہے 266

تہجد

فرائض نمازوں کے ساتھ تہجد کی تاکید 159
حضرت مسیح موعودؑ کی تہجد کی دعاؤں کے حسن کا ذکر 172

ہر ایک شخص تہجد میں اٹھنے کی کوشش کرے 223
عہدِ بیعت کا خلاصہ... تہجد کی ادائیگی کی طرف توجہ دینا 292

جلسہ

ہمارے جلسوں پر علاوہ احمدیوں کے اب غیر از جماعت مہمان بھی کافی تعداد میں آتے ہیں...کارکنان ایسے نمونے دکھائیں کہ آنے والوں کو احساس ہو کہ وہ کسی دینی جلسے میں شرکت کے لئے آئے ہیں 74

جماعت احمدیہ

جماعت کا فرض ہے کہ اپنے وسائل کے اندر رہتے ہوئے ضرورت مند کی مدد کرے 21
جماعت کے نظام کے تمام حصے منصوبہ بندی کریں کہ اگر ہم میں کوئی برائی ہے تو اس کو کیسے ختم کریں 64
جماعت احمدیہ کی ترقی خلافت کے ساتھ وابستہ رہنے کی وجہ سے ہے 65
الٰہی جماعتوں کی ترقی دیکھ کر حاسدین جماعت کی مخالفت 344 تا346
آسٹریلین لوگوں کو جماعت کا تعارف کروائیں 355،356
اپنی نسلوں کو جماعت سے جوڑنے کی طرف توجہ ہونی چاہیے 360
اس جماعت کا مقصد حقیقی معرفت اور تقویٰ قائم کرنا ہے 436

احباب جماعت کو نصائح

دنیاوی چیزوں میں دوسروں کی نقل کرنے کی ممانعت 21
ہر چیز پر اطاعت امام کو فوقیت دیں 47
اعمال کو اور اپنی عبادتوں کو وہ رنگ دینے کی ضرورت ہے جو ہمارے لئے بہترین زادِ راہ ثابت ہوں 48
دین کو دنیا پر مقدم رکھیں 54
خلیفۂ وقت کی باتوں کو سنو اور ان پر عمل کرنے کی کوشش کرو 66
اپنے عمل کو خلیفۂ وقت کے تابع کریں 67
ہر احمدی خدا تعالیٰ سے تعلق کو مضبوط کرے 77
یاد رکھنا چاہیے جماعتی خدمت کو کوئی معمولی خدمت نہیں سمجھنا چاہیے 92

جھوٹ

بچوں کو جھوٹی کہانیاں سنانے کی مناہی 11
اسائلم سیکر اور وکلاء کو غلط بیانی اور جھوٹ سے کام نہیں لینا چاہیے 26

مالی قربانی / چندہ

چندہ باشرح کے متعلق نصائح 319،326
ولیج فنڈ کے بارے تحریک 321
جو باشرح چندہ نہیں دے سکتا وہ لکھ کر اجازت لیں 327
بقایاداران کے متعلق نصائح 374،375
چندہ ایک قربانی ہے 375
چندہ اللہ تعالیٰ کی محبت کے حصول کیلئے دینا چاہیے 409
چندہ اور بجٹ لکھواتے وقت سچائی کا دامن نہ چھوڑیں 427

خدا تعالیٰ

وہ لوگ کیونکر زندگی بسر کرتے ہیں جن کا دن بھی گزر جاتا ہے اور رات بھی گزر جاتی ہے مگر وہ نہیں جانتے کہ ان کا کوئی خدا بھی ہے 158
اگر خدا تعالیٰ سے سچا تعلق حقیقی اِرتباط قائم کرنا چاہتے ہو تو نماز پر کاربند ہو جاؤ 161
نماز ایسی شے ہے جو خدا نے فرض کی ہے کسی انسان نے نہیں کی 165
خدا تعالیٰ واقعی موجود ہے 168
خدا کی مدد کے حصول کے لئے دعا ضروری ہے 172
اصل مدّعا انسان کی زندگی کا خدا تعالیٰ کی پرستش 181

انسان کی پیدائش کا مدّعا بلاشبہ...خدا تعالیٰ میں فانی ہو جانا ہی ہے 182
تمہارے پیدا کرنے سے خدا تعالیٰ کی غرض یہ ہے کہ تم اُس کی عبادت کرو 183
جو تم کرتے ہو اس میں دیکھ لو کہ خدا تعالیٰ کی رضا مقصود ہو 184
ہم نے خدا تعالیٰ کو حاصل کرنا ہے 185
اصل حقیقت دعا کی وہ ہے جس کے ذریعہ سے خدا اور انسان کے درمیان رابطہ تعلق بڑھے 187
خدا کی توجہ سے بگڑے ہوئے کام سب درست ہو جاتے ہیں 189
خدا کے دشمن سے مداہنہ کی زندگی نہ برتو 195
جب انسان اپنی اصلاح کر لیتا ہے اور خدا سے صلح کر لیتا ہے تو خدا اس کے عذاب کو بھی ٹلا دیتا ہے 198
تقویٰ اور طہارت اختیار کرو جس سے خود تم خدا تعالیٰ کی پناہ کے حصنِ حصین میں آسکو 209
خدا ٹھگا نہیں جا سکتا 222
خدا تعالیٰ کی رضا کے مطابق اپنے قول و فعل کو بناؤ 223
خدا تعالیٰ سے ناامید مت ہو 224
خدائے تعالیٰ کے حکموں کو بے قدری سے نہ دیکھو 227
خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ عملی راستی دکھاؤ 228
سعید آدمی خدا کی راہ میں تکالیف کو قبول کرتا ہے 267
متقی کے لئے خدا تعالیٰ ساری راحتوں کے سامان مہیا کر دیتا ہے 268
انسان خدا کی عبادت دوزخ یا بہشت کے سہارے سے نہ کرے بلکہ محبت ذاتی کے طور پر کرے 272
خدا تعالیٰ بخیل نہیں اگر انسان مجاہدہ کرے گا تو وہ یقیناً اپنی راہ کو ظاہر کر دے گا 274
خدا کو ہر شے پر مقدم کرنے والے ہوں 287
تنگی اور آسائش ہر حالت میں خدا تعالیٰ سے وفا کرنا 293
انصار اللہ کا اصل کام یہ ہے کہ دنیا کو خدائے واحد کے آگے جھکانا 313

خدام

خدام و انصار کے اراکین عاملہ کی بھی حاضری نماز سو فیصد ہونی چاہیے 170
انصار خدام اور جماعت کی عاملہ کے تمام اراکین نماز باجماعت میں باقاعدہ ہو جائیں تو حاضری بہت بہتر ہو جائے 171
سب سے پہلے جماعت، انصار اور خدام کی عاملہ کو نماز باجماعت میں باقاعدہ بنائیں 174
خدام کو نماز کا ترجمہ سکھائیں خاص طور پر سورۃ فاتحہ کا 177
خدام اپنے بھائیوں کی صحیح تربیت کریں 248
خدام اور اطفال کی تربیت کرنا انصار کا کام ہے 255

خلافت

خلافت کا صحیح فہم و ادراک پیدا کرنا مربیان اور عہدیداران کا کام ہے 33
مربیان خلیفہ وقت کی ہر صورت میں اطاعت اور نظام کی فرمانبرداری کی اہمیت کے متعلق احباب جماعت کو بتائیں 35
برکت ووٹوں کی وجہ سے نہیں بلکہ مخلصانہ نیت سے خلافت کی اتباع اور خلیفہ ٔ وقت کی دعائیں حاصل کرنے سے ملتی ہے 36
خلافت کا مقصد حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف بھرپور توجہ دینا ہے 42
توحید کے قیام کے لئے بھرپور کوشش خلافت کا کام ہے 43
جماعت کے افراد خوش قسمت ہیں جن کی فکر خلیفہ ٔ وقت کو رہتی ہے 43
خلافت کے ساتھ جڑ کر ہی صبر کے ساتھ مشکلات میں سے گزرا جا سکتا ہے 47
خلافت کا مفہوم اسی صورت سمجھ آئے گا جب کامل اطاعت پر

یقین پیدا ہو گا 49
خلیفۂ وقت کے ہر لفظ کو قابل اطاعت سمجھ کر اس پر عمل کریں 50
خلافت سے جڑنے والے فیوض سے خالی نہیں رہتے 65
کاموں میں برکت خلافت سے وابستگی میں ہے 65
اپنے عمل کو خلیفۂ وقت کے تابع کریں 67
آپؑ کی پیشگوئی کہ اسلام کی اشاعت کیلئے خلافت کا نظام جاری رہے گا 342
نظام خلافت کی اشاعت اور خلیفہ سے تعلق کی اہمیت 342، 343
خلافت سے وابستگی برکتوں کا باعث ہوتی ہے 454
خلافت کے ساتھ اپنا تعلق مضبوط کریں 474

داڑھی

جن کی داڑھی نہیں، وہ داڑھی رکھ لیں 176
داڑھی رکھنے کی نصیحت 374

دعا

کوئی فیصلہ کرنے سے پہلے دعا ضرور کرنی چاہیے 115
انصار اللہ بننے کے لئے دعا کے ہتھیار کو استعمال کرنے کی ضرورت ہے 139
نماز میں اپنی زبان میں دعائیں کرو 156
ماثورہ دعاؤں کا بھی اسی زبان میں التزام رکھو 157
بڑے بڑے عظیم الشان کاموں کی کنجی صرف دعا ہی ہے 157
اصل طریقِ اسلام...دعائیں توجہ اور انابت اِلَی اللہ سے کرتے رہنا 159
دعا کے لئے نماز پنجوقتہ ضروری ہے 172
کامیابی کے لئے تدبیر کے ساتھ دعا بھی ضروری ہے 172
نماز ہی دعا ہے 186
دعا کی اصل حقیقت 187
انسان کی دعائیں ایک حرارت ایمانی پیدا کرتی ہیں اور پھر کام بن جاتا ہے 189
تم لوگ دعا کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے معرفت طلب کرو 190
اپنی زبان میں بھی دعا کرنی منع نہیں ہے 192
اپنے بیوی بچوں کے لئے بھی دعا کرو 193
ایک انسان غافل اور بے راہ ہو کر اگر قبولیت دعا چاہے تو کیا وہ احمق اور نادان نہیں ہے 215
راتوں کو اٹھو اور دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ تم کو اپنی راہ دکھلائے 223
نماز میں بہت دعا کرو اور رونا اور گڑگڑانا اپنی عادت کر لو 227
اپنی نسل کی بہتری، اپنی روحانی ترقی اور ہر کام کیلئے دعا کریں 239
دعا کر کے رشتے کرو 249
ہمیں بڑے خوف سے بڑی دعاؤں اور استغفار کے ساتھ اپنے جائزے لیتے رہنے چاہئیں 275
دعا کا سلسلہ ہر وقت جاری رکھو 279
نیک نمونہ، اولاد کی نیک تربیت اور ان کیلئے دعا کو اپنا روزمرہ کا معمول بنالیں 287
عہدِ بیعت کا خلاصہ کیا ہے؟...استغفار دعاؤں اور درود کی طرف توجہ دینا 292
دعا کے بغیر تو کام میں برکت نہیں پڑ سکتی 294
بچوں کی تربیت کیلئے دعا کرو 458
ایک دوسرے کیلئے غائبانہ دعا کیا کرو 460

دیانت

دیانت اور امانت کے معیاروں کو اونچا کرنے کی ضرورت ہے 35

دین

خدمت دین کو اک فضل الٰہی سمجھیں 3

عہدوں پر کام کرنے والوں کو عہدہ کا تصور پیدا نہ ہو بلکہ خدمت دین کا تصور پیدا ہو 3

دین کو دنیا پر مقدم کرنا ہو گا 91، 414، 415

اللہ تعالیٰ متقی کے دین کے کاموں میں آنے والی دنیاوی روکوں کو دور فرما دیتا ہے 317، 318

اپنی ترجیح دین کو دنیا پر مقدم کرنا بنالیں 405

دین کو دنیا پر اسی وقت مقدم کیا جاسکتا ہے جب دین کا پتہ ہو 441

دین کو دنیا کی نسبت مقصود بالذات بناؤ 462

رشتہ ناطہ

رشتہ ناطہ کے مسائل اور ان کا حل 234

طلاق کی شرح میں اضافہ ہو رہا ہے۔ اس سلسلہ میں انصار اللہ کو کیا کردار ادا کرنا چاہیے؟ 247

جب تم رشتے کرو تو یہ جائزہ لو کہ دین کو ہم نے ترجیح دینی ہے 247

یہ الزام جو دیا جاتا ہے اسلام کو کہ arrange marriage کی وجہ سے ہمارے رشتے صحیح طرح match نہیں ملائے گئے، اس لئے ہمارے رشتے ٹوٹ گئے، یہ بھی غلط ہے 248

جو دین کو ترجیح دیتے ہوئے ہونے والے رشتے ہوں گے وہ پھر کامیاب بھی ہوں گے اور ہوتے ہیں 248

اللہ تعالیٰ نے جو فرمایا ہے کہ دعا کر کے رشتے کرو تو دعا کر کے کرنے چاہئیں 249

شادی کے بعد الگ گھر میں رہنے کے بارے استفسار اور اس کا جواب 350

رشتہ ناطہ کے شعبہ کو وسیع منصوبہ بندی کی ہدایت 386

رشتہ کے معاملہ میں دین کو فوقیت دو 386، 387

رمضان

تربیت کے لئے صرف ایک ماہ رمضان میں زور سے کام ہوتا ہے 166

اگر رمضان میں رات کو ایک دو گھنٹے سوتے ہیں پھر بھی فجر میں آجاتے ہیں تو باقی دنوں میں کیوں نہیں آسکتے؟ 175

زندگی

جو لوگ اپنی اس اصلی اور فطری غرض کو چھوڑ کر حیوانوں کی طرح زندگی کی غرض صرف کھانا پینا اور سو رہنا سمجھتے ہیں وہ خدا تعالیٰ کے فضل سے دور جا پڑتے ہیں 182

متّقی کی زندگی کا نقشہ کھینچ کر آخر میں بطور نتیجہ یہ کہا وَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ 216

اپنی زندگی غربت اور مسکینی میں بسر کریں 217

اصل لذّت زندگی کی راحت اور خوشی ہی میں ہے 224

اسلام میں حقیقی زندگی ایک موت چاہتی ہے 267

اولیاء نے ایک موت اختیار کی اور زندگی اس کے بدلہ میں پائی 268

مومن شخص کا کام ہے کہ پہلے اپنی زندگی کا مقصد اصلی معلوم کرے 271

اب اللہ تعالیٰ نے یہ ارادہ کیا ہے کہ وہ دنیا کو تقویٰ اور طہارت کی زندگی کا نمونہ دکھائے 275

اپنی زندگی متقیانہ بنائیں تو نیک اولاد کی خواہش نتیجہ خیز ہو گی 286

سائیکلنگ

سائیکل استعمال کر کے اپنے ماحول کو صاف بنانے میں بھی کردار ادا کریں 246

صفِ دوم کے انصار کو مخاطب ہو کر فرمایا کہ انہیں مستقل

ورزش کرنی چاہیے اور سائیکل چلانی چاہیے 252
سائیکلنگ سے ذہنی قوت اور صلاحیتوں پر مثبت اثر پڑے گا 255
باقاعدگی سے سائیکلنگ کریں 260
صف دوم کے انصار کو باقاعدہ ورزش کرنی چاہیے اور جب ممکن ہو سکے سائیکل پر کام پر جانا چاہیے تاکہ آلودگی کو کم کیا جا سکے 298
انصار کو سائیکلنگ کی ترغیب 321،354

سچائی

سچائی پر قائم رہنا چاہیے اور خدا تعالیٰ پر توکل کرنا چاہیے 11
قول و فعل میں تضاد موردِ غضبِ الٰہی کا مورد ہو 399

سلام

چھوٹوں اور بڑوں کو سلام کو رواج دینے کی نصیحت 63

سود

سود کے نقصانات اور ممانعت 21،22

شجرکاری

پورے ملک میں وسیع پیمانے پر درخت لگانے کی مہم شروع کریں 246
ماحولیاتی تبدیلی کیلئے درخت لگانے کی تلقین 334تا336
درخت لگانے کی ہدایت 349

صحابہؓ

صحابہؓ کس طرح غالب آئے؟ 156
یاد رکھو ہمارا طریق بعینہٖ وہی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کا تھا 159
صحابہؓ...نے جب اسلام قبول کیا تو اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کیں اور نہ صرف قربانیوں کے بلکہ تقویٰ کے اعلیٰ معیار کے اور اخلاص و وفا کے عجیب نمونے دکھائے 205
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ نے بھی تدریجاً تربیت پائی 223
میرے صحابہؓ جو ہیں یہ ستاروں کی مانند ہیں 228
جو پرانے لوگ تھے، صحابہؓ تھے، انہوں نے جو بیعت کی تھی وہ زمانہ تو ایسا تھا جب ظلموں کی انتہا تھی اور جنگیں بھی ہو رہی تھیں 266

عاجزی

عہدیدار عاجزی، انکساری، اخلاص، محنت اور دعا کی حالت پیدا کرنے والے ہوں 3
عہدہ بڑائی پیدا کرنے کے لئے نہیں ہے بلکہ عاجزی میں بڑھانے کے لئے ہے 129

عاملہ

نماز میں عاملہ نمونہ بنے 165
مجلس عاملہ کے اراکین کو توفعّال ہونا چاہیے 165
اب ہر عاملہ کا ممبر بالخصوص اور دوسرے جو نمازوں میں باقاعدہ ہیں وہ دس دس گھروں کو نماز کے لئے بھی لے کر آئیں 166
مجلسِ عاملہ کے اراکین... تبلیغی رابطے بڑھانے چاہئیں 167
عاملہ کے ممبران کو نمازی ہونا چاہیے 170
اگر انصار خدام اور جماعت کی عاملہ کے تمام اراکین نماز باجماعت میں باقاعدہ ہو جائیں تو حاضری بہت بہتر ہو جائے 171
سب سے پہلے جماعت، انصار اور خدام کی عاملہ کو نماز باجماعت میں باقاعدہ بنائیں 174
اگر عاملہ ممبران کام نہیں کر رہے تو باقیوں پر کیا اثر ہو گا 231
صرف عاملہ کو ہی قابو کر لیں، ہر سطح پر، جماعتی بھی اور ذیلی

تنظیموں کی بھی تو 80 فیصد تو آپ کا کام ہو گیا 232
مختلف شعبہ جات کے ٹارگٹس مقرر کرتے ہوئے ممبران عاملہ کو حقائق کو سامنے رکھنا چاہیے 256
ممبرانِ مجلس عاملہ کے اپنے مثالی نمونے کی اہمیت 294

عقل

عقل سے کام لو اور کلامِ الٰہی کی ہدایات پر چلو 212، 213
عقل اور کلامِ الٰہی سے کام لو 212
اگر تم کامیاب ہونا چاہتے ہو تو عقل سے کام لو 219
پاک عقل آسمان سے آتی ہے اور اپنے ہمراہ ایک نور لاتی ہے 220
جب تک مجاہدہ اور ریاضت سے تزکیہ نفوس نہیں ہوتا پاک عقل آسمان سے اتر نہیں سکتی 220
انصار اللہ کی عمر کے لوگ اپنی عقل اور تجربے کے لحاظ سے انتہا کو پہنچے ہوئے ہوتے ہیں 310
جماعت کا عقل و حکمت کے لحاظ سے بہتر حصہ انصار ہیں 311

علم

صحیح علم نہ ہونے کی وجہ سے انسان اعمال کی اصلاح نہیں کر سکتا 10
علم کی زیادتی کے ساتھ قوت ارادی بڑھتی ہے 12
صحیح علم ہمیں ان ناکامیوں سے محفوظ رکھے گا جو قوت موازنہ کی غلطیوں کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں 13
اسلامی علوم کے خزانوں کا گہرائی کے ساتھ مطالعہ کریں 474

عملی اصلاح

بندے کا خدا سے تعلق جوڑنا اور اعمال کی اصلاح کرنا بھی ضروری ہے 4
ہمارے غالب آنے کا بڑا ہتھیار عملی اصلاح ہے 5
قوت ارادی اور قوت عملی ہی دو بنیادی چیزیں ہیں جو عملی اصلاح پر اثر انداز ہوتی ہیں 7
عملی اصلاح کی روکیں دو قسم کی ہیں 9
عملی اصلاح کے لئے تین چیزوں کی ضرورت 13
قوت عملیہ کی کمزوری دو طرح کی۔ حقیقی، غیر حقیقی 13
عملی نمونہ دکھانے کی تلقین 15
ہماری جماعت کے اعمال میں کمزوری کی وجہ 18
عملی اصلاح کے لئے نگرانی کی ضرورت 28
صرف لفّاظی اور لسّانی کام نہیں آسکتی 95، 209
اعمال کا اثر آپ کے الفاظ سے زیادہ ہوتا ہے 474

عہدیداران کو نصائح

شفقت اور ہمدردی دکھانے کی نصیحت 16
مربیان، امراء اور عہدیداران کا کام ہے کہ حضور انور ایدہ اللہ کے پروگرام بار بار جماعت کے سامنے لائیں 17
مربیان، امراء، عہدیداروں کو اپنے دائرہ میں اصلاح کی کوشش کرنی چاہیے 24
مربیان، عہدیداران بار بار جھوٹ سے بچنے کی نصیحت کریں 26
بچوں کو گندگی اور بے حیائی کا فرق بتا کر اور اپنے عملی نمونے دکھا کر ماحول کے اثر سے بچا سکتے ہیں 27
خلافت کا صحیح فہم و ادراک پیدا کرنا مربیان اور عہدیداران کا کام ہے 33
اطاعت کے مضمون کو سمجھنے کی سب سے زیادہ ضرورت ہر سطح کے عہدیداروں کو ہے 39
بعض عہدیدار خلیفۂ وقت کی ہدایت پر بڑے انقباض سے عمل کرتے ہیں یہ اطاعت نہیں 40
جو رپورٹ بھیجی جائے اس پر تحقیق کریں اور اطلاع دیں 50

ہدایات کی تاویلیں اور توجیہیں نکالنے کی ممانعت 53
عہدیدار اپنے آپ کو افسر سمجھنے کی بجائے خادم سمجھیں 53
دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے عہد کو نبھانے کی ذمہ داری سب سے زیادہ عہدیداران کی ہے 56
مربیان و عہدیداران افراد جماعت کی علمی اور دینی ترقی کے معیاروں کو اونچا کرنے اور استعدادوں کے معیار بلند کرنے میں اہم کردار ادا کریں 61
اپنے عمل کو خلیفہ وقت کے تابع کریں 67
عہدیدار خلافت کے نمائندے کے نام پر اپنی اہمیت تو واضح کرنا چاہتے ہیں ... لیکن خلافت سے تعلق کو انہوں نے اس طرح ذہنوں میں نہیں ڈالا جس طرح ڈالنا چاہیے 67
مربیان اور عہدیداران اللہ تعالیٰ کے احکامات تلاش کر کے ان پر خود عمل کریں اور دوسروں کو بھی یاد کروائیں 69
بعض کارکنان اور عہدیداران کے بارے میں شکایت ملتی ہے کہ وہ نمازوں میں سست ہیں 69
اپنی عبادتوں کے جائزے لیں 70
جو عام کھانا ہے وہی عہدیدار بھی کھائیں 74
عہدیداران محبت اور پیار سے لوگوں کی تربیت کریں 76
قول و فعل میں مطابقت رکھنے کی نصیحت 81
افسر ہوں یا عہدیدار ہوں خود بھی براہ راست ہر کام میں نگرانی رکھیں 87
سپرد امانتوں کی صحیح طرح حفاظت کرنے کی تلقین نیز کسی کے لئے ٹھوکر کا باعث نہ بننے کی نصیحت 88
عہدیدار اپنے قول و فعل کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کریں 89
مربیان اور عہدیداران کو باجماعت نماز پڑھنے کی تلقین 90
بعض دفعہ عہدیداروں کے معاملات بھی سامنے آجاتے ہیں جن میں برداشت بالکل بھی نہیں ہوتی 96،97
رپورٹ بھجوانے میں بے احتیاطی نہ کریں اور صحیح رنگ میں تحقیق کر کے بھجوایا کریں 97
عاجزی اختیار کرنے کی نصیحت 98
عاجزی کے ساتھ بلند حوصلگی کا بھی اظہار ہو 99
عہدیدار قوائد وضوابط پڑھیں اور سمجھیں 100
ماتحتوں کو کام سکھانے کی کوشش کریں 101
ہر ایک سے بشاشت اور خوش خلقی سے پیش آئیں 102
بعض دفعہ انتظامی معاملات کی وجہ سے سختی سے بات کرنے کی ضرورت پڑتی ہے لیکن یہ ضرورت انتہائی قدم ہے 102
عہدیدار کو اپنے شعبے کا کام اچھی طرح معلوم ہونا چاہیے 103
شعبوں کے بجٹ صحیح طرح مختص کئے جانے چاہئیں 104
مسجدوں کی آبادی سب سے پہلے عہدیداروں کا فرض ہے 114
فیصلہ کرتے وقت اپنی تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ غور اور تدبر اور ہر چیز کی باریکی کو سامنے رکھتے ہوئے اور اس باریکی کو دیکھتے ہوئے فیصلہ کرے 115
ہر ایک سے عزت واحترام سے پیش آئیں 116
غلطیوں کو چھپانے کی بجائے استغفار کرتے ہوئے اپنی اصلاح کی کوشش کرنی چاہیے 117
اللہ تعالیٰ کی خاطر ہر ایک عہدیدار کو کام کرنا چاہیے 117
انتظامیہ یاد رکھے کہ ہر کام کے اعلیٰ نتائج پیدا کرنے کے لئے مستقل مزاجی شرط ہے 121
رحم، ہمدردی اور پردہ پوشی کو ہر عادت پر حاوی کر لو 125
کسی کے متعلق گھروں میں منفی باتیں نہ ہوں 127
عہدیداران میں سب سے زیادہ برداشت ہونی چاہیے 131

منظور شدہ لائحہ عمل پر عمل در آمد کروانا ممبران شوریٰ اور ہر سطح کے جماعتی عہدیداران کی ذمہ داری ہے 134
جو فجر اور عشاء پر نہیں آتے ان میں منافقت پائی جاتی ہے۔عہدیداروں کو خاص طور پر توجہ کرنی چاہیے 165
یہ احساس ہے جو ہمارے ہر عہدیدار میں پیدا ہونا چاہیے کہ کس طرح کام کرنا ہے 169
بعض عہدیدار بھی باجماعت نماز تو علیحدہ رہی بعض دفعہ نمازیں بھی چھوڑ دیتے ہیں 169
عہدیداروں کے بھی معیار بہت پیچھے ہیں 207
عہدیداروں کو... اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے 207
عہدیدار اگر خود اپنا نمونہ دکھائے گا تو لوگ خود بخود کام کرنا شروع کر دیں گے 232
سیکرٹریانِ مال کو فعال ہونے کی نصیحت 326
شعبہ تربیت کا کام بچوں کی تربیت کرنا ہے 339
سیکرٹری تربیت کا حلقہ کے ہر احمدی سے رابطہ ہو 340
سیکرٹری اشاعت کا حضور انور سے جماعتی بلیٹن کے مواد کے متعلق 341
عہدہ ایک امانت ہے اس کا حق ادا کرو 377
عہدہ کی خواہش نہ کرو 378
انتخاب کے وقت بہترین شخص کا انتخاب کرو 380
عہدیداران کی ذمہ داریاں 409،382،380
ہر نگران اپنی رعایا کے متعلق پوچھا جائے گا 385
عہدیداران کے رویے 423،389
عہدیداران لوگوں کیلئے آسانیاں پیدا کریں 391،390
عہدیداران کو عمومی ہدایات 429،428
عہدیدار اختلافِ رائے کو اپنی ذاتی انا نہ بنائیں 444
عہدیداران عاجزی اختیار کریں 445

قائدین (ہدایات)

آڈیٹر 322
اشاعت 363،362
ایثار 432 ،364،357،321،261
تبلیغ 432،413،357،356،319،299،295،284،253،171
تجنید 431،320،319
تحریکِ جدید 322،166
تربیت 426،363،354،323،322،300،299
تربیت نومبائعین 411،365،364،359،295،252
تعلیم 427،362،323،261،260
تعلیم القرآن ووقفِ عارضی 412،411،364،358،244
صحت جسمانی 429،359،300،297
صفِ دوم 298،297،252،247،246،239
عمومی 364،323،282،281
مال 427،319،283
متفرق 411،409،364،324،323

قرآن کریم

معروف فیصلہ وہ ہے جو قرآن اور سنت کے مطابق ہو 44
اصل طریقِ اسلام قرآن مجید کو تدبّر سے پڑھنا 159
قرآن شریف میں دو جنتوں کا ذکر ہے 196
قرآن کریم کو پڑھنا ضروری ہے۔اسے سمجھنا ضروری ہے نہ صرف ترجمہ بلکہ تفسیر جاننا بھی ضروری ہے 211
تدبر اور فکر کے لئے قرآن کریم میں بار بار تاکیدیں موجود ہیں 219
کتاب مکنون اور قرآن کریم میں فکر کرو اور پار ساطبع ہو جاؤ 219
قرآن کریم کی پڑھنے کی، تلاوت کی عادت ڈالیں 245

بچے بھی نمازوں اور قرآن کی طرف توجہ دے رہے ہیں کہ نہیں یہ بھی انصار کی ذمہ داری ہے 245
قرآن کریم پڑھنے کے بارے میں شرمانا نہیں چاہیے 258
تم نے قرآن کریم پڑھنا ہے تو تمہارے پڑھنے کا انتظام کر دیتے ہیں 259
قرآن شریف ایک ایسی ہدایت ہے کہ اس پر عمل کرنے والا اعلیٰ درجہ کے کمالات حاصل کر لیتا ہے 275
قرآن کریم کے حکموں کی تلاش کریں 276
قرآن کریم پڑھو قرآنی احکام آپ کو پتہ لگیں 302
ہم نے تقویٰ وطہارت میں کہاں تک ترقی کی ہے۔ اس کا معیار قرآن ہے 314
قرآن کریم کا ترجمہ سیکھنے کا ارشاد 441
قرآن کریم کے پڑھنے کی بابت نصیحت 464
قرآن کا حربہ ہاتھ میں لوگے تو تمہاری فتح ہے 464، 465
قرآن کریم ہمیں اللہ تعالیٰ کی عبادت اور مخلوق کی یاد دلاتا ہے 473

ماں

ماں باپ کا فرض ہے بچوں کو مسجدوں سے جوڑیں 226
ماں اپنے بچہ کی پرورش کرتی ہے کیا اس امید پر کہ وہ اسے کھلائے 272

محنت

جو محنت جس کی توقع کی جاتی ہے وہ صحیح طرح نہیں کی تو تب بھی اللہ تعالیٰ پوچھے گا 184
اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا وارث بننے کے لئے ہمیں محنت کرنی پڑے گی 200
جب آپ نے ایک ہدف اور ٹارگٹ رکھا ہوگا تو آپ قدرتی طور پر زیادہ محنت کریں گے 253
اپنی محنت کی وجہ سے کام میں کوئی برکت پڑ جائے گی تو وہ نہیں پڑ سکتی جب تک دعا ساتھ نہ ہو 294

مذہب

ایسے پمفلٹ تقسیم کئے جائیں کہ انسان کو مذہب کی ضرورت ہے 167
مذہب سے بھی یہی منشا ہوتا ہے کہ تسبیح کے دانوں کی طرح وحدت جمہوری کے ایک دھاگہ میں سب پروئے جائیں 193
مذہب کی ضرورت اور اسلام کی ضرورت ایسے موضوعات ہیں جن میں مجلس انصار اللہ کے ممبران کو خوب مہارت ہونی چاہیے 259
اسلام ہی وہ حقیقی مذہب ہے جو دنیا کو راہ راست پر لا سکتا ہے 277

مسجد

مسجد جا کر باجماعت نماز ادا کریں سوائے بیماری یا کسی بھی جائز عذر کے 59
مساجد میں نماز باجماعت ادا کرنا بھی اللہ تعالیٰ کے حکموں میں سے حکم ہے 90
جہاں مسجد یا سینٹر کی سہولت موجود نہیں وہاں گھروں میں نمازوں کا اہتمام ہو سکتا ہے 95
جہاں بھی دوسرا آدمی میسر ہو اگر مسجد یا صلوٰۃ سنٹر سے دُور ہیں تو وہیں نماز باجماعت پڑھ لیں 166
مسجد چرچ نہیں جو صرف ویک اینڈ پر کھُلتی ہو 170، 171
آپ مسجدیں تو لے رہے ہیں، نمازی بھی بنائیں 170
ایک احمدی مسجد سے توقع 179
مسجدیں بارونق ہوں 179
خود مسجدوں کو آباد کرنا ہے بلکہ دوسرے لوگوں کو بھی مسجد میں لانے کی کوشش کرنی ہے 180
ہر ایک محلّہ والے پانچ وقت نمازوں کو باجماعت محلّہ کی مسجد

میں ادا کریں 194
پانچ وقت نمازوں کے لئے بھی اور جمعہ کے لئے بھی اور عیدین کے لئے بھی مسجد میں آنا چاہیے 195
اپنی مسجدوں کو آباد کرنے والے ہوں 199
ماں باپ کا فرض ہے بچوں کو مسجدوں سے جوڑیں 229
دیکھیں کہ مسجد یا نماز سینٹر میں نماز باجماعت کا انتظام ہو رہا ہے کہ نہیں 233
اپنے بچوں کو مسجدوں کے ساتھ، نماز سنٹروں کے ساتھ جوڑیں 287
مساجد کی حفاظت کی طرف توجہ دیں 347

مربیان (نصائح)

مربیان، امراء اور عہدیداران کا کام ہے کہ حضور انور ایدہ اللہ کے پروگرام بار بار جماعت کے سامنے لائیں 17
علماء، مربیان، واعظین جماعت کے افراد کے سامنے جماعت کی صحیح تعلیم پیش کریں 18
احباب جماعت کو بتائیں کہ حضرت مسیح موعودؑ نے ہمارے سامنے اللہ تعالیٰ کو کس رنگ میں پیش کیا 19
مربیان، امراء، عہدیداروں کو اپنے دائرہ میں اصلاح کی کوشش کرنی چاہیے 24
مربیان، عہدیداران بار بار جھوٹ سے بچنے کی نصیحت کریں 26
بچوں کو گندگی اور بے حیائی کا فرق بتا کر اور اپنے عملی نمونے دکھا کر ماحول کے اثر سے بچا سکتے ہیں 27
خلافت کا صحیح فہم وادراک پیدا کرنا مربیان اور عہدیداران کا کام ہے 33
مربیان احباب جماعت کو سمجھائیں اور بتائیں کہ تمام برکتیں نظام میں ہیں 34
مربیان خلیفہ وقت کی ہر صورت میں اطاعت اور نظام کی فرمانبرداری کی اہمیت کے متعلق احباب جماعت کو بتائیں 35
مربیان و عہدیداران افراد جماعت کی علمی اور دینی ترقی کے معیاروں کو اونچا کرنے اور استعدادوں کے معیار بلند کرنے میں اہم کردار ادا کریں 61
مربیان اور عہدیداران اللہ تعالیٰ کے احکامات تلاش کر کے ان پر خود عمل کریں اور دوسروں کو بھی یاد کروائیں 69
مربیان اور عہدیداران کو باجماعت نماز پڑھنے کی تلقین 90
میدان عمل میں آنے والے مربیان کے ذہنوں میں جو سوالات ہوتے ہیں ان کے جوابات 123،124
کسی کے متعلق گھروں میں منفی باتیں نہ ہوں 127

مطالعہ کتب

افریقہ میں اور عربوں میں حضورؑ کی کتب کے مطالعہ سے تبدیلیوں اور ایمان میں اضافہ کا ذکر 33
حضرت مسیح موعودؑ کی کتابوں کو پڑھنا اور ان سے فائدہ اٹھانا بھی جماعت کے اہم ترین فرائض میں سے ہے 84
قرآن کریم کی ایک تفسیر ہے جو آپؑ کے ارشادات میں ہمیں ملتی ہے، آپؑ کی کتب میں ملتی ہے 206
انصار اللہ کو مطالعہ کی تلقین 323
حضرت مسیح موعودؑ کی تصانیف کا مطالعہ کریں 344
انصار کو مطالعہ کی طرف توجہ 428

معرفت

اصل مدعا انسان کی زندگی کا خدا تعالیٰ کی پرستش اور خدا تعالیٰ کی معرفت اور خدا تعالیٰ کیلئے ہو جانا ہے 182
خدا کی معرفت اسی وقت پیدا ہو گی جب ہر وقت اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کو سامنے رکھتے ہوئے اس کی عبادت کا حق ادا کرنے کی

کوشش کرنے والا ہو گا 182
پس جب اللہ تعالیٰ کی معرفت انسان کو ملتی ہے اور دعاؤں میں درد پیدا ہوتا ہے تو پھر سرور بھی آتا ہے 189
اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کرنی ہے تو وہ بھی دعا کے ذریعہ سے مانگو 190
دعا بھی کرتے رہو کہ معرفت اللہ تعالیٰ عطا فرمائے 191
ان باتوں پر عمل کرو اور عقل اور کلام الٰہی سے کام لو تا کہ سچی معرفت اور یقین کی روشنی تمہارے اندر پیدا ہو 212
میرے ماننے والے علم و معرفت میں ترقی کریں گے 213
پس تقویٰ ہو گا تو دینی علوم کے ساتھ دنیوی علوم کے بھی راستے کھلیں گے... پھر علم و معرفت میں بھی ترقی ہو گی 219

مومن

مومن کو چاہیے کہ مصمم ارادے کے ساتھ کوشش کرے اور اسے انجام تک پہنچائے 87
حقیقی مومن اپنی امانتوں اور اپنے عہدوں کا خیال رکھنے والے ہیں 95
مومن اپنے دینی بھائیوں کو اپنے نفسوں پر ترجیح دیتے ہیں 97
غیر اللہ سے سوال کرنا مومنانہ غیرت کے صریح اور سخت مخالف ہے 152

نماز

مرد مسجد جا کر نماز ادا کریں 59
جہاں مسجد یا سینٹر کی سہولت نہیں وہاں گھروں میں نمازوں کا اہتمام ہو سکتا ہے 95
نماز انسان کو اطمینان قلب عطا کرتی ہے 107
نمازوں کے پابند افراد ہی اپنی دینی حالت اچھی کرتے ہیں 107
نماز بے شک بندے اور خدا کا معاملہ ہے مگر توجہ دلانا اور پوچھنا نظام کا کام ہے 122
رسول اللہ صلی اللہ وسلم کا بیوی اور خاوند کے لئے ارشاد کے جو نماز کے لئے پہلے جاگے وہ دوسرے کو نماز کے لئے جگائے 122
سوائے بیماری اور معذوری کی صورت کے نماز باجماعت ادا کرنے کی انتہائی کوشش کرنی چاہیے 138
نمازوں کو باقاعدگی سے اور بالالتزام پڑھنے کے بارے میں نصیحت 140
نماز کیا ہے؟ 141
نماز میں لذت، خشوع و خضوع خدا کی مدد اور استعانت کے بغیر حاصل نہیں ہوتا 143
نماز میں لذت نہ آنے کی وجہ اور اس کا علاج 144
نماز صرف اٹھنے بیٹھنے کا نام نہیں 148
نماز کا مغز اور روح وہ دعا ہے جو ایک لذت اور سرور اپنے اندر رکھتی ہے 148
صلوٰۃ اس کیفیت کا نام ہے جو ربوبیت اور عبودیت کے ملنے سے پیدا ہو 150
توحید کے عملی اقرار کا نام ہی نماز ہے 154
نماز کی حفاظت کیوں کی جائے اور نماز پڑھنے کی وجہ 155
جماعت میں بہت سارے ایسے ہیں جو خالص ہو کر نمازیں پڑھنے والے ہیں 156
نماز پڑھنے کی وجہ سے جو نور ملتا ہے وہ نہیں ہے... ان کے دلوں میں اخلاص نہیں 156
وہ نماز جس کا ذکر قرآن میں ہے اور وہ معراج ہے 156
نماز کو رسم اور عادت کے رنگ میں پڑھنا مفید نہیں 157
حقیقی نماز کیا چیز ہے؟ 158
بس نماز ہی ایسی چیز ہے جو معراج کے مراتب تک پہنچا دیتی

ہے۔ یہ ہے تو سب کچھ ہے 159
اگر نماز کے لئے... تھوڑی سی تکلیف اٹھالو تو کیا حرج ہے 160
عبودیت کاملہ کے سکھانے کے لئے بہترین معلّم اور افضل ترین ذریعہ نماز ہی ہے 161
اجتماعات ایسی جگہ منعقد کریں جہاں پانچوں وقت کی نمازوں کا اہتمام بھی ہو سکے 162
جو تین ماہ کے دوران نماز باجماعت میں باقاعدہ نہ ہو جائیں انہیں مجلس عاملہ سے فارغ کر دیا جائے 165
ہر عاملہ کا ممبر بالخصوص اور دوسرے جو نمازوں میں باقاعدہ ہیں وہ دس دس گھروں کو نماز کے لئے بھی لے کر آئیں 166
اُنہیں (نومبائعین کو) نماز سکھائیں اور نماز کی عادت ڈالیں 168
مجلس عاملہ کے اراکین کو سو فیصد نمازی ہونا چاہیے 170
اگر نمازوں پر زور دیں گے تو چندے خود بخود آجائیں گے 170
پہلے عاملہ کو باقاعدہ نمازی بنائیں 171
پس تبلیغ میں کامیابی کے لئے پانچوں نمازوں، نوافل اور تہجد میں دعائیں کریں 172
عورتوں پر نماز باجماعت فرض نہیں 174
جہاں کام کرتے ہیں وہاں اکٹھے ہو کر نماز باجماعت پڑھ لیا کریں 175
نماز کو سوچ سمجھ کر پڑھنا چاہیے 177
مومن جو ہیں ان کی معراج نماز ہے 180
پس انصار اللہ کی یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے... اپنے بچوں کو، اپنے گھر والوں کو نمازوں کی طرف توجہ دلائیں 180
نماز ہی صحیح عبد بننے کی طرف ہمیں لے جاتی ہے 186
نماز ہی دعا ہے نماز عبادت کا مغز ہے 186
نماز جو ہے وہ اس کو فحشاء سے اور منکر سے ہٹاتی ہے 187
جن کی نمازوں میں گداز ش ہے... ان کو نمازوں میں سرور اور مزہ آتا ہے 188
نماز ہزاروں خطاؤں کو دور کر دیتی ہے 189
نماز وہ شے ہے جسے دل بھی محسوس کرے کہ روح پگھل کر خوفناک حالت میں آستانۂ الوہیت پر گر پڑے 191
نماز کا مزا نہیں آتا جب تک حضور نہ ہو 192
یہ نمازیں باجماعت جو کہ ادا کی جاتی ہیں وہ بھی اسی وحدت کے لئے ہیں تا کہ کُل نمازیوں کا ایک وجود شمار کیا جاوے 193
نماز کے معنے ٹکریں مار لینے اور رسم اور عادت کے طور پر ادا کرنے کے ہرگز نہیں 193
ہر ایک محلّہ والے پانچ وقت نمازوں کو باجماعت محلّہ کی مسجد میں ادا کریں تا کہ اخلاق کا تبادلہ آپس میں ہو 194
نماز خدا کا حق ہے اسے خوب ادا کرو 195
نماز کا مزا دنیا کے ہر ایک مزے پر غالب ہے 196
دنیا کی جنت... نماز کی لذت ہے 196
جب تو نماز کے لئے کھڑا ہو تو ایسا نہ کر کہ گویا رسم ادا کر رہا ہے 227
نماز پڑھو، نماز پڑھو کہ وہ تمام سعادتوں کی کنجی ہے 227
انصار اللہ کا کام یہ ہے کہ اپنے گھروں کی بھی نگرانی رکھیں... ان کے بیوی بچے باقاعدہ نماز میں شامل ہوتے ہیں کہ نہیں 252
انصار صرف خود ہی نہ نمازیں پڑھنے والے ہوں... بلکہ ان کے گھروں میں ان کی بیویاں بھی، بیٹیاں بھی، بیٹے بھی، بچے بھی نمازیں پڑھنے والے ہوں 255
خدا تعالیٰ مغز اور حقیقت کو چاہتا ہے، رسم اور نام کو پسند نہیں کرتا 274
غفلت کی نماز کو ترک کر دو، رسمی نماز کچھ ثمرات مرتب نہیں لاتی 279
میری کوئی نماز ایسی نہیں ہے جس میں اپنے دوستوں اور اولاد اور بیوی کے لئے دعا نہیں کرتا (حضرت مسیح موعودؑ) 286

اپنے بچوں کو مسجدوں کے ساتھ، نماز سنٹروں کے ساتھ جوڑیں 287
قرآنِ کریم میں نماز کی بار بار تاکید کی گئی ہے 291
نماز تو سو فیصد ہونی چاہیے 294
نو مبائعین ...انہیں سورۃ الفاتحہ عربی اور اس کا ترجمہ سکھانا چاہیے اور انہیں نماز پڑھنی بھی سکھانی چاہیے 295
آپ نے ایسے انصار سے جو پنجوقتہ نمازیں ادا نہیں کر رہے پوچھا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حضور نماز نہ پڑھنے کا کیا عذر پیش کرتے ہیں؟ 299
بنیادی چیز نماز ہے اسی کی طرف توجہ نہیں تو قرآن کریم کی تلاوت تو پھر بعد میں آتی ہے 302
نماز بدیوں کو دور کرتی ہے 396
نماز کی اہمیت از حضرت مسیح موعودؑ 397، 399
نماز باجماعت کے متعلق نصائح 322، 323، 332، 352، 354
ہر احمدی نماز باجماعت کا التزام کرے 326
نماز میں خشوع و خضوع کس طرح پیدا کی جائے 421

ورزش

اگر ممکن ہو تو ورزش کی غرض سے بعض دوسرے اوقات میں بھی سائیکل استعمال کریں 239
صفِ دوم کے.....کتنے انصار سائیکل استعمال کرتے ہیں 246
مستقل ورزش کرنی چاہیے 252
صفِ دوم کے انصار کو باقاعدہ ورزش کرنی چاہیے 298
کتنے ممبران عاملہ ورزش کرتے ہیں 300

وصیت

اپنے چندہ کی باقاعدہ ادائیگی اور اس کا حساب رکھنا ہر موصی کی اپنی ذمہ داری ہے 105
ہر موصی مقامی جماعتوں کے سیکرٹریان کے رابطہ میں ہو 105
سیکرٹری وصایا موصیوں کی نماز باجماعت اور تلاوت کی بھی نگرانی کریں 175
وصیت کس طرح کریں 240
موصیان کی تعداد بڑھانے کی تلقین 340
سب اراکین عاملہ کو ضرور وصیت کرنی چاہیے 409

وقف جدید

تمام مرد وزن اور بچے تحریک جدید اور وقف جدید میں شامل ہوں 166
نتیجہ آنا چاہیے جیسے تحریک جدید اور وقف جدید کے چندوں کا نتیجہ ہوتا ہے 174
سیکرٹری صاحب وقف جدید ٹالورتھ سے سوال 176
نو مبائعین کو مالی قربانیوں کی طرف توجہ دلانے کی کوشش کریں چاہے وہ وقفِ جدید میں ہوں 253
وقف جدید کی تحریک میں ہر ناصر لازمی شامل ہو 411

وقف عارضی

انصاراللہ کے منتظم تعلیم القرآن و وقف عارضی خود بھی وقف عارضی کریں اور دوسروں سے بھی کرائیں 173
وقفِ عارضی کی بھی تحریک کریں 176
تمام عاملہ ممبران سے وقت لیں... کہ یہ سال میں دو ہفتہ کی وقفِ عارضی کریں گے 231
انصار اللہ کی عاملہ کو کہیں کہ وہ اپنی عاملہ کو کہے، وہ وقفِ عارضی کے لئے نمونہ دکھائیں 232
شعبہ تعلیم القرآن و وقف عارضی کے لئے راہنمائی 244

عاملہ ممبران کو وقف عارضی کی تحریک 322،321
عاملہ کے ممبران سال میں کم از کم دو ہفتے وقف عارضی کریں 358
عاملہ کے ممبران کو شامل ہونا چاہیے 364

ہمسایہ

دس دس ہمسایوں سے اچھے تعلقات پیدا کریں 166
3500 گھروں تک پیغام پہنچانے اور ہمسایوں سے اچھے تعلقات کے بارے میں رپورٹ 168
اپنے احمدی ہمسایوں کو بھی نماز میں آتے جاتے اس طرف توجہ دلاتے رہنا ہے 180

اسماء

آ۔ا

آدمؑ حضرت 278، 448، 449، 450

ابرہیمؑ حضرت 278، 394، 463، 468، 473

ابو بکر حضرت 400، 463

ابو موسیٰؑ حضرت 350

انعام الحق کوثر 36

ب

بشیر احمدؓ صاحب مرزا حضرت 41

بواٹنگ حافظ (Boateng) 246

خ

خالد سیف اللہ 36

خورشید احمد مرزا 169

د،ز

داؤدؑ حضرت 273

زکریاؑ حضرت 329

ش

شیخ سعدیؒ 278

شیر علیؓ مولوی حضرت 45

ع

عبد اللہ بن مسعودؓ حضرت 40

عبد الکریمؓ مولوی حضرت 73

عثمانؓ حضرت 421

عیسیٰؑ حضرت 33

ل

لافیا عبد المومن 196

م

محمود احمد شاہد بنگالی 36تا38

محمود مجیب اصغر 37

معاذ بن جبلؓ حضرت 390

معقل بن یسارؓ حضرت 384

مسعود حافظ 173

منور مجوکہ (امیر ضلع خوشاب) 169

موسیٰؑ حضرت 47، 228، 278

ن

نوحؑ حضرت 278

ہ

ہٹلر 42

ی

یسوع 24، 213

یعقوبؑ 463

مقامات

آ۔ا

آسٹریلیا 357،356،355،51،36

افریقہ 33، 51، 261، 321، 345، 348، 349، 364، 432

اگیمبیا(Igembya) تنزانیہ 198

الجزائر 344

امریکہ 413،393،335،332،298،167،51،36

انگلستان 284

ایشیا 51

ب

برطانیہ 364،134

برکینافاسو 364،346،345،344

بمبئی 45

بھیرہ 73

بھارت 353،328،286

بیت الفتوح 166،165

بیت الفتوح ایسٹ 167،165

بیت الفتوح ساؤتھ 166،165

بیلجئم 455،441

بینن 196،188

پ

پاکستان 407،356،348،345،344،335،21،7

ت

تنزانیہ 198

ٹ

ٹالورتھ 176

ج

جاپان 431

جرمنی 291،165،65،53،42

چ

چین 349،335

خ

خوشاب 169

ر

راولپنڈی 348

ربوہ 258،173،25،23،19

س

سپین 430

سرگودھا 73

سوئٹزرلینڈ 331،256،255

سوات 335

ش

شیانگا 198
عرب 344

ف

فرانس 393
فلسطین 432
فن لینڈ 107

ق

قادیان 45،73

ک

کاغان 335
کِڈانڈا 199
کنگسٹن 177
کینیڈا 226،295،364،398،430،432،435

گ

گریٹ لیکس(Great Lakes) 300
گیمبیا 320
گھوڑاگلی 348

ل

لائبیریا 471،472
لندن 45

م

مارڈن ساؤتھ 171
ماریشس 165
مراکش 341
مری 325،348
مشرقی افریقہ 198
من ہائم(Mannheim) 284

ن

ناروے 360،437
ناران 335
نارتھ ایسٹ ریجن 320
نیدرلینڈز 316
نیوزی لینڈ 473،475

ہ

ہالینڈ 261
ہندوستان 21،221،344،345

ی

یورپ 51،335،346
یمن 103
یوکے 104،109،294،332،393،430،440

کتابیات

ا

اسلامی اصول کی فلاسفی 412

ایسنس آف اسلام(Essence of Islam) 428

چ

چشمۂ معرفت 428

ح

حقیقۃالوحی 260

د

دیباچہ تفسیرالقرآن 259

ر

رسالہ الوصیت 340،240

ض

ضرورۃالامام 323

ل

لیکچر لاہور 323

م

مرزا غلام احمد قادیانیؒ اپنی تحریروں کی رُو سے 428